الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۝

فنِ تصوف کا عظیم شاہکار

چشمۂ فیضِ شیرِ ربانی

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ
کے احوال و آثار کا مستند مجموعہ

تحریر و تحقیق:

محمد یٰسین قصوری نقشبندی

کرماں والا بک شاپ

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

فنِ تصوف کا عظیم شاہکار

چشمۂ فیضِ شیرِ ربانی

شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے احوال و آثار تبلیغی و اصلاحی خدمات، کشوفات و کرامات اور تحریری تبرکات و مکتوبات کا پہلا مستند مجموعہ۔

تحریر و تحقیق:

محمد یٰسین قصوری نقشبندی

کرماں والا بک شاپ

دکان نمبر ۵
دربار مارکیٹ
لاهور

Voice: 042-7249515
0300-4306876 0307-4132690

بفیضانِ کرم

شمس العارفین سراج السالکین قطب الاقطاب، پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرماں والے۔ آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف (اوکاڑہ)

حضرت سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ — مزار مبارک کرموالا انڈیا

حضرت سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ نظر

زینت السادات، نور السادات، فخر السادات

حضرت سید

صمصام علی شاہ بخاری مد ظلہ

جانشین حضرت

کرماں والا شریف

بفیضانِ نظر

زینت السادات، نور السادات، فخر السادات

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت پیر سید

باباجی

میر طیب علی شاہ بخاری

سجادہ نشین

حضرت کرماں والا شریف

چاہتے ہو اگر زینت نامی آلِ زہرا رضی اللہ عنہا کی کرو غلامی
ان سے مجھے زہد نیازی [illegible] کے مارے ہوئے ہیں

فنائی الشیخ صوفی

باصفا، پیکرِ صدق و صفا

ابوالانعام اللہ

الحاج صوفی

برکت علی رحمۃ اللہ علیہ

بانی کرماں والا بک شاپ

زیرِ سرپرستی

پیر الحاج انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

خلیفہ مجاز حضرت کرماں والا شریف

زیرِ اہتمام

سمیع اللہ برکت

قیمت 300 روپے

اشاعت 5-01-2011

عرضِ ناشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

''سنو! بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ غمگین ہوں گے۔'' (سورۂ یونس)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اولیاء اللہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَلَّذِیْنَ اِذَارُءُ وَذِکَرَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّہٗ ''وہ لوگ جن کے دیدار سے خدا یاد آ جائے۔

حضرت اسماء بنت یزید نے حضور اکرم ﷺ کو یوں ارشاد فرماتے سنا۔ (اے حاضرین) کیا میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں آگاہ نہ کروں جو تم میں سے بہتر ہیں؟ سب نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بتائیے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اذا راء وا ذکر اللّٰہ جب ان کی زیارت کی جائے تو اللہ یاد آ جائے کیونکہ ان کا دل وہ آئینہ ہے جس میں تجلیات الٰہیہ کا عکس پڑ رہا ہے اور جب کوئی چیز ایسے آئینے کے مقابلہ میں رکھی جائے جس پر سورج کی کرنیں پڑ رہی ہوں تو وہ چیز بھی روشن ہو جاتی ہے بلکہ آئینہ کا عکس اگر روئی پر ڈالا جائے تو وہ جلنے لگتی ہے حالانکہ سورج کی کرنیں اگر بلاواسطہ پڑیں تو وہ نہیں جلتی اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سورج سے دور ہے اور آئینہ سے قریب ہے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ

پیر طریقت رہبر شریعت منبع انوار اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کا ذکر اُن اولیاء اکرام میں سے ہوتا ہے کہ جن کا فیض آج بھی جاری ہے۔ آپ کے پاس کوئی بھی شخص حاضر ہوتا اس کو تہجد گزار با شریعت بنا دیا اور بعض پر ایسی نظر عنایت فرمائی کہ انہیں درجہ ولائیت تک پہنچا دیا۔

زیرِ نظر کتاب ''چشمۂ فیض شیر ربانی'' حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات پر مدلل کتاب ہے جو کہ علامہ محمد یٰسین قصوری صاحب نے تحریر فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ علامہ صاحب کے علم، عمل، عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔

''چشمۂ فیض شیر ربانی'' کو شائع کرنے کی سعادت ادارہ کرماں والا بک شاپ کو ہو رہی ہے اس سے پہلے بھی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات پر دو کتب شائع کیں۔ ''احوالِ مقدسہ'' اور ''تذکرہ شیر ربانی اور اُن کے خلفاء رحمہم اللہ''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ادارہ کرماں والا بک شاپ پر جاری وساری رہے اور اسی طرح قرآن کریم، احادیث، فقہ، سیرت وتصوف پر تصانیف عوام الناس تک پہنچانے کی سعادت بخشے۔ آمین

سمیع اللہ برکت

خادم درگاہ حضرت کرماں والا شریف

بروز بدھ: 25-01-2011

آئینۂ حسن ترتیب

عنوان	صفحہ
ابتدائیہ	18
اہداء	23
انتساب	24
تقریظ: میاں غلام احمد و میاں محمد ابوبکر شرقپوری	25
تقریظ: میاں جمیل احمد شرقپوری	26
تقریظ: علامہ مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی شرقپوری	27
تقریظ: علامہ مفتی محمد اشرف نقشبندی	28
نشانِ منزل: علامہ محمد منشاء تابش قصوری	29
تقدیم: ڈاکٹر سید طاہر رضا بخاری	33
حمد باری تعالیٰ جل شانہ	41
نعت مصطفیٰ کریم ﷺ	42
ارشادِ ربانی جل جلالہ	43
ارشادِ مصطفیٰ کریم ﷺ	43
ارشادِ مرشد شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	43
ارشاد شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	43
پہلا باب	44
مختصر تعارف "سرزمین شرقپور شریف"	45
قصبہ کی بنیاد	45
تزئین	45
حدود اربعہ	46
آباد کنندگان	46
شہر کے دروازے	46
مسکنِ اولیاء کرام	46
حضرت حافظ ہاشم سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ	46
حضرت حجرے والے رحمہ اللہ تعالیٰ	47
علوم وفنون کا شہر	48
جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ	48
دارالمبلغین حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ	48
جامعہ شیر ربانی برائے طالبات	48
مساجد کا شہر	48
مدفن شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	49
اوصاف باشندگان	49
شرقپور شریف میں مکاتبِ فکر	49
سکھوں سے پاک شہر	49
عظمتِ شرقپور شریف	50
سرکارِ مدینہ ﷺ کی نظر میں شرقپور شریف	50
شرقپور شریف مرکز فیوض وبرکات	51
سرزمین شرقپور شریف کی عالمگیر شہرت	52
عظمت سرزمین شرقپور شریف	53
دوسرا باب	54

عنوان	صفحہ
آباء واجدادِ حضرت شیرربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	54
حافظ صالح محمد رحمہ اللہ تعالیٰ	56
حافظ محمد عمر رحمہ اللہ تعالیٰ	56
حضرت بابا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ	56
حضرت حافظ محمد حسین قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ	59
حضرت میاں عزیز الدین رحمہ اللہ تعالیٰ	60
﴿ تیسرا باب ﴾	62
بشاراتِ طلوعِ آفتابِ ولایت	62
پیدائش سے ایک صدی قبل بشارت	63
ایک معتکف ولی کامل کی بشارت	63
بابا امیر الدین رحمہ اللہ کا کشف	64
بابا جی کا شرقپور شریف میں آمد ورفت کا سلسلہ	64
آسمان کی سیر	65
مادرزاد ولی اللہ	65
دلائل ولایت شیرربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	66
بچپن میں عارفانہ کلام	67
ذکرِ الٰہی سے محبت	67
﴿ چوتھا باب ﴾	68
حالات حضرت شیرربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ	68
شرفِ بیعت	69
اعزازِ خلافت	69
شجرہ نسب شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ	70
''میاں صاحب'' کا لقب	71
سلسلہ رشد وہدایت کا آغاز	71
طریقۂ اصلاح	72
جانوروں سے حسن سلوک	72
جہالت کی تاریکی میں علم کی روشنی	73
تعمیر مساجد	73
فنِ خطابت میں مہارت	74
مرجع علماء ومشائخ کرام	74
اتباعِ سنّت	75
شماروں پر درودِ پاک	75
درود پاک کے شماروں کا احترام	76
معاصر علماء ومشائخ	76
مزارات پر حاضری	77
مزار کو سجدہ کرنے والوں سے نفرت	77
حضرت شیرربانی اپنے مرشد کی نظر میں	78
پیرومرشد کو شرعی مسئلہ بتانا	79
امتیازاتِ شیرربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	79
عجز وانکسار	80
عاجزی وانکساری کی اعلیٰ مثال	80
مرشد کی نسبت کا احترام	81
مرید بھی مراد بھی	82
آخر میں شیر محمد ہوں	82

عنوان	صفحہ
خادم پر نظرِ کرم	83
علامہ محمد اقبال بردرِ شیرربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	84
نمازی بنانے کی تاکید	90
چشمۂ فیض	91
پاسبانِ شریعت	91
پہلے شریعت پھر طریقت	91
لنگر کی دال شریف کی برکت	94
انگریزی عادات سے نفرت	95
مرشد خانہ کے مہمان اور گھوڑے کی تواضع	95
سجادہ نشین حضرات کی عملی تربیت	96
دادا مرشد کے مزار کے لیے ادچھاڑ پیش کرنا	97
''مکان شریف'' سے والہانہ عقیدت	97
جذبۂ خدمتِ خلق	98
یتیموں پر شفقت	99
پرندوں پر شفقت	100
دو شخصیات سے محبت	101
امامت و خطابت کی خدمات	101
سنتِ رسول کریم ﷺ سے محبت	102
خلافِ سنت لباس سے نفرت	103
امامِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت	104
مسئلہ حاضر و ناظر	104
پولیس میں ملازمت کی خواہش	105
زکوٰۃ ادا کرنے کی نوبت نہ آنا	105
خشیتِ الٰہی	106
ہر جگہ اسمِ ذات نظر آنا	106
''عید'' کے بارے میں ارشادِ گرامی	106
حقیقتِ بیعت	107
سیاہ جوتوں سے نفرت	107
مختلف اشیاء کو قبلہ رخ رکھنا	107
مرشد خانہ کی مٹی کا احترام	108
ہر چیز کو دائیں ہاتھ سے پکڑنا	108
آپ کے حضور فرشتوں کا مؤدب کھڑے ہونا	108
خلوص و للّٰہیت	108
اصلاحِ عقائد	109
گفتۂ او گفتۂ اللہ بود	110
کلاک پر تصرف	111
آپ کے مشہور نعت خوان	111
نقشبندی خادم کی پہچان سراپا سنتِ خیر الانام ﷺ	111
جذبۂ ایثار و سخاوت	112
اسلامی تربیت و اصلاح کا جوہر	112
خلقِ خدا پر شفقت	112
﴿پانچواں باب﴾	122
معمولاتِ حضرت شیرربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	123
طریقۂ بیعت	124
حسنِ اخلاق	125
[illegible]	126

عنوان	صفحہ
مہمان نوازی	127
نمازِ فجر کے بعد کے معمولات	127
نمازِ ظہر کے بعد کے معمولات	129
نمازِ عصر کے بعد کے معمولات	129
نمازِ مغرب کے بعد کے معمولات	129
نمازِ عشاء کے بعد کے معمولات	131
نمازِ جمعۃ المبارک کے بعد کے معمولات	132
﴿چھٹا باب﴾	134
کراماتِ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ	135
معجزہ کی تعریف	135
ارہاص کی تعریف	135
کرامت کی تعریف	135
معونت کی تعریف	135
استدراج کی تعریف	136
حضرت داتا صاحب کا استقبال کے لیے آنا	136
پانی کا دودھ بن جانا	136
شرقپور شریف میں ہوتے ہوئے حج میں شرکت کرنا	136
مرید کی معاونت کرنا	137
قلب جاری کرنا	138
غیر شرعی امور سے تائب ہونا	138
عیسائیوں اور سکھوں پر تاثیر	138
دوست کی خوشبو	138
یک طائفہ کی کایا پلٹنا	139
خصوصی راہنمائی فرمانا	140
دل کا راز معلوم کرنا	140
کتوں پر تصرف	140
مرزائی وزیر کا مرنا	141
پھانسی سے نجات پانا	141
آپ کے نام سے جنت ملنا	142
دعا سے نرینہ اولاد پیدا ہونا	142
دردِ شقیقہ سے نجات ملنا	142
ہندو کا قبولِ اسلام	143
رقم کا دوگنا ہونا	143
پیرخانے کا ادب	144
پولیس کپتان کا متشرع بننا	144
دعا سے لڑکے کو بینائی اور زبان ملنا	144
بیماری سے نجات ملنا	145
گھوڑی کا مطیع ہونا	145
نگاہِ ولایت کی تاثیر	146
دلی خواہش سے آگاہ ہونا	147
قرض ادا ہونا اور درخت کا پھل آور ہونا	147
تمام انبیاء کی زیارت کا شرف حاصل ہونا	148
سب سے بڑی کرامت	148
دہریت سے تائب ہونا	148
تعمیرِ مسجد میں فرشتوں کا شرکت کرنا	149
سانپ سے نجات پانا	149

عنوان	صفحہ
زیارتِ روضۂ رسول کریم ﷺ کروانا	149
حیاتِ نو حاصل ہونا	150
خواب میں نماز کی تاکید کرنا	150
رقم کے خورد برد ہونے کی پریشانی سے نجات دلانا	150
مکھن میں برکت ہونا	151
گستاخی کے نتیجہ میں گھر کا صفایا ہونا	152
لاعلاج انگلی درست ہونا	152
غلہ میں برکت ہونا	152
کھانے میں برکت ہونا	153
فضول خرچی سے اصلاح	153
ارتداد سے تائب ہونا	153
بے عمل کا سنت نبوی ﷺ کا پابند ہونا	153
پسند کا کھانا ملنا	154
بیماری کی تشخیص اور اس کا علاج	154
طائفہ کو طلاق دینا	155
چوری سے تائب ہونا	155
چور کا تائب ہونا	156
ہندوؤں اور سکھوں کا ولایت کی گواہی دینا	157
کتے کا تابع حکم ہونا	158
نور کی بارش	158
دل کا بھید معلوم کرنا	159
زیارتِ رسول کریم ﷺ کرانا	160
قوالوں کا تائب ہونا	160
مقدمہ سے برأت حاصل ہونا	162
عربی بہروپیا	162
حضور ﷺ کی دائیں جانب	162
عبادت وریاضت	163
زندہ ولی	163
شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دوربین کا کمال	164
غائبانہ راہنمائی	165
فہم القرآن کی دولت حاصل ہونا	166
یدِ مسیحا	166
نابینا کو بینائی عطا ہونا	167
قبرستان میں درختوں کی بہار	168
نزولِ بارش	168
طغیانی سے نجات ملنا	169
زنا سے تائب ہونا	170
خدام کے حالات سے آگاہ ہونا اور ان کا حل	170
❁ ساتواں باب ❁	174
وصال حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ	175
مرض وصال شریف	175
وجوہات مرض	175
سفر کشمیر	176
لاہور میں علاج	176
وصال کی پیشگی اطلاع	176
آخری وصیت اور بھائی پر نگاہ ولایت	176

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
غروب آفتاب ولایت	177	تعلیمات شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جامع خاکہ	204
اولادِ شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	178	﴿نواں باب﴾	214
کلام عاشق شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	178	عقائد ونظریات شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	215
آخری دیدار کے وقت خدام کی حالت زار	180	مسلک ومشرب	215
کلماتِ سوزِ دل	180	محبت رسول کریم ﷺ	215
تعمیر دربار شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	181	علم رسول اکرم ﷺ	216
عبارت لوح مزار شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	184	الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنا	217
تصرفات شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ بعداز وصال	185	حضور غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت ومحبت	218
مجاہدین سرزمینِ پاکستان کی مدد فرمانا	186	یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ	219
حفاظت نسبت	187	مزاراتِ اولیاء پر حاضری کی تلقین	220
شعار اسلام کا تحفظ	187	اعرسِ اولیاء اور محفل گیارہوں میں شرکت کرنا	222
﴿آٹھواں باب﴾	192	محفلِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا انعقاد	223
ارشادات وتعلیماتِ حضرت شیر ربانی	193	عقائد اہل سنت کا تحفظ ودفاع	224
توحید باری تعالیٰ	193	امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید	224
مقامِ رسالت مآب ﷺ	195	﴿دسواں باب﴾	226
فضائل مصطفیٰ ﷺ	195	تبرکاتِ تحریر شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	227
فقہی وعلمی لطائف	196	خطوط مبارکہ	227
فضائل علم وعلماء	198	تبرکاتِ تحریر شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	235
عبادات	198	﴿گیارہواں باب﴾	251
معاملات	199	حضرت شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا پسندفرمودہ کلام	252
سنت نبوی ﷺ کی اہمیت	199	اسمِ اعظم	252
وظائف	200	پسندفرمودہ اشعار در عظمتِ مصطفیٰ ﷺ	252
مریدین اور دیگر مسلمانوں کی تربیت	200	پسندفرمودہ نعتیں	253

عنوان	صفحہ
﴿بارہواں باب﴾	256
خلفاءِ کرام حضرت شیر ربانی رحمہم اللہ تعالیٰ	257
حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ	258
ولادت باسعادت	258
نام ونسب	258
آغازِ تعلیم	258
شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے محبت	258
طب کی تعلیم حاصل کرنا	259
ملازمت اختیار کرنا	259
شرفِ بیعت	259
اعزازِ خلافت حاصل ہونا	259
جانشینی	259
مثالی اخلاق	260
تعمیرِ مساجد	260
''جامعہ حضرت میاں صاحب'' کا قیام	261
عرسِ شیر ربانی کا اہتمام	262
علم وفضل	263
ایک مبلغ کی حیثیت سے	263
زیارت حرمین شریفین	263
عبادت وریاضت	264
نماز ہزاروں وظائف سے بہتر وظیفہ	264
نماز میں یکسوئی حاصل کرنے کا طریقہ	264
عاجزی وانکساری	265
غیر شرع امور سے اجتناب کرنا	265
تاثیر زبان	266
امانت ودیانت کی اعلیٰ مثال	267
توکل وللّٰہیت	268
جذبۂ اشاعتِ دین	268
تحریک پاکستان میں حصہ لینا	269
تبرکات حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ	270
کشف وکرامات	272
نام لے کر جنتی قرار دینا	272
نرینہ اولاد پیدا ہونا	272
حلال وحرام پر نظر	272
طعام میں برکت ہونا	273
کتیا نے کاٹنا چھوڑ دیا	273
دل کی بات بتانا	274
دل کا راز بتانا	274
اولادِ امجاد حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ	276
ارشادات وتعلیمات	277
حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری	277
ولادت باسعادت	277
تعلیم وتربیت	277
شرفِ بیعت	278
حلقہ مریدین	278
تحریک پاکستان میں حصہ لینا	278

تحریک ختم نبوت میں حصہ لینا	278	صاحبزادہ میاں مرغوب احمد مدظلہ	286
تحریک نظامِ مصطفیٰ ﷺ میں حصہ لینا	278	صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر دامت برکاتہم	286
مذہبی خدمات	279	سلسلہ رشد وہدایت	287
''جامعہ حضرت میاں صاحب'' کی نظامت	279	مریدین کے لیے خصوصی پیغام	288
''مکتبہ حضرت میاں صاحب'' کا قیام	279	اشاعت دین وسلسلہ نقشبندیہ کے لیے اقدامات	288
جلسوں کی صدارت کرنا	279	اہم دلی خواہش	289
خطبۂ جمعۃ المبارک	280	اولاد امجاد	289
اشاعتِ قرآن کا جذبہ	280	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری	290
سیاسی خدمات	280	ولادت باسعادت	290
باطل کے مقابل سیفِ بے نیام	281	نام ووجہ تسمیہ	290
حج بیت اللہ کی سعادت	281	تعلیم وتربیت	291
روضۂ رسول کریم ﷺ کی حاضری	281	بچپن کی عادات واطوار	291
عرس شیر ربانی وعرس ثانی صاحب کا اہتمام کرنا	282	فن طب کا حصول	291
حق گوئی وبے باکی	283	اساتذہ کرام	292
کشف وکرامات	283	شرف بیعت	292
اتباع سنت	283	شفقتِ پدری	292
لڑکا عطا ہونا اور دل کی بیماری سے نجات	283	تصانیف مبارکہ	292
لڑکا پیدا ہونا	283	علم وعلماء سے محبت	292
دہی میں برکت ہونا	284	حسن اخلاق	293
ٹیوب ویل درست ہونا	284	انکساری	293
وصال مبارک	285	ایک مدرس کی حیثیت سے	293
اولادِ امجاد	285	خوانِ جمیل	294
صاحبزادہ میاں رؤف احمد مدظلہ	286	حلیہ مبارک	294

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
لباس مبارک	294	حضرت میاں جمیل احمد روضۂ رسول کے سائے میں	310
مذہبی خدمات	295	حجِ بیت اللہ کی سعادت	310
''دارالمبلغین حضرت میاں صاحب'' کا قیام	295	روضۂ رسول پر حاضری	310
جامعہ حضرت شیرربانی برائے طالبات	296	دیارِ محبوب کریم ﷺ کے باشندوں کی دعوت کرنا	310
عرس شیرربانی وعرس ثانی صاحب کا اہتمام	296	سرکارِ مدینہ ﷺ کے مہمانوں کی خدمت	310
عرس شیرربانی کا اسلام آباد میں انعقاد	296	مدینہ طیبہ کے کتوں کی دعوت کرنا	311
تحریک یوم مجدد الف ثانی کا آغاز	296	کراماتِ جمیل	311
یوم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ کا انعقاد	297	اتباعِ سنتِ مصطفیٰ ﷺ	311
ماہنامہ ''نورِ اسلام'' کا اجراء	297	گمشدہ رقم کا ملنا	312
''مکتبہ نورِ اسلام'' کا قیام	298	گمشدہ لڑکا ملنا	312
لاہور میں کاشانہ شیرربانی کا حصول	298	علمی الجھن دور کرنا	312
رباطِ شیرربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعمیر	299	خواب میں مرید کرنا	313
جلسوں کی صدارت کرنا	299	ملفوظاتِ جمیل	314
مبلغ اسلام کی حیثیت سے	299	خلفاءِ جمیل	314
پیرِ طریقت کی حیثیت سے	300	اولاد امجاد	314
پاسبانِ شریعت کی حیثیت سے	300	صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری مدظلہ	315
دینی مدارس اور مساجد کی سرپرستی	301	ولادت باسعادت	315
دینی کتب کی اشاعت وتقسیم	302	تعلیم وتربیت	315
سیاسی وملی خدمات	303	پاسِ شریعت	315
تحریکِ ختم نبوت میں حصہ لینا	304	بیعت وخلافت	316
بیرونِ ملک قابلِ تقلید خدمات	305	طریقہ بیعت	316
خلافِ شرع امور سے ناراضگی کا اظہار	308	مذہبی خدمات	317
حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبانی	309	مذہبی تحریکوں میں حصہ لینا	317

عاجزی وانکساری	317	اہل قلم کی حوصلہ افزائی	325
حسنِ اخلاق	318	تبرکاتِ شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	326
تصویر کشی سے نفرت	318	خلفاء شیر ربانی میں امتیازی خصوصیات	326
تبلیغ واصلاح کا انوکھا انداز	318	اولادِ امجاد	327
اشاعتِ دین کا جذبہ	319	وصال مبارک	327
مصروفیات کا دائرہ کار	319	حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ	328
صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری مدظلہ	320	ولادت باسعادت	328
ولادت باسعادت	320	اوصافِ بچپن	328
تعلیم وتربیت	320	تعلیم وتربیت	328
سیاسی خدمات	321	تلاشِ مرشد	329
بیعت وخلافت	321	بیعت وخلافت	329
عاجزی وانکساری	322	آغاز سلسلہ رشد وہدایت	330
مہمان نوازی	322	پیرخانہ سے محبت	330
پیکرادب واحترام	322	عادات واطوار	331
ملکہ بیان وخطاب	322	عشق رسول کریم ﷺ	331
درسِ قرآن	323	پاسِ شریعت	331
صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری مدظلہ	323	موضع ''اچھے والا'' میں قیام	332
صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم رحمہ اللہ تعالیٰ	323	''اچھے والا'' سے ''حضرت کرمانوالہ'' تک	332
ولادت باسعادت	324	مسلک ومشرب	332
نام ونسب	324	علمی نکات	333
تعلیم وتربیت	324	فضیلت استقامت	333
شرف بیعت واعزاز خلافت	325	علم کی اقسام	333
مرشد گرامی کی نظر میں مقام	325	تسبیح کی اہمیت	334

عنوان	صفحہ
بے مثل نبی ﷺ کا بے مثل کردار	334
مزارات اولیاء اللہ پر حاضری	334
ہمعصر اولیاء کرام	335
کشف وکرامات	336
کائنات کی ہر چیز کا نظروں کے سامنے ہونا	336
پھانسی سے نجات ملنا	337
گونگوں کو قوت گویائی اور بہروں کو قوت سماعت حاصل ہونا	338
علالت ووصال	338
اولاد امجاد و خلفاء کرام	340
ارشادات وتعلیمات	341
صاحبزادہ علامہ محمد عمر بیربلوی رحمہ اللہ تعالیٰ	342
ولادت باسعادت	342
تعلیم وتربیت	342
خاندانی عظمت	343
بیعت وخلافت	344
بیعت کے بعد کی کیفیت	345
خدمت لوح وقلم	345
کشف وکرامات	347
پڑھنا لکھنا آنا	348
سلبِ مرض	348
دور سے مرید کو بلوانا	348
گناہوں سے تائب ہونا	349
علالت کا حملہ	349
وصال کی پیشین گوئی ووصال	349
ارشادات وتعلیمات	351
حضرت سید نورالحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ	352
ولادتِ نور	352
نام ونسب	352
آغاز تعلیم	353
ولی کامل کی شفقت	353
پیکر تقویٰ وطہارت	353
التزامِ صیام	354
بچپن کی عادات	354
پیکر توکل	354
بطور خطاط	354
عشق رسول کریم ﷺ	355
حضرت کیلانی بطور شاعر	355
طبیبِ فیض رساں	355
تبادلۂ قسمت	356
شرفِ بیعت	357
اعزازِ خلافت	357
کشف وکرامات	357
تمام احوال سے آگاہ ہونا	358
کاروں کی سواری حاصل ہونا	358
دریا میں ڈوبنے سے بچانا	358
ڈوبنے سے بچانا	359

وصال حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ	359	قرآن کو یاد رکھنے کا ایک وظیفہ	368
اولادِ امجاد حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ	361	مقامِ حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ	369
حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ	362	**کشف وکرامات**	370
ولادت باسعادت	362	نرینہ اولاد کا پیدا ہونا	370
نام ونسب	362	پانی کا چشمہ جاری ہونا	370
آغاز تعلیم	362	چوری شدہ مال واپس ہونا	371
خاندانی پیشہ	362	علالت	371
حضرت حاجی صاحب بطور پہلوان	363	قصور میں مراجعت	372
علوم اسلامیہ کا آغاز و تکمیل	363	وصال مبارک	372
حضرت شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پہلی ملاقات	363	عبارت لوحِ مزار حاجی صاحب	373
بیعت وخلافت	363	جانشین	373
خصوصیات حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ	364	**حضرت سید محمد ابراہیم شاہ بخاری** رحمہ اللہ تعالیٰ	374
شادی خانہ آبادی	364	ولادت باسعادت	374
بطور نائب مرشد کامل	365	نام ونسب	374
درودِ خضری کا وظیفہ	365	تعلیم وتربیت	374
آئینہ شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ	365	شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بطور مدرس	375
مرشد خانے کا ادب	366	خاندانی پیشہ	375
جودم غافل سودم کافر	366	تلاشِ مرشد کامل	375
بیداری میں زیارت مصطفی ﷺ	366	شرقپور شریف میں حاضری اور شرف بیعت	375
سعادت حج بیت اللہ	367	اعزازِ خلافت	376
سنت مصطفی ﷺ سے محبت	368	شادی خانہ آبادی	376
طریقہ بیعت	368	عبادت وریاضت	376
چند مشہور مریدین	368	مرشد کامل کی نظر میں	377

عشق رسول ﷺ	377	حلیہ مبارک	384
زیارت حرمین شریفین	377	مادرزادولی	384
علمی مقام	377	ابوالرضا کی وجہ تسمیہ	385
انکساری	378	تعلیم وتربیت	385
خدمت لوح وقلم	378	شفقت پدری سے محرومی	385
تعمیر مساجد	378	قرآن میں مہارت	386
ابطال باطل	379	جامع الصفات شخصیت	386
پہلا مناظرہ	379	قرآن پاک سے محبت	386
دوسرا مناظرہ	379	تلاش مرشد کامل	386
تیسرا مناظرہ	379	شرقپور شریف میں پہلی حاضری وشرف بیعت	387
وجہ شہرت	379	شرقپور شریف میں سلسلہ آمدورفت	387
کشف وکرامات	380	اعزاز خلافت	387
حضرت مجدد الف ثانی کی طرف سے تمکنت عطا ہونا	380	شفقت مرشد	387
جانوروں کا مرنا بند ہونا	381	فراست کاملہ	388
رزق حرام سے اجتناب کرنا	381	سلسلہ رشدوہدایت	388
بدعقیدگی سے بچانا	381	زیارت حرمین شریفین	389
عقیدے کا تحفظ کرنا	381	ارشادات وتعلیمات	391
وصال مبارک	382	منظوم کلام	389
خلفاء کرام	383	**کشف وکرامات**	390
ارشادات وتعلیمات	383	پانی کا دودھ بننا	390
حضرت سید حاکم علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ	384	درندوں کا آداب بجالانا	390
ولادت باسعادت	384	آنکھوں کی بینائی کا بحال ہونا	390
نام ونسب	384	وصال مبارک	391

عنوان	صفحہ
ارشادات وتعلیمات	391
اولاد امجاد	391
صاحبزادہ سید محمد صدیق شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ	392
حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ	393
ولادت باسعادت	393
نام ونسب	393
آغاز تعلیم	393
بچپن کی عادات واطوار	393
شرف بیعت واعزاز خلافت	393
مرشد کامل سے محبت	394
مرشد خانے سے محبت	394
عقائد ونظریات	394
حج بیت اللہ شریف	394
عرس امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اہتمام	394
خصوصیات میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ	395
تعمیر مسجد	395
بطور خطیب	395
مدرسۃ الرحمت کا قیام	396
دوران خطبہ رسول اعظم ﷺ کی زیارت	396
عبادت وریاضت	396
میاں صاحب کا لقب	397
کشف وکرامات	397
ان پڑھ کا معلم قرآن اور امام وخطیب بننا	397

عنوان	صفحہ
دل کی بات معلوم کرنا	397
نرینہ اولاد پیدا ہونا	398
دور سے اعانت کرنا	398
لکڑی کے کاروبار میں برکت ہونا	399
وصال مبارک	399
تیرہواں باب	400
حضرت علامہ مفتی محمد عبد الغفور نقشبندی شرقپوری	401
خاندانی پس منظر	401
ولادت باسعادت	402
تعلیم وتربیت اور اساتذہ کرام	403
تدریس وتلامذہ	404
اسلوب تدریس	405
ذوقِ مطالعہ	405
طلباء پر شفقت ومہربانی	406
امامت وخطابت کی خدمات	408
جامعہ فاروقیہ رضویہ کا قیام	409
اندازِ اصلاح وتربیت	410
شرفِ بیعت	410
اجازت وخلافت	411
خدام پر احسانات وعنایات	411
حاضری بر مزاراتِ اولیاء	413
احترام علم وعلماء	414
بدعات ورسومات کے خلاف جہاد	415

عنوان	صفحہ
حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی سے عقیدت	415
زیارتِ حرمین شریفین	416
سیاسی وقومی خدمات	418
جذبۂ خدمت خلق	418
حق گوئی وبے باکی	418
عفوودرگذر	419
امانت ودیانت	420
صبرواستقامت	421
معمولات شبانہ روز	421
خدمت لوح وقلم	421
مکشوفات وکرامات	422
اولادِ امجاد	424
وصایا شریف	424
وصالِ مبارک	425
ارشادات وتعلیمات	426
﴿چودہواں باب﴾	428
دستورِ تصوف	429
''تصوف'' اقوال اکابر کی روشنی میں	429
صوفی کی تعریف	431
فقہ اور تصوف کے امتیازی احکام	433
☆☆☆☆☆	
☆☆☆☆	
ضرورت واہمیت علم تصوف	436
شرائط وضرورت مرشد	437
حقیقتِ روح	439
روحانی غذائیں	440
امراض روحانی	441
تزکیۂ قلب	441
توبۃ النصوح (صدقِ دل سے توبہ)	443
سلوک نقشبندیہ مجددیہ	444
مشق اول (ذکر لطیفۂ قلب)	444
مشق دوم: ذکر لطیفہ روح	445
مشق سوم: ذکر لطیفہ سر	445
مشق چہارم: ذکر لطیفۂ خفی	445
مشق پنجم: ذکر لطیفۂ اخفی	445
مشق ششم: ذکر لطیفہ نفس	446
مشق ہفتم: ذکر نفی واثبات	446
مراقبۂ احدیت	447
آداب المریدین	447
شرائط وفرائض مریدین	465
شجرہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ	467
سلام	470
مناجات بدرگاہ رب العالمین	471
مصنف کی دیگر تصانیف	472

❁❁❁❁❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کی تخلیق فرمائی تو جہاں اس کی جسمانی غذاء اور نشو ونما کا اہتمام فرمایا، وہاں روحانی غذا کا بھی انتظام فرمانے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ خالق ومخلوق کا تعلق بطریقہ ءکمال قائم رہے۔ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر خاتم الانبیاء والرسل حضور پرنور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تبلیغِ اسلام، تعلیماتِ نبوی ﷺ کے فروغ اور امت مصطفوی ﷺ کی رشد وہدایت کا فریضہ علماء ربانی پر عائد ہوتا ہے۔ ہر دور میں اولیاء کاملین، صلحاء امت اور علماء ربانی نے تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیا۔ انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر سے لے کر بیسویں صدی عیسوی کے ربع اوّل تک جن صوفیاء کرام واولیاء کاملین نے اپنے علم وفضل، رشد وہدایت، سیرت وکردار اور روحانی فیوض وبرکات سے ایک دنیا کو متاثر کیا ان میں جنیدِ وقت، قطب الاقطاب، شیرِ ربانی، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1928ء) کا نام نامی اسم گرامی سرفہرست ہے۔ بلاشبہ آپ آسمانِ ولایت کے آفتاب وماہتاب تھے جن سے کثیر خلق خدا مستفیض ومستفید ہوئی۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے ہمعصر اولیاء وصالحین سے کئی اعتبار سے ممتاز وفائق تھے۔ مثلاً:

☆ آپ ولایت کے ایسے ممتاز وعظیم تر مرتبہ پر فائز تھے جہاں کسی دوسرے کو رسائی حاصل نہ ہوسکی۔

☆ بارگاہ صمدیت جل شانہ، میں مقبولیت اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں آپ کو ممتاز ترین مقام حاصل تھا۔

☆ اپنی سیرت وکردار اور حسن اخلاق سے متاثر کرنے میں اپنی مثال آپ تھے۔

☆ جس اسلوب وانداز اور خلوص وللٰہیت سے آپ نے خلق خدا پر شفقت ومہربانی فرماتے ہوئے اس کی اصلاح وتربیت فرمائی، وہ آپ کا ہی حصہ تھا۔

☆ شریعت مطہرہ اور سنت رسول ﷺ پر عمل کا اہتمام جو آپ کے ہاں تھا، وہ ''آستانہ شیر ربانی شرقپوری'' کا خاصہ تھا۔

☆ آپ نے تبلیغ دین، فروغ تعلیمات نقشبندیہ، ارتقاء رشد و ہدایت اور اصلاح نفوس کے لیے ممتاز ترین جماعت تیار کی جس نے آپ کی تعلیمات کو دنیا بھر میں متعارف کروایا۔

☆ آپ کے احوال و آثار، تعلیمات اور خدمات سے لوگوں کو روشناس کرانے کے لئے جتنی کتب، رسائل، مضامین اور مقالات لکھے گئے (جس کا سلسلہ تا حال تیز رفتاری سے جاری ہے) اتنا کام کسی ہم عصر شخصیت پر نہیں ہوا۔

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر لکھی گئی چند مشہور کتب کے نام مع مؤلفین مندرجہ ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف
1	خزینۂ معرفت	صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ
2	انقلابُ الحقیقت	صاحبزادہ محمد عمر بیر بلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
3	کراماتِ شیر ربانی (پنجابی)	غلام یار ملکوی رحمہ اللہ تعالیٰ
4	تذکرہ اولیاءِ نقشبند	محمد امین شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ
5	آفتابِ ولایت	احمد علی قائد شرقپوری
6	ذکرِ محبوب	ملک حسن علی شرقپوری
7	حیاتِ جاوید	ملک حسن علی شرقپوری
8	مختصر حالاتِ شیر ربانی و ثانی لا ثانی شرقپوری	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
9	مقدمہ شجرہ نقشبندیہ	حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ
10	ماہنامہ نورِ اسلام ''شیر ربانی نمبر''	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
11	منبع انوار	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
12	حدیث دلبراں	حاجی فضل احمد مونگہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ
13	انوارِ شیر ربانی	ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری

14	درسِ عمل	ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری
15	ضیاء الفقراء	محمد انور قمر شرقپوری
16	حضرت شیر ربانی شرقپوری اور ان کے خلفاء	محمد یٰسین قصوری نقشبندی
17	چشمہ فیضِ شیر ربانی	محمد یٰسین قصوری نقشبندی
18	سی حرفی	غلام یار مکوی رحمہ اللہ تعالیٰ

راقم الحروف زمانہ طالب علمی سے حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت اور تعلیمات سے متأثر ہے۔ آپ پر تحقیقی کام کرنے کا جذبہ موجزن تھا، دل سے کام کرنے کا عہد کرتا رہا لیکن عقل وفکر اس موضوع پر قلم برداری کے لیے ایک امتحان بنی رہی۔ آخر فضل خداوندی، حضرت مصطفیٰ کریم ﷺ کی نظر عنایت اور حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ فیض سے یہ کام شروع ہوا اور پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ راقم السطور عالم ہے نہ فاضل، ادیب ہے نہ محقق، مصنف ہے نہ مؤلف، حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مداحوں اور غلاموں کی فہرست میں نام درج کروانے کی یہ حقیری کاوش ہے تاکہ قیامت کے دن اس سیاہ کار کے لیے ذریعہ نجات بنے۔ اس تحریر کا مقصد احوال و آثار، تعلیمات و خدمات اور عقائد و افکارِ شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگوں کو روشناس کروانا ہے تاکہ اس پر عمل پیرا ہو کر اپنی دُنیا اور آخرت سنوار سکیں۔

احقر کے پاس ایسے الفاظ نہیں جن کے ساتھ مندرجہ ذیل ممتاز ترین شخصیات کا شکریہ ادا کر سکے:

☆ شمس المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1997ء)

☆ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ

☆ حضرت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر شرقپوری مدظلہ العالی

☆ مرشدی المکرم حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ استاذی المعظم حضرت علامہ مفتی محمد اشرف نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 2007ء)

☆ ادیب شہیر، حضرت علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری دامت برکاتہم العالیہ

ان بزرگوں نے تقاریظ لکھ کر احسان عظیم فرمایا۔ سیدی و مرشدی حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تقریظ رقم فرمانے کے علاوہ کرم بالائے کرم یہ فرمایا کہ کتاب ہذا کا نام

"چشمہء فیض شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ" تجویز فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، رسول رحمت ﷺ کی نظر عنایت، حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ فیض، مرشدی المکرم حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ دامت کے تصرف اور والدہ محترمہ کی شبانہ روز دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ خدام شیر ربانی نے کتاب "چشمہء فیض شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ" کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور ایک سال کے محدود عرصہ میں پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا۔ احباب کی طرف سے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کا پیہم اصرار ہوتا رہا۔ دوستوں کے حکم کی بجا آوری اور خواہش کے احترام میں ہم نے دوسرا ایڈیشن قارئین کی خدمت میں پیش کیا جسے پہلے سے بھی زیادہ مقبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ اب احباب کے شدید اصرار پر جدید اضافات وترامیم کے ساتھ تیسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس جدید ایڈیشن کی چند خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

☆اس ایڈیشن میں کافی اضافات کیے گئے ہیں جس سے پہلے ایڈیشن میں جو تشنگی محسوس کی جارہی تھی، اس کا ازالہ ممکنہ حد تک ہو گیا ہے۔

☆اس ایڈیشن میں "خلفاء شیرِ ربانی رحمہم اللہ تعالیٰ" کے عنوان سے ایک باب کا اضافہ کیا گیا ہے جس میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشہور ترین خلفاء کے حالات وخدمات، کشف وکرامات اور تعلیمات کو پیش کیا گیا ہے۔

☆کتاب کے آغاز میں "تقدیم" کے عنوان سے جناب محترم ڈاکٹر سید طاہر رضا بخاری صاحب ڈائریکٹر مذہبی امور محکمہ اوقاف صوبہ پنجاب، کا تحقیقی مقالہ "تصوف کا آغاز اور ارتقاء" شامل کیا گیا ہے۔ موصوف نے اپنے مقالہ میں دور رسالت ﷺ سے لے کر دور حاضر تک تصوف کی تاریخ خوبصورت اور مدلل انداز میں پیش کی ہے۔ جس سے فن تصوف کی ضرورت واہمیت، صوفیاء کرام کی قدر ومنزلت اور خدمات کی بھی وضاحت ہوگئی ہے۔

☆"عقائد ونظریات شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ" کے عنوان سے ایک باب کا اضافہ کیا گیا جس میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے عقائد وافکار کو پیش کیا گیا ہے۔

☆کتاب کے مختلف مقامات پر حسب ضرورت اضافے کیے گئے ہیں جس سے مطالعہ کتاب کے حوالہ سے قارئین کے لئے مزید آسانی پیدا ہوگئی ہے۔

☆ تاریخ دربار شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مضمون شامل کیا گیا ہے۔

☆ سیدی مرشدی حضرت مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مختصر مگر جامع احوال و آثار پر مشتمل ایک باب شامل کیا گیا ہے۔ جس میں آپ کی دینی، تدریسی، اصلاحی اور سیاسی خدمات کو پیش کیا گیا ہے۔

☆ ''دستور تصوف'' کے نام سے ایک باب کا اضافہ کیا گیا ہے جس میں ''تصوف'' کی تعریف، وجہ تسمیہ، اہمیت وافادیت، احکام و مسائل، آداب مریدین اور آداب و شرائط شیخ تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

☆ حصولِ برکت کے لیے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس سے تحریر شدہ اسم ذات ''اللہ جل شانہ'' کا عکس کتاب کے ہر صفحہ کی پیشانی پر دیا گیا ہے۔

☆ ''سیرت شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ'' کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟ قارئین کرام مطالعہ کے بعد اس بارے میں نظریہ قائم کرسکیں گے۔

راقم الحروف ان اصحاب علم و فضل کا شکر گزار ہے جنھوں نے مفید مشوروں سے نوازا بالخصوص جناب ڈاکٹر سید طاہر رضا بخاری صاحب، جناب محمد انور قمر شرقپوری صاحب، حضرت علامہ محمد امین نقشبندی (خطیب اعظم قصور)، حضرت علامہ محمد اصغر شاکر صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ رضویہ لاہور، حضرت علامہ دلاور حسین نقشبندی صاحب مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ لاہور، برادر اصغر جناب محمد لطیف نقشبندی صاحب، جناب پیر ثناء اللہ اعوان طیبی صاحب، جناب صوفی محمد عبدالستار طاہر مسعودی صاحب اور جناب حافظ اللہ بخش حیدر اوکاڑوی (جنھوں نے کمپوزنگ کی)۔

کتاب کو عام فہم، مدلل اور ادبی بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے تاہم قارئین سے التماس ہے کہ اگر کوئی بات قابل اصلاح ملاحظہ فرمائیں تو ناچیز کو مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا تدارک کیا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اور حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے تصدق سے بندہ کی اس حقیر سعی کو درجہ قبولیت عطا فرمائے اور قیامت کے روز ذریعہ نجات بنائے۔ آمین!

خاک درِ شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ:

محمد یٰسین قصوری نقشبندی

ادارہ علم و ادب: E-35/K، گلی نمبر 1، شاہین کالونی، والٹن روڈ، لاہور

۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ بروز منگل مطابق 10 مارچ، 2009ء

فون: 0300-4455710

★ ★

84720

الاہداء

محبِ شیرِ ربّانی، منظورِ نظرِ ثانی لاثانی، جامع شریعت وطریقت
مفتی اعظم پاکستان، مبلغ اعظم تعلیماتِ رضا، فقیہ عصر

حضرت مفتی **محمد عبدالغفور** نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

سابق صدرالمدرسین ''جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' شرقپور شریف
بانی وشیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ رضویہ، گوجرپورہ، باغبانپورہ، لاہور کی خدمت عالیہ
میں جن کی نظرِ فیضان، شفقت اور تربیت کے باعث یہ کام ممکن ہوا۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف
محمد یٰسین قصوری نقشبندی

★

الانتساب

پیارے ماموں جان حاجی محمد یعقوب (متوفی 1994ء)، والد محترم احمد دین (متوفی 1971ء) اور پیکر تقویٰ وطہارت محترمہ والدہ صاحبہ (متوفیہ 23 جون 2006ء) رحمہم اللہ تعالیٰ کے نام جن کی شبانہ روز دعاؤں سے راقم کو اہل اللہ کی عقیدت میسر آئی اور یہ خدمت انجام دے سکا۔

خاکِ درِ شیرِ ربانی وثانی صاحب شرقپوری رحمہما اللہ تعالیٰ
محمد یٰسین قصوری نقشبندی

★★

تقریظ

1- شمس المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں **غلام احمد** شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ [1]

2- محبوب المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں **محمد ابوبکر** شرقپوری دامت برکاتہم

(سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ، شرقپور شریف)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○

اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات زندگی پر اب تک بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔آپ کی ذات ویسے تو کسی تعارف کی محتاج نہیں مگر حالات زندگی کے لکھے جانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آنے والے وقت میں بھی لوگ اسلاف کے حالات و واقعات سے متعارف ہو سکیں۔"چشمہ فیضِ شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ" بھی انہیں کتابوں میں سے ایک ہے۔اس میں مصنف نے بڑے احسن طریقے سے آپ کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی ہے۔خداوند کریم جناب علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ان کے علم و عمل میں برکت فرمائے۔آمین!

(دستخط)

1- میاں غلام احمد شرقپوری

2- میاں محمد ابوبکر بن الحاج میاں غلام احمد شرقپوری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی ،شرقپور شریف

5 ستمبر 1996ء

---

1 افسوس کہ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ شرقپور شریف 11 جولائی 1997ء کو وصال فرما گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ (قصوری)

تقریظ

فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں **جمیل احمد شرقپوری** دامت برکاتہم العالیہ

(سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ، شرقپور شریف)

اعلیٰ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے فضائل و کمالات انشاء اللہ تعالیٰ ہر دور میں کتابوں کی شکل میں لکھے جاتے رہیں گے اور ہر کتاب دوسری کتاب کے لیے بطور مآخذ کام آئے گی۔ عزیزم محمد یٰسین قصوری نقشبندی صاحب کی کتاب ''چشمۂ فیض شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ'' جو میرے پاس مسودہ کی شکل میں آئی ہے، اسے عدیم الفرصتی اور ناسازیٔ طبع کے باعث عمیق نظر سے تو نہیں دیکھ سکا، صرف ورق گردانی کی حد تک دیکھا ہے۔ کتاب اپنے عنوانات و موضوعات کے اعتبار سے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر لکھی جانے والی کتابوں کی طرز پر ہی ہے۔ جہاں یہ وسیع معلومات کی حامل ہے، وہاں مؤلف کے جذبہ تحریر میں خلوص کی واضح جھلک بھی پیش کرتی ہے۔ جن کتابوں سے انہوں نے استفادہ کیا ہے ان کتابوں کے حوالہ جات صفحہ بصفحہ دیے گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کتاب ہذا نے خاصی محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص میں استقامت بخشے اور جس لگن، شوق اور بزرگانِ دین سے لگاؤ کا اظہار ان کے اس کام سے ہوتا ہے اس میں مزید اضافہ ہو اور ان کا قلم ایسے ہی تحریر کے میدان میں مصروف کار رہے۔

میری خواہش ہے کہ اعلیٰ حضرت پر ایسے نو جوان صحت منداور تحقیقی کام کریں جو بھی واقعہ آپ (حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ) سے منسوب ہو اس کے راوی اور ذریعہ روایت کو خوب پرکھا جائے اور فرضی واقعات کی چھاپ کہیں بھی دکھائی نہ دے۔ ہر واقعہ روایت اور درایت کے تقاضوں کو پورا کرے۔ ''چشمۂ فیض شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ'' شیر ربانی ادب میں اضافہ کرنے والی ایک بہترین کوشش ہے۔

میاں جمیل احمد شرقپوری

خاکپائے شیر ربانی وگدائے آستانہ ثانی لاثانی

شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ

3 ستمبر 1996ء

★

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد عبد الغفور نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ[1]

(بانی و ناظم اعلیٰ: جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ، لاہور)

کتاب ''چشمۂ فیضِ شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ'' مؤلفہ مولانا محمد یٰسین قصوری نقشبندی صاحب احوال وواقعات، مواعظ وکرامات قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، غوثِ زماں، قطب دوراں، جنیدِ وقت، شیرِ ربانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اسم بامسمّٰی ہے۔ بلاشبہ آپ کی ذات والا صفات چشمۂ فیض ہے۔ جس نے ایک عالم کو سیراب فرمایا اور کاملین کی ایک جماعت تیار فرمائی جنہوں نے اس مشن کو جاری رکھا اور تشنگان معرفت کی پیا[illegible] آپ نے اس گئے گزرے زمانے میں حضور سید عالم، نورِ مجسم، رحمت عالمین ﷺ کی سنتوں کا [illegible] ہے کہ جن پر [illegible] رنگ اور نقشہ آپ کے دیکھنے والوں میں نمایاں نظر آتا ہے۔ آپ کی بہت زیادہ کرامات ہیں۔ حضرت میاں صاحب کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ عزیزم مولانا محمد یٰسین قصوری نقشبندی صاحب نے نورانی کتاب لکھ کر ایک بڑی ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کے علم وعمل میں برکت دے اور انہیں ہی جزرب کو بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد عبد الغفور شرقپوری

۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ

مطابق 6 اکتوبر 1996ء

★ ★ ★

1- افسوس کہ مفتی اعظم پاکستان، عالم ربانی، حضور سیدی ومرشدی مفتی محمد عبد الغفور شرقپوری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ طویل علالت کے بعد 10 ستمبر 2007ء کو صبح 6:15 بجے وصال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن ○ (قصوری)

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد اشرف نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ[1]

(ناظم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ عثمانیہ رضویہ، داروغہ والا، لاہور)

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ وَاَصۡحَابِهٖ وَاَتۡبَاعِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ○

امابعد شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے بہت بڑے شیخ، شریعت کے علمبردار اور سنت نبوی علیہ السلام کی پیروی پر انتہائی تاکید فرمانے والے بزرگ تھے۔ اللہ جل شانہ نے آپ کو فضل وکمال، علم وعرفان اور فقر و استغناء میں جو مرتبہ و مقام عطاء فرمایا تھا، اس کا صحیح ادراک و بیان بہت مشکل ہے۔ آپ نے اپنی حکیمانہ نظم اور علمی و روحانی فیوض و برکا ، سے ایک جہاں کو فیض یاب کیا ہے۔ میرے ایک عزیز مولانا علامہ محمد یسین قصوری نقشبندی سلمہ اللہ تعا ہ کیا ہے ان کنا شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مختصر مگر جامع سوانح حیات "چشمۂ فیضِ شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ" مرتہ اصی محنت کی ہے اس کے لیے ایک دفتر درکار ہے تاہم حالات حاضرہ اور ضرورت وقت کے تحت یہ سعی نہ صرف قابلِ ن کے ا ہے بلکہ حضرت قدس سرہ العزیز کی سوانح حیات مرتب کرنے والوں کے لیے روشنی کا کام دے گی۔ تہ ں کے بعض مقامات کا مطالعہ کیا ہے، علامہ صاحب نے بڑی کاوش اور محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں مزید برکت عطاء فرمائے اور ہم سب کو ان پاکباز ہستیوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین!

محمد اشرف نقشبندی

ناظم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ عثمانیہ رضویہ، داروغہ والا، لاہور

9 نومبر 1996ء

★

1- افسوس کہ استاذ العلماء، حضرت علامہ مفتی محمد اشرف نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ طویل علالت کے بعد 11 دسمبر 2004ء کو وصال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡنَ ○۔ (قصوری)

نشانِ منزل

حضرت علاّمہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری مدظلہ العالی

(مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

احوال وآثار، معمولات وتعلیمات اور کرامات اولیاءِ کرام، عام انسانوں کے لیے ہدایت، رہنمائی اور شریعت محمدیہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ عطا کرتی ہیں۔ عامل وکامل اور عالم ربانی کی طرف لوگوں کی رغبت، محبت، مودّت زیادہ ہوتی ہے۔ ایسے ہی انسان کو ہادی ومصلح، بزرگ اور مرشد کہا جاتا ہے۔ اسلام اور مسلمین کی عزت وعظمت ایسی ہی برگزیدہ ہستیوں سے پھلتی پھولتی اور بارآور ہوتی ہے۔ امت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کا یہ خاصہ ہے کہ جن پر انعامات الٰہیہ کی بارش ہمیشہ ہمیشہ کے لیے برس رہی ہے، انہیں مقبولان بارگاہ میں قطب الاقطاب، حضرت میاں شیر محمد المعروف حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام نامی پایا جاتا ہے۔ جو بلاشبہ روحانی آفتاب ومہتاب کی خصوصیات رکھتے ہیں۔

چودھویں صدی ہجری میں خطہ پنجاب ان کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہوا اور انوار وتجلیات کی تقسیم کا سلسلہ بدستور قائم ہے۔ آپ کی ذات والا برکات پر بیسیوں کتابیں لکھی گئیں، رسائل وجرائد میں سینکڑوں مضامین شائع ہوئے، پاک وہند اور دیار غیر میں بے شمار مساجد قائم ہوئیں، ان گنت مدارس قائم ہوئے، شہروں میں تنظیمیں آپ کے نام سے چل رہی ہیں، کئی دکانیں، جنرل سٹور اور لاریوں، گاڑیوں پر آپ کی نسبت سے بورڈ آویزاں نظر آنے لگے، کہیں سفینۂ شیرِ ربانی لکھا ہے تو کسی پر شیر ربانی ٹرانسپوٹ کے نام آپ کی یاد تازہ کررہے ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ روز بروز حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا چرچا اور شہرت دُور دُور تک پھیل رہی ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ آپ نے شب وروز اپنی زبان اور دِل کو اسی کے ذکر سے معمور رکھا۔ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ جن کا خاصہ تھا، شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ انہیں

خواص میں سے ایک ہیں۔ اس لیے آپ کا نام بھی لوگوں کے دلوں میں گھر کر چکا ہے، آپ کے فیضان کے برملا نعرے بلند ہو رہے ہیں۔ آپ فیض کا نہایت ایمان افروز چشمہ ہیں بلکہ پنجاب کا بحر بیکراں ہیں، جن کے تعارف کے لیے برادر مکرم حضرت مولانا علامہ محمد یسین قصوری نقشبندی زید علمہ وعملہ نے بیڑا اُٹھایا ہے۔ اللہ کرے موصوف کی یہ حسین کاوش اور سعی جمیل ہو۔ آمین!

تعارف مصنف:

حضرت مولانا محمد یسین قصوری نقشبندی زید مجدہ، نے 1973ء میں تعلیم کا آغاز کیا اور وقت کے بلند مرتبت اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرتے ہوئے 1981ء میں سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی۔ تنظیم المدارس اہل سنت و جماعت کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا اور جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور سے فراغت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ کرام کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں، جن کی علمی کاوشوں کا زمانہ معترف ہے:

☆ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مہر دین جماعتی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1988ء)
☆ شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی مولانا عبدالحیٔ چشتی گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ
☆ حضرت مولانا علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 2003ء)
☆ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 2007ء)
☆ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 2007ء)
☆ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشرف نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 2004ء)
☆ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد یونس امجدی قصوری دامت برکاتہم العالیہ
☆ حضرت علامہ مولانا مفتی سیّد غلام مرتضیٰ شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور
☆ حضرت علامہ مولانا مفتی نور حسین صاحب شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ

عملی زندگی:

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور سے فراغت کے بعد آپ نے 1982ء میں تدریس کو اپنا مطمح نظر بنایا اور

جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ لاہور میں مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے۔ 1987ء میں آپ نے عربی معلم کی حیثیت سے کام کرنا شروع کیا۔ اور بفضلہ وتعالیٰ بڑے کامیاب عربی استاد کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں۔

شرف بیعت:

آپ نے حضرت علامہ مولانا محمد عبد الغفور نقشبندی شرقپوری، بانی و شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ، لاہور کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ جن کے ہاں پہلے پہل علوم وفنون اسلامیہ کے حصول کے لیے شب وروز حاضر رہے۔ بعدہ روحانی فیضان سے بہرہ مند ہونے کے لیے بھی حضرت الموصوف ہی کو اپنا مرشد و مربی اپنا لیا۔

سیاسی کیفیت:

مولانا محمد یسین قصوری نقشبندی زید مجدہ نہایت بھولے بھالے، سادہ لوح، انکساری و تواضع کا پیکر، اخلاص حمیدہ اور عادات جمیلہ سے مرصع ہونے کے باوجود سیاسی سوجھ بوجھ کے بھی مالک ہیں۔ اس لیے آپ نے اپنے سیاسی اخلاق کو مربوط و مضبوط رکھنے کے لیے جمعیت علماء پاکستان کا دامن پکڑ رکھا ہے۔ اور قائد ملت اسلامیہ، امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ، سربراہ جمعیت علماء پاکستان و چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ زمانہ طالب علمی میں آپ نے تحریکِ ختم نبوت 1974ء اور تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ 1977ء میں حصہ لیا۔

خدمت لوح وقلم:

آپ کے اساتذہ کرام میں اہلِ قلم بھی ہیں۔ لہٰذا انہیں کا فیض ہے آپ نے قلم کی طاقت کو سمجھا، پھر پوری قوت سے تھاما اور تصانیف کے لیے چلانا شروع کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے آپ مصنفین کی صف میں کھڑے نظر آ رہے ہیں۔ درج ذیل کتب آپ کے قلم کا شاہکار ہیں:

☆ تلخیص جواہر العلوم، مطبوعہ لاہور 1989ء

☆ معین الطالب لامتحان الفاضل، مطبوعہ لاہور 1990ء

☆ تفہیم الدراستہ شرح دیوان الحماسہ، مطبوعہ لاہور 1990ء

☆ ایمان وحالات والدین مصطفی ﷺ (مطبوعہ لاہور 1997ء)

☆ تذکرہ اولیائے پاک وہند (دو جلد)، زیرِ طبع

☆ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری اور ان کے خلفاء، زیرِ طبع

☆ ترجمہ وحواشی مؤطا امام محمد (مطبوعہ لاہور 1998ء)

☆ فضائل علم وعلماء، زیرِ طبع

☆ عمدۃ المسالک فی تلخیص مؤطا امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ (مطبوعہ 2000ء)

☆ چشمۂ فیض شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

مؤخر الذکر کتاب ''چشمۂ فیضِ شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ'' آفتاب ولایت، منبع انوار، عارف حقانی حضرت میاں شیر محمد نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ کے احوال وآثار، معمولات وتعلیمات اور کرامات پر مبنی ہے جو اپنی نوعیت کی قابلِ قدر تالیف ہے۔

اللہ تعالیٰ بجاہ سیّد المرسلین ﷺ واصحابہ وبارک وسلم، موصوف کی اس سعی کو شرف قبولیت سے نوازے اور ان کے قلم کو مزید لکھتے رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

فقط

محمد منشاء تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور

یکم دسمبر 1996ء

★ ★ ★

تقدیم

تصوّف کا آغاز اور ارتقاء

نبی رحمت، رسولِ محتشم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ سَمِعَ صَوْتَ اَھْلِ التَّصَوُّفِ فَلَا یُؤْمِنُ عَلٰی دُعَائِھِمْ کُتِبَ عِنْدَاللّٰہِ مِنَ الْغَافِلِیْنَ 1	جو اہلِ تصوف کی آواز پر لبیک نہیں کہتا، اللہ تعالیٰ کے ہاں اُس کا شمار غافلوں میں ہو جاتا ہے۔

یہ قولِ مبارک اس بات کی تصدیق اور تائید کر رہا ہے کہ "تصوف" کی اصطلاح دینی امور اور شرعی دستور میں کوئی نئی نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور کے بعد کی ایجاد ہے اور نہ ہی کسی اور تہذیب یا کلچر سے مستعار لی گئی ہے بلکہ رسولِ مکرم ﷺ کے زمانہ مبارکہ سے یہ دین کے لازمی جزو کے طور پر سامنے آ چکی تھی۔

اکثر اہلِ علم کا خیال ہے کہ "تصوف" نبی اکرم ﷺ کے اُن "زہاد" صحابہ کی طرف منسوب ہے جو دنیوی امور، مال و ثروت اور متاعِ زمانہ کی طلب سے بے نیاز ہو کر نبی اکرم ﷺ کے آستانِ فیض و محبت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وابستہ ہو کر بیٹھ گئے، آپ نے بھی اُن کے لیے مسجد نبوی ﷺ میں "الصُّفَّہ" کے نام سے مستقل ایک چبوترہ قائم کر دیا۔

یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تعلیم و تربیت، طرزِ حیات اور اسلوبِ زیست کے حوالے سے ہمیشہ نبی اکرم ﷺ کی خصوصی توجہ میں رہتے، کیونکہ آگے چل کر "صوفیاء" کی خانقاہوں میں بھی تربیت کا یہی

1- ابوالحسن علی بن عثمان الہجویری، شیخ: کشف المحجوب تحقیق ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی ص 40

اسلوب عام ہوا۔ اس لیے اس اصطلاح کو ''صُفہ'' سے منسوب کیا جاتا رہا۔

اس کو ''صفا'' سے بھی مشتق سمجھا جاتا ہے، لیکن راجح قول یہی ہے کہ لفظ صوفی ''صوف'' سے مشتق ہے کیونکہ صوفیاء کی اکثریت ''صوف'' کا لباس پہنتی اور فی نفسہ یہ چونکہ سنت رسول ﷺ بھی ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی ہے:

عَلَيْكُمْ بِلِبَاسِ الصُّوْفِ تَجِدُوْنَ حَلاوَةَ الْاِيْمَان فِيْ قُلُوْبِكُمْ. 2

صُوف 3 کا لباس اختیار کرو اپنے دِلوں میں ایمان کی حلاوت محسوس کرو گے۔

نبی محتشم ﷺ کے حوالے سے ایک صحابی کا بیان ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَلْبِسُ الصُّوْفَ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ. 4

''آنحضور ﷺ صوف کا لباس پہنتے اور گدھے کی سواری فرماتے۔''

صوفیانہ مشرب کے حوالے سے ممتاز اور معتبر شخصیت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ''صوف'' ہی کا لباس استعمال کرتے تھے۔5

تاریخ اسلام کا ایک زریں ورق ہے کہ جب حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتح کی حیثیت سے شام میں داخل ہوئے تو ''صوف'' کا لباس زیب تن کیے ہوئے تھے۔ عرض کیا گیا آپ ''صوف'' کی بجائے ذرا شاہی لباس پہن لیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس لباس کو حضور ﷺ کے زمانے میں پہنتا تھا اُسے اب میں کسی قیمت پر ترک نہیں کرسکتا۔6

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے ستر (70) بدری صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کی ہے ان کا لباس صوف کا تھا۔7

2- علی بن عثمان الہجویری، شیخ: کشف المحجوب تحقیق ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی ص 55۔ 3- لصوف: صوف سے مراد ہر وہ لباس ہے جو کسی جانور کے بالوں سے تیار کیا گیا ہو۔ جیسا حضرت موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں: میرے بچے! اگر تو اس وقت ہم لوگوں کو دیکھتا جب ہم حضور ﷺ کے خدمت میں حاضر رہتے، ہم صوف کا لباس پہنتے تھے اور جب بارش میں ہمارے کپڑے بھیگ جاتے تو ہمارے کپڑوں سے بھیڑ کے اون کی طرح بو آتی تھی۔ (طبقات ابن سعد)۔ 4- ابراہیم، ڈاکٹر: نشاۃ التصوف الاسلامی، قد روی الترمذی فی الشمائل، رقم الحدیث 314، باب تواضع الرسول ﷺ۔ 5- ابراہیم، ڈاکٹر: نشاۃ التصوف الاسلامی ص 205۔ 6- مروج الذھب للمسعودی: جلد 4 ص 196۔ 7- ابن حجر عسقلانی، علامہ: الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد 11 ص 120۔

اگر "التصوف" یا لفظ "صوفی" کو "صوف" سے ہی مشتق تسلیم کیا جائے تو تب بھی اس کا تعلق رسول محتشم ﷺ کی ذات بابرکات اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے قائم نظر آتا ہے۔

ہم یہاں پر اختصار کے ساتھ تصوف کے دائرۂ کار کا تعین کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ اس کے لیے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بڑا جامع ہے:

"تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر ہے:

1- سخاوت 2- رضا 3- صبر 4- اشارہ

5- مسافری 6- اونی لباس 7- سیر و سیاحت 8- فقر

گویا صوفی سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے، رضا حضرت اسحاق علیہ السلام سے، صبر حضرت ایوب علیہ السلام سے، اشارہ حضرت زکریا علیہ السلام سے، مسافری حضرت یحییٰ علیہ السلام سے، اونی لباس حضرت موسیٰ علیہ السلام سے، سیر و سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اور فقر حضرتِ محمد مصطفےٰ ﷺ سے حاصل کرے۔ 8

مندرجاتِ بالا سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ تصوف کی اصل دراصل وہی ہے جو اسلام کی اصل ہے۔ اور اسکے تمام پہلوؤں اور سب گوشوں میں قرآن کا نور، حدیث و سنت کا سرور اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل کی برکات متیسر ہیں۔ یعنی تصوف نام ہے دل کو دنیاوی احتیاجات سے مکمل طور پر بے نیاز کرنے، خواہشاتِ نفس پر قابو پانے اور رسول محتشم ﷺ کی اتباع اور محبت کے ذریعہ اللہ تک رسائی کا۔ جیسا کہ قرآن مجید کہتا ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط 9 — اور جو ایمان والے ہیں ان کو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ ○ 10 — وہ لوگ جن کا حال یہ ہے اللہ کو ہر وقت اور ہر حالت میں یاد رکھتے ہیں کھڑے، بیٹھے اور بستروں پر لیٹے ہوئے۔

8- ابوالحسن علی بن عثمان الھجویری، شیخ، کشف المحجوب تحقیق: ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی ص 50۔ 9- سورۃ محمد (ﷺ) آیت 165۔

10- آل عمران آیت 191۔

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ۔ 11 تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلاَ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○ 12 اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل ذکر الٰہی سے مطمئن ہوئے۔ خبردار! دل صرف اللہ کو یاد کرنے سے مطمئن ہوتے ہیں۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلاَاَوْلاَدُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ 13 اے ایمان والو! تمہارا مال اور اولاد تم کو ذکر الٰہی سے نہ روکے۔

ذکر الٰہی جو کہ ''تصوف'' کی اساس اور بنیاد ہے، کی بابت قرآن پاک کی آیات سے واضح ہو گیا کہ یہ عین دین ہے۔ کیونکہ انسان کی تخلیق کا مقصد رفیع ہی یہی ہے۔

وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلاَّ لِیَعْبُدُوْنِ○ اور میں نے جن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

اب اس خوبصورت طرز حیات، اعلیٰ اسلوبِ زندگی اور قرآنی منہاج زندگی پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد تابعین، تبع تابعین گامزن رہے۔ ان کو محض جہری و سرّی اذکار، باطنی اشغال اور مجاہدات وریاضات جیسی صوفیانہ اصطلاحات کی غلط تشریحات کر کے لوگوں کو دین اور تصوف سے گمراہ کرنا اور اخلاص ومحبت اور ایمان وایقان کے راستوں پر تذبذب اور تشکیک کی پگڈنڈیاں پیدا کرنا۔ دین کی روح سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ نصوص شرعیہ سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ''تصوف'' کی جڑیں قرآن وسنت میں موجود ہیں۔ یہ بات یہاں تک ہی نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالخصوص خلفائے راشدین، تابعین اور تبع تابعین نے قرآن اور احادیث مصطفوی ﷺ کے منہاج پر اس کی تعمیر وتزئین کی۔

جیش عسرہ کی تیاری کے موقع پر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا اثاثہ حضور ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا تو آپ نے پوچھا کہ اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کے رسول کو''۔ 14

صوفیاء نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اصحاب تمکین میں شمار کیا ہے۔ ابن الجلا رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا گیا کہ صحیح درویش کون ہے؟ فرمایا: ''وہ شخص جو مادی اشیاء اپنے پاس رکھتا ہو لیکن اپنے لیے نہیں بلکہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے۔'' حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی حال تھا۔ آپ نے

11-البقرہ آیت 152۔ 12-الرعد آیت 28۔ 13-المنافقون آیت 16۔ 14-ابونصر سراج، شیخ کتاب اللمع ص 16

ایک مرتبہ فرمایا: ''اگر مجھے اس بات کا خیال نہ ہوتا کہ اسلام پر ایسا وقت آ سکتا ہے جسے میں اپنے مال کے ذریعے سنبھال سکتا ہوں تو میں ہرگز مال جمع نہ کرتا''۔15

حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شریعت کے پیشوا کے طور پر جانے جاتے ہیں ان کے بارے میں حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

شَیْخُنَا فِی الاصُوْلِ وَالْبَلاءِ عَلِیُّ الْمُرْتَضی ''اصول طریقت اور مصائب برداشت کرنے میں علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے شیخ ہیں''۔

صوفیاء کرام اپنی حیات و مال کو راہ خدا میں خرچ کرنے اور مقام تسلیم و رضا اختیار کرنے اور عبادات میں اخلاص وانہماک کے سلسلے میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں: اندر علم و معاملت امام این طریقت علی است رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ''یعنی طریقت کے علم و عمل کے پیشوا حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں''۔16

آپ مزید فرماتے ہیں کہ طریقت کا عمل مصیبتوں کو برداشت کرنا ہے۔ ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: امیر المؤمنین! مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: اپنا سب سے بڑا مشغلہ بیوی بچوں کی خدمت کو نہ سمجھ لینا، کیونکہ اگر تیرے اہل وعیال اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں تو وہ مقبول بندوں کو کبھی ضائع نہیں فرمائے گا۔ اور اگر اس کے نافرمان اور دشمن ہیں تو تمہیں اللہ کے دشمنوں سے کیا واسطہ؟'' اس مسئلہ کا تعلق غیر اللہ سے دل کے قطع تعلق سے ہے کہ وہ اپنے بندے کو جس طرح چاہتا ہے رکھتا ہے۔ مگر اس راہ پر یقین صادق شرط اول ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انتہائی مشکل حالات میں حضرت شعیب علیہ السلام کی دختر کو خدا کے حوالے کر دیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ اور شیر خوار حضرت اسماعیل کو غیر آباد صحرا میں اللہ کے سپرد کر دیا۔ تمام امور اللہ کو سونپ دینے کا نتیجہ یہ نکلا کہ بظاہر اس کی بے مرادی (یعنی اہل وعیال سے جدائی) دونوں جہانوں میں مراد حاصل کرنے اور سرفرازی کا باعث بن گئی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور! سب سے پاکیزہ ترین چیز کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ دل جو اللہ تعالیٰ کے تعلق کی وجہ سے ہر چیز سے بے نیاز ہو گیا یہاں تک کہ دنیا کا نہ ہونا اسے فقیر نہ بنا سکے اور اس کا ہونا اسے خوشی نہ دے سکے''۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیاں صوفیانہ طرز حیات اور متصوفانہ مشرب کا نمونہ تھیں۔ بطور خاص حضرت ابوذر غفاری، حضرت ابو ہریرہ، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت انس بن مالک، حضرت سلمان

15- ابونصر سراج، شیخ، کتاب اللمع ص 121۔ 16- علی بن عثمان، شیخ، کشف المحجوب، تحقیق ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی ص 89

فارسی، حضرت بلال حبشی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت براء بن مالک، حضرت کعب الاحبار، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت ابو درداء، اور حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احوال تو نقطہ کمال کو پہنچے نظر آتے ہیں۔ یہ ساری شخصیات حامل فیضان صحبت رسول ﷺ ہیں اور حقائق تصوف کے جامع ہیں۔ اس لیے الگ سے ''گروہ صوفیاء'' کے طور پر تعارف اور پہچان کروانے کی ضرورت نہ تھی، کیونکہ یہ تمام شخصیات ہی صوفیانہ کمالات کی حامل تھیں۔

اس لطیف نکتہ کے حوالے سے حضرت سید علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کشف المحجوب میں الشیخ ابوالحسن فوشنجہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل فرمایا ہے:

اَلتَّصَوُّفُ الْیَوْمَ اِسْمٌ بِلَا حَقِیْقَةٍ. وَقَدْ کَانَ مِنْ قَبْلُ حَقِیْقَةً بِلَا اِسْمٍ. 17

''آج تصوف بے نام حقیقت ہو کر رہ گیا ہے حالانکہ اس سے پہلے یہ حقیقت ہی حقیقت تھی جس کا کوئی نام نہ تھا''۔

عہد رسالت کے بعد صحابہ کے فیضان تربیت سے تابعین کی اتنی مؤثر اور تربیت یافتہ جماعت تیار ہوئی کہ وہ جہاں جہاں بھی تھے مرجع خلائق بن گئے۔ ان میں حضرت خواجہ حسن بصری اور ان کے ہم عصر صوفیاء حضرت مالک بن دینار، حضرت محمد واسع، حضرت حبیب عجمی، حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت ابراہیم ادھم رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے کبار صوفیاء تھے جنہوں نے اسلام کے اس دور کو پایا جس میں خلافت راشدہ کا منہاج سنت سیاسی اور معاشرتی حوالے سے تبدیل کرنے کی کوششیں بنو امیہ کی طرف سے ہونے لگیں۔ خلافت کی جگہ ملوکیت اور بیت المال ذاتی ملکیت بننے لگا۔ مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی تربیت کا ادارہ جو کہ اب تک خلفائے راشدین کے ساتھ منسلک تھا، کو نظر انداز کر دیا گیا۔ مسجد کی مرکزیت متاثر ہو گئی اور مسلمانوں کی ملی وحدت پارہ پارہ ہونے لگی۔ سوال یہ ہے کہ یہاں پر کون سا گروہ تھا جس نے اسلام، قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کی تعلیمات کو سینے سے لگائے رکھا اور اگلی نسلوں تک منتقل کیا؟ بلاشبہ یہی صوفیاء کرام تھے جنہوں نے یہ ذمہ داری نبھائی۔ جبکہ ہر طرف توڑ پھوڑ اور ذاتی جاہ و حشم کی بات ہونے لگی تھی ان صوفیاء کرام نے اس مقام پر اپنے تشخص کو منوا کر اسلام کی حفاظت اور دین کی سربلندی کے لیے پیش کیا۔ ملاحظہ ہو ''انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا'' کے الفاظ جو ''Islamic Mysticism'' کے حوالے سے تحریر ہیں:

The first stage of sufism appeared in pious circles as a reaction against the worldiness of the early Umyyada period(661-749).From the practice of constantly meditating on the Quranic (Islamic

---

17- علی بن عثمان، شیخ، کشف المحجوب تحقیق ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی ص 54

Scripture) words about doomsday, the ascetics became known as those who always week and those who considered this world a hut of sorrows they were distinguished by their scrupulous fulfilment of the injunction of the Quran and tradition by many acts of piety and especially by a predilection for night prayers. 18

ترجمہ

''تصوف کا پہلا مرحلہ اہل تقوی کے حلقوں میں ایک ردعمل کی شکل میں نمودار ہوتا ہے وہ ردعمل ابتدائی دور بنو اُمیہ (۶۶۱ تا ۷۴۹ء) کی دنیاداری کے خلاف ظہور پذیر ہوا۔ قیامت اور آخرت کے متعلق آیات قرآنیہ پر تدبر وتفکر کرنے سے ان زہاد کا نام ہی ''اہل بکا'' پڑ گیا جو دنیا کو دارالحزن سمجھتے تھے۔ ان کی امتیازی خصوصیت قرآن وسنت کے احکام کی انتہائی احتیاط کے ساتھ بجا آوری، اعمال خیر کی کثرت اور شب زندہ داری تھی''۔

واقعہ کربلا سے بنو امیہ کے رویّہ اور سلطنت کے سیاسی حالات کے سبب ان صوفیاء نے تربیت اور نصیحت پر زیادہ زور دیا۔ بادشاہوں کے سامنے ان بزرگوں کا رویّہ اور ردعمل دراصل اس جمال پرور اور اس عظمت آفریں مقام کا آئینہ دار تھا۔ جس پر قرآن نے ان کو فائز کیا تھا:

لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ 19 ان پر خوف نہیں ہے اور نہ وہ پریشان ہوں گے۔

سیاسی افراتفری، جاہ طلبی اور اقتدار پرستی کے اس دور میں انکی زندگیاں عوام کے لیے روشنی اور نور کا بلند مینار ثابت ہوئیں۔ روحانیت اور امامت کے تصورات کو ملوکانہ دست برد سے محفوظ کر کے ان صوفیاء نے وہ عظیم کارنامہ سرانجام دیا جس کے سبب آج یہ برصغیر اور دنیا کے دیگر خطے اسلام کے نور سے منور ہوئے۔ ان صوفیائے کرام کے رویّے سے اس نظریے کی نفی ہوتی ہے کہ تصوف محض تجرد، عافیت، بے عملی، وحشی [illegible] حیات سے اعراض کا نام ہے۔ یہی تاریخ بتاتی ہے کہ ان غیور صوفیاء نے بادشاہوں [illegible] وقت کے [illegible] انداز میں جھنجھوڑا اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر درس حیات دیا۔

اکبر بادشاہ کی مذہبی حکمت عملی کا رخ اسلام دشمنی کی طرف ہوا، اسلامی شعار کا مذاق اڑایا جانے لگا اور نبی اکرم ﷺ کے دین اور شریعت میں ذاتی پسند اور ناپسند کو شامل کیا جانے لگا ان حالات میں اصلاح معاشرہ اور سرمایہ ملت کی نگہبانی کا قرعہ فال سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے نام پڑا۔ برصغیر میں اس سلسلہ کے بانی حضرت باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرح ڈالی اور اس کو عروج حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دم قدم سے

18- [illegible] Encyclopaedia Britanica 9:943, Chicago 1970

نصیب ہوا۔ آپ کا چشمۂ فیض برصغیر میں روحانیت کا سیل رواں بن گیا۔ اس سلسلہ عالیہ کی ایک نمایاں ہستی اعلیٰ حضرت، قدوۃ الواصلین، شمس العارفین، چشمہ ولایت، جنید وقت، شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے، جو اپنی ساری زندگی محبت الٰہی میں غرق اور عشق نبی ﷺ میں مست رہے۔ آپ کے متوسلین اور معتقدین کی خاص اور نمایاں خصوصیت ''پابندیٔ شریعت'' کے طور پر معروف ہوئی۔ ''مذہبی حمیت'' ان کا طرۂ امتیاز اور خلافِ سنت رویہ نا قابل برداشت رہا۔ برصغیر میں بالعموم اور پنجاب میں بالخصوص آپ کے پیغام اور فیضان کو خوب عروج اور قبولِ عام حاصل ہوا۔ پنجاب میں آپ کے معروف خلفاء حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ شرقپور شریف، حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری (حضرت کرماں والا شریف)، حضرت پیر سید نورالحسن شاہ بخاری (حضرت کیلیانوالہ شریف)، حضرت پیر سید محمد ابراہیم شاہ بخاری (تارڑ شریف)، حضرت صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم شاہ (مکان شریف) حضرت سید حاکم علی شاہ المعروف ابوالرضا (بیت الرضا، پکی ٹھٹھی، لاہور) حضرت صاحبزادہ علامہ محمد عمر (بیربل شریف)، حضرت میاں رحمت علی (ٹھنک شریف) وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنے اپنے مقام پر اشاعتِ اسلام، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و فروغ، تعلیمات مجددیہ اور عشق رسول ﷺ کی آبیاری کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔

حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات و تعلیمات کے حوالے سے قبل ازیں بے شمار تصنیفات منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ زیر نظر کتاب ''چشمہ فیض شیرِ ربانی'' رحمہ اللہ تعالیٰ مضمون آفرینی کے ساتھ ساتھ تصوف کے بنیادی امور اور صوفیاء کے مشرب کے حوالے سے ایک منفرد مقام کی حامل ہے۔ کتاب کے مصنف محترم علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی صاحب سلسلہ نقشبندیہ کے اولیاء، صوفیاء کے حوالے سے ایک معتبر محقق اور معروف مصنف کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ اس درگاہِ عالیہ کے ساتھ ان کو جو عقیدت و محبت اور انسیت و ارادت ہے، کتاب کا ایک ایک صفحہ اس کا مظہر ہے۔ تحقیق کا معیار اور ابواب کی بندش سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے مصنف کے وجدان کو رُوحانی طور پر حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میسر ہو۔ نیز کتاب کو حوالہ جات سے مزین کر کے اس کی علمی اور تحقیقی افادیت میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔

مصنف نے جس محنت اور جانفشانی سے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات اور مناقب کو یکجا کیا ہے یہ سعی و کوشش لائق تحسین اور قابل ستائش ہے۔ آج ہر طرف بے سکونی اور بے اطمینانی کا دور دورہ ہے۔ لوگ غموں سے دل گرفتہ اور دُکھوں سے آزردہ ہیں۔ ان حالات میں صوفیاء کے آستانے اور ان کی تعلیمات کے میخانے ہی انسانیت کے لیے وجہ سکون و نجات ہو سکتے ہیں۔

کیمیا پیدا کن از مشت گلے ۔۔۔ بوسہ زن بہ آستان کاملے (اقبال)

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

(ڈائریکٹر مذہبی امور محکمہ اوقاف، حکومتِ پنجاب)

حمدِ باری تعالیٰ جلّ شانہ

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا

شہ رگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے کیوں حجاب
کیا کام اس جگہ خردِ ہرزہ تاز کا

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے
اللہ رے جگر ترے آگاہِ راز کا

غش آ گیا کلیم سے مشتاق دید کو
جلوہ بھی بے نیاز ہے اس بے نیاز کا

ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں
عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

اس بے کسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
شہرہ سنا جو رحمت بے کس نواز کا

مانند شمع تیری طرف لو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

بندے پہ تیرے نفس لعیں ہو گیا محیط
اللہ کر علاج مری حرص و آز کا

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں کیسے بڑے کار ساز کا [1]

1- حسن رضا خاں حسن بریلوی، علامہ، ذوقِ نعت ص 35۔

نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیے ہیں

جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ اُن کی آنکھیں
جلتے بجھا دیے ہیں روتے ہنسا دیے ہیں

اک دل ہمارا کیا ہے آزار اُس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیے ہیں

اُن کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اُٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیے ہیں

اسرا میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیے ہیں

دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پُر خار با دیے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں [1]

★

1- امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ: حدائق بخشش ص36۔

ارشادِ ربانی جل جلالہ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

"خبردار! بیشک اللہ کے دوستوں پر نہ (دنیا میں) کوئی خوف ہے اور نہ وہ (آخرت میں) پریشان ہوں گے۔"1

ارشادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اسے جنگ کا چیلنج دیتا ہوں۔ میرا بندہ میری فرض کردہ چیز سے بہتر چیز کے ساتھ میرا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرلیتا ہے تو میں اس سے محبت کرنا شروع کردیتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔"2

ارشادِ مرشدِ شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ

مرشدِ شیرِ ربانی حضرت خواجہ امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وفضیلت کے حوالے سے فرمایا:

"قیامت کے روز باری تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا کہ تم دنیا سے میرے حضور کیا لائے ہو؟ تو میں عرض کروں گا کہ "میں دنیا سے شیر محمد (رحمہ اللہ تعالیٰ) لایا ہوں"۔3

ارشادِ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

"خلافِ سنت کام کرنے والے کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوتا ہے اور جو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج پہنچاتا ہے وہ دونوں جہان میں ذلیل وخوار ہوتا ہے"۔

1- سورہ یونس، آیت 62۔ 2- ولی الدین محمد بن عبداللہ، امام: مشکوٰۃ ص 197۔ 3- حسن علی شرقپوری، ملک: حیاتِ جاوید ص 23

﴿پہلا باب﴾

سرزمینِ شرقپور شریف

مختصر تعارف "سرزمینِ شرقپور شریف"

بلاشبہ پاکستان کا دل پنجاب اور پنجاب کا دِل حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کی نگری لاہور ہے۔ لاہور سے تقریباً بیس (20) میل کے فاصلے پر مغرب کی جانب سبزہ جات اور باغات کے جھرمٹ میں ایک خوبصورت قصبہ ہے، جسے "شرقپور" کہا جاتا ہے۔ اصل شہر چھوٹی اینٹوں والے مکانات اور تنگ گلیوں پر مشتمل ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا آستانہ عالیہ بھی پُرانے شہر میں تھا۔ قدیم زمانہ کی روایت کے مطابق شہر کے اطراف میں مرکزی دروازے بنائے گئے تھے۔ جو اب تک موجود ہیں۔ یہ قصبہ دریائے راوی سے دومیل کے فاصلے پر واقع ہے۔

قصبہ کی بنیاد:

تاریخی لحاظ سے قصبہ "شرقپور شریف" بہت پرانا ہے۔ آج سے صدیوں قبل نیک سیرت، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور حافظ قرآن بزرگ حافظ محمد جمال رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس قصبہ کی بنیاد رکھی۔ جہاں اس بابرکت بستی کی بنیاد رکھنے والے بھی بے شمار خوبیوں کے مالک تھے وہاں اسے آباد کرنے والے بھی ولی کامل تھے۔ تاریخ نویسوں کی رائے کے مطابق ۸۰۸ھ مطابق 1406ء میں اس مقدس شہر کی بنیاد رکھی گئی۔1

تزئین:

"شرق" کے معنی سورج نکلنے کی جگہ کے ہیں۔ جہاں سے سورج نکلتا ہے وہاں روشنی ہی روشنی ہوتی ہے۔ کیا خبر اس کے آباد کرنے والوں کو اس وقت کتنی روشنیاں دکھائی دیں کہ اسے شرق پور کا نام دیا۔ مگر آج بہر صورت حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اسے شرقپور شریف کہنا درست ہے کہ آپ بجا طور پر آفتاب رشد وہدایت ہیں۔ اس قصبہ میں اکثریت آرائیں برادری کی تھی، اس لئے اسے شروع شروع میں آرائیوں کی بستی یا شرقپور کہا جاتا تھا۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت کے بعد اسے "شرقپور شریف" کہا جانے لگا۔

1- محمد عاشق شرقپوری، میاں: تاریخ شرقپور شریف ص15

حدود اربعہ:

قصبہ ''شرقپور شریف'' کے مشرق کی طرف موضع بھینی، مغرب کی طرف موضع پھریانوالہ، شمال کی طرف موضع غازی پور (شکروندی) اور جنوب کی طرف ''ایاپور'' کا گاؤں واقع ہے۔

آباد کنندگان:

قصبہ ''شرقپور شریف'' کو آباد کرنے والے بزرگوں کی تعداد کثیر ہے۔ ان میں سے چند مشاہیر کے نام یہ ہیں:

☆ اورنگ زیب عالمگیر (بادشاہ) ☆ شیخ محمد قائم ☆ شاہ عالم
☆ خان محمد ☆ فتح محمد ☆ غلام مصطفٰی
☆ پیر محمد ☆ نور محمد اور ☆ گل محمد وغیرہم 2

شہر کے دروازے:

اصل قصبہ پختہ مکانات اور چھوٹی گلیوں پر مشتمل ہے جو چار دروازوں کے اندر واقع ہے۔ ان تاریخی دروازوں کے نام یہ ہیں:

☆ ملکانہ گیٹ ☆ نیا گیٹ ☆ کچی دروازی ☆ روشنائی گیٹ

مسکنِ اولیاء

سرزمین ''شرقپور شریف'' کو صرف حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کا مولد و مسکن اور مدفن ہونے کا شرف حاصل نہیں بلکہ صدیوں پہلے کثیر تعداد میں اولیاء و مشائخ کا مسکن اور مدفن ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ ان اولیاء میں سے چند ایک کا مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہے:

حضرت حافظ ہاشم شاہ سندھی رحمہ اللہ تعالٰی:

شرقپور شریف کے مشرقی کونے میں ایک مختصر مگر پرانا قبرستان ہے، اس قبرستان کے عین وسط میں حضرت حافظ ہاشم شاہ سندھی رحمہ اللہ تعالٰی کا مزار پرانوار ہے، جن کا تعلق سلسلہ قادریہ سے ہے۔ حضرت حافظ صاحب صدیوں پہلے یہاں تشریف لائے اور اس خطہ کو ان کا مسکن پھر مدفن بننے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے حضور مشہور زمانہ بزرگ حضرت سخی شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالٰی حاضر ہوئے اور وہیں فروکش ہو گئے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالٰی حافظ صاحب کے مزار پر رات کی تاریکیوں میں تشریف لاتے۔ کئی بار رات بھر وہاں ٹھہرے

2- محمد عاشق شرقپوری، میاں: تاریخ شرقپور شریف ص 20

رہتے۔ حضرت شاہ دولا گجراتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خادم خاص ''میر گرز گج'' بھی ان کے قدموں میں محوِ استراحت ہیں۔ ''حضرت میر گرز گج رحمہ اللہ تعالیٰ'' بھی صاحب کرامت اور مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دریائے راوی پر ان کی حکمرانی تھی۔ علاقہ بھر کے لوگ آج بھی ان کی بزرگی کو تسلیم کرتے ہیں۔ اُنہوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے بھی ملاقات کی اور ان سے فیوض و برکات حاصل کیے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے مزار پر بھی فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ تذکرہ نویسوں کی تحقیق کے مطابق آپ دورِ اکبری میں ''ٹھٹھہ'' واقع سندھ سے تبلیغ دین کے سلسلے میں پنجاب میں تشریف لائے اور شرقپور شریف کو اپنا مسکن بنایا۔ آپ نے حضرت شاہ مقیم رحمہ اللہ تعالیٰ حجرہ شریف والے کے دست اقدس پر بیعت کی۔ علاقہ کے لوگوں میں مشہور ہے کہ آپ کے مزید تین بھائی تھے جن کے نام یہ ہیں، حضرت نور شاہ سندھی (مانگٹانوالہ)، حضرت میراں صاحب سندھی اور حضرت نظام شاہ سندھی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت حجرہ والے رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت حافظ ہاشم شاہ سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار سے چند قدم کے فاصلے پر ایک اور بزرگ آرام فرما ہیں جو حضرت حافظ محمد یعقوب چشتی ''حضرت حجرہ والے'' کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ بھی اپنے زمانے کے مشہور اور صاحب کرامت بزرگ گزرے ہیں۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب حافظ صاحب کے مزار پر تشریف لاتے تو یہاں بھی تشریف لاتے اور فاتحہ خوانی فرماتے۔ علاوہ ازیں اس سرزمین پر مندرجہ ذیل اولیاء کرام آرام فرما ہیں:

☆ حضرت شاہ سخی بخاری (متوفی ۱۰۰۰ھ مطابق 1592ء)
☆ حضرت حافظ محمد اسحاق قادری (متوفی ۱۱۸۸ھ مطابق 1775ء)
☆ حضرت محمد ہاشم علی (متوفی ۱۱۹۶ھ مطابق 1782ء)
☆ حضرت خواجہ محمد سعید چشتی (متوفی ۱۲۰۰ھ مطابق 1786ء)
☆ حضرت معصوم شاہ (متوفی ۱۲۳۲ھ مطابق 1817ء)
☆ حضرت بابا محکم الدین مجذوب (متوفی ۱۳۳۰ھ مطابق 1912ء)
☆ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری (متوفی ۱۳۴۷ھ مطابق 1928ء
☆ حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ (متوفی ۱۳۷۷ھ مطابق 1957ء)
☆ حضرت بابا غلام رسول (متوفی ۱۲۸۲ھ مطابق 1866ء)
☆ حضرت بابا گلاب شاہ

☆ حضرت حافظ محمد یعقوب چشتی رحمہم اللہ تعالیٰ

علوم وفنون کا شہر:

شرقپور شریف زمانہ قدیم سے علوم وفنون اور تحقیق وادب کا مرکز ومحور رہا ہے۔ جناب محمد عاشق شرقپوری اپنی کتاب ''تاریخ شرقپور شریف'' میں تحریر کرتے ہیں:

''سکھوں کے زمانہ میں شرقپور شریف علم وادب کا سرچشمہ تھا جہاں سے ہزاروں لوگ قرآن مجید حفظ کرتے اور طلباء علم دین پڑھتے تھے۔ اسی لیے سکھ شرقپور کو 'مکہ' کہہ کر پکارتے تھے۔''[3]

دراصل ماضی قریب میں سرزمین شرقپور شریف میں دو علمی وادبی مرکز تھے: 1- ''جامع مسجد حضرت میاں صاحب'' (شہتوت والی) جس کی نظامت خاندان شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس تھی۔ 2- ''جامع مسجد ٹاہلی'' والی جس کا انتظام خاندان حافظ محمد اسحاق قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تھا۔ دور حاضر میں شرقپور شریف میں تین ادارے علوم اسلامیہ کی ترویج وتبلیغ میں مصروفِ عمل ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

1. جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ:

اس کی بنیاد 1944ء میں حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب شرقپوری نے رکھی تھی۔ یہ ادارہ اپنی خدمات کے حوالہ سے ملک بھر میں مشہور ہے۔

2. دار المبلغین حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ:

فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ نے 1960ء میں اس ادارہ کی بنیاد رکھی۔ مختصر عرصہ میں اس ادارے نے بھی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

3. جامعہ شیرِ ربانی برائے طالبات:

فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے 1993ء میں اس ادارے کی بنیاد رکھی۔ اس ادارے میں حفظ قرآن کے علاوہ خواتین کو جدید وقدیم علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔

مساجد کا شہر:

اسلامی تعلیمات میں مسجد کا مقام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ مسجد کو عبادت وریاضت کا محور اور مرکز روحانیت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ قصبہ شرقپور شریف میں مساجد کا جال بچھا ہوا ہے۔ چند مشہور مساجد کے نام یہ ہیں:

3- محمد عاشق شرقپوری، میاں: تاریخ شرقپور شریف ص 27

☆ جامع مسجد حضرت میاں صاحب
☆ جامع مسجد ٹاھلی والی
☆ مسجد حکیم گڑھی والی
☆ مسجد گجرانوالی
☆ مسجد مزار میاں صاحب والی
☆ مسجد ہسپتال والی
☆ مسجد ہرنی شاہ والی
☆ مسجد دھدل پورہ والی
☆ مسجد عیدگاہ والی
☆ مسجد اڈے والی
☆ مسجد مکان والی، وغیرہ

مدفن شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ:

قصبہ شرقپور شریف بے شمار خوبیوں کا حامل ہے اس کی سب سے امتیازی خوبی یہ ہے کہ اسے مرا د بابا امیر الدین، برہان رب العالمین، قطب وقت، مجدد دین، ماہتاب ولایت، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مولد، مسکن اور مدفن ہونے کا شرف حاصل ہے۔

اوصاف باشندگان:

قصبہ شرقپور شریف حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے مشہور ہے۔ اسی حوالے سے اس کے معزز باشندگان ملنسار، راست گفتار، مہمان نواز، بااعتماد و بااعتبار، متقی و پرہیز گار، نیک سیرت و باکردار، خوش مزاج و خوش مذاق، خوش رفتار و باوقار اور پابند صوم وصلوٰۃ ایسے اوصاف کے حامل ہیں۔ اور حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے دنیا بھر میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

شرقپور شریف میں مکاتب فکر:

شرقپور شریف میں مختلف مکاتبِ فکر کے لوگ آباد ہیں:

☆ اہلِ سنت و جماعت
☆ دیوبندی
☆ غیر مقلد (وھابی)
☆ شیعہ
☆ عیسائی

الحمدللہ! غلامان شیرِ ربانی اہلسنت و جماعت اکثریت میں ہیں اور دوسرے تمام فرقے ان کے مقابلے میں آٹا میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ اہلِ تشیع نے کئی بار گھوڑا نکالنے کی ناپاک کوشش کی لیکن غلامان شیرِ ربانی نے ان کا خواب پورا نہیں ہونے دیا یہی حال دوسرے مکاتبِ فکر کا ہے۔

سکھوں سے پاک شہر:

شرقپور شریف کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ اس میں سکھ آباد نہیں تھے۔ اس کی تفصیل تاریخ نویسوں

نے کچھ یوں تحریر کی ہے کہ مہاراجہ شیر سنگھ (حاکم علاقہ) کی طرف سے یہ حکم نامہ جاری کیا گیا تھا کہ کوئی سکھ شرقپور شریف میں سکونت اختیار نہ کرے۔ البتہ اس کے اِردگرِد سکھ آباد تھے اور اُنہوں نے قلعے بھی بنا رکھے تھے۔ ان کے تین مشہور قلعوں کے نام یہ ہیں:

☆ قلعہ رام سنگھ ☆ قلعہ سکھانوالہ ☆ قلعہ لال سنگھ

یہ تینوں قلعے ایک عرصہ سے ختم ہو چکے ہیں۔ البتہ ان کے کھنڈرات اور نشانات اب بھی دکھائی دیتے ہیں۔

عظمت شرقپور شریف:

مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تسبیح پیش کی۔ اور عرض کیا: ''حضور! دیکھیں اس میں مدینہ طیبہ نظر آتا ہے۔'' آپ نے دیکھا اور فرمایا: ''بیلیا! مینوں تاں شرقپور شریف نظر آندا اے۔'' اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ تسبیح میں مدینہ طیبہ کی بجائے ''شرقپور شریف'' تھا۔ بلکہ یہ وہ عقیدت تھی جو شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو شرقپور شریف سے تھی کہ ان کی نگاہوں میں صرف ''شرقپور شریف'' بسا ہوا تھا۔ اور اِس سے ''شرقپور شریف'' کو ''مدینہ طیبہ'' پر فضیلت دینا بھی مقصود نہیں ہے۔ اللہ اکبر!

سرکارِ مدینہ ﷺ کی نظر میں شرقپور شریف:

سرزمین شرقپور شریف کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ رسول اعظم ﷺ اپنے نائبین اور خدام کو اس کا پتہ بتا کر یہاں جانے کا حکم فرماتے ہیں۔ جناب حاجی فضل احمد مونگہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ علالت کے سبب اپنی بیٹھک کے بالا خانہ میں لیٹے ہوئے تھے اور خدام حاضر خدمت تھے۔ ایک نقاب پوش وارد ہوا اور بیٹھک میں بیٹھ گیا۔ آپ نے خدام سے فرمایا: جو اجنبی شخص نیچے بیٹھا ہے اسے اُوپر بھیج دیا جائے۔'' جب نو وارد نقاب پوش حسبِ اِرشاد اُوپر آیا تو آپ علالت کے باوجود اُٹھ کر بیٹھ گئے اور دیکھنے والا علیل تصور نہیں کر سکتا تھا۔ آپ نے خدام کو دور جانے کا حکم دیا اور نقاب پوش کو سامنے بٹھا لیا۔ دونوں نصف گھنٹہ تک خاموشی سے بند کمرے میں بیٹھے رہے۔ پھر دروازہ کھلا، نو وارد اجنبی خاموشی سے روانہ ہو گیا اور آپ حسبِ سابق پھر لیٹ گئے۔ حاضرین خیال کرنے لگے یہ نقاب پوش یقیناً کوئی بزرگ ہو گا جو حضرت شیرِ ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے حاضر ہوا ہے۔ آپ کا ایک مُریداس کے پیچھے دوڑا تا کہ معلوم کرے کہ وہ کون تھا۔ آخر اس نے ''رجی والے کنویں'' کے پاس جا کر اس کا دامن پکڑ لیا اور کہا: اے نقاب پوش! جب تک اپنا تعارف نہیں کراؤ گے میں نہیں چھوڑوں گا۔ اِصرار کے بعد اس نے مجبوراً اپنا تعارف کراتے ہوئے اور آنے کا سبب بیان کرتے ہوئے کہا:

''راھرو جادہ سلوک ہوں، ایک کٹھن منزل آ پڑی تھی۔ مشکل کشائی کے لیے سرکار مدینہ ﷺ کے

حضور مدینہ طیبہ میں حاضری دی تو وہاں سے حکم ملا کہ شرقپور جاؤ۔ مجھے شرقپور کا پتہ معلوم نہیں تھا۔ حیران و پریشان، شش و پنج میں پڑ گیا۔ دُوسرے دِن آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''شرقپور، سٹیشن لاہور، ہندوستان۔'' چنانچہ لاہور آ گیا۔ لاہور سے آگے روانہ ہوا تو جب قدم شرقپور شریف کے راستے پر اُٹھتے تو اُٹھتے چلے جاتے تھے لیکن اگر کسی دُوسری طرف منہ ہو جاتا تو قدم ہی نہیں اُٹھتے تھے۔ اس طرح مجھے شرقپور پہنچنے میں آسانی ہوگئی۔ یہاں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضور آ کر میری مشکل حل ہوگئی ہے''۔

اس گفتگو کے بعد نقاب پوش تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا فضاء میں بلند ہونے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ فضاء میں اُڑتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا۔ 4

شرقپور شریف مرکز فیوض و برکات:

حضرت حاجی فضل احمد مونگہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں ان کے والد گرامی حاجی فضل الٰہی مونگہ (منظور نظر حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہما اللہ تعالیٰ) لاہور میں مقیم تھے اور کاروباری سلسلہ میں بھی وہاں ہی تھا۔ سلسلہ قادریہ کے عظیم پیشوا حضرت حاجی سردار نذر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے پاس آیا کرتے تھے اور گاہے بگاہے کہا کرتے تھے کہ تمہارے مرشد کامل حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لیے بھی کبھی شرقپور شریف جانا ہے۔ جب والد صاحب شرقپور شریف میں قیام پذیر ہو گئے تو ایک دن حضرت حاجی سردار نذر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے آٹھ خدام کی معیت میں شرقپور شریف تشریف لائے اور ان (حاجی فضل الٰہی صاحب) کو ساتھ لیکر حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ جب حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پہنچے تو آپ بیٹھک میں جلوہ افروز تھے اور خدام کی موجودگی میں معزز مہمان سے مخاطب ہو کر نہایت عاجزی و انکساری سے فرمایا: میرے گناہ زیادہ ہو گئے ہیں کہ آپ جیسے سفید ریش بزرگ میرے پاس آئے ہیں۔'' والد گرامی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ بچہ ہی تو ہے، مجھے آپ کے متعلق بتاتا تو میں خود حاضر ہو کر ملاقات کرتا۔ خیر! کوئی بات نہیں بادل گھر آ کر ہی برسا کرتے ہیں''۔ آپ کی گفتگو سننے کے بعد سردار صاحب نے نہایت ہی عقیدت و محبت سے کہا: میں نے کئی حج کئے ہیں، پچیس برس مکہ معظمہ (بیت اللہ شریف) میں درس دیا ہے اور جہاد فی سبیل اللہ بھی کیا ہے لیکن جو کچھ آج رات میں نے یہاں (شرقپور شریف میں) دیکھا اور فیوض حاصل کیے ہیں وہ یہاں سے ہی مل سکتے تھے۔'' بعد ازاں سردار صاحب نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ انہیں دو فرلانگ تک الوداع کہنے کے لیے ان کے ساتھ تشریف لے گئے۔ لاہور پہنچنے کے بعد سردار صاحب نے اپنے خدام سے مخاطب ہو کر فرمایا: اپنی زندگی میں اگر کوئی مرد کامل دیکھا ہے تو وہ میاں صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

4- فضل احمد مونگا، حاجی، حدیث دلبراں، ص315۔

ہیں۔ وہاں سے میں نے بہت فیض حاصل کیا ہے۔" حاجی سردار نذر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اس قدر متاثر ہوئے کہ بعد میں اپنے متوسلین، مریدین اور عقیدت مندوں کو آپ کی خدمت میں شرقپور شریف بھیجا کرتے تھے۔ 5

سرزمین شرقپور شریف کی عالمگیر شہرت:

بلاشبہ دنیا بھر میں صوبہ پنجاب اور پنجاب میں بلاد اولیاء لاہور شہر کو روحانی طور پر جو امتیازی حیثیت حاصل ہے وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ لاہور اور شرقپور شریف کا بھی آپس میں گہرا تعلق و علاقہ ہے۔ کیونکہ یہ تعلق سلطان الاولیاء حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ اور شہنشاہ ولایت، شیرِ ربانی، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے سبب ہے۔ جس طرح حضرت داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقام کے سبب لاہور دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اسی طرح حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہمہ گیر و عالمگیر ولایت کے باعث قصبہ شرقپور شریف دنیا بھر میں متعارف ہے۔ قصبہ شرقپور شریف، کی عالمگیر شہرت کے حوالہ سے مندرجہ ذیل شواہد موجود ہیں:

ادیب شہیر جناب محمد انور قمر شرقپوری کے نام وہ خط ہے جو ان کے دوست عبدالرزاق جنجوعہ صاحب نے اٹلی سے لکھا تھا۔ خط مذکور پر ڈاکخانہ، تحصیل، ضلع، صوبہ اور ملک (پاکستان) کا نام درج نہ ہونے کے باوجود جناب قمر صاحب کو موصول ہو گیا۔ خط پر بایں الفاظ پتہ درج تھا: "جناب ماسٹر ایم۔ قمر صاحب ایم۔ اے معرفت گورنمنٹ ہائی سکول، شرقپور شریف" 6

جناب قمر صاحب شرقپوری موصول ہونے والے خط پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "آج شرقپور شریف کے نام سے کون واقف نہ ہوگا، مجھے اٹلی سے ایک خط آیا جس پر یوں پتہ درج تھا: "محمد انور قمر شرقپوری، شرقپور شریف"۔ پتے میں سوائے "شرقپور شریف" کے تحصیل، ضلع یا ملک (پاکستان) کسی کا نام درج نہیں تھا۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شرقپور شریف کا نام دنیا کے گوشے گوشے میں معروف ہے۔ شرقپور شریف کو یہ شہرت کیسے ملی؟ صرف اور صرف یہاں کی روحانی ہستی اعلیٰ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مولد، مسکن اور مدفن کی وجہ سے۔" 7

حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ شرقپور شریف کے نام منی آرڈر ہے جو لندن سے آپ کے ایک خادم نے ارسال کیا تھا۔ اس پر ڈاکخانہ، تحصیل، ضلع، صوبہ اور ملک (پاکستان) کا نام درج نہ ہونے کے باوجود آپ کو موصول ہو گیا۔ اس منی آرڈر پر بایں الفاظ پتہ درج تھا: "سجادہ نشین درگاہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف" 8

5- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص109۔ 6- محمد انور قمر شرقپوری، ادیب: نقوش شرقپور ص45۔ 7- محمد انور شرقپوری، ادیب: ضیاء الفقراء ص39۔ 8- محمد انور قمر شرقپوری، ادیب: نقوش شرقپور ص39۔

عظمت سرزمین شرقپور شریف

شرقپورا! مشرقِ خورشیدِ ہدایت ہے تو
مطلعِ خاورِ ارشاد و طریقت ہے تو

قبلۂ اہلِ صفا، کعبہ اربابِ وفا
بیشہ شیر نیستانِ محبت ہے تو

مرقدِ شیر محمد، ہے تیرے دامن میں
اک امین شرف حسن سعادت ہے تو

سرمۂ چشمِ ملائک ہے، تیری خاکِ جمیل
منزلِ قافلہ اہلِ بصیرت ہے تو

تیرے گلشن سے ہویدا ہے تصوف کی بہار
خرمنِ عشق و خیابانِ مروت ہے تو

جس کی کھیتی سدا سرسبز و بہار آور ہے
اس زمیندار کا ایک مزرعہ ہمت ہے تو

بو گیا مردِ خدا فصل عقیدت کی یہاں
حاملِ مزرعہ عقبٰی کی بشارت ہے تو

یوں تو راوی کے کناروں پہ ہے ہر رنگ، مگر
صبغۃ اللہ کی تصویرِ لطافت ہے تو

شاہدرہ ہے جسے ملتا ہے خراجِ شاہی
اس فقیرِ درِ مولیٰ کی سکونت ہے تو

نقش بند خطہ اذواقِ مواجید و وقوف
جس کا گہوارۂ عرفان و عزیمت ہے تو

پانی بھرتا ہے تری خاک کے آگے راوی
مدفنِ گنجِ نہایاتِ حقیقت ہے تو

تو میرے شامِ غریباں کی سحر ہے لا ریب
میرا سرمایہ آرائش و راحت ہے تو 9

سر زمین شرقپور کے رہنے والو! السلام
سرزمین شرقپور ہے، مردِ کامل کا مقام

شرقپور کے رہنے والے کس قدر خوش بخت ہیں
فیض چشمے سے جو حاصل کر رہے ہر وقت ہیں

یہ وہ چشمۂ میاں صاحب کا یہاں دربار ہے
جس کا گنبد شرقپور کا مطلعِ انوار ہے

یا الٰہی آستانہ شرقپور قائم رہے
جب تلک دُنیا میں دم ہے فیض یہ دائم رہے

وہ جو متلاشی ہیں راہ حق کے، آئیں اس طرف
راستہ اللہ کے ملنے کا پائیں اس طرف

نجم نعمانی نہیں بہتر بس اب طول کلام
راز یوں ظاہر نہ کر، رہنے دے کہہ دے والسلام 10

❁❁❁❁❁

9- محمد انور قمر شرقپوری، ادیب نقوش شرقپور ص46۔ 10- جمیل احمد شرقپوری صحبتے با اولیاء، نور اسلام شیر ربانی نمبر ص163

﴿دوسرا باب﴾

آباءواجداد حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

آباء واجداد شیر ربانی شرقپوری رحمہم اللہ تعالیٰ

آباء و اجدادِ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کابل (افغانستان) کے باشندے تھے۔شاہی خاندان کے اساتذہ ہونے کے باعث انہیں ''مخدوم'' کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ یہ خاندان صداقت و شرافت، امانت و دیانت، تقویٰ و طہارت، پابندی صوم وصلوٰۃ، خوشنویسی، خوش گفتاری، علم و فضل اور حفظ قرآن وغیرہ اوصاف کا مسلسل حامل چلا آ رہا ہے۔ جب سرزمین ہندوستان میں اسلام کو غلبہ حاصل ہوا تو بہت سی اسلامی ریاستیں وجود میں آ گئیں۔اسی دور میں خاندانِ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ہجرت کر کے پٹھانوں کی معیت میں ہندوستان میں آیا اور پنجاب کے تاریخی شہر ''دیپالپور'' میں مقیم ہو گیا۔ جب دیپالپور قحط سالی کا شکار ہوا تو وہ لوگ نقل مکانی کر کے ''قصور شہر'' میں تشریف لے آئے۔اس دور میں قصور شہر علم و ادب اور درس وتدریس کا مرکز ومحور تھا۔کہا جاتا ہے قصور میں تشریف لانے والے تین افراد تھے جن میں سے ایک شادی شدہ اور دو غیر شادی شدہ تھے۔ان بزرگوں کے نام معلوم نہیں ہو سکے اور نہ ہی ان کے حالات زندگی دستیاب ہو سکے۔ وہ لوگ علم و فضل کے مالک تھے اس لئے پٹھان اور رؤساء قصور ان کی ارادت میں داخل ہو گئے۔ جو صاحب شادی شدہ تھے وہ دیپالپور واپس تشریف لے گئے، دوسرے ''کوٹ پیراں قصور'' میں مقیم ہو گئے اور تیسرے نے ''پکا قلعہ'' قصور میں رہائش اختیار کر لی۔ پہلے دونوں بزرگوں کے جانشین یا اولاد کے بارے میں علم نہیں ہو سکا البتہ تیسرے بزرگ جو ''پکا قلعہ'' قصور شہر میں رہائش پذیر ہوئے تھے، ان کا نام'' حافظ ہاشم '' تھا۔ان کی پشت سے حافظ محمد پیدا ہوئے۔اور ان کی پشت سے حافظ صالح محمد نامی پیدا ہوئے جو حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد گرامی کے جداعلیٰ تھے۔ [1] راقم الحروف کا خیال ہے کہ خاندانِ شیر ربانی کے قدم لگنے کے باعث ''قصور شہر'' کو عالمی شہرت حاصل ہوئی۔

---

1 محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 126

حافظ صالح محمد رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت حافظ صالح محمد رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت شیرِ ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد گرامی کے جد اعلیٰ تھے۔ آپ صاحب علم وفضل اور تقویٰ وطہارت کا پیکر تھے۔ طبابت اور خوشنویسی میں اپنی مثال آپ تھے۔ انہوں نے خوشنویسی کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ حضرت شیرِ ربّانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب ہمارے بزرگوں سے ذات کے بارے میں سوال کیا جاتا تو وہ جواب میں فرماتے:

ماخوشنویسیم یعنی ہم خوشنویس ہیں۔

آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور متشرع شکل وصورت بزرگ تھے۔ اسم بامسمّٰی اور صاحب کرامت تھے۔ تذکرہ نویسوں نے آپ کی یہ مشہور کرامت بیان کی ہے کہ قصور شہر کے نواب صاحب کی گائے بیاہی (یعنی اس نے بچے کو جنم دیا) گئی لیکن وہ انہیں دودھ دوہنے دیتی اور نہ اپنے بچے کو دودھ پلاتی۔ اس صورت حال سے پریشان ہو کر انہوں نے حضرت حافظ صالح محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"گائے سے کہیے کہ ہم نے تمہاری خدمت کی، پالا پوسا، اب تو ہمیں دودھ کیوں نہیں دیتی؟"

آپ کا حکم پہنچنے پر گائے نے دودھ دینا شروع کر دیا۔ 2

حضرت حافظ محمد عُمر رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت حافظ محمد عُمر رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت حافظ محمد صالح رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے اور حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد گرامی کے جد اعلیٰ تھے۔ آپ اپنے خاندان کی روایت کے مطابق خوشنویسی کے ماہر، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تقویٰ وطہارت کے جامع اور متشرع بزرگ تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے "حافظ محمد حسین" نامی صاحبزادہ عطاء فرمایا جو حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے جد امجد ہیں۔ 3

حضرت بابا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ حضرت شیرِ ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے جد امجد اور حضرت حافظ صالح محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے تھے۔ تذکرہ نویسوں نے آپ کی پیدائش کے بارے میں ایک واقعہ تحریر کیا ہے کہ ابتداءً حضرت حافظ صالح محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ آپ کی زوجہ مطہرہ کو علم ہوا کہ قصور شہر کے باہر غار میں ایک مستجاب الدعوات فقیر معتکف ہیں۔ اُنہوں نے اپنے شوہر سے ان کے پاس بغرض دُعا جانے کی

2 محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیاء نقشبند ص 182۔ 3 محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 127

اجازت طلب کی۔ آپ نے قانون شریعت کی بنا پر اپنی زوجہ کو اجازت نہ دی لیکن خود اس فقیر کے پاس تشریف لے گئے۔ معتکف فقیر کے پاس جا کر نرینہ اولاد سے محرومی کے بارے میں گزارش کی۔ تو اُنہوں نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لڑکا عطا فرمائے گا، اس کا نام ''شیر محمد'' رکھنا۔''

اللہ تعالیٰ نے آپ کو لڑکا عطا فرمایا۔ حضورِ انور ﷺ سے عشق و محبت کی بنا پر اس کا نام ''غلام رسول'' رکھا گیا۔ یہی غلام رسول علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ ور ہوئے اور ''قصور شہر'' کے مفتی اعظم کہلائے۔ حضرت بابا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا غلام دستگیر قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ مصنف ''تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل'' کے ہمعصر تھے۔ آپ نے قصور میں قرآن و حدیث اور فقہ کا درس دینا شروع کیا۔ رؤساء اور عوام الناس استفادہ کے لیے آپ کے پاس جمع ہونے لگے۔ آپ ''کوٹ حاجی رانجھے خاں'' قصور میں ''جامع مسجد رانجھے خاں'' سے متصل ایک مکان میں رہائش پذیر تھے۔ اکثر اوقات یادِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے گھر میں تہہ خانہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔ 4

اس زمانہ میں نواب قطب الدین ''قصور شہر'' کے حاکم تھے۔ کسی وجہ سے رنجیت سنگھ اور نواب قطب الدین کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے۔ رنجیت سنگھ نے قصور کو تاراج (تباہ) کر دیا۔ حضرت بابا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ قصور سے نقل مکانی کر کے ''حجرہ شاہ مقیم'' میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک مسجد میں داخل ہوئے تو دو لڑکوں کو تختیاں لکھتے ہوئے دیکھا۔ لڑکوں سے تختی لے کر اس پر ''ا، ب'' لکھ دیا۔ دونوں لڑکے حضرت خواجہ قطب الدین امام و سجادہ نشین حجرہ شاہ مقیم کے صاحبزادے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب نے بچوں کی تختی پر تحریر دیکھی تو دریافت فرمایا کہ یہ کس نے لکھا ہے؟ اُنہوں نے حضرت بابا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بتایا۔ اُنہوں نے آپ کو طلب فرمایا اور اپنے ہاں قیام کرنے کا حکم دیا جسے آپ نے قبول کر لیا۔ اور اپنے صاحبزادوں کو آپ کی شاگردی میں پیش کر دیا۔ حضرت بابا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ صاحب کے دست اقدس پر بیعت کر لی۔ کچھ عرصہ بعد سکھوں نے ''حجرہ شاہ مقیم'' پر حملہ کر دیا۔ خواجہ صاحب کے حکم کے مطابق آپ سُناروں کی معیت میں شرقپور شریف تشریف لے آئے۔ شرقپور شریف میں تشریف آوری کے بعد حسبِ معمول درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ وہ جگہ جہاں ''جامع مسجد حضرت میاں صاحب'' ہے وہاں کوڑا کرکٹ پڑا ہوا تھا۔ آپ نے لوگوں کی مدد سے صفائی کروا کر مسجد کی تعمیر کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اپنی خود نوشت حمائل -/125 روپے میں فروخت کر کے اس رقم سے مسجد کے متصل کنواں کھدوایا اور مسجد کا دروازہ بنوایا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے مسجد کے دروازے پر "یا شیخ عبد القادر جیلانی

4 محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیاء نقشبند ص 183

شیئاً لِلّٰہ" کے الفاظ تحریر کروائے تھے۔ مسجد میں قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم دیا کرتے۔ علم حاصل کرنے کے لئے مسلم و غیر مسلم سب لوگ حاضر خدمت ہوتے۔ مختصر وقت میں آپ شرقپور شریف کے علاقہ کے لوگوں کے دِل کی دھڑکن بن گئے۔ تقویٰ و طہارت، عبادت و ریاضت اور حُسن اخلاق کے باعث لوگوں میں ولی اللہ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ 5

حضرت بابا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ، صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی چند ایک کرامات سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

کہا جاتا ہے کہ آپ کا ایک کمبل تھا جس پر سویاں، دودھ، چاول اور دوسری چیزیں ڈالی جاتی تھیں لیکن اس سے دودھ نہیں ٹپکتا تھا۔ 6

ایک دفعہ شرقپور شریف کو "طاعون" کی وباء نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ لوگ صورتحال سے پریشان ہوکر آپ کی خدمت حاضر ہوئے اور دُعا۔ کے لئے عرض گزار ہوئے۔ آپ نے نقارہ طلب فرمایا اور اس پر یہ عبارت لکھ دی:

"لِیْ خَمْسَةٌ اُطْفِیْ بِھَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَةِ
اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَةُ"

اور آپ نے حکم فرمایا کہ مسجد کی چھت پر لے جا کر اُسے خُوب بجایا جائے۔ اور ساتھ ہی پہریدار کو حکم دیا کہ منڈی والے دروازے سے رات کی تاریکی میں کوئی چیز نظر آئے تو ہمیں بتائے۔ حسبِ ارشاد نقارہ مسجد کی چھت پر لے جا کر خُوب بجایا گیا اور پہریدار نے اطلاع دی کہ رات کو سیاہ فام عورت روتی پیٹتی دوڑ کر جاتی ہوئی نظر آئی ہے۔ آپ نے فرمایا: "وہ عورت طاعون تھی۔ اب باشندگان شرقپور شریف امن و حفاظت سے رہیں گے۔" طاعون کی وباء سے متاثر لوگ تیزی سے صحت یاب ہونا شروع ہو گئے۔ 7

بیان کیا جاتا ہے ایک دِن ایک سپاہی نے مسجد کی ٹونٹی سے حقہ تازہ کیا۔ حضرت بابا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس حرکت کے سبب خُوب پیٹا۔ سپاہی نے حضرت کے عمل کو اپنی بےعزتی پر محمول کیا اور اس سلسلے میں اپنے افسر بالا تحصیلدار سے شکایت کی۔ تحصیلدار نے آپ کو طلب کیا لیکن آپ نے حاضر ہونے سے صاف انکار کر دیا۔ افسر بالا کو جب اصل صورتحال کے بارے میں علم ہوا تو سپاہی کو مجرم قرار دیتے ہوئے اسے ملازمت سے چھٹی کرا دی۔ 8

5- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیاء نقشبند ص 183۔ 6- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیاء نقشبند ص 185۔ 7- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیاء نقشبند ص 185۔ 8- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیاء نقشبند ص 186

جب حضرت بابا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ شرقپور شریف میں تشریف لائے تو غیر شادی شدہ تھے۔ شرقپور شریف کے ایک زمیندار خاندان میں آپ کی شادی ہو گئی۔ سسرال والوں نے اپنی بیٹی کو بطور جہیز ایک کنواں (ڈیک والا کنواں) اور زمین دی۔ آپ کے ہاں نرینہ اولاد نہیں تھی البتہ ایک بیٹی مسماۃ آمنہ بی بی پیدا ہوئیں۔ ان کی شادی حضرت حافظ محمد حسین قصوری جن کا تعلق آپ کے خاندان سے تھا، سے کر دی۔ شادی کے بعد اپنے داماد کو بھی شرقپور شریف بلوا لیا۔ 9

جب حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے اس وقت حضرت بابا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ مسجد میں جلوہ افروز تھے۔ پیدائش کی اطلاع ملتے ہی چہرہ مبارک خوشی و مسرت کے باعث پھول کی طرح کھل گیا۔ آپ نے نومولود بچے کو مسجد میں لانے کا حکم دیا۔ حسبِ ارشاد بچہ پیش کیا گیا تو آپ نے اسے پکڑا اور اس کے مُنہ میں اپنی زُبان ڈال دی۔ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا:

> ''جب میری پیدائش کی خبر بابا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ کو دی گئی تو اُنہوں نے مجھے مسجد میں لانے کو کہا۔ مجھے مسجد میں لا کر بابا صاحب کے ہاتھوں میں دے دیا گیا۔ بابا صاحب نے دیکھ کر فرمایا: یہ لڑکا سعادت منداور باکمال ہوگا۔ اور اپنی زُبان میرے مُنہ میں ڈال دی جسے میں نے چوس لیا ''سلسلہ قادریہ'' میں میری نسبت اسی وجہ سے ہے۔''

حضرت بابا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ نے بار بار نومولود بچے کو بُو سے دیتے ہوئے فرمایا:

> ''یہ شخصیت وہ بچہ ''شیر محمد'' ہے جس کے بارے میں اولیاء نے ہمارے بزرگوں (آباؤ اجداد) کو اطلاع دی تھی۔'' 10

آپ نے 1866ء میں وصال فرمایا۔ شرقپور شریف کے تاریخی قبرستان ڈھانوالہ میں مدفون ہوئے۔ قبر انور مزار شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

جدامجد حضرت شیرِ ربانی، حضرت حافظ محمد حسین قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت بابا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ کے داماد اور حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے جدامجد ہیں۔ حضرت بابا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد درس و تدریس کی ذمہ داری حافظ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے کندھوں پر آپڑی تھی۔ جسے آپ دلجمعی، محنت اور

9۔ فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 43۔ 10 فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 50۔

خلوص سے انجام دیتے رہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین صاحبزادے عطا فرمائے جن کے نام یہ ہیں:

☆میاں عزیز الدین ☆میاں حمید الدین ☆میاں نظام الدین رحمہم اللہ تعالیٰ

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ،حضرت میاں عزیز الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے ہیں۔11

والد گرامی حضرت شیرِ ربانی ،حضرت میاں عزیز الدین رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ حضرت حافظ محمد حسین رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے اور حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے والدمحترم ہیں۔آپ نیک سیرت ،متقی ،صوم وصلوٰۃ کے پابند،متشرع ،اولیاء کرام سے عقیدت ومحبت رکھنے والے ،سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت اور تہجد گزار بزرگ تھے۔12

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد گرامی حضرت میاں عزیز الدین رحمہ اللہ تعالیٰ بطور ویکسی نیٹر (محکمہ صحت میں) بھرتی ہوکر گورنمنٹ کی طرف سے ضلع روہتک کے صدر مقام پر ویکسی نیٹروں پرانچارج افسر کی حیثیت سے فرائض انجام دینے لگے۔اپنے ماتحت عملے سے حُسنِ اخلاق ،نرمی اور اصولی برتاؤ کرتے تھے۔کسی ماتحت ملازم کو آپ سے شکایت نہیں ہوئی۔دو تین ماہ بعد گھر (شرقپور شریف میں) تشریف لاتے ۔حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے بچپن میں جنگل یا مسجد یا قبرستان میں جاکر یادِ الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔اس لئے والد صاحب ظاہری صورتحال سے متاثر ہوکر پریشان ہو جاتے۔حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ شروع ہی سے فیاض اور جواد تھے اس لیے اکثر مقروض رہتے۔والد صاحب جب گھر تشریف لاتے تو قرض ادا فرمادیتے اور پریشانی کا اظہار فرماتے۔ایک دفعہ حضرت میاں عزیز الدین رحمہ اللہ تعالیٰ حسب معمول نمازِ تہجد کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر انچارج کی حیثیت سے دورے پر روانہ ہوئے ۔رات کی تاریکی میں ایک نقاب پوش نے آپ کی سواری کی لگام تھام لی اور حقائق کا انکشاف کرتے ہوئے بلند آواز سے یوں کہا:

> جس لڑکے کو تم ''سائیں لوک'' سمجھتے ہو،وہ اپنے زمانہ کا باکمال شخص ہوگا۔اس آفتابِ ہدایت کی ضیاء باریاں تاریک دلوں کو منور کریں گی۔یہ منبع فیوض وبرکات ہوں گے اور دُنیا ان کو مانے گی۔ان کا شہرہ چاردانگ عالم میں ہوگا لیکن اپنے اس نیک بچے کا عروج آپ نہیں دیکھ سکیں گے۔اس لیے آپ

11 محمد امین شرقپوری،مولانا،اولیاءِ نقشبند ص12 ۔ 12- محمد ابراہیم قصوری،صوفی:خزینہ معرفت ص128

انہیں کچھ نہ کہا کریں۔13

اس نقاب پوش کی گفتگو کے بعد والد محترم رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کبھی ناراض نہیں ہوئے اور نہ ان کے باعث پریشان ہوئے۔

تذکرنویسوں کا بیان ہے کہ حضرت میاں عزیز الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی ملازمت کے آخری آیام میں ضلع ''رہتک'' کے مشہور قصبہ ''ہانسی'' میں ہیضہ کی وباء پھیل گئی۔ گورنمنٹ کی طرف سے اس وباء پر قابو پانے کے لیے ''ہانسی'' میں آپ کی ڈیوٹی لگا دی گئی۔ آپ ہیضہ کے مرض کا شکار ہو کر اسی مقام پر وصال فرما گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ بعد میں سرکاری طور پر آپ کے وصال کی اطلاع شرقپور شریف میں دی گئی۔14

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ، والد محترم کی قبر انور پر بغرض زیارت و فاتحہ خوانی خود بھی تشریف لے گئے اور اپنے برادر اصغر حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی ''ہانسی'' بھیجا۔ آپ نے حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو حاجی کریم بخش کی معیت میں والد محترم کی قبر انور کی زیارت کے لئے روانہ کرتے وقت مبلغ -/25 روپے برائے کرایہ عنایت فرمایا اور ہدایات فرماتے ہوئے فرمایا:

> ''پہلے سرہند شریف جانا اور مجدد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری دینا۔ اس کے بعد پانی پت جا کر غوث علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر فاتحہ کہتے ہوئے دلی کے راستہ اِمام دین درزی کو مل کر ''ہانسی'' جانا۔ وہاں قصبہ کے باہر ایک چھپڑ ہے جس کے کنارے کیکر کا درخت ہے۔ اس درخت کے نیچے تین مزار ہیں۔ ان میں سے والد صاحب کا مزار بھی ہے، وہاں فاتحہ خوانی کرنا۔''

ہدایات شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حاجی کریم بخش کے ہمراہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت غوث علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزارات پر حاضری دیتے ہوئے قصبہ ''ہانسی'' میں تشریف لے گئے۔ وہاں اپنے والد محترم کے مزار پُر انوار کی زیارت کی اور فاتحہ خوانی کی۔15

❁❁❁

13- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 44۔ 14- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 45۔ 15- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 45

﴿ تیسرا باب ﴾

بشاراتِ طلوعِ آفتابِ ولایت

بشاراتِ طلوعِ آفتابِ ولایت

مختلف بزرگ مختلف ادوار میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت باسعادت اور مقام و مرتبت کے بارے میں بشارتیں دیتے رہے۔اس سلسلے میں چند اکابر کی بشارات سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

پیدائش سے ایک صدی قبل بشارت:

تذکرہ نگاروں کی تحقیق کے مطابق حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولاتِ باسعادت سے ایک صدی پہلے کابل میں ایک ولی کامل نے آپ کے جدِ اعلیٰ کو آپ کی ولادت کی خوشخبری سُنائی تھی۔خوشخبری کے مطابق ایک صدی بعد شرقپور شریف میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔1

ایک معتکف ولی کامل کی بشارت:

آپ کے مورث اعلیٰ حضرت حافظ صالح محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نرینہ اولاد نہیں تھی، اس وقت ان کا قیام قصور شہر میں تھا۔وہ ایک بزرگ کے پاس گئے جو قصور کے نواح میں ایک غار میں معتکف تھے۔ان سے اولاد سے محرومی کا تذکرہ کیا۔اُنہوں نے خوشخبری سُناتے ہوئے فرمایا: اللہ تمہیں لڑکا عطا فرمائے گا۔اس کا نام "شیر محمد" رکھنا۔"2

حضرت بابا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت میاں صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس بشارت کو اس طرح بیان فرمایا:

"یہ وہی بچہ ہے جس کی بشارت میرے والد بزرگوار کو غار میں معتکف ولی اللہ نے دی تھی، وہ میں نہیں تھا بلکہ وہ ہونہار اور بلند بخت لڑکا یہی ہے۔"3

1۔محمد امین شرقپوری، مولانا۔اولیاء نقشبند ص 197۔ 2۔فضل احمد مونگا، حاجی۔ حدیث دلبراں ص 39۔ 3۔فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 50۔

حضرت بابا امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا کشف:

کہتے ہیں کہ بابا امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ شرقپور شریف تشریف لایا کرتے تھے۔ایک مکان کے سامنے کھڑے ہو کر لمبے لمبے سانس لیتے گویا خوشبو سُونگھ رہے ہوں۔لوگوں کے پُوچھنے پر جواب میں فرماتے:''مجھے کشف ہوا ہے کہ اس سرزمین میں ایک ''شیر خدا'' پیدا ہوگا۔جس سے ایک دُنیا فیض یاب ہوگی۔''4

حضرت باباجی کی شرقپور شریف میں آمدورفت کا سلسلہ:

حضرت بابا امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ اولیاء میں ممتاز مقام کے حامل اور صاحب کشف بزرگ تھے۔کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ دریائے راوی میں بہت طغیانی آئی اور دریا کے قرب و جوار کے تمام دیہات زیر آب آ گئے ۔اس وقت طغیانی کا رُخ شرقپور شریف کی طرف بھی ہوگیا۔شرقپور شریف کے باسی بہت گھبرائے کیونکہ مویشیوں ،مکانات اور مکینوں کو شدید خطرہ لاحق تھا۔کچھ لوگ شرقپور شریف سے چند میل کے فاصلے پر واقع بستی ''کوٹلہ پنجو بیگ'' میں گئے تاکہ وہاں کے مشہور بزرگ حضرت بابا امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرائیں۔لوگوں نے باباجی کی خدمت میں دریائے راوی کے خطرہ کے بارے میں عرض کیا۔آپ نے اپنا رومال دیا اور فرمایا:

> ''جاؤ میرا یہ رومال دریا کو دِکھانا،میرا سلام کہنا اور تم اپنے اپنے گھروں میں عبادت میں مصروف ہو جانا۔''

ذہنی طور پر لوگ مطمئن نہ ہوئے لیکن مجبورًا واپس آ گئے اور باباجی کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا۔جس کے نتیجے میں دریا کا پانی شرقپور شریف سے دو میل تک دُور چلا گیا۔گویا اس تدبیر سے مویشی، مکانات اور باسی سب دریا کے خطرات سے محفوظ ہو گئے۔

ایک دفعہ شرقپور شریف میں لوگوں نے اسی باباجی کو دیکھا جنہوں نے رومال دیا تھا۔لوگ تعظیمًا ان کے پاس جمع ہو گئے تاکہ دُعا کرائیں۔باباجی تنگ و تاریک گلیوں سے گھومتے ہوئے ایک مکان کے پاس جا کر رُک گئے اور لمبے لمبے سانس لینے لگے۔باباجی کا چہرہ باوقار تھا۔اس لیے حاضرین میں سے کسی کو سوال کرنے کی جراءت نہ ہوئی اور باباجی واپس چلے گئے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت بابا امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا شرقپور شریف میں آنے جانے کا سلسلہ تیزی سے شروع ہوگیا۔وہ شرقپور شریف میں داخل ہوتے ہی تیزی سے ایک مکان کے پاس پہنچ کر رُک جاتے اور لمبے

4- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 49

لمبے سانس لینا شروع کر دیتے۔ لوگ ان سے اس بارے میں پوچھتے تو ان سے اعراض کر کے آگے گزر جاتے۔ ایک دفعہ لوگوں کے پوچھنے پر باباجی نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ہاں بیلیو! صرف خوشبو آتی ہے اب انہیں آ بھی جانا چاہیے"۔ لوگ ان کے اس جواب سے بہت حیران ہوئے، سوچنے لگے لیکن کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔

1857ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد مسلمانوں کے زخم ابھی پُرسوز تھے۔ ملک میں ہر طرف بے چینی اور افراتفری تھی۔ 1865ء کی ایک رات تھی کہ حضرت بابا امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ خلاف معمول شرقپور شریف میں جلدی سے داخل ہوئے اور تمام گلیوں کو عبور کرتے ہوئے ایک مکان کے سامنے جا کر رک گئے۔ آج پہلے کی طرح لمبے لمبے سانس لینے کے بغیر مسکرا کر فرمانے لگے: دیکھا وہ آخر آ ہی گئے ہیں"۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا: باباجی! کون آ گئے ہیں؟ جواب میں فرمایا: "میاں عزیز الدین سے جا کر پوچھو"۔ لوگوں نے میاں عزیز الدین کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے چاند سا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ 5

آسمان کی سیر:

پیدائش کے فوراً بعد مِن جانب اللہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو آسمان کی سیر کرائی گئی۔ تذکرہ نویسوں نے اس سلسلے میں آپ کی بڑی ہمشیرہ کا خواب نقل کیا ہے۔ اُنہوں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت اُترا ہے، جس کے اُٹھانے والوں کے چہروں پر نُور برس رہا تھا۔ وہ میرے بھائی کو تخت پر بٹھا کر آسمان کی طرف لے گئے۔ جب واپس تشریف لائے تو ان کے سر پر ایک چمکتا ہوا تاج تھا۔ آپ نُورانی لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ جب آپ بڑے ہوئے تو ہمشیرہ کے ہاں جاتے وہ میاں صاحب سے اس واقع کے بارے میں پوچھتیں تو آپ مسکرا دیتے۔ 6

مادرزاد ولی اللہ:

حضرت شیر ربانی مادرزاد ولی اللہ تھے، جس کی گواہی آپ کے عہد کے لوگوں نے دی ہے۔ صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ جب میں پہلی یا دوسری بار شرقپور شریف میں حاضر ہوا تو بہت سے بوڑھے آدمیوں کی زُبان سے سُنا: "حضرت شیرِ ربانی" مادرزاد ولی اللہ ہیں۔ ان لوگوں میں سے میاں امام دین مونگہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور حکیم امام دین شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں۔ 7

5- فضل احمد مونگا، حاجی حدیث ہر ص 49۔ 6- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیا نقشبند ص 198۔ 7- امین الدین حکیم سید: صوفیائے نقشبند ص 313

آپ بچپن میں کھیل کود، لہو ولعب اور لڑکوں سے بالکل الگ تھلگ ہو کر اسم ذات ''اللّٰہ'' کے ورد میں مصروف رہتے کیونکہ یہ عمل آپ کو دُنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب تھا۔8

دلائل ولایت شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولایت کے بکثرت دلائل وشواہد ہیں۔ان میں سے چند ایک سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

1- حاجی فضل الٰہی مونگہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ:

''ایک دفعہ حسب معمول لاہور جا رہا تھا، سردی انتہا پر تھی۔ بارش اور آندھی کا طوفان زوروں پر تھا۔ بجلی کڑک رہی تھی اور اولے بھی شدت سے پڑ رہے تھے۔ میری طبیعت نے آگے جانے سے گریز کیا۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا: شاید آج آزمائش کا دن ہے۔ جب میں موضع ٹھیکری والا کے قریب پہنچا تو بجلی زور سے کڑک کر گری۔ ہوا کا شور بڑھ گیا۔ سڑک کے درخت گرنے لگے۔ سڑک بے آباد تھی، میں خوف کے باعث سڑک سے باہر نکل گیا۔ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ ابھی تک تمہیں اپنی جان ہی سے پیار ہے؟ تو میں سڑک پر آ گیا۔ بجلی دوبارہ کڑکی تو میں پھر سڑک سے باہر ہو گیا۔ غائب سے پھر پہلے والی آواز آئی۔ میں سڑک پر آ گیا، تو تیسری بار پھر ایسا ہی ہوا تو مجھے وجد ہو گیا اور بعد ازاں مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ مجھے کس نے گھر پہنچایا۔ اہل خانہ مجھے چارپائی پر لٹاتے تو میں زمین پر گر جاتا۔ ایک ہفتہ مسلسل اسی طرح رہا۔ اس کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا کہ کوئی شخص مجھے اٹھا کر بٹھا رہا ہے۔ جب میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ اور سرکار بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں لے لیا۔ فرمایا: سنبھلو اور ہوشیار ہو جاؤ تم سے کام لینا ہے۔ اور میرا ہاتھ حضور ﷺ نے بغداد والی سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں دے دیا۔ بعد ازاں میں مسجد میں بیٹھ گیا اور درس وتدریس کا کام شروع کر دیا۔9

8- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص53۔ 9- غلام عباس، مولانا قادری: شبیہ شیر ربانی ص59۔

2- حضرت حاجی فضل الٰہی مونگہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کا بیان ہے کہ:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ایک دن میں مویشی لیکر کنویں سے گھر آیا تو مسجد میں مغرب کی نماز ہورہی تھی۔ اس دن مطلع ابر آلود تھا اور بارش ہورہی تھی۔ میں وضو کرنے لگا اور میری زبان سے بے ساختہ نکلا! کہ شاید ابھی تو سورج ہوگا، اس وقت ایک رکعت ہو چکی تھی۔ معا (اچانک) ہی بادل پھٹ گئے اور سورج کی کرنیں پھوٹ نکلیں۔ نماز مغرب کی امامت چچا حمید الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کر رہے تھے، انہوں نے سلام پھیر دیا۔ مغرب کا وقت ہونے پر جب مؤذن نے چچا جان سے کہا: کہ اذان دوں تو انہوں نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "اس سے پوچھ لو۔"10

بچپن میں عارفانہ کلام:

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے بچپن میں ایسی گفتگو فرماتے کہ سننے والا حیران اور متعجب ہوئے بغیر نہ رہتا۔ تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ آپ چھ سال کی عمر میں قبرستان میں تشریف لے جاتے۔ جب والدہ محترمہ دریافت فرماتیں کہ کہاں گئے تھے؟ جواب میں عرض کرتے: میں بزرگوں سے ملنے اور ان کی زیارت کے لیے گیا تھا۔11

ذکرِ الٰہی سے محبت:

ذکرِ الٰہی آپ کا سب سے بڑا وظیفہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ مسجد میں تشریف لے جاتے اور ایک کونے میں بیٹھ کر "اللّٰہ، اللّٰہ" کے ذکر میں مصروف ہوجاتے۔ اسمِ ذات "اللّٰہ" اسمِ مبارک "محمد ﷺ" بار بار تحریر فرماتے۔ جب احباب سے گفتگو فرماتے تو اس وقت بھی ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے۔

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے بچپن کے زمانہ میں نمازِ عشاء کے بعد لڑکوں کو ساتھ لے کر مسجد کی چھت پر تشریف لے جاتے اور خوب ذکرِ الٰہی کرتے حتیٰ کہ آپ کو وجد ہو جاتا۔

❁❁❁

10- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 57۔ 11- محمد نذیر رانجھا: تذکرہ شیرِ ربانی ص 16

﴿چوتھا باب﴾

حالاتِ حضرت شیر ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

حالاتِ حضرت شیر ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

شرفِ بیعت:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جوان ہوئے تو مرشد کامل کی تلاش میں نکلے۔ اپنے آباؤ اجداد کے پیر خانہ ''حجرہ شاہ مقیم'' میں حضرت پیر سعادت علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض بیعت حاضر ہوئے۔ اُنہوں نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا:

''آپ جیسے باکمال آدمی کو ہم بیعت نہیں کر سکتے۔ اس لیے کسی اور مرشد کو تلاش کریں جو مزید آپ کو درجہ کمال تک پہنچا دے۔''

جب اس بات کا علم مختلف سجادہ نشین حضرات کو ہوا تو اُنہوں نے آپ کو بیعت کرنے کے پیغامات بھیجنا شروع کر دیے۔ آپ نے ان پیغامات پر توجہ نہ دی۔ مسلسل مرشد کامل کی تلاش میں کوشش کرتے رہے۔ آخر کوشش رنگ لائی حضرت بابا امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے رابطہ ہو گیا۔ یہ وہی بزرگ ہیں جو حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت سے قبل بھی شرقپور شریف تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کے مکان کے چکر کاٹتے اور فضاء کو سونگھ کر آپ کی ولادت باسعادت کی خبر دیا کرتے تھے۔ آپ حضرت بابا صاحب کی خواہش کے مطابق ان کے مرید ہو گئے۔ مرشد کامل نے اپنے مرید کامل پر فخر کرتے ہوئے فرمایا:

''قیامت کے دِن اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم دُنیا سے میرے لیے کیا (تحفہ) لائے ہو؟ تو میں عرض کروں گا کہ: اے پروردگار! میں ''شیر محمد'' لایا ہوں۔'' 1

اعزازِ خلافت:

بیعت کرنے کے بعد مرشد کامل نے مختصر وقت میں اپنے باکمال مرید کو سلوک و معرفت کے تمام درجات طے کرا دیے اور خلافت عطا فرما دی۔ حضرت میاں صاحب ابتداءً تو حصول خلافت سے انکار کرتے رہے لیکن اپنے مرشد برحق کی بات کا آخر کب تک انکار کر سکتے تھے، بات مانتے ہوئے خلافت قبول کر لی۔ 2

1- محمد نذیر رانجھا، تذکرہ شیر ربانی ص 26۔ 2- محمد نذیر رانجھا، تذکرہ شیر ربانی

شجرہ نسب حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

حافظ محمد ہاشم
↓
حافظ محمد
↓
حافظ صالح محمد

- حافظ محمد عمر
- میاں غلام رسول (لاولد)
- غلام محمد (لاولد)

حافظ محمد عمر:
- حافظ محمد حسین
- بدر دین ← شہاب دین
- قمر دین (لاولد)

حافظ محمد حسین:
- میاں عزیز دین
- حافظ حمید الدین
- میاں نظام دین (لاولد)

میاں عزیز دین:
- اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد
- حضرت میاں غلام اللہ

حافظ حمید الدین:
- میاں رحیم اللہ
- میاں غلام کبریا

میاں غلام کبریا:
- ڈاکٹر نور احمد ← میاں آفتاب احمد
- میاں سلطان احمد (لاولد)

حضرت میاں غلام اللہ:
- میاں سعید احمد مرحوم
- میاں غلام احمد
- میاں جمیل احمد

میاں غلام احمد:
- میاں رؤف احمد اظہر
- میاں مرغوب احمد ← میاں مستفیض احمد
- حافظ میاں محمد ابوبکر

حافظ میاں محمد ابوبکر:
- میاں عزیز دین
- میاں محمد عبدالرحمٰن

میاں رؤف احمد اظہر:
- میاں عرفان احمد اظہر
- میاں رافع احمد اظہر
- میاں محمد طٰہٰ اظہر

میاں جمیل احمد:
- میاں خلیل احمد ← حافظ میاں 'ید احمد
- میاں سعید احمد ← میاں محمد صالح
- میاں جلیل احمد ← میاں تکریم احمد
- غلام نقشبند مرحوم

میاں سعید احمد:
- میاں عدیل احمد
- میاں تنویر احمد
- میاں عبدالمنان

''میاں صاحب'' کا لقب:

حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ بابا امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ شرقپور شریف میں تشریف لا کر کئی کئی مہینے آپ کے ہاں قیام فرماتے۔ آپ حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت و تواضع کرنے میں کمی نہ چھوڑتے۔ ایک دفعہ حضرت باباجی سردی کے موسم میں شرقپور شریف لائے، چائے تیار کرنے کے لئے لکڑیاں دستیاب نہیں تھیں۔ اس لئے حضرت میاں صاحب نے اپنے جسم کے کپڑے جلا کر چائے تیار کی۔ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب اس صورت حال کا علم ہوا تو حضرت شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا:

''تم میاں صاحب ہو میاں صاحب''

ایسے ''میاں صاحب'' کا نُورانی اور معزز لقب آپ کے پیر و مرشد کا عطا کردہ ہے۔ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے برادر اصغر حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، ان کے صاحبزادگان حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم اور ان کے صاحبزادگان کے اسماءِ گرامی کے ساتھ بھی ''میاں صاحب'' کا اعزازی لقب استعمال ہوتا ہے۔[3]

سلسلہ رشد و ہدایت کا آغاز:

شروع شروع میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کسی کو بیعت نہیں کرتے تھے۔ جو شخص مرید ہونے کے لیے حاضر ہوتا اسے کوٹلہ شریف میں حضرت بابا امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ مرشد کامل کے مسلسل اصرار پر سلسلہ رشد و ہدایت کا آغاز کیا تو لوگوں کا تانتا بندھنے لگا۔ ادھر باباجی نے بھی اعلان فرما دیا تھا کہ میرے اور شیر محمد کے درمیان کوئی فرق نہیں، لہٰذا ان سے بیعت کیا کرو۔ آپ نے مروجہ طریقہ سے اعراض کرتے ہوئے اللہ اور رسول ﷺ کی رضاء کے لیے لوگوں کی اصلاح نفس، تربیت اور اخلاص و محبت کا درس دینے کے لیے سلسلہء بیعت کا آغاز کیا۔ آپ کی مخلصانہ کوشش سے ہزاروں انسانوں کی اصلاح ہوئی۔ کچھ لوگوں نے اسلام کی شاہراہ کو حق تسلیم کر کے اسلام قبول کیا۔ آپ کا یہ پروگرام صرف مسلمانوں تک محدود نہیں تھا بلکہ غیر مسلم حاضر ہونے والوں کی بھی اصلاح عقائد اور تربیت نفس کی جاتی۔ جو ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ ہمیشہ کے لیے اسی در کا غلام ہو کر رہ جاتا۔

3۔ فیض احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 60

طریقۂ اصلاح:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریقۂ اصلاح دوسرے مشائخ کے طریقوں سے مختلف تھا۔آپ اس انداز سے اصلاح فرماتے: غیرنمازی، نمازی بن جاتا۔ چورتائب ہو جاتا۔حقوق العباد کا غاصب اپنی اصلاح کر لیتا۔

الغرض اسلامی اصولوں کے خلاف چلنے والے کی اصلاح نفس ہو جاتی، گناہوں سے تائب ہو کر اپنی زندگی اسلامی اصولوں اور سنت نبوی ﷺ کے موافق گزارنے کا پکا عزم کر کے گھر لوٹتا۔

جانوروں سے حُسن سلوک:

اسلام نے صرف انسانوں سے حُسنِ سلوک کرنے کا قانون نہیں دیا بلکہ چار پایوں اور جانوروں سے بھی حُسنِ سلوک کرنے کی تلقین کی ہے۔حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا حُسنِ سلوک انسانوں تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ جانوروں سے بھی شفقت ومہربانی سے پیش آتے تھے۔کبھی اپنے ہاتھ سے روٹیاں کتوں میں تقسیم فرماتے اور کبھی نسبت والے گدھوں کے پاؤں دبانے لگتے۔ایک دفعہ شدید سردی کا موسم تھا کہ ایک کتیا نے بچے دیے، آپ نے دیکھا کہ وہ سردی کے باعث کانپ رہی ہے اور پریشان حالت میں ہے۔آپ گھر تشریف لے گئے اور فوراً تر وتازہ حلوہ تیار کرنے کا حکم دیا۔اہل خانہ نے نووارد مہمانوں کے تصور سے تعمیل حکم کرتے ہوئے تر وتازہ حلوہ تیار کر دیا۔ جب حلوہ ٹھنڈا ہو گیا تو آپ باہر تشریف لے گئے اور فوراً اس حالت میں واپس تشریف لائے کہ ایک کتیا اور اس کے بچے آپ کے ساتھ تھے۔آپ نے حلوے کا برتن کتیا کے سامنے رکھ دیا اور اسے کھانے کا حکم دیا۔آپ نے اس کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: ''تمہیں سردی نے پریشان کیا تم اور کھاؤ، تم اور کھاؤ'' 4۔مزید سردی سے بچانے کے لیے آپ نے کتیا پر کمبل کا ٹکڑا ڈال دیا۔

سنت رسول ﷺ کے مطابق آپ نہ صرف انسانوں پر بلکہ جانوروں پر بھی مہربان تھے۔حضرت شیرربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ اپنی والدہ صاحبہ سے عرض کیا: ''اماں جان! مجھے سردی محسوس ہو رہی ہے۔'' والدہ محترمہ نے آپ کو ایک لحاف اوڑھا دیا۔دوبارہ کہا: ''اب بھی سردی محسوس ہو رہی ہے''۔تو اُنہوں نے دوسرا لحاف بھی آپ پر ڈال دیا۔تیسری بار پھر عرض کیا: ''اماں جان! سردی میں افاقہ نہیں ہوا''۔اور دریافت فرمایا: ''کیا آج ہمارے ہاں کوئی مہمان آیا ہے؟'' جواب دیا گیا ہاں! ''مہمان آیا ہے۔پوچھا: اسے چار پائی اور بستر دیا ہے؟'' جواب ملا: ''ہاں!'' دریافت فرمایا: ''کیا اس کے ساتھ کوئی جانور بھی ہے؟'' جواب دیا گیا: ''ہاں اس کے

4- محمد امین شرقپوری، مولانا، تذکرہ اولیا نقشبندص 382۔

ساتھ ایک گھوڑا ہے''۔ آپ نے فرمایا: ''اسے سردی سے بچانے کا انتظام کریں، جب اسے سردی نہیں لگے گی تو میرا جاڑا بھی کم ہو جائے گا''۔ 5

جناب صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''ایک روز (میں) بازار سے گزر رہا تھا کہ ایک کتے نے پاؤں اٹھا دیے، جیسے کہتا ہو مجھے گلے سے لگا لو۔ چنانچہ میں نے اسے گلے سے لگا لیا۔'' 6

جہالت کی تاریکی میں علم کی روشنی:

حدیث رسول ﷺ ہے کہ: "بَلِّغُوا عَنِّیْ وَ لَوْ آیَۃً" یعنی تم میری طرف سے (لوگوں کو) پہنچا دو خواہ تمہیں ایک آیت کا علم ہو۔ اس اصول نبوی ﷺ کے مطابق ہر مسلمان کو مبلغ اور اسلامی راہنما بننا چاہیے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بظاہر نہ عالم تھے نہ مقرر مگر ان کے نہاں خانہء دل سے نکلی ہوئی پُر تاثیر باتیں رُشد و ہدایت کے لیے بڑی مؤثر تھیں۔

آپ کشف المحجوب، غنیۃ الطالبین، تفسیر قادری، تفسیر حسینی، تفسیر مرادیہ، مرأۃ المحققین، حکایات الصالحین، منہاج السلوک اور ذخیرۃ الملوک وغیرہ کتب کا مطالعہ کرنے کی اپنے احباب، متوسلین، عقیدت مندوں اور مریدین کو تلقین فرماتے۔ آپ نے مرأۃ المحققین، حکایات الصالحین، منہاج السلوک، چشمۂ فیض اور ذخیرۃ الملوک کتب کے اردو تراجم کروا کر اور چھپوا کر عوام الناس میں مفت تقسیم فرمائیں۔ 7

تعمیر مساجد:

تعلیم و تعلّم کا اصل مرکز و محور مساجد ہیں، اسلاف نے مساجد میں تعلیم و تعلّم کا آغاز کیا اور لوگوں کے دل و دماغ کو علم کے نور سے منور کر دیا۔ حدیث رسول کریم ﷺ ہے:

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ ۔ ''جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا''۔

حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی مدد آپ کے تحت مساجد تعمیر فرمائیں۔ آپ نے شرقپور، لاہور، کوٹلہ شریف اور دوسرے مقامات پر مساجد تعمیر کروائیں: آپ کی تعمیر کردہ مساجد میں سے چند ایک یہ ہیں:

5- محمد امین شرقپوری، مولانا: تذکرہ اولیاء نقشبند ص 205۔ 6- محمد امین شرقپوری، مولانا: تذکرہ اولیاء نقشبند ص 396

7- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینۂ معرفت ص 139

☆مسجد محلہ نبی پورہ، شرقپور شریف، ☆مسجد قبرستان ڈوھرانوالہ، شرقپور شریف، ☆مسجد محلہ شیر ربانی، شرقپور شریف، ☆مرکزی جامع مسجد حضرت میاں صاحب، شرقپور شریف، ☆اپنے کنویں پر مسجد بنوائی، ☆کوٹلہ شریف میں وسیع وعریض مسجد تعمیر کروائی، ☆لاہور میں حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پرانوار والی (پرانی مسجد) آپ کے مشورے سے تعمیر کی گئی۔ 8

آپ نے تعمیر مسجد کے وقت حضور انور ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مزدور کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ مساجد کی تعمیر کی غرض وغایت انہیں آباد کرنا ہے۔ آپ نے نہ صرف مساجد تعمیر کروائیں بلکہ نمازیوں کے ذریعے انہیں آباد بھی کیا۔ جو لوگ آپ کی اصلاح وتربیت کے نتیجے میں نمازی بنے، تاحیات ان کی نماز تہجد بھی فوت نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی انہوں نے شریعت مطہرہ کی حدود کے باہر قدم رکھا۔ جَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ۔ 9

فن خطاطی میں مہارت:

حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے آباء واجداد کی طرح فن خطاطی میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ عموماً نہایت عقیدت ومحبت سے اسمِ ذات ﴿اللہ﴾ جَلَّ جلالہ ﴿اوراسمِ پاک ﴿مُحَمَّد ﷺ﴾ تحریر فرماتے۔ آپ کی تحریر میں اتنی خوشخطی ہوتی کہ فن خطاطی کے ماہرین دیکھ کر حیران رہ جاتے۔ 10

آپ کے دستِ اقدس سے تحریر شدہ اسمِ ذات ''اللہ'' اب بھی دستیاب ہے جو زیر مطالعہ کتاب کے ہر صفحہ کی پیشانی پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

مرجع مشائخ وعلماء:

علم دین کا حصول ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں مشہور حدیث مصطفوی ﷺ ہے کہ:

''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ'' عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ'' ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے''۔

ظاہری طور پر خواہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مروجہ طریقے کے مطابق باقاعدہ مدرسہ عربیہ میں داخل ہو کر تو علم حاصل نہیں کیا لیکن آپ عالم ربانی تھے یعنی آپ کو علم لدُنی حاصل تھا۔ علماء، فضلاء، محققین، اساتذہ اور خطباء سب آپ کی خدمت میں مسائل دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوتے۔ آپ ان کی مشکل حل فرماتے۔ برصغیر کی مشہور دینی درسگاہ ''دارالعلوم دیوبند'' کے شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کشمیری بھی شرف زیارت کی غرض سے شرقپور شریف میں حاضر خدمت ہوئے۔ ان کی تمام زندگی درس وتدریس میں گزر

8- امین الدین، حکیم سید: صوفیائے نقشبند ص 321۔ 9- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 138۔ 10- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 53۔

چکی تھی، شیخ کشمیری نے ''دارالعلوم دیوبند'' پہنچنے کے بعد طلباء وعلماء سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اگر میں نے عمل دیکھا ہے تو شرقپور شریف میں دیکھا ہے''

یہ ایک اٹل حقیقت ہے عمل، علم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جب بقول شیخ کشمیری شرقپور شریف عمل کا مرکز ہے تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ علوم وفنون کا بھی محور ہے۔ شیخ کشمیری کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء شرقپور شریف میں حاضر ہوئے۔

اتباعِ سنت:

امام اہلسنّت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (م 1921ء) نے مرشد کامل کی چار شرائط بیان کی ہیں جو یہ ہیں:

☆ سلسلہ طریقت رسولِ خدا ﷺ تک پہنچتا ہو، ☆ صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہو، ☆ اتنا عالم ہو کہ پیش آمدہ مسائل کو از خود کتب سے نکال سکتا ہو، ☆ اس کا کوئی عمل شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو۔

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ میں مندرجہ بالا شرائط بطریقِ کمال پائی جاتی تھیں۔ جہاں تک عمل کا تعلق ہے آپ کا لباس، دستار، گفتار، جوتا، چلنا، پھرنا، سونا، بیدار ہونا الغرض ہر عمل شریعت مطہرہ کے مطابق تھا۔ آپ جب کسی کا غیر شرعی عمل دیکھتے تو سخت برہم ہوتے اور طیش میں آ جاتے۔ کسی داڑھی منڈے کو دیکھتے تو سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے: دیکھو کیسا چہرہ ہے، یہ محمدی چہرہ تو نہیں ہے''۔ سر محمد شفیع جو آپ کے خالہ زاد بھائی تھے، داڑھی منڈے تھے۔ ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''محمد شفیع! آج تمہارا نام لینے کو دل نہیں چاہتا۔ افسوس! تمہارا نام تو کیسا اچھا ہے، اپنے نام ہی کی شرم کرو اور کچھ سوچو سمجھو۔ تم نے کیسی شکل بنا رکھی ہے؟ تمہارے باپ کی شکل کیسی اچھی تھی، وہ شکلیں تمہیں بری لگتی ہیں۔ تمہارے باپ کا ہی قصور ہے جس نے تمہیں ولایت بھیج دیا اور تم انگریز بن گئے۔''

آپ نے فرمایا: جب تم خلاف شرع کسی کو کام کرتے ہوئے دیکھو تو اس پر اس طرح جھپٹ پڑو جیسے بھوکا شیر بکری پر جھپٹ پڑتا ہے۔

شماروں پر درود پاک:

حضور انور ﷺ کی خدمت عالیہ میں درودِ پاک پیش کرنا فضیلت کا حامل عمل ہے۔ ایک بار درود پاک پیش کرنے سے انسان پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں، دس درجات بلند کیے جاتے ہیں اور دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ جناب محمد امین شرقپوری اپنے والد گرامی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ شماروں پر درود پاک پڑھنے کا طریقہ اولیاء نقشبندیہ نے جاری فرمایا۔ اسلاف کی تقلید میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ شرقپور شریف میں شروع کیا۔ بعد ازاں آپ کے خلفاء نے اس طریقے کو اپنے اپنے علاقہ میں جاری کیا جو

تا حال شرقپور شریف، حضرت کرمانوالہ شریف، حضرت کیلیانوالہ شریف، گھنگ شریف، بھولیر شریف، قصور شریف اور دیگر مقامات پر جاری و ساری ہے۔ اب خدام شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے کہ اندرون ملک، بیرون ملک جہاں بھی مقیم ہیں اپنے گھروں اور محلّہ کی مساجد میں درود پاک پڑھنے کے اس سلسلہ کو جاری کریں۔11

درود پاک کے شماروں کا احترام:

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں آپ کی مسجد میں فجر اور عشاء کی نماز کے بعد ایک لمبی چادر بچھا کر اس پر کھجوروں کی گٹھلیاں پھیلائی جاتی تھیں (یہ سلسلہ تا ہنوز جاری و ساری ہے)۔ ایک دفعہ چوہدری اللہ بخش آف فیض پور کلاں (جو سر پر لمبی پگڑی باندھا کرتے تھے) شماروں کے وقت حاضر ہوئے اور خدام کے ساتھ درودِ خضری پڑھنے میں شریک ہو گئے۔ چوہدری صاحب موصوف نے کچھ شمارے اپنے ہاتھ میں لے کر دور پھینک دیے جہاں سے شمارے ختم ہو چکے تھے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو چوہدری صاحب کی یہ حرکت پسند نہ آئی۔ ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''چوہدری صاحب! آپ کی اس بڑی پگڑی کو سر سے اُتار کر دور پھینکا جائے تو کیا آپ کو غصہ نہ آئے گا؟ ان شماروں پر درودِ پاک پڑھا جاتا ہے ان کی عزت کیا تمہاری پگڑی سے بھی کم ہے؟''

آپ کی اس تنبیہ پر چوہدری صاحب اپنی غلطی پر نادم ہوئے اور توبہ کی۔ بعد ازاں وہ تا حیات تقویٰ و طہارت اور ادب و احترام کی تصویر بنے رہے۔12

معاصر علماء و مشائخ:

قرآن پاک میں علماء کی عظمت و شان ان الفاظ میں بیان فرمائی گئی ہے:

''اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا'' ''اللہ کے بندوں میں سے اس سے صرف علماء ڈرتے ہیں''

حضور انور ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کی امت آخری امت ہے۔ آپ کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ نہ نیا نبی آ سکتا ہے، نہ رسول اور نہ امت۔ گویا حضور اقدس ﷺ کے بعد تبلیغ و اصلاح کے فرائض علماء نے سر انجام دینے ہیں اور ان پر تبلیغ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کوئی ایسا دور نہیں گزرا جس میں علماء، صلحاء اور اہل اللہ موجود نہ ہوں۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے وہ ہمعصر علماء و مشائخ جن سے آپ کے مراسم تھے اور ملاقات بھی۔ ان میں سے چند ایک کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

11- محمد امین شرقپوری، مولانا: تذکرہ اولیاء نقشبند ص408۔ 12- نور احمد مقبول، چوہدری: خزینہ کرم جلد دوم ص149

1- حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی (متوفی 1921ء)، 2- حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی (متوفی 1937ء)، 3- امام اہل سنت حضرت سید محمد دیدار علی شاہ الوری (متوفی 1935ء)، 4- صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (متوفی 1948ء)، 5- حضرت سید میر جان کابلی (متوفی 1901ء)، 6- حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی علی پوری (متوفی 1939ء)، 7- حضرت حافظ فتح محمد اچھروی (متوفی 1916ء)، 8- حضرت خواجہ غلام مرتضٰی نقشبندی (متوفی 1903ء)، 9- حضرت علامہ مفتی غلام جان ہزاروی (متوفی 1959ء)، 10- حضرت علامہ اصغر علی روحی (متوفی 1954ء)، 11- حضرت علامہ نبی بخش حلوائی (متوفی 1945ء)، 12- حضرت علامہ پروفیسر حاکم علی نقشبندی (متوفی 1944ء)، 13- حضرت سید میر لطف اللہ مکان شریفی (متوفی 1923ء)، 14- حضرت علامہ غلام قادر بھیروی (متوفی 1909ء)، 15- علامہ ڈاکٹر محمد اقبال لاہوری (متوفی 1938ء) رحمھم اللہ تعالیٰ

مزارات پر حاضری:

کون کہتا ہے مومن مر گئے   وہ قید سے چھوٹے اپنے گھر گئے

اولیاء کرام کی عظمت وشان ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ دُنیا کی قید سے چھٹکارا حاصل کر کے اپنے اصل اور مستقل گھر پہنچ جاتے ہیں۔ دُنیا سے وصال کے بعد ان کا فیض پہلے کی طرح جاری وساری رہتا ہے۔ مزارات پر حاضری دینا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، صحابہ کرام اور صالحین امت کا طریقہ ہے۔ اس سنت پر عمل کرنے کے لئے حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے اولیاء اللہ رحمھم اللہ تعالیٰ کے مزارات پر حاضری دی۔ جن کے مزارات مبارکہ پر آپ نے حاضری دی اور کسب فیض فرمایا ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

☆ حضرت داتا گنج بخش، ☆ حضرت پیر مکی، ☆ حضرت مجدد الف ثانی، ☆ حضرت خواجہ باقی اللہ، ☆ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، ☆ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، ☆ حضرت ایشاں، ☆ حضرت غلام محی الدین قصوری، ☆ حضرت عبدالخالق، ☆ حضرت بابا سید بلھے شاہ قصوری، ☆ حضرت سید امام علی شاہ، ☆ حضرت بابا امیر الدین کوٹلہ شریف وغیرہم رحمھم اللہ تعالیٰ۔[13]

مزار کو سجدہ کرنے والوں سے نفرت:

شرعی نقطۂ نظر سے مزارات اولیاء پر ایصال ثواب کی غرض سے جانا جائز ہے لیکن وہاں سجدہ کرنا سخت گناہ ہے۔ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی مزار پر ایصال ثواب کی غرض سے تشریف

13- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیاء نقشبند ص 428۔

لے جاتے تو مزار شریف کو ہاتھ نہ لگاتے بلکہ فاصلے پر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر فاتحہ خوانی کرتے۔ اگر اس دوران کوئی خلافِ شرع حرکت دیکھتے تو سختی سے منع فرماتے۔ جناب محمد امین شرقپوری لکھتے ہیں:

''(حضرت شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ) اکثر قبرستان بھی جاتے اور قبور کی زیارت فرماتے، مزارات پر مراقبہ بھی فرماتے اور کبھی کھڑے کھڑے دعائے مغفرت فرماتے۔ کسی قبر کو ہاتھ نہ لگاتے، فرماتے ہاتھ لگانے سے کیا ہوتا ہے جب تک دل نہ لگے۔''14

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ:

''حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مزار شریف کو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں بلکہ دل کو صاحبِ مزار سے لگانے کی ضرورت ہے تاکہ فیض حاصل ہو۔''15

صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ''ایک دفعہ آپ ایک مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں ایک شخص کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو اس پر نگاہ توحیدی ڈالی تو وہ گر گیا۔ 16

تمام سجادہ نشین حضرات کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اپنے مریدین، معتقدین اور متوسلین کو حاضری کا صحیح طریقہ بتائیں اور سجدہ کرنے سے منع کریں ورنہ اللہ تعالیٰ کے حضور مجرم قرار پائیں گے۔

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مرشد کی نظر میں:

حضرت میاں صاحب کے مرشد کامل آپ کی تعریف بیان فرمایا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں چند ایک اقوال درج ذیل ہیں:

☆ حضرت خواجہ امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میرے اور شیرِ محمد (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے درمیان جو فرق سمجھے گا وہ بے ایمان ہے۔'' ☆ حضرت بابا جی نے فرمایا: ''شیرِ محمد (رحمہ اللہ تعالیٰ) کی فقیری آج کل کی نہیں بلکہ ان کا طریقہ سلف صالحین کے مطابق ہے۔'' ☆ پیرومرشد نے فرمایا: ''آپ کی اور میری مثال حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہا اللہ تعالیٰ جیسی ہے۔''

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں حضرت بابا امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے سینہ مبارک پر لیٹا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا:

''قیامت کا دن ہوگا، اللہ پوچھے گا امیر الدین! دُنیا میں تجھے بھیجا تھا وہاں کیا کچھ کیا ہے؟ آخرت کے لئے کیا لایا ہے؟ تو میں جواب دوں گا: میرے اللہ! دُنیا میں غفلت ہی رہی، کچھ

14- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیاء نقشبند ص 410۔ 15- محمد امین شرقپوری، مولانا: صوفیائے نقشبند ص 490۔ 16- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 148

نہ کر سکا۔ صرف ایک کمائی کی ہے اور میاں صاحب کا ہاتھ پکڑ کر مالک ذوالجلال کے حضور پیش کر دوں گا اور کہوں گا کہ اے الٰہ العالمین! "اس بچڑے کی طفیل مجھے بخش دے۔" 17

پیرومرشد کو شرعی مسئلہ بتانا:

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ خود شریعت کے اصولوں کے پابند تھے اور دوسروں کو ان کی پابندی کرنے کی راہنمائی کرتے۔ اس سلسلے میں بڑے چھوٹے اور عالم و جاہل سب کی مساوی طور پر راہنمائی فرماتے۔ آپ کے مرشد کامل حضرت خواجہ امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ ملاقات کے لیے شرقپور شریف میں تشریف لاتے تو عموماً حجرہ میں تشریف فرما ہوتے۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ شرقپور شریف میں تشریف لائے ہوئے تھے اور حجرہ میں تشریف فرما تھے کہ نماز جمعہ کی اذان ہو چکی تھی۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حجرہ میں حضرت خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت ہی مؤدبانہ انداز میں عرض کیا: حضور! نماز جمعہ کی اذان ہو چکی ہے اور آپ ابھی تک حجرہ میں ہی تشریف فرما ہیں، اس عالم میں ہم مریدین کہاں جائیں؟" حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسکراتے ہوئے جواباً فرمایا: بیٹا! آج کے بعد اذان ہو چکنے پر مجھے کبھی حجرہ میں بیٹھا ہوا نہیں پاؤ گے۔ سب سے پہلی صف میں جا کر بیٹھوں گا۔" 18

ایک دفعہ مرشد کامل شرقپور شریف میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر تشریف لائے جبکہ اونٹنی کے گھٹنوں کو گھنگرو باندھ رکھے تھے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرشد کامل کو شرعی مسئلہ بتاتے ہوئے عرض کیا: "حضور! اگر آپ گستاخی تصور نہ فرمائیں تو شرعی مسئلہ یہ ہے کہ گھنگرو باندھنا منع ہے۔" پیرومرشد نے اس پر اظہارِ مسرت کرتے ہوئے آپ کو اپنے گلے سے لگا لیا۔ اور فرمایا:

"آپ کی اور میری مثال حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہما اللہ تعالیٰ جیسی ہے۔" اور گھنگروؤں کو فوراً اتروا دیا گیا۔

امتیازاتِ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت حاجی فضل احمد مونگہ شرقپوری اپنے والد گرامی حاجی فضل الٰہی مونگہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہیں اولیاء، صالحین اور علماء ربانی سے ملنے کا بڑا اشتیاق تھا۔ ایک دفعہ انہیں معلوم ہوا کہ لاہور سے امرتسر جانے والے راستے میں ایک گاؤں میں ایک مست فقیر تشریف فرما ہیں، جنہوں نے بارہ تیرہ سال سے کسی سے بات چیت نہیں کی۔ آپ چند احباب کی معیت میں اس بزرگ کی زیارت کے

17- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیاء نقشبند ص 220۔ 18- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 57

لئے روانہ ہو گئے ۔ جب اس گاؤں میں مست فقیر کے پاس پہنچے تو زیارت کے لئے اس کے پاس بیٹھ گئے ۔ابھی چند منٹ کا وقت گزرا ہوگا کہ مست فقیر نے حاجی صاحب (حاجی فضل الٰہی رحمہ اللہ تعالیٰ) سے مخاطب ہوکر فرمایا'' تین باتیں جو تمہارے پیر (حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ) میں ہیں وہ کسی اور میں نہیں ۔'' چند لمحات خاموش رہنے کے بعد بولے:

۱۔ جو تمہارے پیر کا وجود رب العزت کی بارگاہ میں مقبول ہے اس وقت کسی دوسرے پیر کا نہیں۔

۲۔ جس طرح تمہارے پیر نے لوگوں کی کایا پلٹی ہے، ایسے کسی نے نہیں پلٹی۔

۳۔ دنیا بھر کے خزانے ان کے قدموں کے نیچے ہیں، وہ ان کی طرف دیکھتے نہیں۔

یہ تین باتیں کرنے کے بعد حسب سابق وہ مست فقیر خاموش ہو گیا اور حاجی صاحب اپنے احباب کے ہمراہ شرقپور شریف واپس آ گئے ۔19

عجز و انکسار:

حدیث رسول ﷺ ہے کے جو شخص عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مراتب بلند فرماتا ہے۔صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب قصور میں تشریف لائے ۔قصور کی مشرقی جانب ایک مزار ہے جس میں حضرت عبدالخالق رحمہ اللہ تعالیٰ بزرگ آرام فرما ہیں، ان کے پاس کسبِ فیض کی غرض سے تشریف لے گئے ۔مزار شریف پر مراقبہ کے بعد آپ نے وہاں ''سیڑھیوں والا کنواں'' میں ملاحظہ فرمایا کہ دو لومڑ مرے ہوئے ہیں اور زیادہ دیر مرنے کے سبب پھول چکے ہیں۔آپ نے سیڑھیوں کے ذریعے کنویں میں اُتر کر دونوں لومڑوں کو اپنے ہاتھ سے باہر نکالا اور کنویں کو پاک کرنے کا حکم دیا۔بعد میں کسی عقیدت مند کے گھر تشریف لے گئے ۔اتفاقاً وہ اپنے گھر میں موجود نہیں تھا لیکن گھر میں ایک پُرانا سا گھڑا موجود تھا جس میں مٹی، تنکے اور کچھ مقدار میں پانی تھا۔وہ پانی پینا چاہا، عرض کیا گیا: حضور! اس گھڑے کا پانی پینا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔آپ نے جواب میں فرمایا: ''میں تو ایسا پانی پینے کے بھی لائق نہیں ہوں۔'' پھر پانی نوش فرما لیا۔20

عاجزی وانکساری کی اعلیٰ مثال:

ہر بزرگ میں انکساری ہوتی ہے لیکن حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ میں تو یہ وصف کمال درجہ کا پایا جاتا تھا۔ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عافیت دریافت کرتے ہوئے عرض کیا: حضور! خیریت ہے؟ آپ نے

19- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 151۔ 20- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 151۔

جواب دیا: "بھائی! اگر قیامت کے روز نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو خیریت ہے ورنہ خیریت نہیں ہے۔"

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے جوتے پکڑنے کی کسی کو اجازت نہ دیتے۔ اگر کوئی جلدی سے پکڑ لیتا تو ناراضگی کا اظہار فرما کر فرماتے: "یہ تم خود پہن لو، اگر چہ اللہ والوں کے جوتے اُٹھانا جائز ہے لیکن میں نہ بزرگ ہوں نہ ولی اس لیے میرے جوتے مت اُٹھایا کریں۔"[21]

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مریدین سے اپنی ذات کو ممتاز نہ کرتے بلکہ سفر میں گھل مل کر چلتے اور مجلس میں سب کے برابر جلوہ افروز ہوتے۔ اگر آپ چارپائی پر تشریف فرما ہوتے تو کوئی عقیدت مند حاضر خدمت ہوتا تو اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیتے۔ اگر وہ ادب واحترام کے سبب نیچے زمین پر بیٹھ جاتا تو آپ بھی اس کے ساتھ نیچے بیٹھ جاتے، پھر وہ شرم کے سبب آپ کے ساتھ چارپائی پر بیٹھ جاتا۔[22]

جناب صوفی محمد ابراہیم قصوری کا بیان ہے کہ:

"ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کا فلاں مرید السلام علیکم عرض کرتا ہے۔ آپ "مرید" کا لفظ سُن کر اس قدر رنجیدہ خاطر ہوئے کہ اپنی ریش مبارک کو پکڑ کر فرمایا: کہ یہ ہستی پیر بننے کے لائق ہے؟ اور جن الفاظ مذمومہ سے اپنے وجود باجود کو مخاطب کیا تھا، میرا قلم ان الفاظ کا دوہرانا یا لکھنا پسند نہیں کرتا اور اپنے وجود کو مخاطب کر کے بہت ہی زجر و توبیخ کی جس سے حاضرین کو عبرت ہوئی۔ یہ تھا آپ کا طرز تلقین: "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ" (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے)۔"[23]

مرشد کی نسبت کا احترام:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے مرشد خانہ اور دادا مرشد سے گہری عقیدت و محبت تھی۔ ہر اس چیز کا احترام فرماتے جس کی نسبت پیر خانہ سے ہوتی۔ جب آپ مکان شریف میں تشریف لے جاتے تو بوڑھے بوڑھے لوگوں سے ملاقات کرتے اور اپنے دادا مرشد حضرت خواجہ سید امام علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں دریافت کرتے۔ اگر کسی نے ان کی زیارت کی ہوتی تو اس کے ہاتھوں، سر اور آنکھوں کو بوسے دیتے۔ حضرت حاجی فضل احمد مونگہ شرقپوری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مکان شریف کے کھیتوں کی طرف تشریف لے گئے تو ایک بوڑھے سکھ کو ہل چلاتے دیکھا تو اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ تو اس نے

21- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 141۔ 22- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 141۔ 23- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 147

جواباً عرض کیا:

''حضور میں نے آپ کو دیکھا ہے''۔ یہ جواب سن کر آپ اس کے سامنے ادب واحترام کی تصویر بن کر بیٹھ گئے۔ اس کی آنکھوں کو بوسہ دیتے ہوئے آپ نے فرمایا: ''ان آنکھوں نے میرے حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔'' اس سکھ نے زیارت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے عرض کیا:

''حضور! میں اپنے باپ کے ہمراہ خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور میرا باپ کہا کرتا تھا کہ جب ہم کھلیانوں سے فصل اُٹھا لیتے تو کوئی جانور زمین پر گرا ہوا دانہ نہیں اٹھاتا تھا جب تک خواجہ صاحب حکم نہ فرماتے۔ اور جب مکان شریف کی زمین سے کوئی ڈھیلا اٹھاتے تو اس سے اَللّٰہ ھُو کی آواز سنائی دیتی تھی۔ بچپنے میں میری کمر پر خواجہ صاحب نے ہاتھ پھیرا تھا۔'' آپ نے یہ باتیں سنتے ہوئے فرمایا: ''ان انکھوں نے خواجہ صاحب کو دیکھا ہے'' اور ساتھ ساتھ اس سکھ کی آنکھوں کو بھی چومتے۔ اس طرح نسبت کے ساتھ عقیدت و محبت کا اظہار کرتے۔'' 24

مرید بھی مراد بھی:

بہت کم لوگوں کو یہ شرف حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیر و مرشد کے مرید بھی ہوں اور مراد ہونے کا اعزاز بھی رکھتے ہوں۔ لیکن حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ اپنے مرشد کامل کے مرید بھی تھے اور مراد بھی۔ آپ نہایت عقیدت و محبت سے فرمایا کرتے تھے کہ: ''میں اپنے پیرومرشد کی مراد بھی ہوں اور مرید بھی ہوں۔'' 25

آخر میں شیر محمد ہوں:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے خادم خاص مولوی یار محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکان شریف گیا۔ واپسی پر ہم امرتسر آئے تو حضرت میاں صاحب نے مجھے حکم دیا کہ تم میاں چراغ دین کی مسجد میں ٹھہرو تا کہ میں بازار سے ہو آؤں۔ اتفاق سے اس مسجد کے حجرے میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تشریف فرما تھے۔ میں ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ جب آپ بازار سے واپس تشریف لائے تو مجھے تلاش کرنے لگے۔ آخر میں حجرے سے باہر آیا تو آپ نے غضبناک نگاہ سے میری طرف دیکھا تو میری نسبت سلب ہوگئی۔ اس سلسلے میں صوفی محمد ابراہیم قصوری کی وساطت سے مولوی یار محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی خطا کو درگذر کرکے مہربانی کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا:

24- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص70۔ 25- محمد حسنین طارق، صوفی: ماہنامہ فیضِ شیرربانی، شمارہ اپریل 2000ء ص23

''وہ نہیں جانتے تھے کہ میں ''شیر محمدؒ'' ہوں۔ جہاں بٹھا کر گیا تھا وہاں سے کیوں اُٹھے''۔
صوفی صاحب کی سفارش پر آپ نے شفقت فرمائی تو میری نسبت بحال ہوگئی۔ 26

خادم پر نظرِ کرم:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفی ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنایا اور اولیاء کرام کو اپنے خدام کے لیے مہربان بنایا، حضرت میاں صاحب انسانوں، چوپایوں اور پرندوں سب پر مہربانی و شفقت فرمایا کرتے تھے۔ شیخ اللہ بخش کھرونہ شرقپوری کا صاحبزادہ محمد دین مسجد میں قرآن کی تعلیم حاصل کرتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن پاک پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو ننھے منھے بچے کے سر، ماتھے اور رخساروں پر شفقت و مہربانی سے بوسے دیے اور اسے فرمایا: بیٹا! سکول بھی جایا کریں اور سکول کی تعلیم حاصل کر کے بابو بن جاؤ''۔ اس نے عرض کیا ''حضور! مجھے تو لوگ ''مولوی'' کہتے ہیں، کیا مولوی لوگ اچھے نہیں ہوتے کہ میں بابو بن جاؤں؟'' آپ نے فرمایا: ''مولوی لوگ تو بہت اچھے ہوتے ہیں لیکن دنیا کے تمام کام مولوی تو نہیں کر سکتے، کچھ کام بابو حضرات بھی کرتے ہیں وہ آپ کریں گے اور ساتھ ہی آپ نے شیخ اللہ بخش کھرونہ صاحب کو فرمایا: ''قرآن پاک کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اسے سکول کی تعلیم ضرور دلوانا۔'' جب محمد دین نے قرآن کی تعلیم مکمل کر لی تو شیخ صاحب نے آپ کے ارشاد کی تعمیل میں سکول میں داخل کروا دیا۔ محمد دین ذہین و فطین لڑکا تھا اور اس کے حالات پر ولی کامل کی بھی خصوصی توجہ تھی اس لیے وہ ہر سال اپنی جماعت بلکہ سکول میں پہلی پوزیشن حاصل کرتا رہا۔ حتیٰ کہ 1918ء میں دسویں جماعت کا امتحان امتیازی پوزیشن میں پاس کر لیا۔

جب محمد دین نے میٹرک کا امتحان پاس کر لیا تو انہی دنوں میں اے۔ جی آفس میں کلرکوں کی بھرتی کا اعلان ہوا۔ تو وہ بھی بطور امیدوار انٹرویو دینے کے لئے متعلقہ دفتر میں پہنچ گئے، انٹرویو میں جن امیدواروں کو کامیاب قرار دیا گیا ان میں محمد دین کا نام سرِفہرست تھا۔ انٹرویو کے بعد جب وہ میڈیکل کروانے کے لیے ڈاکٹر کے پاس گئے تو ڈاکٹر صاحب نے معائنہ کرنے کے بعد بطور نتیجہ بتایا: ایسے لگتا ہے کہ آپ کے دل کی شریانوں میں خون جما ہوا ہے جس کے سبب تمام جسم متاثر ہے۔ اگر آپ نے علاج نہ کروایا تو چھ مہینے سے زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکیں گے اور ساتھ ہی نوکری کے لیے ان کے ان فٹ ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ اعلان سن کر محمد دین نے پریشانی کے عالم میں ڈاکٹر صاحب سے کہا: ''میں جا کر اپنا علاج کراؤں گا مگر مجھے یہ سہولت دی جائے کہ چھ ماہ

26- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیاء نقشبند ص356

کے بعد دوبارہ صرف میڈیکل ٹیسٹ لیا جائے اور دوسرے ٹیسٹ بحال رکھے جائیں گے۔ اگر میں طبی طور پر درست پایا جاؤں تو مجھے نوکری دے دی جائے بصورت دیگر مجھے کوئی شکایت نہ ہوگی۔"

اس کے بعد محمد دین، حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ڈاکٹر صاحب کی ساری رپوٹ عرض کردی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اچھا ڈاکٹر صاحب کہتا ہے کہ آپ چھ مہینے کے بعد مر جائیں گے۔ کیا ڈاکٹر سے خدا نے مشورہ کیا ہے یا آپ کی موت کا اختیار اللہ تعالیٰ نے اس ڈاکٹر کو دے دیا؟ کیا ڈاکٹر یہ بات بھول گیا ہے کہ انسان خدا کا بندہ ہے، وہ جب چاہے اسے زندہ رکھے اور جب چاہے اسے مارے۔ کسی کو کیا دخل ہے؟" محمد دین سے مخاطب ہو کر آپ نے مزید فرمایا:

> آپ میری بات غور سے سن لیں! آپ چھ مہینے کیا چھ سال تک نہیں مریں گے بلکہ ساٹھ سال تک نہیں مریں گے۔ اور شاید آج کے بعد ستر واں سال آپ کی موت کا سال ہو۔ جاؤ اللہ کا ذکر کرتے رہو، سانس اندر لے جاؤ تو "اللہ" کہو اور سانس باہر نکالو تو "ھو" ہو۔ "اللہ ھو" کا ورد دلوں کی بیماری کا علاج ہے۔"

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے چھ مہینے گزرنے کے بعد محمد دین صاحب نے میڈیکل کا معائنہ کروایا تو ڈاکٹر دل کی شریانوں کو درست پا کر حیران ہو گیا اور حسب وعدہ چونکہ باقی ٹیسٹ بحال تھے اس لیے اے۔ جی۔ آفس میں نوکری مل گئی۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ساٹھ سال کی عمر میں دفتر سے خود ریٹائر ہوئے اور طویل عمر پائی۔ 27 لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال بردرِ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ:

علامہ محمد اقبال درِ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ پر کب حاضر ہوئے، کیسے حاضر ہوئے اور کس مقصد کے لئے حاضر ہوئے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کو نظر انداز کرتے ہوئے عوام میں صرف یہ مشہور ہے کہ علامہ محمد اقبال" کاشانہ شیرِ ربانی" شرقپور شریف میں پہنچے تو حضرت میاں صاحب نے ان سے شفقت فرمائی اور احترام کیا۔ عرض کیا گیا: "حضور! یہ تو خلاف شرع شکل وصورت کے حامل ہیں جبکہ آپ ان کا احترام کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: یہ خلاف شرع نہیں کیونکہ ان کی داڑھی ان کے پیٹ میں ہے۔

یہ بات عوام الناس میں جتنی مشہور ہے اتنی ہی نہ صرف غلط ہے بلکہ شریعت مطہرہ سے استہزاء (مذاق) اور حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علامہ محمد اقبال پر مشہور نظم "شکوہ" لکھنے اور پڑھنے پر پندرہ سال تک کفر کا فتویٰ قائم رہا۔ درِ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ پر حاضری

27- محمد انور قمر شرقپوری، ادیب: ضیاء الفقراء ص 33

اور حضرت کی نگاہ ولایت کے نتیجے میں انہیں نہ صرف کفر کے فتویٰ سے نجات ملی بلکہ عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔

یہ اپریل 1911ء کی بات ہے انجمن حمایت اسلام، لاہور کا سالانہ جلسہ ہو رہا تھا کہ ایک تیس پینتیس سالہ نوجوان سٹیج پر ٹہلتے ٹہلتے بڑی خوش الحانی کے ساتھ ایک نظم سُنا رہا تھا۔ پنڈال میں حد نگاہ تک لوگ ہی لوگ تھے، پورے مجمع پر خاموشی چھائی ہوئی تھی، کیا مجال کہ سوئی گرے اور اس کی آواز سُنائی نہ دے۔ لوگوں پر ایک محویت کی حالت طاری تھی۔ وہ ایک ایک شعر پر جُھوم رہے تھے اور سبحان اللہ، سبحان اللہ کی آوازیں کہیں کہیں سُنائی دے رہی تھیں۔

پانچ چھ شعر پڑھنے کے بعد شاعر نے ذرا مسکرا کے کہا:

اے خدا! شکوۂ ارباب وفا بھی سُن لے
خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سُن لے

لوگوں نے کان کھڑے کیے کہ وہ بھی شکوہ سُنیں جو اقبال خدائے اعلیٰ و برتر کو سُنانا چاہتا ہے۔ شاعر نے قبل از اسلام کا منظر پیش کیا، پھر اشاعت اسلام کی بات کی اور عروج اسلام کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

صفحہ دہر سے باطل کو مٹایا ہم نے — نوع انسان کو غلامی سے چھڑایا ہم نے
تیرے کعبے کو جبینوں سے بسایا ہم نے — تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے

پھر بھی ہم سے یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں
ہم وفادار نہیں، تو بھی تو دلدار نہیں

بس پھر شکوہ و شکایت شروع ہو گئی۔ اقبال بے باکی سے کہنے لگا:

خندہ زن کفر ہے، احساس تجھے ہے کہ نہیں
اپنی توحید کا کچھ پاس تجھے ہے کہ نہیں
قہر تو یہ ہے کہ کافر کو ملیں حور و قصور
اور بیچارے مسلمان کو فقط وعدہ حور
کبھی ہم سے کبھی غیروں سے شناسائی ہے
بات کہنے کی نہیں تو بھی تو ہرجائی ہے
پھر یہ آزردگی غیر سبب کیا معنی
اپنے شیداؤں پہ یہ چشم غضب کیا معنی

اب لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھنا شروع کر دیا، بعض لوگوں نے ان اشعار کو پسند نہیں

گیا۔ جلسہ ختم ہو گیا۔ مگر لوگ منڈلیوں میں کھڑے ہو کر انہی اشعار کو زیرِ بحث لاتے رہے .... پھر جلسے کے ایک دو دِن بعد جمعہ تھا۔ خطیب منبر نے بھی ان ہی اشعار کا تذکرہ کیا۔ خوب کھل کر تنقید کی، لفظ و معانی کی بخیہ دری کی۔ اور تان اس پر توڑی کہ یہ اشعار نہایت گستاخانہ ہیں، خدا کی ذات کے بارے میں ایسی گستاخی کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور اگلے لمحے اقبال پر کفر کا فتویٰ داغ دیا گیا۔ یہ فتویٰ لوگوں کی زبان پر آیا اور اخبارات میں بھی شاہ سرخیوں کے ساتھ چھپ گیا۔

علامہ اقبال کے ہمنواؤں اور مخالفین میں خوب لے دے ہوئی۔ مخالفین نے علامہ اقبال کو دائرۂ کفر میں پھانسنے پر خوب اصرار کیا اور موافقین نے انہیں اس دائرے سے نکالنے کی کوشش کی۔

علامہ اقبال نے جب اس فتوے کو دیکھا اور مخالفین کی باتیں سنیں تو پیسج کر رہ گئے۔ انہوں نے بڑا کہا کہ اشعار کا جو مطلب آپ لوگوں نے نکالا ہے وہ دُرست نہیں ہے لہٰذا کفر کا فتویٰ بھی مناسب نہیں۔ مگر ایک لہر تھی جس میں پڑھے لکھے لوگ بھی بہے جا رہے تھے۔

تقریباً ایک سال کے بعد 1912ء میں موچی دروازہ میں ایک جلسہ عام میں حضرت علامہ اقبال نے اپنی ایک دوسری نظم اسی بحر میں اور اسی زمین میں پیش کی۔ یہ نظم اس پہلی نظم کا جواب تھی۔ وہ ''شکوہ'' تھا اور یہ ''جوابِ شکوہ''۔ وہ ایک سوال تھا یہ اس کا جواب تھا۔ شاعر نے اس نظم میں ایک ایک جزو کا جواب دینے کی کوشش کی تھی۔ یہ نظم سُن کر بھی لوگ جُھومے تھے، واہ واہ کے ڈونگرے برسائے تھے۔ اکثر لوگوں کی اس نظم سے تسلی ہوگئی۔ اب ایک معترض کے سامنے تین چار آدمی جواب دینے کے لیے تیار ہو جاتے تھے مگر محراب و منبر نے علامہ اقبال کو معاف نہ کیا اور نہ ہی ان پر لگایا گیا فتویٰ واپس لیا۔

اس طرح 1926ء میں جب اقبال نے صوبائی مجلس قانون ساز کے انتخابات کے لیے اپنی انتخابی مہم کا آغاز کیا تو انہیں اپنے انتخابی جلسوں میں لوگوں کی جو باتیں سننا پڑیں انہوں نے علامہ اقبال کو بے حد پریشان کر دیا۔ مثلاً موچی دروازہ میں ایک انتخابی جلسہ میں جب اقبال تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے ان کی تقریر سننے سے انکار کر دیا۔

☆ ایک طرف سے آواز آئی: علامہ اقبال اپنے عقیدے کا اظہار کریں۔

☆ دوسری طرف سے ایک شخص بولا: اپنے مذہب کی وضاحت کیجیے۔

☆ تیسری آواز آئی: یہ سیٹ مسلمانوں کے لئے ہے کافر کے لئے نہیں۔

علامہ اقبال کا رنگ متغیر ہو گیا، ان کی آواز بھرا گئی۔ آج وہ اپنے دلائل کُھل کر نہ دے سکے، جلسے کا رنگ پھیکا رہ گیا۔ علامہ اقبال کو اپنے انتخابی جلسوں میں ایسے ہی حالات کا سامنا رہتا، تاہم خدا کو ان کی

کامیابی منظور تھی۔ 23 نومبر 1926ء انتخابات کا دِن تھا۔ انہوں نے واضح اکثریت حاصل کی اور وہ کامیاب ہو گئے مگر کفر کا فتویٰ جُوں کا توں قائم تھا، چودہ پندرہ سال گزر جانے کے باوجود ہوا نے اس فتویٰ کو محفوظ رکھا تھا۔ علامہ اقبال کو ایک گھن لگ گیا تھا، جو اندر ہی اندر سے انہیں کھائے جا رہا تھے۔ وہ اکثر پریشان رہتے تھے۔

علامہ اقبال کے ہاں شعر و سخن کی ایک محفل تقریباً روزانہ منعقد ہوتی تھی۔ اس محفل میں پڑھے لکھے لوگوں کے علاوہ بعض ان پڑھ قسم کے لوگ بھی اپنا شوق لے کر حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایسے لوگوں میں شیخوپورہ سے حاجی معراج دین (جو اس وقت حاجی نہیں تھے) اپنے چھ دوستوں کے ساتھ اپنی سائیکلوں پر اس محفل میں آ کر لُطف اُٹھاتے تھے۔

ایک دِن علامہ اقبال نے ان جوانوں سے پوچھا کہ: بیٹا! تم کہاں سے آتے ہو۔ تم بس ہماری باتوں کو سُنتے ہو اپنی بات کبھی نہیں سُنائی؟

ہمیں بس آپ کے شعر سُننے کا شوق ہے۔ ہم سائیکلوں پر شیخوپورہ سے آتے ہیں اور سائیکلوں پر واپس چلے جاتے ہیں"۔ ایک نوجوان نے کہا۔ "آپ شیخوپورہ سے آتے ہیں۔ اس شیخوپورہ سے جسے شہزادہ سلیم (شیخو بابا) نے آباد کیا اور جس کے قریب ہرن مینار بھی ہے"۔ علامہ اقبال نے فرمایا۔ "جی! جی! بالکل وہی شیخوپورہ" نوجوان نے عرض کیا۔ "اگر میں آپ کے پاس آؤں تو تم میری کیا مدد کرو گے؟ اقبال نے پوچھا۔ "ہم دل و جان آپ پر نچھاور کر دیں گے" نوجوانوں نے جواب دیا۔ "دیکھو نوجوانو! میں یہاں شہری آبادی میں بے حد پریشان ہوں، چاہتا ہوں کسی ویرانے میں جا کر چند دِن گزاروں، دِن رات روتا ہوں"۔

"نہیں میاں جی، ہم آپ کو رونے نہیں دیں گے۔ آپ کی خوب سیوا خدمت کریں گے۔ آپ ہمیں اپنے عمدہ شعر سُنائیں گے نا"، ایک نوجوان نے کہا۔ اقبال نے کہا: "ضرور سُناؤں گا"۔

دِن تاریخ طے ہو گیا اور علامہ اقبال مقررہ تاریخ پر بذریعہ ٹرین شیخوپورہ پہنچ گئے۔ یہ ساتوں نوجوان ان کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ اُنہوں نے علامہ صاحب کو ایک تانگے میں بٹھا لیا اور کھانے کا سامان بھی رکھ لیا۔ پھر ان کی خواہش کے مطابق انہیں ہرن مینار تک لے گئے۔

تالاب کے اندر والی عمارت کی آخری منزل پر علامہ اقبال نے پانچ دِن قیام فرمایا۔ آپ نے یہ پانچوں دِن سجدہ ریزی اور رونے میں گزارے۔ پانچویں دِن علامہ صاحب نے ان نوجوانوں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: "نوجوانو! آپ نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ آپ کا بڑا بڑا شکریہ! اب میں پھر واپس اپنی پریشانیوں کے دیس میں جانا چاہتا ہوں"۔

میاں جی آپ تو بڑے خوشحال ہیں، پریشانیاں آپ کو کیسے لاحق ہو گئیں؟ ہاں بیٹا! میں سخت پریشان

ہوں اور شاید مرنے تک پریشان رہوں۔آخر آپ پریشان کیوں ہیں؟ آپ تو پڑھے لکھے ہیں۔آپ جیسے لوگ تو دوسروں کی پریشانیاں دُور کیا کرتے ہیں۔ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں مگر پریشانیاں جن کا مقدر بن جائیں ان کا پیچھا نہیں چھوڑتیں۔

میاں جی! آخر آپ کو پریشانی ہے کیا؟ اپنی پریشانی کا اظہار تو کریں۔ہم سات نوجوان یقیناً آپ کی پریشانی کا بوجھ ہلکا کر دیں گے۔آپ کی پریشانی ہم آپس میں بانٹ لیں گے۔پیارے نوجوانو! میں جب دوسروں سے اپنا مقابلہ کرتا ہوں تو اکثر کی نسبت اپنے میں کم برائیاں پاتا ہوں جس کی بنا پر اپنے آپ کو ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں۔مگر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اچھے اور بُرے لوگوں میں امتیاز کرنے کی صلاحیت دی ہے،انہوں نے مجھے کافر کہہ دیا ہے'۔کافر کہہ دیا ہے؟ کیوں،کس لئے،نہیں نہیں میاں جی آپ کافر کیسے بن گئے۔کس نے آپ کو کافر کہا،کب کہا؟

جنہیں اللہ نے دین کی کچھ سمجھ دی ہے اُنہوں نے آج سے چودہ سال پہلے مجھ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا اور کفر کا فتویٰ اب تک قائم ہے۔اسی بات نے مجھے پریشان کر رکھا ہے۔سوچتا ہوں میرے پاس تو پُوری دُنیا کے مسلمانوں کو بیدار کرنے کا پروگرام ہے۔چاہتا ہوں ان میں اتحاد پیدا ہو،انہیں ان کی منزل دکھاؤں،ان کے سفر کی سمت متعین کروں۔

اگر میں کافر رہا تو مجھ کافر کی باتوں پر کون یقین کرے گا؟ میں مر گیا تو مجھے کس قبرستان میں دفن کیا جائے گا،مسلمانوں کے قبرستان میں یا کافروں کے قبرستان میں؟ یہی پریشانیاں مجھے اندر ہی اندر کھائے جا رہی ہیں۔میاں جی! آپ ایسا کریں۔شرقپور شریف میں جائیں،وہاں پر ایک ولی اللہ ہے۔حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ان کا نام ہے،بڑے مرد کامل ہیں۔جو بات فرما دیں اللہ اُسے پُوری کر دیتا ہے۔ہاں میں نے اُن کا نام سُن رکھا ہے۔واقعتاً وہ ایسے ہی بزرگ ہیں مگر ان کی خدمت میں جانے کا شرف مجھے حاصل نہیں ہوا۔میں انشاء اللہ ضرور خدمت میں حاضری دوں گا۔(یہ 1927ء کی بات ہے۔)

علامہ اقبال گھر گئے۔دوست واحباب ملنے کے لیے آئے جن میں آپ کے بڑے گہرے دوست سر محمد شفیع بھی تھے۔سر محمد شفیع حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے خالہ زاد بھائی تھے۔انہیں آپ (علامہ اقبال) تخلیے میں لے گئے۔فرمایا: میاں صاحب! آپ کے بھائی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ، شرقپور شریف میں رہتے ہیں ان کے ہاں جانا چاہتا ہوں۔اگر آپ ملنے کی اجازت لے دیں تو زہے قسمت۔

سر محمد شفیع وقت نکال کر ایک دن حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔عرض کیا کہ:

ان کے دوست علامہ اقبال آپ کی خدمت میں قدم بوسی کا شرف چاہتے ہیں۔ اگر اجازت مل جائے تو میں انہیں کسی وقت لے آؤں؟ آپ نے فرمایا: وہ بھی آپ کی طرح بے ریش ہوں گے۔ آپ نے میری رشتہ داری سے کیا اثر قبول کیا ہے کہ آپ کے دوست یہاں آ کر میری بات مانیں گے۔ نہ لائیں انہیں یہاں میرے پاس۔

سرمحمد شفیع صاحب لاہور چلے گئے اور علامہ اقبال سے ملاقات ہوئی تو علامہ اقبال نے ملاقات کی اجازت کے بارے میں دریافت کیا۔ سرمحمد شفیع نے انہیں بتایا کہ یہ اجازت انہیں نہیں مل سکی۔ علامہ صاحب اس وقت رونے لگ گئے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ عرض کیا: دیکھو میرے دوست گنہگار کدھر جائیں آپ ان کے بھائی ہیں کوئی رشتہ داری کا حق جتائیں، کوئی منت سماجت کریں، کوئی واسطہ دیں، مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کو واپس نہیں لوٹائیں گے۔

سرمحمد شفیع ہفتے عشرے کے بعد دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علامہ اقبال کی بے قراری کا ذکر کیا۔ بڑی لجاجت اور انکساری سے ان کے لیے آپ سے اجازت مانگی۔ آپ نے تھوڑی دیر مراقبہ فرمایا پھر کہا: اچھا لے آؤ۔ سرمحمد شفیع کا چہرہ کھل گیا، مسرت کھیلنے لگی، وہ خوشی خوشی سیدھے علامہ اقبال کے ہاں پہنچے اور ملاقات کی اجازت کی نوید سُنائی۔ علامہ اقبال کا سر یکدم جھک گیا، ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، ہاں ہاں خوشی کے آنسو آ گئے۔ وہ تو اسی وقت حضرت میاں صاحب کی خدمت میں آنا چاہتے تھے مگر سرمحمد شفیع کی مصروفیات نے دو تین دِن کی تاخیر کر دی۔

بہر حال ایک دِن کوئی دس بجے کے قریب یہ دونوں حضرات شرقپور شریف میں حاضر ہوئے۔ علامہ اقبال کو ملکانہ گیٹ میں ملکاں والے ڈیرے میں کھڑا کیا اور خود سرمحمد شفیع حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: علامہ صاحب آ گئے ہیں اگر اجازت ہو تو خدمت میں حاضر ہوں؟

آپ نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے آ جائیں۔ سرمحمد شفیع علامہ صاحب کو لینے کے لیے چلے گئے اور آپ اُوپر والی بیٹھک میں تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ دونوں حضرات (سرمحمد شفیع اور علامہ اقبال) بیٹھک میں آ کر بیٹھ گئے۔ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ آپ کے نیچے اُترنے کی آواز آئی۔ یہ دونوں بے ساختہ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ آپ تشریف لائے تو دونوں تعظیماً کھڑے ہو گئے، دونوں کے سر جُھک گئے، دونوں نے چپ سادھ لی۔

سرمحمد شفیع کو اپنی حالت پر قابو رہا مگر علامہ صاحب کی رقت بے قابو ہو گئی۔ ان کی آنکھوں نے ساون بھادوں کی جھڑی لگا دی۔ حضرت میاں صاحب نے سرمحمد شفیع سمیت سب لوگوں کو باہر نکال دیا۔ اقبال کے

کاندھے پر پیار سے ہاتھ رکھا اقبال کو سکون مل گیا۔عرض کیا: حضور! گناہوں سے نفرت بجا ہے، گنہگاروں سے ناروا۔ہم لوگ تو پہلے ہی مایوسیوں کا شکار ہوتے ہیں اگر آپ بھی ٹھکرا دیں تو کدھر جائیں؟

آپ نے بازو کھینچ کر اپنے قریب کرلیا۔ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں گنہگاروں سے نفرت نہیں کرنی چاہیے۔کہیے کیسے آنا ہوا ہم فقیروں کے پاس؟ اقبال کی آنکھیں پھر ڈبڈبا گئیں، روندھی ہوئی آواز میں عرض کیا: کافر بنا دیا گیا ہوں، مسلمانوں کے زمرے میں داخل فرما دیجیے۔حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اقبال! خدا کی رحمت رونے والوں کو پسند کرتی ہے، گھبرائیں نہیں آپ مسلمان ہی رہیں گے۔آپ کو کافر کہنے والے تمہارا نام عزت سے لیں گے، منبروں پر تمہارے اشعار پڑھیں گے۔تمہارے جن شعروں کی وجہ سے تم پر فتویٰ تکفیر لگا ہے وہ خود انہیں اکثر گنگناتے رہیں گے۔خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

رحمت حق بہانہ می جوید
رحمت حق بہا نمی جوید

اب اقبال کو لنگر کا کھانا پیش کیا گیا۔سر محمد شفیع کو بھی بلایا گیا۔دونوں نے ماحضر شوق سے تناول فرمایا۔حضرت میاں صاحب نے دُعا فرمائی اور دونوں کو رخصت فرما دیا۔اس حاضری کے بعد علامہ اقبال کی توقیر میں دِن بدن اِضافہ ہوتا گیا۔علامہ اقبال کا یہ شعر:

نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اس واقعہ کی عکاسی کرتا ہے اور ''مردِ مومن'' سے مراد اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔علامہ اقبال 1927ء میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور 1928ء میں حضرت میاں صاحب کا وصال ہوگیا۔اقبال اکثر اپنے دوستوں سے کہتے کہ کاش میں بہت پہلے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا۔یہ بات سچ ثابت ہوئی کہ اس حاضری کے بعد کسی بھی زُبان پر یہ لفظ نہیں آیا کہ علامہ اقبال کافر ہے اور یہ بات بھی ثبوت کو پہنچی کہ تمام مکاتب فکر کے لوگ آج علامہ اقبال کے اشعار اپنی سٹیجوں پر جھوم جُھوم کر پڑھتے ہیں اور اپنے بیان کو مزین اور پُر زور بناتے ہیں۔[28]

نمازی بنانے کی تاکید:

اولیاءِ کرام شریعت محمدیہ کے اصولوں کے خود پابند ہوتے ہیں اور متوسلین کو پابندی کرنے کی تاکید و کرتے ہیں۔اسلام قبول کرنے یا بلوغ کے بعد مسلمان پر سب سے پہلے نماز پنجگانہ کی ادائیگی ضروری ہے۔

28- جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں: ماہنامہ نور اسلام، شمارہ اکتوبر 1993ء

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی نماز کی بڑی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت قاری محمد ابراہیم صاحب (امام مسجد) نے حضرت میاں صاحب سے جناب غلام یاسین بولا شرقپوری کے لئے حفظ قرآن کی اجازت حاصل کی تو آپ نے فرمایا: انہیں نمازی بنائیں۔ چنانچہ غلام یاسین بولا شرقپوری حسب فرمان اس قدر نماز کے پابند ہوئے کہ ان کا اپنا بیان ہے کہ زندگی بھر میں صرف ایک نماز (عصر کی نماز) چھوٹی ہے اور تین جمعے۔29

چشمۂ فیض:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ صاحبِ کمال، صاحبِ فیض اور صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔ آپ کے فیض کا دروازہ آپ کی ظاہری زندگی تک محدود نہیں تھا بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت کھلا رہے گا۔ حاجی علی محمد ساکن ''میر محمد ضلع قصور'' کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں قصور شہر میں داخل ہوا تو مجھے فیض آنا شروع ہو گیا اور اس بات پر حیران بھی تھا کہ یہ فیض کیسا ہے؟ بعد میں کسی کے بتانے سے معلوم ہوا کہ حضرت میاں صاحب شرقپوری قصور میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ تب میں نے نتیجہ نکالا کہ یہ فیض آپ کی طرف سے آ رہا ہے۔

پاسبانِ شریعت:

ولی کامل احکام و مسائل شریعت سے آگاہ ہوتا ہے تاکہ قوانین شریعت پر خود عامل ہو اور متوسلین کو درس دے سکے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو ''علم لدنی'' حاصل تھا جس کے نتیجے میں شریعت مطہرہ پر مکمل طور پر عمل پیرا تھے۔ جو لوگ خلاف شرع وضع قطع کے ساتھ حاضر خدمت ہوتے ان کی اصلاح فرماتے۔ ان کی تقدیر بدل جاتی اور وہ تاحیات شریعت پر کمر بستہ ہو جاتے۔ کچھ لوگ انگریزی عادات واطوار کے حامل حاضر ہوتے تو احقاق حق اور ابطال باطل کی غرض سے انہیں بروقت ڈانٹ دیتے۔ اپنے آباؤ اجداد کے پیر خانہ ''حجرہ شاہ مقیم'' کے سجادہ نشین کو بھی خلاف شرع امور کی بنا پر تادیبی انداز میں ڈانٹ دیا تھا۔ 30

پہلے شریعت پھر طریقت:

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ شرف بیعت حاصل کرنے والے کی پہلے اصلاح فرماتے اور بعد میں شرفِ بیعت سے نوازتے تھے۔ چنانچہ موضع بھالہ (جو قصور شہر سے چھ کلومیٹر کے فاصلے پر بجانب مغرب واقع ہے) میں آرائیں خاندان اپنی عادات واطوار اور دیگر خصوصیات کے سبب ممتاز چلا آ رہا ہے۔ یہ خاندان پہلے ''ملاں جودھا خاندان'' پھر'' صوفیوں کا خاندان'' اور اب ''حاجی خاندان'' کے نام سے

29- محمد انور قمر شرقپوری، ادیب: ضیاء الفقراء ص 87۔ 30- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 170

مشہور ہے۔اس خاندان میں ''باباجودھا'' نامی ایک صاحب کرامت بزرگ تھے۔جن کی یہ کرامت مشہور ہے کہ ان کی پگڑی پانی میں بھگو کر پانی کسی مریض کو پلایا جاتا تو وہ صحت یاب ہو جاتا اور اگر نرینہ اولاد سے محروم کسی شخص کو پلایا جاتا تو وہ صاحبِ اولاد ہو جاتا۔

راقم الحروف کی والدہ صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ (متوفیہ 23 جون 2006ء) نے اپنے والد گرامی کے حوالے سے کئی بار بیان فرمایا کہ 1915ء کا واقعہ ہے کہ اسی محترم خاندان کے دو بزرگ حاجی جمال دین اور حاجی چراغ دین رحمہما اللہ تعالیٰ (راقم کے نانا جان) دونوں بھائی حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولایت کی شہرت سن کر شرف بیعت حاصل کرنے کی غرض سے پاپیادہ منزلوں پر منزلیں طے کرتے ہوئے شرقپور شریف پہنچے۔آستانہ عالیہ شیرِ ربانی کے قریب ''لوہاراں والی مسجد'' میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی اور ان سے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں دریافت کیا لیکن خاموشی کے علاوہ کوئی جواب نہیں ملا۔تھوڑی دیر کے بعد نماز کا وقت ہو گیا۔نماز کے بعد مذکورہ بزرگ کے گرد لوگ حلقہ بنا کر ادب واحترام کے ساتھ بیٹھ گئے۔لوگ ان سے ''میاں صاحب'' کا پاکیزہ لقب استعمال کرتے ہوئے اپنا مقصد و مدعا بیان کرنے لگے جس سے دونوں بھائی اس نتیجے پر پہنچے کہ جس بزرگ سے ہماری پہلی ملاقات مسجد میں ہوئی تھی در حقیقت میں وہی ''میاں صاحب'' تھے لیکن عاجزی وانکساری کی بناء پر آپ نے اپنا تعارف کرانے سے احتراز فرمایا۔حسبِ معمول حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے لوگوں سے مخاطب ہو کر آنے کا مقصد دریافت فرماتے ہوئے دونوں بھائیوں تک پہنچے۔آپ اور دونوں بھائیوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ مندرجہ ذیل ہے:

میاں صاحب: آپ کہاں سے آئے ہیں؟

دونوں بھائی: حضور! ہم موضع بھالہ جو قصور شہر سے تین میل کے فاصلے پر بجانب مغرب واقع ہے، سے حاضر خدمت ہوئے ہیں۔

میاں صاحب: آپ کس مقصد کے لئے آئے ہیں؟

دونوں بھائی: حضور! ہم آپ سے اللہ، اللہ سیکھنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔

میاں صاحب: آپ کیا کام کرتے ہیں؟

دونوں بھائی: حضور! ہم زراعت (کھیتی باڑی) کا کام کرتے ہیں۔

میاں صاحب: عموماً زمیندار حضرات گروی زمین لیتے ہیں، کیا آپ لوگوں نے بھی گروی زمین لے رکھی ہے؟

دونوں بھائی: حضور ہم نے بھی بطور گروی زمین لے رکھی ہے۔

میاں صاحب: آپ جا کر فصل سمیت زمین مالک کو واپس کر دیں، معافی مانگیں اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ سے وعدہ کریں۔

دونوں بھائی: حضور! واپسی پر ایسا ہی ہوگا۔

میاں صاحب: کیا آپ صاحبِ اولاد ہیں؟

دونوں بھائی: بڑے بھائی حاجی جمال دین صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی حاجی چراغ دین صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا: ''حضور میں بے اولاد ہوں لیکن یہ صاحبِ اولاد ہیں''۔

میاں صاحب: عموماً لوگ اپنے بچے کو سونا اور چاندی کے زیورات سے مزین کرتے ہیں، کیا آپ لوگوں نے بھی اپنے بچے کو زیورات پہنا رکھے ہیں؟

دونوں بھائی: حضور! جی ہاں ہم نے ایسا کیا ہے۔

میاں صاحب: بچے کو پہنائے گئے زیورات اتار دیں کیونکہ شرعی نقطہ نظر سے یہ حرام ہیں۔

دونوں بھائی: حضور! واپسی پر ایسا ہی ہوگا''۔

میاں صاحب: کیا تمہاری کوئی ہمشیرہ بھی ہے؟

دونوں بھائی: حضور! ہماری ایک ہمشیرہ ہے''۔

میاں صاحب: کیا آپ لوگوں نے اپنی جائیداد سے ہمشیرہ کا حق ادا کر دیا ہے؟

دونوں بھائی: حضور! نہیں۔

میاں صاحب: آپ جائیداد سے ہمشیرہ کا حق ان کو ادا کریں۔

دونوں بھائی: حضور! واپسی پر ایسا ہی کریں گے''۔

میاں صاحب: آپ لوگ پہلے یہ تین کام کریں بعد میں مزید بتائیں گے۔

دونوں بھائی اجازت ملنے پر اپنے گاؤں واپس آ گئے۔ گھر جانے سے قبل گروی زمین کے مالک کے ہاں گئے، کھڑی فصل (چری) سمیت زمین واپس کرنے کا اعلان کیا اور گزشتہ لین دین کی معافی مانگی۔ پھر گھر آ کر والدہ محترمہ سے پُر زور الفاظ میں عرض کیا: اماں جان! جب تک بچے کے زیورات نہیں اُتارے جاتے ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔ اس پیہم اصرار پر انہیں اچنبھا ہوا تو ان کے استفسار پر تمام واقعہ گوش گزار کیا اور یوں میاں صاحب کی خواہش کے احترام میں بچے (عبدالرحمٰن جو اٹھارہ سال کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوئے) کے زیورات (کڑے، ھسی بچے کے گلے میں ہنسلی کی ہڈی کے حوالے سے کڑا نما زیور

اور جھانجھریں) اُتار دیئے گئے اور جائیداد سے ہمشیرہ (اماں جیواں رحمہا اللہ تعالیٰ جو راقم الحروف کی دادی جان تھیں) کو بطور حصہ پانچ ایکڑ زمین اور ایک مکان دیا۔

حسب ارشاد دونوں بھائی دوبارہ شرقپور شریف میں حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں شرف بیعت سے نوازا۔ موضع بھالہ کا یہ پہلا قافلہ تھا جو شرقپور شریف میں حاضر ہوا۔ بعد ازاں دیگر عزیز و اقارب شرف بیعت حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوتے رہے۔ بعد میں گاؤں کے دوسرے لوگوں نے بھی اپنا رشتہ طریقت شرقپور شریف سے استوار کرنا شروع کر دیا۔ حضرت میاں ثانی صاحب اور آپ کے صاحبزادگاں حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ بارہا موضع بھالہ ضلع قصور میں تشریف لائے۔ اب حضرت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر صاحب دامت برکاتہم العالیہ خدام کی خواہش پر موضع بھالہ میں ہر سال تشریف لاتے ہیں۔ 31

لنگر کی دال شریف کی برکت:

جس چیز کی بھی نسبت اللہ والوں کی طرف ہوتی ہے، وہ بابرکت ہو جاتی ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا لنگر شریف کھانے سے کئی بیماروں کو شفاء حاصل ہوئی۔ بابو محمد دین کھروٹہ شرقپوری ایک دفعہ درد گردہ میں مبتلا ہو گئے۔ حکیم صاحب نے دوائی دینے کے ساتھ مشورہ دیا کہ تم مسور کی دال سے مکمل طور پر پرہیز کرو کیونکہ یہ اس بیماری کے لیے زہر قاتل ہے۔ محمد دین حضرت میاں صاحب کی خدمت میں زیارت کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے لنگر کا کھانا کھانے کا حکم فرمایا۔ چونکہ لنگر میں دال پکی ہوئی تھی تو انہوں نے دال کھانے سے بچنے کے لیے عرض کیا: حضور! میں کھانا کھا کر آیا ہوں"۔ آپ نے فرمایا: اگر آپ نے کھانا کھایا ہے تو دال پی لو" اور دال کا پیالہ دے دیا گیا۔ اب چونکہ وہ انکار نہیں کر سکتے تھے، بہر حال کانپتے کانپتے دال کا پیالہ پی لیا اور حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے رخصت لے کر زندگی سے مایوسی کے تصور سے اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب گھر کے دروازے پر پہنچے تو گر پڑے اور پیشاب نکل گیا۔ پیشاب اس قدر تیز اور کثیر تھا کہ ڈیوڑھی کا کافی حصہ آلودہ ہو گیا، کپڑے نجس ہو گئے اور جسم پسینہ سے بھیگ گیا۔ اہل خانہ نے انہیں اٹھایا، جسم صاف کیا اور چارپائی پر لٹا دیا۔ تہبند دھوتے وقت اس پر سخت قسم کی کنکریاں محسوس کی گئیں۔ یہ دراصل گردہ میں موجود پتھری کے ٹکڑے تھے، جو دال پینے کے باعث پیشاب کے ذریعے خارج ہوئے تھے۔ اس کے بعد بغیر کسی علاج کے محمد دین کو درد گردہ سے آرام آ گیا اور تاحیات اس مرض کی شکایت

31- محمد یٰسین قصوری، ناچیز: ذاتی ڈائری ص 50

نہیں ہوئی۔ 32

انگریزی عادات سے نفرت:

عارف ربانی خود شریعت مطہرہ کا پابند ہوتا ہے اور وہ خلاف شرع امور کو شیطانی امور تصور کرتا ہے اس لئے وہ ان سے مکمل طور پر بیزاری کا اظہار کرتا ہے اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی بھی ایسی ہی عادت تھی کہ جب آپ کسی کو خلاف شرع کوئی کام کرتے دیکھتے تو فوراً غضبناک ہو جاتے اور شیر کی طرح اس پر حملہ آور ہو جاتے۔ ایک دفعہ ریلوے کا سپرنٹنڈنٹ جو داڑھی مونچھ صاف اور سر پر انگریزی ٹوپی سجائے ہوئے حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا: تم کتنی تنخواہ لیتے ہو؟'' اس نے جواب دیا کہ: تقریباً بارہ سو۔ آپ جوش میں آ گئے اور اس کے چہرے پر زور سے طمانچہ مارا۔ اس کی ٹوپی دور جا گری اور شیر کی طرح گرجتی ہوئی آواز میں فرمایا:

کیا تمہاری یہ تنخواہ تمہیں منکر و نکیر سے بچالے گی؟ کیا پل صراط سے اس کے سہارے گزر جاؤ گے؟ اور کیا حساب و کتاب کے وقت رشوت دے کر تم جنت میں چلے جاؤ گے؟ کیا مسلمانی اسی کا نام ہے؟ یہ سب انگریز زادے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: '' قانون خداوندی بھی کسی چیز کا نام ہے۔ اس پر کون آکر عمل کرے گا؟ اپنے خالق و مالک کا کچھ حق تو سمجھو!''

آپ کی تادیبی گفتگو کے نتیجے میں وہ ہمیشہ کے لیے تائب ہو گیا۔ 33

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

مرشد خانہ کے مہمان اور گھوڑے کی تواضع:

جب کوئی مہمان مکان شریف سے شرقپور شریف میں آتا تو حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے سراپا ادب اور دیدہ راہ بن جاتے۔ خدمت و مدارت میں کسر نہ اٹھا رکھتے۔ حضرت حاجی فضل الٰہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت سید میر صادق علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خادم مولانا غلام نبی کو جھنگ سے گھوڑا لانے کا حکم دیا۔ مولانا صاحب گھوڑا لے کر ایک دو مقام پر آپ کے مریدین کے پاس دو راتیں گزارتے ہوئے شرقپور شریف پہنچ گئے۔ جب حضرت شیرِ ربانی شرقپور شریف رحمہ اللہ تعالیٰ کو مہمان کی آمد کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور خوش آمدید کہا۔ مہمان کی خوب خدمت کی، گھوڑے کو ایک

32- محمد انور قمر شرقپوری، ادیب: ضیاء الفقراء ص 33۔ 33- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیاء نقشبند ص 228

مقام میں باندھ دیا گیا اور اس کے چارے دانے کا فوراً انتظام کر دیا گیا۔ رات کو جب مولانا موصوف سونے لگے تو حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے بستر پر جلوہ افروز ہو گئے اور انہیں مٹھی چاپی کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد مہمان نیند کی دنیا میں داخل ہو گیا۔ آپ وہاں سے اٹھے اور مرشد کے تھکے ماندے گھوڑے کو مٹھی چاپی کرنے لگے اور آپ کا یہ سلسلہ سحری تک جاری رہا۔ سحری کے وقت مولانا غلام نبی صاحب بیدار ہوئے اور مکان شریف کی جانب روانہ ہونے کے لیے گھوڑے کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ آپ گھوڑے کو مٹھی چاپی فرما رہے تھے۔ مولانا موصوف اپنی خواہش کے مطابق مکان شریف کی جانب روانہ ہوئے تو حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ شرقپور شریف سے موضع منڈیانوالہ تک چار میل کا فاصلہ طے کر کے الوداع کہنے کے لیے تشریف لے گئے۔ معزز مہمان کو الوداع کہتے وقت کچھ رقم پیش کی۔ اور فرمایا: حضرت سیّد میر صادق علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو میری طرف سے سلام عرض کرنا اور یہ حقیر سا نذرانہ پیش کرتے ہوئے عرض کرنا کہ حضور! مجھ عاجز کے لیے دعا فرما دیں۔''

مولانا موصوف جب مکان شریف پہنچے تو حضرت صاحبزادہ سیّد میر صادق علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے سفر کی تفصیلات دریافت کیں۔ انہوں نے عرض کیا: حضور! سب مریدین اخلاق اور تواضع سے پیش آئے لیکن شرقپور شریف کے میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے وہ خدمت کی ہے کوئی دوسرا کیا کرے۔ اور عجیب منظر یہ دیکھا ہے کہ میری خدمت کے علاوہ گھوڑے کو تمام رات مٹھیاں بھرتے رہے اور چار میل تک الوداع کرنے آئے اور یہ نذرانہ پیش کرتے ہوئے کہا تھا: میر صاحب سے عرض کرنا میرے لیے دعا فرما دیں۔

حضرت صاحبزادہ سیّد میر صادق علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ یہ گفتگو سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور بطورِ دعا فرمایا: ''میاں صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے مکان شریف کے گھوڑے کو مٹھیاں بھری ہیں، انہیں سارا جہاں مٹھیاں بھرے گا۔'' 34

آپ کی دعا کا ایک ایک لفظ پورا ہوا اور حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولایت و عظمت کو دنیا نے تسلیم کیا۔ اور اس آستانہ کا احترام سب کے دلوں میں ہے۔

سجادہ نشین حضرات کی عملی تربیت:

عموماً ہوتا یہ ہے کہ مریدین اپنے مرشد کا سامان اور بیگ اٹھائے پیچھے پیچھے چلتے دکھائی دیتے ہیں اور پیر صاحب امتیازی شان سے آگے آگے چلتے ہیں۔ علاوہ ازیں نذر و نیاز پیش کرنے کا بھی عام رواج بن

34- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 71

چکا ہے، خواہ مرید قرض لے کر نذرانہ ضرور پیش کرے۔ لیکن یہ بات حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت کے خلاف تھی۔

☆ جب آپ اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ مل کر سفر کرتے تو سب کو گھل مل کر چلنے کی تلقین فرماتے اور اپنی ذات کو کبھی دوسروں سے ممتاز تصور نہ فرماتے تھے۔

☆ دُور سے آنے والے حضرات کو خود کرایہ وغیرہ عنایت فرماتے اور سنت کے مطابق مہمانوں کو کچھ فاصلے تک رخصت کرنے کے لئے تشریف لے جاتے۔

☆ آپ جب اپنے جوتے اُتارتے تو کسی کو پکڑنے نہ دیتے اور اگر کوئی پکڑنے کی کوشش کرتا تو اس سے ناراضگی کا اظہار فرماتے۔ منع کرنے کے باوجود اگر کوئی عقیدت مند جوتے اُٹھالیتا تو فرماتے: یہ جوتے تم خود پہن لو، اب یہ تمہارے ہیں۔ 35

گویا حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دور اور بعد والے ادوار کے سجادہ نشین حضرات کی عملی تربیت کے لیے اصول مقرر کر دیے۔

دادا مرشد کے مزار کے لیے اچھاڑ پیش کرنا:

حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو مرشد خانہ اور دادا مرشد خانہ (مکان شریف) کی ہر چیز عزیز تھی۔ اس عقیدت و محبت کا اظہار گاہے بگاہے آپ سے ہوتا رہتا تھا۔ اسی عقیدت کے اظہار کے لیے ایک دفعہ آپ نے دو اچھاڑ تیار کروائے اور مکان شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر ایک حضرت حاجی شاہ حسین رحمہ اللہ تعالیٰ (بھورے شریف) کے مزار پر بچھا دیا جبکہ دوسرا اچھاڑ اپنے دادا مرشد حضرت خواجہ امام علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ مکان شریف کے مزار پر بچھا دیا۔ 36

حضرت شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مکان شریف سے والہانہ عقیدت:

آپ کو مکان شریف سے والہانہ عقیدت و محبت تھی، جس کی کیفیت لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی۔ جب مکان شریف میں حاضری کا پروگرام ہوتا تو نہایت خوشی و مسرت سے تیاری کرتے اور ساتھ جانے والے خدام، متوسلین اور احباب بھی خوشی و محبت سے تیاری کرتے۔ حاجی فضل احمد مونگہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ نے احباب کی معیت میں مکان شریف میں حاضری کا پروگرام تشکیل دیا۔ روانگی کی تاریخ، دن اور وقت کا بھی تعین کر لیا گیا تو حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرض تبخیر معدہ عود کر آیا۔

35- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 154۔ 36- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 72

آپ ایک عرصہ سے اس مرض کا شکار تھے۔ آپ تبخیر معدہ کے سبب دو دن مسلسل بیہوش تھے لیکن جب مکان شریف کی روانگی کا وقت آیا تو ہوش میں آ گئے۔ چار پائی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بیٹھک میں سحری کے وقت جمع ہونے والے احباب کے ساتھ مکان شریف کی طرف روانہ ہونے کے لیے فوراً تیار ہو گئے۔ والدہ محترمہ نے آپ سے فرمایا: بیٹا! ایسی تکلیف میں مکان شریف جانے کا ارادہ ملتوی کر دیں تو بہتر ہے کہیں راستے میں تکلیف زیادہ نہ ہو جائے۔'' آپ نے والدہ محترمہ سے نہایت ہی ادب سے جواباً عرض کیا: اماں جی! اگر مکان شریف کے راستے میں میرا انتقال ہو جائے تو اس سے بہتر سعادت اور کیا ہو سکتی ہے؟''۔ آپ کا یہ جذبہ دیکھ کر والدہ صاحبہ نے بخوشی اجازت دے دی۔ 37

جذبہء خدمت خلق:

تمام انسان کنبہء خداوندی ہیں، ان کی خدمت کرنا رضائے الٰہی کا ذریعہ، رسول خدا ﷺ کی تعلیمات کا خلاصہ اور عظیم الشان سنت ہے۔ آپ ﷺ نہ صرف انسانوں کی ہر معاملے میں راہنمائی فرماتے بلکہ کمزوروں اور ضعیفوں پر اس قدر شفقت فرماتے کہ ان کا سامان اٹھا کر ان کے گھر چھوڑ آتے۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عامل ہونے کے باعث سلطان الاولیاء، شیرِ ربانی، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ میں بھی خدمت خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کہیں پیر و مرشد کے لیے سراپا ادب بنے مثالی خدمت کرتے دکھائی دیتے ہیں، تو کہیں مکان شریف (دادا پیر خانہ) کے جانوروں کی تواضع (مٹھی چاپی) کرتے تصویر ادب بنے ہوئے۔

خدمت خلق کے حوالہ سے آپ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آپ ڈھرانوالہ قبرستان شرقپور شریف کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ کے ایک کنارے پر ایک نحیف و لاچار (لولا لنگڑا) لڑکا دکھائی دیا۔ لوگ اسے بھکاری تصور کرتے ہوئے نظر بچا کر پاس سے گزر رہے تھے در حقیقت وہ بھکاری نہیں تھا۔ اور جب آپ اس کے پاس پہنچے تو اس نے طلب شفقت کی نظر سے دیکھا آپ نے اس سے دریافت فرمایا: بیٹا! کہاں جانا ہے؟

اس نے عرض کیا: موضع سکھانوالہ (جو شرقپور شریف سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے) میں جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے اسے اپنے کندھوں پر بٹھایا اور موضع ''سکھانوالہ'' کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں لوگ ملے تو انہوں نے عرض کیا: حضور! اس لڑکے کو اٹھانے اور منزل مقصود تک پہنچانے کی خدمت ہم سرانجام دیتے ہیں، آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

37- فضل احمد موسٰکا، حاجی: حدیث دلبراں ص 72

"میرا بھی دل ہے، مجھ پر بھی کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں۔ وہ بھی بھلا کوئی انسان ہے جو دوسروں کے کام نہ آئے اور یہ میرا کام ہے لہٰذا اسے میں ہی انجام دوں گا"۔

اس طرح آپ اس لڑکے کو "موضع سکھانوالہ" میں پہنچا کر شرقپور شریف واپس تشریف لے آئے۔38

جناب محمد امین شرقپوری کا بیان ہے کہ: ایک دفعہ شرقپور شریف میں طاعون کی وبا پھیل گئی۔ پہلا آدمی جو اس عارضہ میں مبتلا ہو کر چل بسا تھا، لوگ اس کی میت کو چھوڑ کر بھاگ گئے کہ مبادا یہ موذی مرض انہیں نہ لگ جائے۔ حضرت کو میت کی کس مپرسی کا علم ہوا تو ایک خادم کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے، میت کو اٹھا کر ایک قریبی مسجد کی طرف غسل دینے کے لیے بڑھے، مگر لوگوں نے انہیں قریب آنے سے روک دیا۔ یہ رہٹ کی طرف گئے وہاں بھی یہی صورت پیش آئی، آخر میت کو ایک کھیت میں لٹا کر پانی گھڑوں میں بھر کر لائے، میت کو غسل دیا اور اس کی تدفین کا انتظام فرمایا"۔39

یتیموں پر شفقت:

تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح سامنے آتی ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر مسلمانوں کو بھاری جانی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ اس جنگ میں شہید ہونے والوں میں ایک حضرت عقربہ رضی اللہ تعالیٰ صحابی بھی تھے۔ جنگ کے اختتام پر ان کے صاحبزادے بشیر بن عقربہ رضی اللہ تعالیٰ باپ کو تلاش کرنے کے لیے میدان احد میں پہنچے۔ لیکن مجاہدین کی صف میں والد گرامی نظر نہ آئے جس سے کچھ پریشان سے ہوئے اور رسول خدا ﷺ سے اپنے والد گرامی کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا:

بیٹا! تمہارے والد جام شہادت نوش کر گئے ہیں۔ یہ ارشاد سنتے ہی بشیر بن عقربہ رضی اللہ عنہ کی حالت دیگر ہوگئی اور آنکھوں سے آنسو بہانے لگے۔ حضور ﷺ نے اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے فرمایا: "بیٹا! آج کے بعد تمہارا باپ مَیں ہوں اور حضرت عائشہ تمہاری والدہ ہیں۔

اس پر حضرت بشیر بن عقربہ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور آپ ﷺ کی زیر شفقت زندگی گزارنے لگے۔ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس سنت پر عامل ہوتے ہوئے یتیموں کے سروں پر دست شفقت رکھا کرتے تھے۔ یہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آپ شرقپور شریف کے بازار سے گزر رہے تھے، دکان کے سامنے نور محمد نامی لڑکا بیٹھا ہوا دکھائی دیا جس کی عمر تقریباً پانچ سال ہوگی، وہ اپنی آنکھوں سے آنسو بہا رہا تھا کیونکہ دو دن قبل باپ کے فوت ہو جانے کے باعث یتیم ہو چکا تھا۔ آپ نے فرط

38- نذیر احمد شرقپوری، ڈاکٹر: انوار شیر ربانی ص 73۔ 39- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیائے نقشبند ص 407

محبت سے بچے کو اُٹھا کر سینے سے لگایا اور اس سے یوں فرمایا: بیٹا نور محمد! تیرے باپ کا نام شیر محمد تھا اور میں بھی شیر محمد ہوں۔ آج سے میں تیرا باپ ہوں۔

آپ نے تاحیات نور محمد پر باپ جیسا دست شفقت رکھا اور آپ کی شفقت نے نور محمد کو خواجہ نور محمد بنا دیا۔ ان کی اولاد آج بھی شرقپور شریف میں موجود ہے جو آستانہ شیرِ ربانی سے نہایت درجہ کی عقیدت و محبت رکھتی ہے۔40

پرندوں پر شفقت:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی طرح پرندوں پر بھی شفقت فرماتے تھے۔ اس سلسلے میں میاں گلاب دین قصوری بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت میاں رحمہ اللہ تعالیٰ چند دوستوں کے ہمراہ مکان مبارک کی چھت پر تشریف رکھتے تھے۔ چھت پر جانوروں کے لئے جابجا پانی کے کونڈے اور دانہ چوگا وغیرہ کے لئے پیالے رکھے تھے۔ اس وقت چند فاختائیں دانہ چگ رہی تھیں اور ایک فاختہ قدرے اُداس ان سے الگ کھڑی تھی۔ آپ نے اسے بغور دیکھا اور ساتھیوں سے فرمایا: یہ فاختہ کچھ اداس ہے نہ جانے کیوں؟ اچھا بتلاؤ تو بھلا؟ احباب نے کہا: حضور! آپ ہی فرمائیں ہم کیا عرض کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جس شخص کا گھر اُجڑ رہا ہو، اسے کھانا پینا کب سُوجھتا ہے؟ احباب جب اس رمز کو نہ سمجھ سکے تو فرمایا: ایک کھیت میں کیکر کا پیڑ ہے، اس پیڑ پر ایک گھونسلا ہے جہاں اس فاختہ نے انڈے دے رکھے ہیں۔ مگر کھیت والے نے وہ پیڑ ایک بڑھئی کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ بڑھئی کل صبح پیڑ کاٹ ڈالے گا۔ ہمیں اس بیچاری کی مدد کرنی چاہیے۔ حاضرین نے کہا: یہ کام بھی آپ ہی کر سکتے ہیں ہم کس لائق ہیں۔

اگلے روز علی الصبح آپ بڑھئی کے مکان پر پہنچے اور دستک دی۔ بڑھئی نے جب ممدوح کو دیکھا تو مارے خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ فرمایا: کہاں چلے ہو؟'' بڑھئی نے کہا پیڑ کاٹنے جا رہا ہوں ایک جگہ۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا! کتنے کا خریدا ہے تم نے کیکر! ہمیں درکار ہے۔ جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر بڑھئی کی طرف بڑھایا، وہ بولا آپ دام رہنے دیں میں پیڑ کاٹے لاتا ہوں، درِ دولت پر ڈال دوں گا۔ آپ مفت میں لینا نہیں چاہتے تھے، آخر آپ سے دام قبول کرنے پر رضا مند ہو گیا۔ تو ارشاد فرمایا: وہ پیڑ مذکور کو فی الحال وہیں کھڑا رہنے دے، اور جب انہیں ضرورت ہو گی یہ اُسے خبر کر دیں گے۔ کہتے ہیں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین مہینے کے بعد اس پیڑ کو کٹوانے کا حکم دیا۔ ظاہر ہے اس عرصے میں فاختہ کے بچے نکل کر اڑ نے

40- نذیر احمد شرقپوری، ڈاکٹر: انوار شیر ربانی ص 75۔ 41- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیائے نقشبند ص 382۔

کے لائق ہو گئے ہوں گے!41

ع دنیا میں کوئی تم سا مشفق نہ مل سکا!

دو شخصیات سے محبت:

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو اولیاء اور صالحین سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ آپ ان کے مزارات پر حاضری دیتے، مراقبہ کرتے اور فیوض و برکات حاصل کرتے۔ لیکن غوث اعظم حضرت سید عبدالقادر اور حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہما اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی۔ آپ نے بطور برکت اور اظہارِ محبت کے لیے اپنی بیٹھک کی پیشانی پر "یَا شَیخ عَبدُالقَادر جِیلَانِی شَیأً لِلّٰہ" کے الفاظ لکھوا رکھے تھے۔ جب بھی آپ لاہور تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر حاضری دیتے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود ان دونوں ہستیوں سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

> اوائل عمر میں اکثر لوگ مجھے کتابیں دیتے تھے، میں نہیں لیتا تھا اور کہتا تھا کہ: اگر میں لائق ہوا کتابیں خود بخود آجائیں گی اور اگر نالائق ہوا تو مجھے کتابیں کیا کرنی ہیں؟ کچھ عرصہ بعد اپنے مکان میں کچھ تلاش کر رہا تھا کہ الماری میں دو کتابیں پڑی ہوئی تھیں، ایک "غنیۃ الطالبین" اور دوسری "کشف المحجوب"۔ انہیں کھول کر سامنے رکھتا تو ان میں سے سفید رنگ کا دھواں سا نکلتا اور میرے دل میں سرایت کر جاتا۔ چونکہ ان دونوں ہستیوں کی نسبت مجھ پر غالب تھی یہ ان کا فیضان تھا جو مجھے میسر تھا۔42

امامت و خطابت کی خدمات سر انجام دینا:

امامت و خطابت کی خدمات سر انجام دینا سنت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ آپ صحابہ کرام کی امامت فرماتے اور وعظ و تلقین بھی ارشاد فرماتے۔ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سنت کو اپنایا۔ جناب حافظ حمید الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد ایک عرصہ تک آپ امامت و خطابت کی خدمات انجام دیتے رہے۔ جب قاری محمد ابراہیم صاحب نے منازل سلوک طے کر لیں تو امامت کی خدمت ان کے سپرد فرما دی۔ لیکن خطابت کی خدمات خود انجام دیتے رہے۔ جناب قاری محمد ابراہیم صاحب نے بطور امام اپنے فرائض انجام دینے شروع کر دیے اس کے بعد کبھی کبھار اپنی مسجد میں نماز پڑھاتے لیکن اکثر طور پر مختلف مساجد میں مختلف نمازیں باجماعت ادا فرماتے، زیادہ تر ان مساجد میں نماز کی ادائیگی کے لیے تشریف لے جاتے جہاں نمازیوں کی تعداد کم ہوتی تاکہ ان مساجد میں بھی

41- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیائے نقشبند ص 382۔ 42- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 91

نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہو سکے۔ آپ کی برکت سے نمازیوں میں اضافہ ہوا اور مساجد پُر رونق ہو گئیں۔

آپ عام طور پر فجر کی نماز ملکاں والی مسجد میں، نماز اشراق لوہاراں والی مسجد میں، چاشت کی نماز ٹاہلی والی مسجد میں، ظہر کی نماز لوہاراں والی مسجد میں (جو آپ کے کاشانہ اقدس کے قریب ہے)، عصر کی نماز بڑی مسجد (موجودہ جامع مسجد حضرت میاں صاحب والی) میں، مغرب اور عشاء کی نماز بھی بڑی مسجد میں ادا فرماتے۔ آپ نماز تہجد بھی مختلف مساجد میں ادا فرماتے تھے۔ 43

سنت رسول کریم ﷺ سے محبت:

ذات رسول کریم ﷺ سے محبت روح ایمان ہے اور ہر محب رسول کریم ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہوتا ہے اور دوسروں کو عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتا ہے۔ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اوڑھنا بچھونا اتباع سنت مصطفوی ﷺ تھا اور متوسلین کو بھی اس کی سختی سے تلقین فرماتے۔ ایک دفعہ امام اہل سنت، حضرت سید دیدار علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لیے تشریف لائے۔ دوران ملاقات عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے نماز پڑھانے کے لیے کہا اور اس وقت ان کے سر پر عمامہ مبارک نہیں تھا بلکہ صرف ٹوپی تھی۔ اپنے ایک خادم کے ذریعے بازار سے تین گز ململ کا کپڑا منگوا کر نماز شروع ہونے سے پہلے بطور عمامہ شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے سر پر اپنے دست اقدس سے باندھ دیا۔ اور فرمایا: مولانا صاحب! خواہ ٹوپی سے نماز ہو جاتی ہے لیکن فضیلت یہ ہے کہ ٹوپی اور پگڑی دونوں ہوں۔ آپ جب کسی کو ننگے سر دیکھتے تو تین گز ململ کپڑا منگوا کر بطور دستار اس کے سر پر باندھ دیتے۔ 44

دور حاضر میں عرس شیرِ ربانی اور عرس ثانی صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کے مواقع میں حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ ننگے سر خدام کو سر پر رکھنے کے لیے ٹوپیاں عنایت فرماتے ہیں۔ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سراپا سنت تھے اور زندگی کے ہر شعبہ میں سنت رسول ﷺ کو اپنانے کی کوشش فرماتے۔ بالخصوص خدام کو داڑھی مبارک کی سختی سے تلقین فرماتے۔ نماز ادا کرنے کے دوران کسی داڑھی منڈے کو صف کی دائیں طرف کھڑے ہونے کی ہرگز جرأت نہ ہوتی بلکہ بائیں جانب یا پیچھے والی صف میں کھڑا ہوتا۔

یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک ذیلدار صاحب گلے میں پستول لٹکائے ہوئے شرقپور

43- نذیر احمد شرقپوری، ڈاکٹر: انوار شیر ربانی ص65۔ 44- فضل احمد موزنگا، حاجی: حدیث دلبراں ص101۔

شریف میں آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے جو داڑھی منڈے تھے۔ نماز کا وقت ہونے پر انہوں نے آپ کی دائیں طرف کھڑا ہونے کی کوشش کی لیکن ایک خادم نے روک دیا جس پر انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا اور بائیں طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ نماز سے فراغت پر حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ مسکراتے ہوئے ناصحانہ انداز میں فرمایا:

آپ بتانا پسند فرمائیں گے کہ داڑھی مبارک کیوں منڈوائی جاتی ہے؟ یہ ارشاد سن کر وہ صاحب خاموش رہے۔ خود ہی ارشاد فرمایا: اس لیے کہ انسان کم عمر معلوم ہو۔ صاحب! اگر آپ کو واقعی چھوٹے بننے کا شوق ہے تو بائیں طرف یا پیچھے والی صف پر کھڑا ہونے کی زحمت فرمایا کریں کیونکہ چھوٹوں کا مقام بائیں طرف یا پیچھے ہے۔ اس سلسلے میں ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ شریعت مصطفوی ﷺ پر عمل کرنے والا ہی بڑا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُم ”یعنی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔[45]

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو سنت رسول ﷺ سے جنون کی حد تک محبت تھی۔ ایک دفعہ آپ پانی پت میں تشریف لے گئے۔ نماز کے وقت امام صاحب صرف ٹوپی سے نماز پڑھانے لگے تو آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: عمامہ کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ”یہ ٹوپی سرکاری ہے“۔ دریافت فرمایا: کہاں سے حاصل کی ہے؟ حضور ﷺ تو دستار اور ٹوپی سے امامت کروایا کرتے تھے“۔ امام صاحب نے جواب دیا: یہ ٹوپی گورنمنٹ کی طرف سے ملی ہے۔ آپ نے اسی وقت اپنی دستار مبارک کے دو ٹکڑے کیے ایک ٹکڑا اپنے لیے رکھ لیا جبکہ دوسرا امام صاحب کو دے دیا تا کہ سنت مصطفیٰ ﷺ کے مطابق نماز پڑھائیں۔ امام صاحب کو جب آپ کے بارے میں علم ہوا تو وہ معذرت خواہ ہوئے۔[46]

خلاف سنت لباس سے نفرت:

لباس میں تہبند، کرتا، ٹوپی اور دستار سنت ہے جبکہ شلوار اور قمیض خلاف سنت ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضور جو شخص خلاف سنت شکل و صورت یا لباس والا حاضر ہوتا تو آپ اس کی تادیب فرماتے۔ ایک دفعہ حضرت شاہ ابوالخیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک مرید خدمت میں حاضر ہوا جو تازہ تازہ محکمہ پولیس سے ریٹائر ہوا تھا اور اس نے قمیض زیب تن کی ہوئی تھی۔ آپ نے اسے قمیض پہننے سے منع کیا۔ دوسرے دن حاضر ہوا تو فرمایا کہ قمیض پہننا خلاف سنت ہے لیکن اس نے توجہ نہ دی حتیٰ کہ آپ نے اس کی آستینوں کے

45- نذیر احمد شرقپوری، ڈاکٹر: انوار شیر ربانی ص 59۔ 46- نذیر احمد شرقپوری، ڈاکٹر: انوار شیر ربانی ص 237۔

کف از خود پھاڑ ڈالے۔اس نے عرض کیا: حضور! میں خود پھاڑ دیتا ہوں۔فرمایا: یہ تکلیف میں خود ہی کر لیتا ہوں، آپ کیوں اٹھائیں؟'' 47

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے سات سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کی۔اس طرح آپ کو تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے بلکہ آپ کو ''سیّد التابعین'' اور ''سراج الامت'' کہا جاتا ہے۔دیگر آئمہ بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں۔ہر دور میں مسلمانوں کی اکثریت امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلدین کی رہی ہے اور رہے گی۔انشاء اللہ تعالیٰ۔حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے بزرگ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد تھے۔حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نہ صرف امام اعظم کے عقیدت مند تھے بلکہ مقلد بھی۔اپنے متوسلین اور مریدین کو فقہ حنفی کے مطابق مسائل کا درس دیتے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی سختی سے تلقین کرتے۔آپ نے ارشاد فرمایا: ہم چار اعظموں کے درمیان ہیں:

☆ رسول، رسول اعظم ☆ فاروق، فارق اعظم
☆ امام، امامِ اعظم اور ☆ غوث، غوثِ اعظم'' 48

مسئلہ حاضر و ناظر:

قرآن وسنت اور اقوال بزرگان دین کے مطابق حضور پُر نور ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔اس مسئلہ کے اثبات میں محققین اہلسنّت نے بے شمار کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ایک عاشق صادق نے کیا خوب کہا ہے:

سُنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
مرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں، یا رسول اللہ ﷺ

ایک دفعہ کچھ لوگ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں چند مسائل دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔اُنہوں نے دریافت کیا کہ کیا حضور انور ﷺ حاضر و ناظر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''دیکھو! میں جس طرح اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں اس سے کہیں بڑھ کو حضور انور ﷺ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔'' ان لوگوں نے مزید دریافت کیا کہ کیا یہ درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

47- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیاء نقشبند ص 230۔48- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 226

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

آپ نے جواب دیا:

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

تو میں خود پڑھتا ہوں۔ یہ جواب سن کر وہ لوگ بلند آواز سے

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

پڑھتے ہوئے بیہوش ہو گئے۔ جب وہ لوگ ہوش میں آئے تو ان کے اذہان وقلوب پر وارد ہونے والے شکوک وشبہات مکمل طور پر ختم ہو چکے تھے۔49

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حضور انور ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا: ''حضور! ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ ''یا رسول اللہ'' کہنا جائز نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: حضور انور ﷺ بشر ہیں حاضر وناظر بھی۔پھر فرمایا حق سبحانہ وتعالیٰ فرشتوں کو دور سے سننے اور پہنچنے کی طاقت دے سکتا ہے تو کیا حضور نبی کریم ﷺ کے کان مبارک دور سے نہیں سن سکتے یا حضور ﷺ وہاں نہیں پہنچ سکتے؟

پریس میں ملازمت کی خواہش کرنا:

کسب حلال عبادت ہے جو اولیاء کرام کا طرہ امتیاز رہا ہے۔گھریلو حالات دگرگوں ہونے اور حصول رزق حلال کی بنا پر حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ میں بھی ایک دفعہ ملازمت اختیار کرنے کا جذبہ پیدا ہوا تھا۔ جناب محمد امین شرقپوری لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھریلو حالات دگرگوں ہو گئے تو آپ پریس میں ملازمت کی غرض سے لاہور تشریف لے گئے۔ جب پریس مالکان سے رابطہ کیا تو انکار کا بہانہ بناتے ہوئے انہوں نے کہا: پہلے چھاپہ خانہ میں کام کریں اس کے بعد آپ کو بطور ملازم رکھا جائے گا۔آپ نے اس انکار کو منشاء خداوندی تصور فرمایا اور شرقپور شریف میں واپس تشریف لے آئے۔50

زکوٰۃ ادا کرنے کی نوبت نہ آنا:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سالارِ اعلیٰ یارِ غار مصطفیٰ ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تن من دھن سب

49- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 270۔ 50- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیاء نقشبند ص 205

کچھ محبوب خدا ﷺ اور فروغ اسلام کے لیے وقف کر دیا تھا جس کے سبب آپ پر زندگی بھر زکوٰۃ واجب ہی نہ ہوئی۔

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ایثار و قربانی کے لحاظ سے اپنے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بانی کے نقش قدم پر تھے، سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان فرما دینے کے باعث زندگی بھر آپ پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوئی۔ اس طرح آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے متوسلین، خدام اور عقیدتمندوں کے لیے آپ کا عملی پیغام ہے کہ مدارس اہل سنت و جماعت کے فروغ، تعمیر مساجد اور اشاعت کتب اسلامیہ کی معاونت کا دستور بنائیں تا کہ مسلک کی خدمت کے ساتھ ساتھ بعد از وصال صدقہ جاریہ کا ذریعہ بن سکے۔

خشیت الٰہی:

اولیاء کرام کا ایک امتیازی نشان خشیت باری تعالیٰ ہے۔ جناب محمد امین شرقپوری لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ موسم گرما میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے احباب کی معیت میں مسجد کی چھت پر تشریف لے گئے۔ سکر کے عالم میں اچانک سائے سے اُٹھ کر یہ بات کہتے ہوئے شدید دھوپ میں لیٹ گئے کہ اللہ تعالیٰ کی دھوپ سے بھی لطف اندوز ہونا چاہیے۔ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ شدت حرارت کے سبب آپ پسینے میں نہا گئے۔ کچھ دیر بعد دھوپ میں اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور آسمان کی طرف چہرہ انور کر کے عرض کیا: اللہ کریم! اب مینہ برسا کر ٹھنڈ فرما دے، تیرے لیے کیا مشکل ہے؟

اس وقت بادل ظاہر ہوئے، بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور لوگ بارش سے بچنے کے لیے چھت کے نیچے چلے گئے۔ اور آپ نے رو رو کر بارگاہ صمدیت میں عرض کیا: پتہ نہیں اللہ کریم کو مینہ برسانا منظور تھا یا کہ نہیں، میں نے اس کی خواہش کیوں کی؟ کئی ایام تک آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری رہے۔ 51

ہر جگہ اسم ذات نظر آنا:

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین وظائف میں سے ایک وظیفہ اسم ذات ''اللہ'' کا ورد اور اس کا خوشخط تحریر کرنا تھا۔ آپ اسم اعظم کے وظیفہ کے اس قدر عاشق و محبّ تھے کہ ایک دفعہ ارشاد فرمایا: مجھے زمین پر چلنا پھرنا اور پیشاب پاخانہ کے لیے بیٹھنا مشکل ہو گیا ہے کیونکہ ہر جگہ اسم ذات روشن نظر آتا ہے۔ 52

عید کے بارے میں ارشاد گرامی:

اہل الفت کی اصل عید رضاء الٰہی اور رضائے مصطفیٰ ﷺ ہوتی ہے۔ جناب محمد امین شرقپوری کا بیان

51- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیاء نقشبند ص 207۔ 52- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیاء نقشبند ص 219۔

ہے کہ ایک دفعہ عید کے دن حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ میلے کچیلے کپڑے زیب تن کیے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔لوگوں کے سامنے کھڑے ہوکر فرمایا:''میاں عید تو تب ہے جب دل خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے ورنہ عید کیسی؟''53

حقیقت بیعت:

ایک دفعہ آپ نے حقیقت بیعت کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا:''اب بیعت ایک رسم رہ گئی ہے۔بیعت کے معنی ہیں بک جانا،اب کون کسی کے ہاتھوں بکتا ہے؟ سب نفس کے تابع ہیں۔'' 54

سیاہ جوتوں سے نفرت:

آپ چمڑے کے بنے ہوئے براؤن رنگ کے سادہ جوتے استعمال میں لاتے۔سیاہ جوتوں سے سخت نفرت تھی۔ایک دفعہ سلسلہ عالیہ صابریہ کے ایک پیشوا حاضر خدمت ہوئے اور دعا کے لیے عرض کیا تو آپ نے دعا کرنے سے صاف انکار کردیا۔ان کے اصرار پر آپ نے دعا کے لیے ہاتھ مبارک بلند فرمادیے اورانہیں رخصت دیتے وقت مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھا دیے اوراسی دوران ان کے انگریزی سیاہ جوتوں پر آپ کی نظر پڑگئی۔تو چہرہ انور کا رنگ سرخ ہوگیا اور طیش میں آکر فرمایا:بزرگوں سے تعلق اور اتنی عمر ہے،پھر بھی انگریزی جوتا پہنتے ہیں۔انہوں نے معذرت کرتے ہوئے عرض کیا:حضور!آئندہ کبھی نہیں پہنوں گا۔آپ نے گھر سے اپنا جوتا منگوا کر اسے پہنوا دیا اور سیاہ جوتے اتروالیے۔ان کے اصرار کرنے اور نہ پہننے کے وعدہ پر سیاہ جوتا بھی لیجانے کی اجازت دے دی۔ 55

مختلف اشیاء کا قبلہ رخ رکھنا:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو قبلہ رخ رکھتے تھے اور متوسلین کو اشیاء قبلہ رخ رکھنے کی تلقین فرماتے۔مسجد اور گھر میں جوتے کا رخ قبلہ کی طرف رکھتے،اگر کسی کے جوتے کا رخ درست نہ ہوتا تو اسے اپنے ہاتھ سے درست فرماتے۔اسی طرح لوٹے کی ٹونٹی قبلہ رخ رکھتے،اگر دوسرے رخ ملاحظہ فرماتے تو اس کی سمت درست فرمادیتے۔سلسلہ عالیہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ہر چیز کو قبلہ رخ رکھتے اوراس محترم سمت کا ہر ممکن احترام کرتے۔ایک دفعہ آپ کسی بزرگ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے،ان کے پاس زیادہ دیر نہیں ٹھہرے تھے کہ انہوں نے قبلہ شریف کی طرف تھوک دیا۔یہ بات کہتے ہوئے اٹھ کر فوراً تشریف لے آئے۔جو شخص کعبۃ اللہ کا احترام نہیں کرتا اس سے ملاقات کا کوئی فائدہ

52-محمد امین شرقپوری،مولانا:اولیاء نقشبند ص219۔ 53-محمد امین شرقپوری،مولانا:اولیاء نقشبند ص218۔ 54-محمد امین شرقپوری،مولانا:اولیاء نقشبند ص324۔ 55-محمد امین شرقپوری،مولانا:اولیاء نقشبند ص232۔

نہیں۔سلطان الاولیاء حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اپنے خادم کو لوٹا رکھنے کا حکم دیا تو اس نے قبلہ رخ ٹونٹی کر کے نہ رکھا جس کے سبب آپ کو بہت دکھ ہوا۔آپ کی خواہش کے مطابق ٹونٹی ازخود قبلہ رخ ہوگئی۔یہ حضرت غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامت تھی۔ 56

مرشد خانہ کی مٹی کا احترام:

آپ مرشد خانہ اور مرشد خانہ کی نسبت کا احترام کرتے۔حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ وہ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں مکان شریف میں حاضری کی غرض سے گئے۔جب مکان شریف کے قریب پہنچے تو وہاں کچھ لڑکے راستے میں کھیل رہے تھے جس کے سبب گردوغبار اُڑ رہی تھی۔حضرت شاہ صاحب نے لڑکوں کو راستہ سے ایک طرف ہونے کا اشارہ کیا تاکہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے کپڑے خاک آلودنہ ہوں۔جس پر آپ نے فوراً فرمایا:"شاہ جی!یہ سب اسی گردوغبار کی برکت ہے۔"یہ آپ کی اعلیٰ درجہ کی انکساری اور مرشد خانہ کی مٹی کا احترام ہے۔ 57

ہر چیز دائیں ہاتھ سے پکڑنا:

ہر چیز کو دائیں ہاتھ سے پکڑنا سنت مصطفوی ﷺ ہے۔حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا معمول تھا کہ جو چیز کسی کو دیتے یا لیتے وقت دائیں ہاتھ سے پکڑتے تھے۔البتہ رقم بائیں ہاتھ سے وصول فرماتے تھے اور بائیں ہاتھ سے دیتے تھے۔اس کی حکمت دنیا سے بے رغبتی اور عدم محبت ہے۔ 58

آپ کی بارگاہ میں فرشتوں کا مؤدب کھڑے ہونا:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے آداب فرشتے بھی بجالاتے تھے۔حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں فرشتے دست بستہ منتظر کھڑے رہتے تھے۔ 59

خلوص و للّٰہیّت:

شرقپور شریف میں جہاں اب مرکزی بازار میں"جامع مسجد حضرت میاں صاحب"ہے،وہاں بالکل چھوٹی سی مسجد تھی،لوگوں کی کثرت کے باعث وہ ناکافی تھی۔ایک دِن آپ نے اس کی توسیع کا پروگرام

56- محمد امین شرقپوری،مولانا:اولیاءِ نقشبند ص 411۔57- محمد امین شرقپوری،مولانا:اولیائے نقشبند ص 417۔ 58- محمد امین شرقپوری،مولانا:اولیائے نقشبند ص 418۔59- محمد امین شرقپوری،مولانا:اولیائے نقشبند ص 305۔

بنایا۔ طے یہ پایا کہ مسجد سے ملحقہ مکانات خرید کر مسجد میں شامل کر لئے جائیں تا کہ توسیع کا عمل مکمل ہو سکے۔ آپ کی کوششوں سے مکانات خرید لئے گئے۔ سابقہ مسجد کے حصوں کو تہہ خانہ میں تبدیل کر دیا گیا۔ وہ تہہ خانہ اب بھی اصل حالت میں محفوظ ہے اور عقیدتمند وہاں عبادت و ریاضت کر کے سکون حاصل کرتے ہیں۔ اور ملحقہ خریدے گئے مکانات گرا کر بھرتی ڈالی گئی اور اس کے بالائی حصہ میں مسجد تعمیر کی گئی۔ اس مسجد کی تعمیر میں آپ نے بطور مزدور و معمار کام کیا اور کسی سے ایک پیسہ تک بطور چندہ وصول نہیں فرمایا بلکہ سب رقم اپنی جیب سے خرچ کی۔ خدام کا کہنا ہے کہ اُس دور میں مسجد کی تعمیر پر تقریباً پچیس تیس ہزار روپے خرچ آئے تھے جو سب کے سب حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود برداشت کیے۔ 60

اصلاحِ عقائد:

اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات کے مطابق جیسے توحید باری تعالیٰ ایمان کی بنیاد ہے ایسے ہی انبیاء، اولیاء، صحابہ کرام اور صالحین کا احترام بھی ایمان کا حصہ ہے۔ کچھ لوگوں کے عقائد کے مطابق ان نفوس قدسیہ کا احترام عقیدہ توحید کے منافی ہے۔ اس لئے وہ لوگ انبیاء کرام، صحابہ، اولیاء اور صالحین کا نام بے ادبی سے لیتے ہیں اور ان کو اپنے جیسا بشر تک قرار دیتے ہیں۔ جناب حاجی فضل احمد مونگا شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک بدعقیدہ شخص حاضر ہوا اور اس نے کہا: "آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے"۔ آپ نے عاجزی و انکساری سے فرمایا:

مسئلہ تو کسی عالم سے پوچھا جاتا ہے، بہرحال تم مسئلہ بتاؤ؟ اس نے عرض کیا

یَا شَیْخ عَبْدُالْقَادِرْ شَیْئاً لِلّٰہ پڑھنا جائز ہے؟ آپ نے جوش سے جواب دیا یَا شَیْخ عَبْدُالْقَادِرْ شَیْئاً لِلّٰہ میں خود پڑھتا ہوں۔ یہ جواب سن کر وہ وجد میں آ گیا۔ تقریباً دو گھنٹے کے بعد ہوش میں آیا تو بے اختیار اس کی زبان سے یَا شَیْخ عَبْدُالْقَادِرْ شَیْئاً لِلّٰہ نکلتا تھا۔ جب لوگوں نے اس سے اس بارے میں دریافت کیا تو اس نے جواب دیا:

جب حضرت میاں صاحب نے یَا شَیْخ عَبْدُالْقَادِرْ شَیْئاً لِلّٰہ کہا تو مجھ پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ اسی وقت حضرت غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ میرے سامنے تشریف لے آئے۔ ہوش میں آنے پر میں نے عرض کیا: "حضور! جب آپ کو پکارا جائے تو آپ تشریف لے آتے ہیں؟" حضرت غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: جب کوئی میرا غلام مجھے صدق دل کے ساتھ پکارتا ہے میں فوراً اس کے پاس پہنچ جاتا ہوں"۔ 61

60- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 270-61 فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 270

یہ واقعہ پیش آنے کے بعد اس بدعقیدہ شخص نے اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کرلی۔ ایسے بہت سے واقعات ہیں کہ باطل نظریات، افکار اور عقائد کے حامل لوگوں کی اصلاح ہوگئی اور وہ سچے عاشقِ رسول ﷺ اور محبِ اولیاء بن گئے۔

گفتہ ءاو گفتہ ءاللہ بود:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک عقیدتمند حاضر ہوا اور عرض کیا: حضور! میرے لیے لڑکی کی شادی کا مسئلہ درپیش ہے۔ غریب آدمی ہوں، دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اسباب پیدا فرمادے تاکہ آسانی سے مسئلہ حل ہوجائے۔ آپ نے فرمایا:

> ''اللہ تعالیٰ فضل و کرم فرمائے گا، چونکہ تم غریب آدمی ہو اس لئے اپنی طاقت و ہمت کے مطابق کام کرلینا، کسی سے قرض نہ لینا کیونکہ عموماً لوگ کہا کرتے ہیں کہ قرض اُٹھانے سے کمر ٹوٹ جاتی ہے''۔

بعد ازاں وہ شخص واپس گھر پہنچ گیا۔ لڑکی کی شادی کی تاریخ کا تعین ہوگیا۔ بیوی قرض لینے کے لئے بار بار اصرار کرنے لگی لیکن وہ کہنے لگا حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرض لینے سے منع فرمایا ہے اور اُنہوں نے فرمایا ہے: قرض اُٹھانے سے کمر ٹوٹ جاتی ہے اس لیے میں قرض نہیں اُٹھاؤں گا البتہ اپنی طاقت و ہمت کے مطابق سادہ انداز میں شادی کرلیں۔ بیوی نے کہا: ''حضرت میاں صاحب یہاں دیکھ تو نہیں رہے؟ اور ویسے بھی اگر ہم قرض نہ لیں گے تو رشتہ داروں میں ہماری ناک کٹ جائے گی''۔

بیوی کے اصرار پر مجبوراً اس نے قرض اُٹھالیا اور رسوم شادی ادا کیں۔ کچھ دنوں کے بعد وہ سویا ہوا تھا کہ رات کے وقت کوئی چیز ٹوٹنے کی آواز آئی۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ کمر کا علاج کئی طبیبوں اور حکیموں سے کروایا لیکن دُرست نہ ہوئی۔ آخر ایک دِن شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

> ''حضور! میری کمر ٹوٹ گئی ہے۔ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ دُرست فرمادے''۔

آپ نے فرمایا: میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ تمہاری کمر ٹوٹ جائے بلکہ میں نے تو ویسے ہی کہا تھا کہ لوگ کہتے ہیں قرض اُٹھانے سے کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ اب تم واپس جا کر اپنا قرض ادا کردو، تمہاری کمر اللہ تعالیٰ دُرست فرمادے گا۔ وہ شخص گھر آیا اور جیسے بھی ہوسکا اپنا قرض اُتار دیا۔ پھر وہ ایک رات اپنی چارپائی پر سویا ہوا تھا کہ اچانک کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز آئی۔ اس نے اپنی کمر دیکھی تو وہ بالکل پہلے کی طرح دُرست ہوچکی۔ [62]

62- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 253

کلاک پر تصرف:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ قرآن وسنت کے احکام اور فقہاء کی تصریحات کی روشنی میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ دُور دراز کے علاقوں سے آنے والے لوگ دریافت کرنے کی غرض سے جو مسائل اپنے قلوب واذھان میں بٹھا کر لاتے، آپ جمعہ کی نشست کے دوران سب کے جواب دے دیتے۔ ایک دفعہ آپ خطبہ جمعہ ارشاد فرمارہے تھے کہ مسجد کے کلاک نے تین بار "ٹن ٹن" کی آواز دی گویا تین کا ٹائم ہو چکا ہے۔ آپ کی توجہ کلاک کی طرف ہوگئی تو اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم بھی ویسے ہی ٹن ٹن کرتے رہتے ہو۔ اتنا فرمانا تھا کہ وہ کلاک اسی وقت رُک گیا۔ جمعۃ المبارک کے بعد خدام نے اسے چلانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ چلا۔ اسے دُرست کرانے کے لئے لاہور شہر کے کئی گھڑی سازوں کے پاس لے جایا گیا لیکن نقص کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ آخر کار خدام نے کلاک کو حسب سابق مسجد میں لگا دیا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا: حضور! کلاک کاریگروں کو چیک کروایا ہے لیکن ان کو کوئی نقص نہیں مل سکا لہٰذا اسی حالت میں کلاک لگا دیا گیا ہے۔

یہ بات سُن کر حضرت میاں صاحب خاموش رہے آئندہ جمعۃ المبارک کا دِن آیا تو آپ نے کلاک کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "اس طرح تاں نیں ناں" یہ ارشاد فرمانا تھا کہ کلاک چلنا شروع ہو گیا۔[63] یہ اللہ والوں کی زبان کی تاثیر کا نتیجہ ہے۔ کسی عارف نے کیا خوب کہا ہے:

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یعنی ولی اللہ کی زبان سے اللہ تعالیٰ گفتگو فرماتا ہے۔ گویا جیسے اللہ والے کی زبان سے نکلتا ہے اللہ تعالیٰ ویسے ہی کر دیتا ہے۔

آپ کے نعت خواں:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ، محفل گیارھویں، محفل ذکر [illegible] محفل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد فرماتے۔ ان تقاریب میں آپ کے خصوصی نعت خواں حضرات [illegible] کرتے۔ آپ کے خصوصی نعت خواں حضرات کے نام یہ ہیں:

☆ بابا [illegible] دین [illegible]　　☆ حاجی [illegible] دین [illegible]

☆ امام دین [illegible]　　☆ میاں غلام محمد [illegible] باف

نقشبندی خادم کی پہچان سراپا سنت خیر الانام ﷺ:

سلاسل اربعہ میں سے نقشبندی خادم کی پہچان یہ ہے کہ وہ سراپا سنت مصطفوی ﷺ ہو۔ نظر یں

63- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 255

انکساری کے سبب جھکی ہوئیں، گفتار و رفتار میں میانہ روی، لباس و خوراک میں سنت رسول ﷺ کا عنصر غالب، سر پر ٹوپی و عمامہ اور چہرے کی زینت داڑھی مبارک دکھائی دیتی ہے جسے دُور سے دیکھنے والا زُبان قال سے کہہ اُٹھتا ہے کہ یہ خادم نقشبند اور خادم شیرِ ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ پنج کلی ٹوپی کا فلسفہ اور تاریخ کے حوالہ سے تذکرہ نگاروں نے بایں الفاظ تحریر فرمایا:

> ''اولیاءِ نقشبند مسنون طریقے کے مطابق پنج کلی سفید ٹوپی پر دستار باندھتے ہیں، پنج کلی ٹوپی کی نسبت پنج تن پاک سے ہے اور اس کی گولائی کی نسبت سبز گنبد کے قبہ شریف سے اور نیچے کی پٹی کائنات عالم کے حصار سے تعبیر ہے۔ یہ پنج کلی ٹوپی کلہ فقر ہے، اس پر دستار فضیلت باندھنا سنت ہے۔ اس کے پہننے والا دماغی امراض' پاگل پن' نسیان اور دھول سے محفوظ ہوتا ہے اور حافظہ قوی ہوتا ہے۔ یہ ٹوپی امام ربانی' محبوب صمدانی' مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی نقشبندی قدس سرہ نے حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو بطور تبرک دی تھی۔ اور یہ ماوراء النہر، ہندوستان، سندھ میں معروف ہوئی اور علامت نقشبندیہ مجددیہ بنی۔'' 64

جذبۂ ایثار و سخاوت:

جنید وقت، قطب زماں، حضرت شیرِ ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نہایت درجہ کے صاحبِ ایثار اور سخی تھے۔ آپ کی سخاوت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تاحیات صاحبِ نصاب نہیں بنے اس وجہ سے ظاہری طور پر حج بیت اللہ کیا اور نہ زکوٰۃ ادا کی۔ صوفی محمد ابراہیم قصوری آپ کی سخاوت کے بارے میں آپ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

> ''خداوند کریم اگر ہم کو صبح لاکھ روپیہ دے تو شام تک اگر ایک دمڑی بھی میرے پاس رہ جائے تو جو جی چاہے کہیے۔'' 65

اسلامی تربیت و اصلاح کا جوہر اور جذبۂ خدمت خلق:

اولیاء کرام اسلامی تربیت و اصلاح کے جذبہ سے سرشار ہوتے ہیں جس کے باعث خلق خدا کے دلوں سے عداوت، کدورت، بغض، حسد اور چغلی و غیبت ایسے رذائل کو ختم کر کے مضبوط رشتۂ اخوت و محبت سے استوار کر دیتے ہیں۔ شیرِ ربّانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسلامی تربیت و اصلاح اور خدمت خلق کو فروغ دیا اور اس تحریک کو بام عروج تک پہنچانے کے لیے قابل تقلید خدمات انجام دیں۔ اس سلسلے

64- نور احمد مقبول، چوہدری: خزینہ کرم، جلد دوم ص 749۔ 65- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 145

میں بطور شواہد چند واقعات سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

لاہور کے حاجی دین محمد خوشنویس ایک ایسے خوش نصیب شخص ہیں جن کو سو سال کی عمر میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری ثم لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار اقدس کے گنبد پر چہار قل، اسماء باری تعالیٰ اور سورۃ یٰسین کی چند آیات کی خطاطی کرنے کا شرف حاصل ہوا، اُن کا بیان ہے کہ حضرت میاں صاحب کے دست اقدس سے تحریر شدہ قطعہ اسم ذات کی طباعت کے حوالہ سے ازراہ کرم وشفقت حضرت میاں صاحب نے انہیں شرقپور شریف میں طلب کیا۔ وہ شرقپور شریف گئے تو ان کے دل میں خیال آیا کہ میں تو حضرت میاں صاحب کو تب ''ولی اللہ'' مانوں گا جب آپ عمدہ قسم کا زردہ، پلاؤ اور بریانی کھانے کے لیے دیں گے۔ لنگر خانہ میں معمولی کپڑے پہنے ہوئے ایک شخص لوگوں کے سامنے دستر خوان پر روٹیاں رکھ رہا تھا۔ روٹی لینے کے لیے میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو اس شخص نے کہا:

''آپ ٹھہریں ابھی آپ کا کھانا آتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک سادہ سا آدمی میرے سامنے میری خواہش کے مطابق یعنی زردہ، پلاؤ اور بریانی رکھ کر واپس چلا گیا۔ مطلوبہ کھانا دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا۔ لوگوں نے مجھے دیکھ کر کھانا کھانے کو کہا تو میں نے کہا چونکہ حضرت میاں صاحب نے سپیشل طور پر مجھے لاہور سے طلب کیا ہے اس لیے آپ کی اجازت کے بغیر کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پاس بیٹھے ہوئے دوستوں نے بتایا جو کھانا رکھ کر گئے ہیں وہ ہی تو میاں صاحب ہیں۔ آپ کی شہرت کے برعکس سادگی دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ 66

حاجی دین محمد خوشنویس کا بیان ہے کہ شیخ غلام علی تاجر کتب، لاہور نے مجھ سے بیان کیا ایک دفعہ وہ شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے خیال کیا کہ ہم تو میاں صاحب کو تب ''ولی اللہ'' مانیں گے جب آپ ہمیں پراٹھے اور اچار کھانے کے لیے دیں گے۔ آپ نے ان کی خواہش کے مطابق اسی وقت پراٹھے اور اچار لا کر ان کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا: آپ اپنی مرضی کا کھانا کھائیں۔ 67

حاجی دین محمد خوشنویس لاہوری بیان کرتے ہیں کہ میراں بخش تاجر کتب کشمیری بازار، لاہور نے مجھے بیان کیا کہ ولایت شیر ربانی شرقپوری کی شہرت سن کر وہ بھی آپ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کے لیے شرقپور شریف حاضر ہوئے۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ ہم تو تب حضرت میاں صاحب کو ''ولی اللہ'' یا بزرگ مانیں گے جب آپ ہمیں تندوری روٹیاں، لسی اور کریلے کے ڈیلوں کا اچار کھلائیں گے۔ ان کی خواہش کے مطابق اسی وقت میاں صاحب نے انہیں کھانا مہیا کر دیا۔ 68

66- نذیر احمد شرقپوری، ڈاکٹر، انوار شیر ربانی ص 131۔ 67- نذیر احمد شرقپوری، ڈاکٹر، انوار شیر ربانی ص 130۔
68- نذیر احمد شرقپوری، ڈاکٹر، انوار شیر ربانی ص 130

حضرت علامہ مفتی غلام محمد جان مدرس جامعہ نعمانیہ، لاہور کا بیان ہے کہ انہیں حضرت میاں صاحب کی زیارت کا اشتیاق ہوا تو شرقپور شریف میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خدام کے ساتھ کاشانہ شیر ربانی کی بیٹھک میں بیٹھ گئے جبکہ آپ خود بالائی منزل پر تشریف فرما تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نیچے تشریف لائے اور مفتی صاحب کے سامنے بیٹھ گئے۔ چونکہ مفتی صاحب کی پہلی حاضری تھی اس لیے مفتی صاحب نے میاں صاحب رحمہ اللہ کی ذات کو میاں صاحب ان کے ذہن میں جو نقشہ تھا آپ اس سے مختلف دکھائی دے رہے تھے۔ لہٰذا مفتی صاحب نے میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو میاں صاحب کا خادم تصور کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا:

مفتی صاحب! آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور کیا کام کرتے ہیں؟ عرض کیا: "حضور! لاہور سے آیا ہوں اور جامعہ نعمانیہ، لاہور میں پڑھاتا ہوں۔ فرمایا: علما کا فقراء کے پاس آنے کا کیا مطلب ہے؟ عرض کیا: علماء کو فقراء سے کیا عداوت ہو سکتی ہے؟ فرمایا: مولوی غلام مرشد کیسے آدمی ہیں؟ جواب دیا: وہ بھی آپ جیسے ہیں (یعنی اولیاء وفقراء کے منکر)۔ دریافت فرمایا: مولوی احمد علی کیسے ہیں؟ عرض کیا: وہ بھی اولیاء وفقراء کو نہیں مانتے۔ فرمایا: آپ تو خفا ہو گئے؟ عرض کیا: آپ کی باتیں ہی ایسی ہیں"۔ پھر فرمایا: آپ کو کیا کام ہے؟

عرض کیا: حضرت میاں صاحب سے ملنا ہے۔ آپ ان کو چھوڑ کر دوسرے شخص کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص نے اشارہ سے بتایا کہ حضرت میاں صاحب آپ ہی ہیں۔ اس پر مفتی صاحب بہت پریشان ہوئے اور سوال وجواب کے سلسلے میں نادم بھی ہوئے۔ لوگوں سے ملاقات کے بعد آپ بالائی منزل پر تشریف لے جانے لگے تو وہ احتراماً کھڑے ہوئے، خدام نے اشارہ سے سمجھایا کہ حضرت میاں صاحب اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں لہٰذا نیچے بیٹھ جائیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ نیچے تشریف لائے تو کتاب کشف المحجوب مفتی صاحب کو پکڑاتے ہوئے فرمایا: چار جگہوں پر نشانیاں رکھی ہیں دیکھ لیں۔ پہلی نشانی کی جگہ لکھا تھا:

تلاوت قرآن پاک بلا ناغہ کرنی چاہیے، دوسری نشانی والی جگہ لکھا تھا: برادری میں کسی سے مخالفت پیدا نہ کرو، تیسری نشانی کی جگہ لکھا تھا: فقراء کی صحبت کو غنیمت جانو اور چوتھی نشانی کی جگہ لکھا تھا: حتی المقدور علماء کی خدمت کرو۔ یہ چاروں مسائل درحقیقت ان کے سوالات کے جواب تھے جو وہ ذہن میں لیکر آئے تھے اور حضرت میاں صاحب سے دریافت کرنا چاہتے تھے۔ اچانک کاندھے پر ہاتھ پڑا تو رومال غائب تھا۔ دائیں بائیں بیٹھے لوگوں کی طرف دیکھنے لگے۔ دل میں خیال آیا کہ حضرت میاں صاحب ہی لے گئے ہوں گے۔ آپ بالائی منزل سے تشریف لائے تو رومال آپ کے ہاتھ میں تھا۔ کاندھے پر رومال رکھتے ہوئے آپ نے دریافت فرمایا:

مفتی صاحب! کیا آپ نے کتاب دیکھ لی ہے؟

عرض کیا: حضور! دیکھ لی ہے اور تسلی بھی ہوگئی ہے۔ تعجب ہو رہا تھا کہ آپ رومال لے گئے اور تھوڑی دیر بعد واپس بھی کر گئے، اس میں کیا حکمت ہے؟ غور سے رومال دیکھا تو اس کے ایک کونے پر گرہ لگی ہوئی تھی، گرہ کھول کر دیکھا تو ایک روپیہ برائے کرایہ واپسی بندھا ہوا تھا۔ حضرت میاں صاحب کے بارے میں جیسے غیبی طور پر سنا تھا اس سے بڑھ کر آپ کو پایا۔ 69

روز نامہ ''زمیندار'' لاہور کے مشہور صحافی جناب عبدالمجید عتیقی کا بیان ہے کہ بے احتیاطی سے غلط دوائی استعمال کرنے کے سبب ان کی آنکھوں کی بینائی ختم ہوگئی۔ ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج کرانے کے باوجود نظر بحال نہ ہوئی۔ کسی نے مشورہ دیا کہ شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دعا کرائیں ممکن ہے ان کی دعا سے کہ اللہ تعالیٰ نظر بحال فرما دے۔ چنانچہ مَیں شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں ہوا۔ آپ لوگوں سے ملاقات کر رہے تھے اور تربیت کا سلسلہ جاری تھا۔ میں سلام عرض کر کے بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ اگر میں آنکھوں سے محروم نہ ہوتا اور اپنے اعلیٰ سطحی صحافی ہونے کا تعارف کراتا تو حضرت میاں صاحب میری طرف توجہ فرماتے لیکن اس حرمان نصیبی کا کیا کیا جائے۔ یہ خیال ابھی دل سے ختم نہیں ہوا تھا کہ آپ نے میرے گھٹنے کو چھوا اور فرمایا: آپ تو ناراض ہو گئے ہیں۔ میرا تو خیال تھا کہ لوگوں سے فارغ ہو کر آپ کی تفصیلی گفتگو سنوں گا، ناراض نہ ہونا مجھے معاف کرنا۔ اچھا اب بتاؤ آپ کیسے تشریف لائے ہیں؟

میں نے عرض کیا: حضور! بے احتیاطی سے آنکھوں میں غلط دوائی استعمال کرنے کے سبب بینائی سے محروم ہو گیا ہوں۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی بحال فرما دے۔ آپ نے دعا کرنے کی بجائے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ رزق کے معاملے میں آپ کو کسی کا محتاج نہیں کرے گا۔'' بار بار اصرار کی حد تک دعا کے لیے عرض کیا لیکن آپ کا جواب یہی تھا: ''اللہ تعالیٰ رزق کے معاملے میں آپ کو کسی کا محتاج نہیں کرے گا۔''

لنگر کھانے کے بعد حضرت میاں صاحب سے واپسی کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دیتے ہی ایک خادم کو حکم دیا کہ مجھے بس پر بٹھا آئے۔ خادم حسب ارشاد بس کی فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر اور کرایہ ادا کر کے واپس چلا گیا۔ کچھ دیر بعد ایک تھانیدار بس میں سوار ہوا اور فرنٹ سیٹ کے پاس آ گیا۔ ڈرائیور نے انہیں دیکھتے ہی مجھے پچھلی سیٹ پر جانے اور انہیں فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کا کہا جبکہ میں نے پچھلی سیٹ پر جانے سے انکار کر دیا کیونکہ میں نے بھی کرایہ ادا کیا تھا۔ ڈرائیور نے ناراض ہو کر کنڈیکٹر کی مدد سے مجھے بس سے نیچے اتروا دیا۔ اب میں محرومی

69- نذیر احمد شرقپوری، ذائقہ انوار شیر ربانی ص 134

و پریشانی کے عالم میں سڑک کے کنارے کھڑا ہوگیا۔ جب بس مسافروں سے بھر گئی تو ڈرائیور نے بس چلائی تو اس کا ٹائر پھٹ گیا۔ انہوں نے ٹائر تبدیل کر کے دوبارہ بس چلائی تو دوسرا ٹائر بھی پھٹ گیا اور اب انہوں نے دوسری بس والوں سے ٹائر لیکر تبدیل کیا۔ ادھر حضرت میاں صاحب نے اپنے غلام کے ذریعے یہ پیغام مجھ تک پہنچایا کہ اگر اب ڈرائیور بس پر سوار ہونے کے لیے کہے تو آپ بس پر سوار ہو جائیں کیونکہ اب بھی ٹائر پھٹ گیا تو مسافروں کو پریشانی ہوگی۔ ایک طرف مجھے (عتیقی صاحب کو) یہ پیغام ملا دوسری طرف ڈرائیور کو خیال آیا کہ ہم نے اس شخص کو بس سے اتار کر پریشان کیا جس کے باعث ہم بھی پریشانی میں مبتلا ہوگئے، لہٰذا اسے بس پر سوار کریں اور فرنٹ سیٹ پر بٹھائیں۔ میں حضرت میاں صاحب کے پیغام اور ڈرائیور کی خواہش کے مطابق بس کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے بس چلائی اور بخیر و عافیت لوگوں کو بھاٹی دروازہ (لاری اڈہ)۔ لاہور میں لا کر اتار دیا۔ تھانیدار اور ڈرائیور دونوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟

میں نے جواب دیا کہ باغبانپورہ، لاہور کا باسی ہوں۔ چنانچہ وہ اسی بس پر مجھے گھر کے پاس باغبانپورہ میں چھوڑ گئے۔ حکمت کے موضوع پر لکھی ہوئی میری کتب عام لوگوں میں بہت مشہور ہوئیں اور ان کے لیے بہت فائدہ مند بھی۔ جن کی مسلسل اشاعت سے کاروبار کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس کاروبار سے اتنی آمدن ہو جاتی کہ ہمارے تمام اخراجات اور ضروریات با آسانی پوری ہو جاتیں۔ اس طرح رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی کا محتاج نہیں کیا۔ حضرت میاں صاحب کا یہ ارشاد گرامی زندگی بھر یاد آتا رہا: اللہ تعالیٰ رزق کے معاملے آپ کو کسی کا محتاج نہیں کرے گا۔70

حضرت علامہ مولانا محمد بخش مسلم بی۔اے خطیب اعظم، لاہور کا بیان ہے کہ قمر دین نامی ایک شخص ان کے بچپن کا دوست اور ساتھی تھا جو کشمیری بازار، لاہور میں رہائش پذیر تھا۔ وہ شراب نوشی اور بازاری عورتوں سے میل ملاپ کا شوقین تھا۔ ایک دن مسلم صاحب نے انہیں ناصحانہ انداز میں شراب اور بدکاری چھوڑ کر نیکی کا راستہ اختیار کرنے کا کہا۔ قمر دین نے حق بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ناراض ہو کر کہا: مسلم صاحب! آپ کو قمر دین کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی نہیں ملتا جس کو تبلیغ کر سکیں، آج کے بعد مجھے اس قسم کی تبلیغ ہرگز نہ کرنا'' اس ردعمل پر پریشان ہو کر وہ اپنے گھر واپس آگئے۔

چھ مہینے کا عرصہ گزرنے کے بعد انہیں اپنے دوست قمر دین سے پرانے تعلقات کی بنا پر ملاقات کا ذوق پیدا ہوا، تمام اختلافات اور دوست کی کڑوی گفتگو کو بھلا کر وہ اپنے دوست کے گھر پہنچ گئے۔ دروازے پر دستک دی اور بیٹھک کے کھلے دروازے سے جھانک کر دیکھا کہ قمر دین اسم بامسمیٰ بن کر مصلّی پر بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مصروف

70- نذیر احمد شرقپوری، ذالنثر الانوار شیر ربانی ص153

ہیں اور چہرے پر سنت نبوی ﷺ یعنی داڑھی شریف بھی سجا رکھی ہے۔انہوں نے تعجب کے عالم میں دوست سے اچانک اس تبدیلی کے بارے میں دریافت کیا تو قمردین نے جواب دیا: مسلم بھائی! جس دن آپ کی تبلیغ ونصیحت کے سبب ہمارے درمیان تلخ کلامی ہوئی تھی اور آپ پریشان ہو کر گھر واپس چلے گئے تھے۔اسی دن میں بازاری عورتوں سے گانا سن رہا تھا، اسی دوران میرے کانوں میں آواز آئی کہ لوگ آپس میں کہہ رہے ہیں چلو شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب کے پاس چلیں۔میں نے بازاری عورتوں سے کہا ٹھہرو میں بھی شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب کی زیارت کا شرف حاصل کر آؤں۔میں شرقپور شریف گیا اور گلی میں کھڑے ہو کر حضرت میاں صاحب کی زیارت کی اور واپس گھر آ گیا۔

واپسی پر میں نے شراب پینے کی کوشش کی لیکن شراب پیتے ہی مجھے قے آ جاتی۔اس طرح کئی بار ہوا اور شراب مجھے ہضم نہیں ہوتی تھی۔میں نے غیبی اشارہ پا کر شراب نوشی اور بدکاری سے توبہ کر لی۔والدہ صاحبہ سے نماز سیکھ لی۔اب پنجگانہ نماز باقاعدگی سے ادا کرتا ہوں۔والدہ صاحبہ سے قرآن پڑھنا بھی شروع کر دیا ہے جس میں تیزی سے کامیابی ہو رہی ہے۔چند دن ہوئے خواب میں حضرت میاں صاحب کی زیارت کا اعزاز حاصل ہوا۔آپ نے مجھے فرمایا: قمردین! جہاں آپ نے شراب نوشی اور دوسرے برے کام چھوڑنے کی تکالیف برداشت کی ہیں وہاں ایک تکلیف یہ بھی برداشت کر لو کہ داڑھی شریف رکھ لو"[71]۔مسلم صاحب! اب تو میں نے داڑھی بھی رکھ لی ہے۔

جناب عبدالرب ساجد صاحب آف گوجرانوالہ اپنے والد گرامی (جو کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید خاص بھی تھے) کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ شرقپور شریف حاضر ہوئے اور نماز عشاء کے بعد اپنے مرشد کامل حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا: حضور! دعا فرمائیں کہ میرا قلب روشن ہو جائے۔آپ نے دعا فرمائی نہ جواب دیا۔اسی طرح نماز فجر، ظہر، عصر اور مغرب کے بعد عرض کیا: حضور! دعا فرمائیں کہ میرا قلب روشن ہو جائے لیکن آپ نے دعا فرمائی اور نہ جواب دیا۔انہوں نے نہایت عاجزی سے عرض کیا: حضور! ناچیز نے مسلسل پانچ نمازیں آپ کی اقتداء میں ادا کی ہیں اور ہر نماز کے بعد دعا کے لیے عرض کیا: لیکن آپ نے دعا فرمائی نہ جواب دیا۔اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے جواب دیا: نماز تہجد کے وقت مسجد میں آنا۔حسب ارشاد نماز تہجد کے وقت وہ مسجد میں پہنچ گئے۔نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد حضرت میاں صاحب نے انہیں اپنے سامنے بٹھا لیا اور فرمایا:

بیلیا! اپنی آنکھیں بند کر لو اور جب میں کہوں اس وقت کھول دینا۔انہوں نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر

71- [illegible] 128

دیر کے بعد آپ نے آنکھیں کھولنے کا کہا تو کھول دیں، اب حضرت میاں صاحب نے فرمایا کیا کوئی چیز نظر آئی ہے؟ عرض کیا: حضور! کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ آنکھیں بند کرنے اور کھولنے کا عمل تین دفعہ دھرایا گیا اور ہر دفعہ آپ نے دریافت فرمایا: کوئی چیز نظر نہیں آئی؟ ہر بار ایک ہی جواب تھا کہ کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ آپ نے فرمایا: بیلیا! برانہ منانا اور نہ ناراض ہونا یا تو آپ حرامی ہیں یا رزق حرام سے آپ کی پرورش ہوئی ہے۔"

انہوں نے روتے ہوئے عرض کیا: حضور! میں حرامی نہیں ہوں لیکن میری پرورش رزق حرام سے ہوئی ہے کیونکہ میرے باپ کی کمائی حلال کی نہیں تھی۔ حضرت میاں صاحب نے جواب سن کر فرمایا: آپ کی زندگی تو سنت اور شریعت کے مطابق گزر جائے گی لیکن آپ کے قلب کو روشن کرنا میرے بس کی بات نہیں۔ 72

ایک دفعہ ایک ممتاز عالم دین شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے دوران ملاقات عرض کیا: حضور! مجھے کوئی اچھی سی نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: آپ عالم دین ہیں اور ہم سے زیادہ پڑھے لکھے ہیں لہٰذا آپ کو ہماری نصیحت کی کیا ضرورت ہے؟ مولانا صاحب نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: مولانا صاحب! اللہ تعالیٰ کو اپنے سے بہتر نہیں تو اپنے جیسا ہی سمجھ لیا کرو۔ عرض کیا: حضور! یہ بھی کوئی نصیحت ہے؟ اللہ تعالیٰ کو تو ہر مسلمان بہتر سمجھتا ہے"۔ فرمایا: مولانا صاحب! اگر آپ اللہ تعالیٰ کو بہتر سمجھتے ہیں تو اور بہتر سمجھا کرو اور آج رات ہمارے ہاں گزارو۔ انہوں نے رات آپ کے پاس گزاری، فجر کی نماز آپ کی اقتداء میں ادا کی اور کاشانہ شیر ربانی کی بیٹھک میں آکر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت میاں صاحب خود لسی اور ناشتہ ان کے سامنے رکھ کر واپس تشریف لے گئے۔ مولانا صاحب نے ناشتہ شروع کیا جو دو پراٹھے اور ایک خشک روٹی تھی۔ ناشتہ کے دوران ایک سائل نے آکر اللہ کے نام پر روٹی طلب کی۔ انہوں نے خشک روٹی سائل کو دے دی اور دونوں پراٹھے خود کھا لیے۔ اتنے میں حضرت میاں صاحب بیٹھک میں تشریف لے آئے اور مولانا صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا:

مولانا صاحب! اگر آپ اللہ تعالیٰ کو بہتر سمجھتے تو دونوں پراٹھے اللہ کی راہ میں سائل کو دیتے، اگر برابر سمجھتے تو ایک پراٹھا خود کھاتے اور ایک اللہ کی راہ میں دے دیتے لیکن آپ نے خشک روٹی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیکر یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو اپنے سے کمتر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ○ تم اس وقت تک نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔" 73

72- نذیر احمد شرقپوری، ڈاکٹر: انوار شیر ربانی ص 119۔ 73- نذیر احمد شرقپوری، ڈاکٹر: انوار شیر ربانی ص 126

حاجی محمد دین خوشنویس لاہوری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ شیر ربانی حضرت میاں صاحب نے اپنے دست اقدس سے لکھا ہوا قطعہ اسم ذات اپنے ایک خادم کو دے کر لاہور بھیجا تا کہ اسے چھپوا لائے۔ وہ خادم چھپوانے کے طریقہ سے ناواقف تھا اس لیے وہ میرے پاس آیا۔ اس نے قطعہ اسم ذات کی طباعت کے سلسلے میں میری خدمات حاصل کرنے کے لیے کہا۔ میں نے قطعہ اسم ذات چھپوا کر اس خادم کے حوالہ کر دیا۔ اس نے بطور اخراجات رقم دینے کی کوشش کی تو میں نے وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ خادم کے اصرار کے باوجود رقم وصول نہیں کی۔ خادم نے خوشی خوشی طبع شدہ قطعہ اسم ذات لے کر شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا اور طباعت کے بارے میں بھی سب کچھ عرض کر دیا۔

اس واقعہ کے چار سال بعد اچانک ایک دن کسی اجنبی شخص نے ہمارے دروازے پر دستک دی۔ میں نے دروازہ کھول کر اس شخص سے آنے کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا: حاجی صاحب! شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری آپ کو یاد فرما رہے ہیں اور بس سنہری مسجد (لاہور) کے پاس کھڑی ہے۔ یہ اطلاع سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور جلدی جلدی سنہری مسجد کے پاس پہنچ کر دیکھا تو بس کھڑی ہے لیکن حضرت میاں صاحب موجود نہیں ہیں۔ ڈرائیور سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ آپ شرقپور شریف میں یاد فرما رہے ہیں۔ میں بس پر سوار ہو کر ڈرائیور کو بیس روپے کرایہ بطور سالم بس دینے چاہے تو اس نے وصول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا:

حضرت میاں صاحب نے دونوں طرف کا کرایہ چالیس روپے خود عطا فرمایا ہے۔ شرقپور شریف میں کاشانہ شیر ربانی پر حاضری ہوئی، آپ اس وقت بالائی منزل پر تشریف فرما رہے تھے۔ لنگر کھانے کی سعادت حاصل کی تو آپ نے بالائی منزل پر طلب فرمایا۔ بالائی منزل پر زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ایک چار پائی پر مطالعہ کر رہے تھے۔ دوسری خالی چار پائی پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ آپ نے ایک خادم کے ذریعے دستار منگوا کر شفقت سے میرے سر پر باندھ دی اور جیبوں میں نوٹ بھرنے شروع کر دیے۔ میں نے عرض کیا: حضور! یہ تکلف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

محمد دین صاحب! آپ خاموش رہیں، ہمارا خادم بھی تو اس وقت (قطعہ اسم ذات کی طباعت کے اخراجات کی ادائیگی کے وقت) خاموش رہا تھا اور ساتھ ہی آپ نے بس ڈرائیور کو حکم دیا کہ مجھے لاہور چھوڑ آئے۔ بس پر سوار ہو کر دیکھا تو حضرت میاں صاحب نے ایک بوری شکر اور ایک بوری چاول بھی بس پر رکھوا دیے۔ غور و خوض کے باوجود ان بوریوں کے رکھوانے کی حکمت سمجھ میں نہیں آئی۔ جب گھر پہنچا تو لوگ

تیزی سے ہمارے دروازے کے سامنے قطاریں بنا کر جمع ہو گئے۔ ان سے جمع ہونے کا سبب پوچھا تو انہوں [illegible] وا ہے کہ آپ شرقپور شریف سے حضرت صاحب کی زیارت کر کے آئے ہیں اور ہم حضرت میاں صاحب کا تبرک لینے آئے ہیں۔ میں نے ردی کے کاغذوں پر شکر اور چاول رکھ کر بطور تبرک تقسیم [illegible] دیا تو دونوں بوریاں ختم ہو گئیں۔ اس کے بعد حضرت میاں صاحب کی طرف سے بسوں پر دو بوریاں رکھنے کی حکمت سمجھ میں آ گئی۔ 74

1908ء کی بات ہے کہ آفتاب ولایت شیر ربانی نصف النہار پر تھا جس کی نورانی شعاعیں دنیا کو منور کر رہی تھیں۔ زائرین اور طالبین فیوض و برکات کی آمد و رفت کا سلسلہ شب و روز جاری تھا جن کے قیام و طعام کا وسیع پیمانے پر اہتمام کیا جاتا تھا۔ اس دور میں حکومت انگریز نے ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں اشیاء خوردنی لے جانے پر پابندی عائد کر رکھی تھی۔ حکومت وقت خانقاہِ شیر ربانی کے اخراجات سے بہت پریشان تھی کہ یہاں کی اشیاء خوردنی (غلّہ وغیرہ) کہاں سے آتی ہیں؟

حکومت نے چند ارکان پر مشتمل ایک ٹیم مقرر کی تاکہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے زائرین اور لنگر خانہ وغیرہ کے اخراجات کا اندازہ لگائیں۔ اس ٹیم نے رپورٹ پیش کی کہ آپ کے زائرین کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں جتنا غلّہ اور دیگر اشیاء خوردنی پیدا ہوتی ہیں، وہ ان کے لئے ناکافی ہیں۔ حکومت نے غور و خوض کے بعد اس رپورٹ کو اس بنیاد پر جعلی قرار دے دیا کہ جب ضلع بھر کی پیداوار صرف حضرت میاں صاحب کے زائرین کے لئے ناکافی ہے تو باقی ضلع کے لوگ کیا کھاتے ہیں اور اپنی ضروریاتِ زندگی کیسے پوری کرتے ہیں؟

اس کے بعد حکومت کی طرف سے دوسری ٹیم تشکیل دی گئی جو گیارہ ارکان پر مشتمل تھی۔ اس ٹیم کے دس ارکان غیر مسلم جبکہ ایک مسلمان تھا۔ مسلمان رکن حکومت کا تھا۔ یہ ٹیم شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں پہنچی۔ آپ نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا: یہ انگریز کہاں سے آ گئے ہیں؟ کس مقصد کے لئے آئے ہیں؟ کیا یہ شریعت محمدیہ نافذ کرنا چاہتے ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں یہ ان سے ناممکن ہے۔ آپ ٹیم کے ارکان کو لنگر خانہ کے گودام میں لے گئے، دروازہ خود کھول کر بمبوان کے ہاتھ میں دے دیا۔ وہ جس بوری میں بمبو مارتے اس سے اشیاء خوردنی کی بجائے دیسی کھاد (اروڑی) برآمد ہوتی۔

وہ حیران ہو کر باہم انگریزی میں باتیں کرنے لگے کہ یہ میاں صاحب عجیب آدمی ہیں جو اپنے زائرین

74- نذیر احمد شرقپوری، ڈاکٹر: انوار شیر ربانی ص159

اور طالبین کو دیسی کھاد (اروڑی) کھلاتے ہیں۔ پھر حضرت میاں صاحب نے ان کے ہاتھ سے بھو لے لیا اور بسم اللہ پڑھ کر بوریوں کے انہی مقامات پر مارنا شروع کیا جہاں انہوں نے مارا تھا۔ اب دیسی کھاد (اروڑی) کی بجائے اشیاءِ خوردنی برآمد ہو رہی تھیں۔ کسی بوری سے چاول تو کسی سے دالیں، کسی سے کوزہ مصری تو کسی سے آٹا برآمد ہوتا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر وہ لوگ حیران رہ گئے۔ جن میں سے پانچ نے اسلام قبول کر لیا اور باقی پانچوں نے بوڑھے مسلمان کو لالچ دیا کہ تم بطور جاسوس شرقپور شریف میں رہو، اس بات کا ناقدانہ انداز میں جائزہ لے کر یومیہ رپورٹ حکومت کو ارسال کر دیا کریں کہ یہاں کے اخراجات اور اشیاءِ خوردنی کہاں سے آتی ہیں۔

جب تک تم یہ خدمات انجام دیتے رہو گے تو تمہیں ڈبل تنخواہ ملے گی اور تمہارے بچوں کے تمام اخراجات بھی حکومت برداشت کرے گی۔ وہ بوڑھا مسلمان شخص ایک عرصہ تک شرقپور شریف میں رہا۔ ناقدانہ جائزہ لینے کے باوجود اسے معلوم نہ ہو سکا کہ حضرت میاں صاحب کے زائرین کے اخراجات کیسے پورے ہوتے ہیں اور اشیاءِ خوردنی کہاں سے آتی ہیں۔ البتہ وہ ایک یومیہ بوگس (جعلی) رپورٹ تیار کرتا اور حکومت کو ارسال کر دیتا جبکہ آفس کاپی اپنے پاس محفوظ کر لیتا۔ ایک دن وہ بوڑھا مسلمان حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اظہارِ عقیدت کی بنا پر دست بوسی کرنے لگا تو آپ نے دست بوسی سے منع فرمایا اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: جا مر۔ اسی وقت اس کی یہ کیفیت ہوئی کہ وہ مچھلی کی طرح تڑپتا ہوا کبھی چھت سے ٹکراتا اور کبھی زمین پر آتا۔ خدام میں سے ایک شخص نے عرض کیا حضور! اسے معاف فرما دیں۔

آپ نے جوش میں آ کر فرمایا: مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمان ہو کر غیر مسلموں سے مخبری کا کام سرانجام دیتا ہے۔ اسے شرم نہیں آتی۔ میں کون ہوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو رزق دینے [illegible] ہی رازق ہے اور اپنی مخلوق کو رزق دیتا ہے۔ آپ کو کیسے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو [illegible] ہے اور اس کے خزانوں کا آپ سب کو کیسے علم ہوگا کہ وہ اپنی مخلوق کے اخراجات کہاں سے [illegible] اس بوڑھے مسلمان شخص نے کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے کہا حضور! میں مخبری نہیں [illegible] کاپیوں کے کاغذات جو اس نے چھپا رکھے تھے پکڑ کر اس کے منہ پر [illegible] 75

❁❁❁

75- نذیر احمد شرقپوری، ڈاکٹر، انوارِ ربانی، ص 143

﴿پانچواں باب﴾

معمولاتِ حضرت شیرِ ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

معمولاتِ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی کے معمولات سنت نبوی ﷺ اور شریعت مطہرہ کے عین مطابق رہے ہیں۔ ولادت سے وصال تک کے حالات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس نتیجہ پر پہنچنا مشکل نہیں رہے گا کہ ہر کام کرنے سے قبل آپ کی نگاہ اسوۂ رسول ﷺ پر ہوتی تھی۔

آپ کا ایک عمل بھی شریعت کے خلاف ہونا تو کجا سنت نبوی ﷺ کے خلاف بھی نہیں مل سکے گا۔

''معمولاتِ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ'' کی ایک جھلک سطور ذیل میں پیش کی جا رہی ہے۔

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علماء کا احترام فرمایا کرتے۔ عام مولویوں کی طرح بات بات پر کفر کا فتویٰ لگانے سے مکمل پرہیز کرتے۔ قول و فعل میں تضاد نہ ہوتا۔ جو فرماتے وہ خود بھی کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، تسبیح و تقدیس بڑے اہتمام سے بیان کرتے۔ غرباء کی مالی معاونت فرماتے۔ ذاتی معاملے میں ناراض نہ ہوتے لیکن شریعت کے خلاف کوئی چیز برداشت نہ فرماتے۔ صوم و صلوٰۃ کی خود پابندی کرتے اور دوسروں کو پابندی کی ہدایت کرتے۔ دوستوں میں گھل مل کر بیٹھتے، راستے میں چلتے کسی وقت دوستوں سے آگے نہ چلتے، اپنا سامان اور جوتے اپنے ہاتھ سے پکڑتے۔ حتی الوسع نذرانہ وغیرہ وصول کرنے سے پرہیز کرتے۔ [illegible] مسکرا کر گفتگو فرماتے۔ سب کی بھلائی کا سوچتے۔ بیماروں کی عیادت کرتے [illegible] زیب تن فرماتے۔ احتراماً اُٹھنے سے منع فرماتے بلکہ ناراض ہوتے۔ سیاہ لباس اور جوتوں سے ہمیشہ پرہیز فرماتے اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کا حکم دیتے۔ مقروضوں کا قرض ادا کرنے کی کوشش فرماتے۔ نیکی کے کاموں میں تاخیر نہ کرتے، کسی سائل کو محروم نہ کرتے۔ معمولی سے معمولی شخص کی بات توجہ سے سماعت فرماتے۔ عاجزی و انکساری کو پسند فرماتے۔ مزارات اور قبرستان پر فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے جاتے۔ بازار سے اشیاءِ ضرورت خود خرید کر لاتے۔ غریب دکاندار سے گھٹیا اور بے ضرورت چیز اس خیال سے

خرید لیتے کہ اس کی مدد ہو جائے۔ مساجد کی تعمیر میں گہری دلچسپی لیتے۔ موقع ومحل کے مطابق پند ونصائح بیان فرماتے۔ دینی کتب مراۃ المحققین، حکایات الصالحین، ذخیرۃ الملوک اور چشمۂ فیض (حضرت بابا امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی قابل قدر تالیف ہے جو حضرت سید امام علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے احوال وآثار پر مشتمل ہے) وغیرہ چھپوا کر مفت تقسیم فرماتے، دینی کتب اور تفاسیر کا خود مطالعہ کرتے اور دوسروں کو تلقین کرتے۔ دُنیا سے بے رغبتی کا تصور دلاتے۔ دوستوں کے برابر بیٹھتے۔ انگریزی اطوار کی سخت مخالفت فرماتے۔ سنت رسول ﷺ کا پرچار فرماتے۔ حق بات کہنے سے بالکل نہ ڈرتے۔ کھانا سنت کے مطابق کھاتے اور سنت کے مطابق دوسروں کو کھلاتے۔ حیوانوں پر شفقت فرماتے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خاص خیال رکھتے اور دوسروں کو اس کی تلقین فرماتے۔ غیر شرعی عدالتوں سے نفرت فرماتے۔ امامت کے فرائض خود انجام دیتے، لفظ ''پیر ومرید'' سے نفرت فرماتے، گلی یا بازار سے چلتے ہوئے نظریں نیچی رکھتے، گالی گلوچ یا غیر شرعی جملہ کبھی بھی زُبان پر نہ لاتے۔ پہلی صف میں سنت نبوی ﷺ کے حامل یعنی باریش لوگوں کو کھڑا کرتے۔ مسجد میں سنت طریقہ کے مطابق پہلے دایاں پاؤں پھر بایاں پاؤں داخل کرتے۔ مسجد سے نکلتے وقت اس کے برعکس کرتے۔ میت کو کفن اپنے ہاتھ سے دیتے، باجماعت نماز کی پابندی فرماتے، نماز جنازہ میں خود بخود شرکت فرماتے۔ متوفّی کے ورثاء کے ہاں فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے جاتے۔ نماز تراویح بیس رکعت ادا فرماتے۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد، چاشت، اشراق اور اوّابین باقاعدگی سے پڑھتے۔ شماروں پر درود شریف پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کے فضائل و کمالات محبت میں ڈوب کر بیان فرماتے۔ کھانا بالکل سادہ تناول فرماتے۔ جس چیز کی مہمان خواہش لے کر آتا وہی اسے مہیا فرماتے۔ سالن وغیرہ اپنے ہاتھ سے تقسیم فرماتے۔ ہر لقمہ کے ساتھ بسم اللہ پڑھتے اور مریدین کو اس کی تلقین فرماتے۔ مہمانوں کے ساتھ آہستہ آہستہ کھانا تناول فرماتے رہتے تاکہ مہمان خوب سیر ہو کر کھانا کھاسکیں اور جب سب حاضرین کھانے سے فارغ ہو جاتے تو سب کے ساتھ دُعا فرماتے۔

طریقۂ بیعت:

آپ بیعت کرتے وقت پہلے طالب کے دل کو صاف وشفاف فرماتے پھر بیعت میں قبول فرماتے اور اذکار اکابر کے علاوہ اسم اعظم، درود خضری اور نماز وغیرہ کی تلقین فرماتے۔ حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں لکھتے ہیں:

''حضرت قبلہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں مجتہد کا درجہ رکھتے تھے اور حاذق حکیم کی طرح وہ نسخہ تجویز فرماتے جو نوعی نسخہ سے بڑھ کر شخصی نسخہ ہوا کرتا۔ اور پورے اپنے آقائے نامدار حضرت

سرور کائنات (ﷺ) کے قدم بقدم تھے۔ NP جیسے کسی کی طبیعت دیکھی ایسا ہی ارشاد بھی فرمایا۔ نابالغ بچوں کو بالکلیہ ذکر کی تلقین نہ فرماتے اور بوڑھے سن رسیدوں کو بھی بہت مختصر ذکر فرماتے۔ البتہ جوانوں اور ادھیڑ عمر لوگوں پر آپ کی توجہ زیادہ ہوتی اور حتی المقدوران سے خوب کام لیتے، نووارد کے لئے کبھی تو بسم اللہ شریف تعلیم فرمادتے کہ ہر کام سے پہلے پڑھ لیا کرو۔ کبھی فرماتے سوتے وقت گیارہ بار یا کم وبیش کسی کو صفاتی نام کا سبق فرماتے۔ اکثر یہ بھی دیکھا کہ اسی کے نام سے صفاتی نام باری عزاسمہ، کا ذکر فرما دیتے۔ عبدالعزیز آیا تو یا عزیز، عبدالحق نام ہے تو یا حق، کئی ایک کو صفاتی نام یا کریم یا رحیم الگ الگ یا جمع کر کے پڑھنے کا ارشاد فرماتے اور بعض کو سوتے وقت **کلمہ** شریف کے تکرار کا حکم فرماتے اور بعض کو ہر نماز کے بعد گیارہ بار قل شریف (سورہ اخلاص) غرض اس میں ذکر لینے والے کی طبیعت پر دارومدار ہوتا۔ ازاں بعد آپ تبدیلی حسب ضرورت فرماتے تا آنکہ اسم ذات پر پہنچاتے، اچھی طبیعت مل جاتی تو پہلی بار ہی اسم ذات کی تلقین فرماتے۔''1

حضرت صاحبزادہ صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''قبلہ رحمہ اللہ تعالی تمام متوسلین کو درود خضری " صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ" تعلیم فرمایا کرتے تھے، عموماً پانچ صد بار بعد نماز تہجد اور زیادہ سے زیادہ تین ہزار بار۔''2

حسن اخلاق:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالی کے اخلاق عالیہ اسوۂ رسول ﷺ کا کامل نمونہ تھے۔ اس سلسلہ میں جناب حسن علی جامعی شرقپوری لکھتے ہیں:

''اخلاق محمدی کا رنگ آپ رحمہ اللہ تعالی پر اس قدر چڑھا ہوا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو براہ راست آنحضرت ﷺ کی طبیعت و معیت حاصل ہے۔ آپ صلہ رحمی کرتے، مقروضوں کا بار اٹھاتے، غریبوں کی اعانت کرتے، مہمانوں کی ضیافت کرتے، حق کی حمایت کرتے، مصیبت میں لوگوں کے کام آتے، برائی کے بدلے برائی نہ کرتے بلکہ درگزر کرتے اور معاف فرما دیتے اور اس معاوضے میں ایسے شخص کے ساتھ حتی الامکان احسان کرکے اپنا گرویدہ بنا لیتے۔ اپنے ذاتی معاملات کے متعلق کبھی کسی سے ناراض نہیں ہوئے البتہ احکام ربانی کی نافرمانی اور امر حق کی

1- محمد عمر بیربلوی، صاحبزادہ: انقلاب حقیقت ص 42۔ 2- محمد عمر بیربلوی، صاحبزادہ: انقلاب حقیقت ص 47

مخالفت کے وقت بعض اوقات سخت طیش اور غصہ میں آ جاتے۔ رشتہ: اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔" 3

لباس مبارک:

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا لباس مبارک سادہ اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہوتا۔ صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے لباس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"آپ موٹا کپڑا پہنا کرتے تھے زیادہ باریک کپڑے کو آپ ناپسند کرتے تھے۔ آپ اکثر دیسی کھدر کا کپڑا بنوالیا کرتے تھے، پاپوش زرد رنگ کی بڑے اور لمبے پنجے کی قصور سے بنوایا کرتے تھے بہت چھوٹی سی بوٹی (پھول) اس کے اوپر ہوتی تھی۔ سیاہ جوتی سے آپ نفرت کرتے تھے، اگر کسی کے پاؤں میں (سیاہ) بوٹ دیکھ لیتے تو سخت ناراض ہوتے اور سیاہ کپڑا باندھنا بھی ناپسند فرماتے تھے۔ اور پگڑی کے ساتھ ٹوپی بھی پہنتے تھے۔ اگر کوئی شخص صرف پگڑی پہنتا تو ناراض ہوتے تھے اور فرماتے حدیث شریف میں آیا ہے صرف ٹوپی نصاریٰ رکھتے تھے اور صرف پگڑی یہودی پہنتے تھے، حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دونوں چیزوں کا حکم دیا تھا۔" 4

صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"ٹوپی، پگڑی، آخری دم تک سر سے نہ سرکی۔ نشست و برخاست میں کبھی تبدیلی نہ ہوئی۔ ہمیشہ دو زانو باادب خلوت وجلوت میں رہے۔ جوتا لباس ایک طرز کا سادہ ستھرا، سفید استعمال کیا۔" 5

حاجی فضل احمد مونگہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

"آپ ہمیشہ سفید رنگ کا لباس زیب تن فرمایا کرتے۔ سر پر گاہے بگاہے کپڑے اور گاہے ناڑ کی ٹوپی پہن کر اوپر عمامہ باندھتے۔ گلے میں سفید دیسی طرز کا کھلی باہوں کا کرتا نہ لمبا نہ چھوٹا، تقریباً سترہ اٹھارہ گرہ لمبا جس کا گریبان سامنے ہوتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ لمبا کرتا پہن کر لوگ فقیر کہلاتے ہیں اور چھوٹا کرتا دنیا دار پہنتے ہیں۔ سفید کرتے کے ساتھ سفید تہبند ناف کے اوپر باندھتے جو ہمیشہ ٹخنوں سے اوپر رہتا، کبھی کبھی نیم بادامی رنگ کی صدری یا اچکن کی طرح کا لمبا کوٹ بھی کُرتے کے اوپر پہن لیا کرتے تھے۔ آپ کے پاؤں مبارک میں زرد رنگ کی جوتی

3- حسن علی، ملک: حیاتِ جاوید ص 64۔ 4- محمد ابراہیم، صوفی: خزینہ معرفت ص 159۔ 5- محمد ابراہیم، صوفی: خزینہ معرفت ص 159۔

ہوتی اور سردیوں میں عموماً چمڑے کے موزے بھی پہنتے، آپ کے ارشاد کے مطابق زرد رنگ کی جوتی پہننا مستحب ہے۔''6

جناب حکیم سید امین الدین صاحب رقم طراز ہیں:

''سر پر پگڑی و ٹوپی، بدن پر معمولی کپڑے کا کرتا، پاؤں میں معمولی جوتا حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے معمولات میں سے تھے۔ اور اسی طرز سے آپ نے اپنی ساری زندگی گزار دی۔'' 7

مہمان نوازی:

میزبانی اور مہمان نوازی کی خدمات سرانجام دینا سنت انبیاء کرام علیہم السلام ہے۔ جس سے رضائے خداوندی اور خوشنودی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتی ہے۔ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اس سنت کو از خود انجام دیتے تھے۔ جناب صوفی محمد ابراہیم قصوری اس بارے میں لکھتے ہیں:

''مہمانوں کے لیے کھانا خود گھر سے اٹھا اٹھا کر لاتے اور خود ہی اپنے ہاتھ سے سالن برتن میں ڈال کر مہمانوں کے آگے رکھتے اور ان کے ہاتھ بھی خود ہی دھلاتے۔ اگر دستر خوان پر کسی کا پاؤں آجاتا تو سخت ناراض ہوتے، آپ سب مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے۔ اس وقت اگر روئیوں میں کوئی سوکھی باسی ہوتی تو اسے خود اختیار فرماتے۔ ہر لقمہ اٹھاتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے، کھانا آہستہ آہستہ کھاتے اور لقمے چھوٹے چھوٹے کھایا کرتے۔ کھانے میں یاروں کی طرف توجہ فرماتے رہتے۔ جب آپ دیکھتے کہ سب نے کھانا کھا لیا ہے تب آپ ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے۔''8

نماز فجر کے بعد کے معمولات:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ صبح جلدی بیدار ہوتے، باہر تشریف لے جاتے، مکان والی مسجد میں فجر کی نماز باجماعت ادا فرماتے اور کبھی دوسری مساجد میں بھی تشریف لے جاتے۔ نماز فجر کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام عرض کرتے:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

6۔ فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 36۔ 7۔ امین الدین، حکیم سید: صوفیائے نقشبند ص 45۔ 8۔ محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 185

پھر چار کرسی پڑھتے جو یہ ہے:

حضرت محمد رسول ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

پھر ایک لمبی چادر بچھائی جاتی جس پر درود شریف کے لیے شمارے (کھجوروں کی گٹھلیاں) ڈالے جاتے، شماروں پر درود شریف شروع کرنے سے پہلے:

"لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ"

تین بار پڑھتے۔ اور کبھی کبھی یہ آیت پڑھتے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

درود شریف شروع فرمانے سے قبل مندرجہ ذیل اشعار بھی اہتمام سے پڑھتے:

کعبہ دِل قبلہ جان یا رسول اللہ ﷺ توئی
سجدہ مسکین ہر لحظہ بادہ سوئے توئی
نمازِ عشق ہر دم می گذارم
بہ پیش قبلہ روئے محمد (ﷺ)

ان اشعار کے بعد شماروں پر درود شریف شروع فرماتے۔ شماروں پر درود خضری پڑھتے، جو یہ ہے

"صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ"۔

درود شریف کے بعد آٹھ رکعت نوافل بطور نمازِ اشراق پڑھتے، پھر مسجد میں آئے ہوئے بچوں کو قرآن کی تعلیم دیتے۔ ایک ہزار بار "سورۃ اخلاص" کا وظیفہ کرنے کے بعد میں نفی اثبات ﴿ لَا اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ کے ذکر میں مصروف ہو جاتے۔ بعد ازاں نمازِ چاشت آٹھ رکعت ادا فرماتے، یہ نماز عموماً ٹاہلی والی مسجد میں پڑھتے، پھر بیٹھک میں تشریف لے آتے جہاں پہلے سے لوگ ملاقات کے لئے موجود ہوتے۔ بیٹھک میں تیسرے کلمے کا وظیفہ اکہتر (71) بار کرتے اور کچھ وقت تک "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ" پڑھا کرتے۔

بیٹھک میں آنے کا وقت تقریباً گیارہ بجے دوپہر کا ہوتا۔ آئے ہوئے مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے۔ کھانا شروع کرنے سے پہلے سب کے ہاتھ دھلائے جاتے، ایک زانو (بائیں) پر بیٹھنے اور بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنے کی تلقین فرماتے۔ ہر ایک مسلمان سے علیحدہ علیحدہ گفتگو فرماتے اور اس کی بات توجہ سے

سُنتے۔جن احباب نے جانا ہوتا ان کو رُخصت عطا فرما دیتے۔بعض کو کرایہ وغیرہ بھی عنایت فرما دیتے۔بعدازاں مہمانوں کو آرام کرنے کا حکم فرماتے۔خود بچے ہوئے ٹکڑوں کو لے کر کتوں کو ڈالنے کے لئے تشریف لے جاتے، کچھ دیر کے لئے بیٹھک ہی میں آرام کرتے۔یاد رہے بعداز دوپہر مختصر آرام کرنا قیلولہ کہلاتا ہے جو سنت مصطفےٰ ﷺ ہے۔

نمازظہر کے بعد کے معمولات:

آپ قیلولہ سے فارغ ہوکر نمازِ ظہر ادا کرنے کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔نماز ظہر لوہاراں والی مسجد میں ادا کرتے۔ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر بیٹھک میں تشریف لے آتے۔اس وقت نئے آنے والے مہمانوں کے ساتھ محبت سے گفتگو کا سلسلہ شروع ہو جاتا، باری باری سب کی بات سُنتے اور ہر قسم کے سوال کا جواب دیتے۔عام طور پر تو یہ ہوتا کہ مہمان کو سوال کرنے کی ضرورت بھی نہ ہوتی کہ اس کا جواب ارشاد فرمادیتے، گویا آپ لوگوں کے دِلوں پر حکومت فرمارہے ہوں۔کسی مہمان کو کبھی کسی قسم کی شکایت نہ ہوتی۔رشد و ہدایت اور پیاری پیاری باتوں کا یہ سلسلہ عصر کی اذان سے کچھ وقت پہلے تک جاری رہتا۔نمازعصر کا وقت شروع ہونے سے کچھ وقت پہلے تمام مہمانوں کو بڑی مسجد میں جانے کا حکم فرمادیتے اور خود بھی مسجد میں تشریف لے جاتے۔

نمازِعصر کے بعد کے معمولات:

نمازِعصر ادا فرمانے کے لیے آپ بڑی مسجد میں تشریف لیے جاتے۔جوتوں کو قبلہ رُخ رکھتے، مسجد میں دایاں پاؤں پہلے رکھتے، جو جوتے قبلہ رُخ نہ ہوتے ان کو بھی دُرست فرمادیتے۔عصر کے فرائض سے پہلے چار رکعت سنت بڑے اہتمام اور باقاعدگی سے ادا فرماتے۔نمازِعصر سے فارغ ہوکر پند و نصائح اور دعوت و ارشاد میں مصروف ہوجاتے۔حاضرین اس قدر لطف اندوز ہوتے کہ وہ چاہتے یہ سلسلہ چلتا ہے۔بعض اوقات کچھ وقت ملتا تو اپنی ہمشیرہ کے ہاں یا قبرستان میں تشریف لے جاتے۔

نمازِمغرب کے بعد کے ظائف:

نمازِمغرب کا وقت ہوتے ہی آپ بڑی مسجد میں تشریف لے جاتے۔مسواک استعمال کرتے ہوئے سنت طریقہ کے مطابق وضو فرماتے۔نمازمغرب باجماعت ادا کرتے۔نماز کے بعد مسجد کی چھت پہ تشریف لے جاتے۔گرمی کے موسم میں کُھلی چھت پر اور سردی کے موسم میں چھت پر بنے ہوئے حجرے میں تشریف فرما ہوتے۔چھ رکعت نوافل بطور ''نمازاوابین'' ادا فرماتے، پھر کچھ وقت کے لئے سر سجدے میں رکھ دیتے۔پھر دوسرے وظائف و اذکار میں مصروف ہو جاتے، آئے ہوئے مہمان بھی اذکار میں شامل ہو

جاتے۔تمام مہمان آپ کے اِردگرد حلقہ کی شکل میں دوزانو بیٹھ جاتے۔سورۃ فاتحہ 71 بار،سورۃ والضحیٰ 7 بار،سورۃ حشر کی آخری آیات 7 بار،سورۃ الم نشرح 11 بار۔سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ گیارہ مرتبہ، يَا اَللّٰهُ،يَا رَحِيْمُ،يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ،يَا وَدُوْدُ،يَا كَرِيْمُ،يَا لَطِيْفُ،يَا حَبِيْبُ، کا گیارہ مرتبہ وظیفہ کرتے۔پھر آپ مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے:

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ ۔۔۔ لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِيْ مَنْ اَلُوْذُبِهٖ ۔۔۔ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
اِنْ اٰتِ ذَنْبًا فَمَا عَهْدِيْ بِمُنْتَقِضٍ ۔۔۔ مِنَ النَّبِيِّ وَ لَا حَبْلِيْ بِمُنْصَرِمِ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا ۔۔۔ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِيْ فِيْ بَحْرِ غَمٍّ مُغْرَقٌ ۔۔۔ خُذْ يَدِيْ سَهِّلْ لَنَا اَثْقَالَنَا
كُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَ اِنِّيْ ۔۔۔ عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِالْكَمَالِ

شَيْئًا لِلّٰهِ يَا شَيْخ سَيِّد عَبْدِ الْقَادِرْ جِيْلَانِيْ اَلْمَدَدْشَيْئًا لِلّٰهِ، چون دائے مستمند اَلْمَدَدْ يَا شاہِ نقشبند،شَيْأَللّٰهِ خواجہ اجمیری۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ نہایت عاجزی وانکساری کے لہجے میں ہاتھ اٹھا کر دُعا کرتے:

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ،يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ،يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ سَابِقِ نُوْرُهٗ وَاٰخِرِ ظُهُوْرُهٗ، وَرَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وُجُوْدُهٗ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔۔

پھر بطور دُعا فارسی اور اردو اشعار پڑھتے۔جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

ز مہجوری بر آمد جانِ عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم
اگر چہ غرق دریائے گناہم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دُعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

دُعا کے اختتام پر مندرجہ ذیل درود شریف اور دُعائیہ جملے پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ

وَنَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ، وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ،اَللّٰھُمَّ انْصُرْ، اَللّٰھُمَّ احْفَظْ اُمَّۃَ سَیِّدِنَا وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ،وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ ط فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظٌ وَّھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَO

خدایا بدہ شوق ذاتِ رسول
بدردِ محمد مراکن قبول
شب و روز در عشق احمد بدار
ہمہ عمر در وصل احمد گزار
چوں بلبل برآن گل فدائم کنم
چوں پروانہ جلوہ نمائم کنم
حیاتی مماتی ہمہ وقت ما!
عطا کن وصال مرا مصطفےٰ
کریما بہ بخشائے بر حال ما
کہ ہستم اسیر کمند ہوا
نداریم غیر از تو فریاد رس
توئی عاصیاں را خطا بخش و بس
نگہدار مارا ز راہِ خطا
خطا درگزار و صوابم نما

دُعا کے اختتام پر تمام مہمانوں کو کھانا کھلاتے۔ سالن کے لیے مٹی کے برتن استعمال ہوتے۔ سالن وغیرہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دست اقدس سے تقسیم فرماتے۔ مہمانوں کی خواہ کتنی کثرت ہوتی کھانا کم نہ ہوتا۔

نمازِ عشاء کے بعد کے معمولات:

عشاء کی اذان ہونے پر آپ چھت سے نیچے تشریف لے آتے۔ فرائض سے قبل کی چار سنت عصر کی طرح اہتمام اور باقاعدگی سے ادا فرماتے۔ نمازِ عشاء کی امامت بھی باقاعدگی سے خود فرماتے۔ عشاء کی نماز میں آپ عموماً سورۃ والضحیٰ اور ایک دوسری سورت کی قرأت کرتے۔ فرائض، سنت، وتر اور نوافل نہایت اطمینان وسکون سے پڑھتے۔ وتر کے بعد دو لمبے لمبے سجدے کرتے۔ سجدے میں ''سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ

وَالرُّوْحِ " کا ذکر کرتے اور سر اٹھانے کے بعد " سُبْحَانَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ " تین بار پڑھتے۔

نمازِ عشاء کے بعد آپ پھر چھت پر تشریف لے جاتے۔ مختصر مراقبہ کرنے کے بعد سورۃ الملک کی تلاوت فرماتے۔ پھر ختم شریف پڑھتے اور ایصالِ ثواب کرتے۔ اس موقعہ پر دُعا میں پنجابی اشعار پڑھتے۔ ان میں سے چند ایک اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

ربا بھیج ثواب تو اس کلام طعام
اُوپر رُوح رسول دے پھر مرسل نبی تمام
بعد اُونہاں دے یار جو خاص نبی دے چار
بعد ازواج اولاد اُونہاں دے کل اصحاب
بعد اُونہاں دے تابعین کل امام ہمام
ابوحنیفہ، شافعی، مالک، احمد نام

دُعا کے بعد مریدین اور متوسلین کو ہدایات ارشاد فرماتے۔ جن مہمانوں نے صبح جانا ہوتا ان کو اجازت مرحمت فرما دیتے۔ پھر روٹی کے ٹکڑے کپڑے میں لپیٹ کر پکڑ لیتے اور گھر کی طرف روانہ ہو جاتے۔ راستے میں کتے انتظار میں ہوتے سب کو ٹکڑے ڈال دیتے کوئی کتا محروم نہ رہتا۔ کتوں کو ٹکڑے ڈالنے کے بعد بیٹھک میں تشریف لے جاتے جہاں کچھ لوگ موجود ہوتے۔ تقریباً آدھ گھنٹہ تک بیٹھک میں گزارتے اور حاضرین سے محبت بھرے لہجے میں گفتگو فرماتے۔ پھر گھر تشریف لے جاتے۔ والدہ ماجدہ کے دستِ اقدس سے دودھ نوش فرماتے۔ والدہ صاحبہ آنے والی خواتین کے مسائل بیان فرماتیں۔ مستورات کے لیے پردے کا اہتمام ہوتا۔

پردے میں خواتین کو پند و نصائح فرماتے، اور اُن کے مسائل کو بھی حل فرماتے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ خواتین کے لیے صرف ہو جاتا۔ پھر دو بتیاں روشن کر کے دینی کتب کے مطالعہ میں مشغول ہو جاتے۔ اگر وقت میسر آتا تو کچھ دیر کے لیے آرام فرما لیتے ورنہ اوراد و وظائف میں مصروف ہو جاتے۔ اکثر گھر میں نمازِ تہجد پڑھتے۔ نمازِ تہجد بارہ رکعت نوافل ادا فرماتے۔ تہجد کے بعد تین ہزار بار درودِ خضری کا وظیفہ کرتے۔ فجر کی اذان سُننے پر بڑی مسجد میں تشریف لے جاتے۔ یوں دوسرے دن کا آغاز ہو جاتا۔

نمازِ جمعۃ المبارک کے معمولات:

اسلامی ایام میں جمعۃ المبارک کو بڑی فضیلت حاصل ہے۔ اس کو حدیث پاک میں سیّد الایام یعنی تمام دنوں کا سردار قرار دیا گیا ہے۔ ایک دوسری روایت میں جمعۃ المبارک کو مسلمانوں کے لیے عید کا دن قرار

دیا گیا ہے۔حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں: ''یَوْمُ الْجُمعَۃِ یَوْمُ الْعِیدِ ''یعنی جمعہ کا دن، عید کا دن ہے۔

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے جمعۃ المبارک کی تیاری جمعرات کو ہی شروع کر دینی چاہیے۔یہ بات نہ صرف دوسروں کو فرماتے بلکہ خود بھی باقاعدگی سے اس پر عمل کرتے۔جمعرات کو ناخن تراش کر، حجامت بنوا کر اور کپڑے دُھلا کر جمعۃ المبارک کی تیاری شروع فرما دیتے۔چونکہ جمعۃ المبارک کے دِن مہمان بھی کافی تعداد میں حاضر ہوتے اس لیے کھانا کھلانے کا سلسلہ صبح نو بجے سے شروع فرما دیتے اور تقریباً بارہ بجے تک فارغ ہو جاتے۔غسل وغیرہ گھر میں کرتے اور سنت بھی گھر میں ادا کر کے مسجد میں تشریف لے جاتے۔مسجد میں لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر انتظار میں ہوتا۔منبر شریف کے پاس جانے کے لیے سیدھے نہ جاتے بلکہ دائیں طرف سے ہو کر تشریف لے جاتے۔حاضرین ہمہ تن گوش ہو کر گفتگو سُنتے۔جب آپ خطاب شروع فرماتے یوں معلوم ہوتا کہ سامعین عشق الٰہی اور محبت رسول ﷺ میں ڈوب چکے ہیں۔خطاب شروع کرنے سے پہلے خطبے کے چند جملے بولتے تو آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو جاتا۔وعظ سادہ، مدلل اور پُر تاثیر ہوتا۔شیرِ ربانی حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نمازِ جمعہ کے حوالہ سے فرمایا کرتے تھے:

''نماز جمعہ کے متعلق اتنے مسائل میں پڑنے کی ضرورت نہیں، جمعہ کو جمعہ کر کے پڑھو اور ظہر کو ظہر کر کے۔آپ وقت معینہ پر نماز جمعہ کی امامت فرماتے اور بعد میں نماز ظہر پوری کی پوری پڑھتے۔''

جمعۃ المبارک کے فرائض کے بعد نمازِ ظہر کے چار فرض پھر ادا فرماتے اور اس کے ادا کرنے کی اپنے مریدین اور سامعین کو تلقین فرماتے۔اس کو احتیاطی ظہر کہا جاتا ہے۔چونکہ جمعۃ المبارک کی کچھ شرطیں مفقود تھیں جس وجہ سے احتیاطی ظہر ادا فرماتے۔اس سے آپ کے علم و عمل کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔اکثر علماء مسائل معلوم ہونے کے باوجود احتیاطی ظہر کی پرواہ نہیں کرتے لیکن حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ایک ولی کامل ہیں ان کے ہاں تو بے عملی کا تصور بھی نہیں۔آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے مریدین اور متوسلین کیلئے آج بھی آپ کا یہی پیغام ہے کہ احتیاطی ظہر ادا کیا کریں۔[9]

❁❁❁

[9] یادر ہے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ معمولات ''خزینہ معرفت'' از صوفی محمد ابراہیم قصوری، ''حیات جاوید'' از ملک حسن علی جامعی شرقپوری، ''ماہنامہ نور اسلام'' ربانی نمبر از حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری اور ''حدیث دلبراں'' از حاجی فضل احمد شرقپوری سے ماخوذ ہیں۔قصوری عفی عنہ

﴿چھٹا باب﴾

کراماتِ حضرت شیرِ ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

کراماتِ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامات کا آغاز کرنے سے پہلے معجزہ، ارہاص، کرامت، معونت اور استدراج کی تعریف پیش کی جاتی ہے تا کہ عوام ان اصطلاحات سے آگاہ ہو سکیں۔

معجزہ:

بعد از اعلان نبوت، نبی علیہ السلام سے جو چیز خلاف عادت ظاہر ہو اسے ''معجزہ'' کہا جاتا ہے۔ مثلاً حضورِ انور ﷺ کے اشارے سے قریب الغروب سورج کا عصر کے وقت پر واپس آنا، چاند کا دو ٹکڑے ہونا، آپ کی خواہش پر بادلوں کا جمع ہونا اور بارش برسانا، درختوں کا حاضر خدمت ہونا، چار پایوں کا آپ کے حکم کی پیروی کرنا اور آپ کے حکم پر کنکریوں کا درود و سلام پڑھنا وغیرہ معجزات ہیں۔ معجزہ نبی کی نبوت کی دلیل ہوتا ہے۔

ارہاص:

نبی علیہ السلام سے قبل از اعلان نبوت خلاف عادت جو چیز صادر ہو، اسے ''ارہاص'' کہا جاتا ہے۔ مثلاً حضور انور ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت کعبۃ اللہ کا آپ کو سجدہ کرنا، ایوان کسریٰ کے چودہ کنگروں کا گرنا، آتش فارس کا بجھ جانا، انوار رسالت کی روشنی میں والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ کا شام کے محلات دیکھنا، درختوں کا آپ پر جھک جانا، بادلوں کا سایہ کرنا اور پتھروں کا آپ پر درود و سلام پڑھنا وغیرہ سب ارہاصات ہیں۔

کرامت:

ولی اللہ سے جو چیز خلاف عادت صادر ہو، اسے ''کرامت'' کہا جاتا ہے۔ کرامت ولی کی ولایت کی علامت ہوتی ہے لیکن ولی کے لیے اظہار کرامت ضروری نہیں ہے۔ معجزہ کی طرح ''کرامت'' کا ظہور بھی ولی سے قبل از وصال اور بعد از وصال ممکن ہے۔

معونت:

عام مسلمان سے جو چیز خلاف عادت صادر ہو اسے ''معونت'' کہا جاتا ہے۔ معونت کا ظہور حقیقت

میں مومن کے تقویٰ وطہارت اور صدق مقال کا نتیجہ ہے۔

استدراج:

کسی کافر سے جو چیز خلاف عادت ظاہر ہو اسے ''استدراج'' کہا جاتا ہے۔استدراج اصل میں جادو وغیرہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامات کا احاطہ کرنا مشکل ہے تاہم ان میں سے چند بطور تبرک بطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

حضرت داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کے لیے آنا:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ،حضرت داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے عاشق صادق تھے۔ آپ جب بھی لاہور تشریف لائے تو مزارِ داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر حاضری کا شرف حاصل کرتے۔ایک دفعہ آپ مزار پرانوار پر حاضری کی غرض سے تشریف لائے۔خلاف معمول سڑک پر ہی کھڑے ہو کر فاتحہ خوانی کرنے لگے۔اچانک دیکھتے ہیں کہ حضرت داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے جسم کے ساتھ سامنے کھڑے ہیں۔حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا:''حضور! آپ نے بہت نوازش فرمائی''۔ 1

پانی کا دودھ بننا:

خواجہ نور محمد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں چند مہمان آئے۔آپ نے درویش کو حکم دیا کہ گھر سے کھانا لے کر آؤ۔درویش نے فوراً تعمیلِ ارشاد کی اور گھر سے چاول لا کر خدمت میں پیش کر دیے۔چاولوں پر ڈالنے کے لیے دودھ نہیں تھا البتہ پانی کا پیالہ پاس پڑا ہوا تھا۔آپ نے پیالہ پکڑ کر پانی چاولوں پر ڈال دیا اور مہمانوں کو حکم دیا کہ بسم اللہ شریف پڑھ کر کھاؤ۔وہ (مہمان) حیران و متعجب تھے کہ پانی کیوں ڈال دیا ہے؟ زبان پر حرفِ شکایت لانا بھی خلافِ ادب تھا۔مہمانوں نے کھانا شروع کیا تو چاولوں میں پانی کی بجائے دودھ کی لذت محسوس کی۔

شرقپور شریف میں ہوتے ہوئے حج میں شرکت کرنا:

جناب میاں غلام یٰسین فیض پوری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں اور میاں عبدالغفور رحمان پوری نے عمرہ اور حج بیت اللہ کی تیاری کی۔حج پر روانہ ہونے سے پہلے دونوں شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ہم نے حج و عمرہ کی ادائیگی کے لیے ساتھ جانے کے سلسلہ میں عرض

1- فضل احمد ،نکا،حاجی حدیث دلبراں ص93

کیا۔آپ نے فرمایا:تم چلو اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو میں بھی آؤں گا"۔ہم دونوں اجازت لے کر حج وعمرہ کی غرض سے عازم سفر ہوئے۔ہم نے میدانِ عرفات کے قریب ایک مسجد میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے درمیان دیکھا جس کے بعد آپ ہم کو نظر نہ آئے۔حج بیت اللہ اور عمرہ کی سعادت کے بعد ہم واپسی پر شرقپور شریف میں حاضر ہوئے۔حاضری کے بعد ہم نے دوستوں سے میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق پوچھا کہ کیا آپ حج کے لیے تشریف لے گئے تھے؟انہوں نے جواب دیا:نہیں،آپ تو نماز پنجگانہ اور نمازِ جمعہ باقاعدگی سے پڑھاتے رہے ہیں"۔ہم نے حلفاً کہا:"ہم نے میدانِ عرفات میں آپ کو دیکھا ہے اس میں کوئی جھوٹ یا شک نہیں ہے"۔ 2

مرید کی مدد کرنا:

اولیاء قرب وبعد میں اپنے خدام کی مدد فرماتے ہیں۔میاں قادر بخش للیانی والے بیان کرتے ہیں کہ برسات کا موسم تھا،میں اور میاں میراں بخش دونوں نے شرقپور شریف جانے کا پروگرام بنایا۔ہم براستہ شاہ پور کی طرف سے چل پڑے۔کشتی کے ذریعے دریا راوی عبور کیا۔دریا کی دوسری طرف کچھ فاصلے پر ایک نالہ تھا جو موسم برسات کی وجہ سے خوب بھر کر بہہ رہا تھا۔تیرنے کے بغیر اس کا عبور کرنا مشکل تھا۔میں تو تیر کر عبور کر سکتا تھا لیکن میرے ساتھی کو تیرنا نہیں آتا تھا۔وہاں سے ہم نے واپسی کا پروگرام بنالیا اور کہا جب پانی کم ہوگا تو پھر حاضری دی جائے گی۔جب ہم واپسی کا سوچ ہی رہے تھے کہ جنوب کی طرف سے ہمیں ایک آواز سنائی دی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے:"اے شرقپور شریف جانے والو!اس طرف آؤ ادھر پانی کم ہے تم کو نالہ عبور کرادیں"۔جب اس کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہاں سے نالے کا پانی صرف پنڈلی تک تھا،ہم نے آسانی سے نالہ عبور کرلیا۔اس شخص نے ہمیں کہا:آگے مہتم گاؤں کے قریب بھی ایک نالہ ہے چلو وہ بھی تم کو عبور کرا دیتا ہوں"۔وہ نالہ بھی ہم نے آسانی سے پار کرلیا۔اس شخص نے ہمیں کہا کہ اب تمہارے لیے آسانی ہوگئی۔یہ راستہ شرقپور شریف کو جاتا ہے آپ جائیں اور مجھے پچھلی طرف جانا ہے۔میں نے کہا:ٹھیک ہے آپ جائیں یہ راستہ مجھے معلوم ہے۔مہتم گاؤں کے قریب ایک کنویں پر ہم نے وضو کیا اور نمازِ ظہر ادا کی بعد میں ہم چل پڑے۔عصر کی نماز کے وقت ہم شرقپور شریف میں پہنچ گئے۔میرے ساتھی میراں بخش نے مجھے کہا:بھوک لگی ہوئی ہے اس لیے بازار سے کھانا کھالیں۔میں نے جواب دیا کہ پہلے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرتے ہیں اس کے بعد کھانا کھانے کے بارے میں سوچیں گے۔نمازِ عصر ہم نے حضرت میاں

2- محمد ابراہیم قصوری،صوفی:خزینہ معرفت ص229

صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی مسجد میں ادا کی۔ پھر ہم آپ کی زیارت کے لیے آستانہ پر حاضر ہوئے۔ آپ دروازے پر ہی جلوہ افروز تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی فرمایا: تم واپس جانے لگے تھے دیکھو ہم لائے کہ نہ لائے۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ اندر جا کر بیٹھیں۔ گھر سے کھانا منگوا کر ہمارے سامنے رکھ دیا، اور فرمایا: بسم اللہ شریف پڑھ کر کھاؤ۔ مزید فرمایا: ''بازار میں کھانا کھانے کی کیا ضرورت ہے؟ 3

قلب جاری کرنا:

جس پر آپ نظر توحیدی ڈالتے اس کا قلب جاری ہو جاتا۔ مشہور بزرگ حضرت چنن شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف کے ایک مجاور نے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر بطور شکایت عرض کیا: حضور! پہلے تو میرا قلب جاری تھا لیکن اب بند ہو چکا ہے، اس کو جاری فرما دیں۔ آپ نے اس کا دایاں ہاتھ پکڑا اور بلند آواز سے فرمایا: ''اِلَّا اللّٰہُ'' اسی وقت اس کا قلب جاری ہو گیا۔ 4

غیر شرعی امور سے تائب ہونا:

صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرنا اور غیر شرعی امور سے تائب کروانا صالحین کا طریقہ ہے۔ قصور شہر سے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کی داڑھی بالکل صاف، نماز اور روزے کے نام سے بھی واقف نہیں تھا۔ نگاہِ شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف اٹھی اور آپ نے اس کے قلب پر اپنا دست اقدس رکھا۔ اور فرمایا: شریعت کا راستہ اس طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کو ہدایت عطا فرما دی، اور وہ تمام غیر شرعی امور سے تائب ہو گیا۔ 5

عیسائیوں اور سکھوں پر تاثیر:

آپ کا فیض صرف مسلمانوں تک محدود نہیں تھا بلکہ غیر مسلم بھی مستفیض ہوتے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دفعہ امرتسر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کی ولایت کی خبر سُن کر سکھ اور عیسائی حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے ان پر ایک نظر ڈالی تو وہ زار و قطار رونے لگے۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر فرمایا: ''ان لوگوں کو اپنے گرو کے ساتھ سچی محبت ہے''۔ 6

دوست کی خوشبو:

اولیاء کرام کا آپس میں روحانی طور پر گہرا رابطہ ہوتا ہے جس کا اظہار گاہے بگاہے ہوتا رہتا ہے۔

3- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص229۔ 4- جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں: ماہنامہ نور اسلام شیر ربانی نمبر شمارہ جون، جولائی 1969ء ص136۔ 5- جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں: ماہنامہ نور اسلام شیر ربانی نمبر ص136۔
6- محمد عمر بیربلوی، صاحبزادہ: انقلاب الحقیقت ص110

مولانا حکیم عبدالرسول کا بیان ہے کہ جب میں نے پہلی دفعہ شرقپور شریف میں حاضری کا ارادہ کیا تو حضرت غلام مرتضیٰ بیربلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر حاضری دی۔ حاضری کے دوران میں نے یوں عرض کیا: حضرت شیرِ ربانی آپ کے دوست ہیں۔ آپ ان کے حضور میری سفارش فرما دیں۔ پھر میں شرقپور شریف حاضر ہوا۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: تمہارے جسم سے حضرت غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خوشبو آتی ہے''۔ دوسرے موقع پر فرمایا: تمہاری طبیعت تو حضرت غلام مرتضیٰ جیسی معلوم ہوتی ہے''۔ ایک اور موقع پر فرمایا: بعض لوگوں کو دیکھنے سے حضرت غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ یاد آ جاتے ہیں''۔ 7

ایک طائفہ کی کایا پلٹنا:

شرقپور شریف کے مشہور درزی چراغ دین کا بیان ہے کہ شرقپور شریف میں حسن و جمال کی مجسمہ ایک طائفہ رہا کرتی تھی جس کا نام جھنڈو تھا۔ ساز بجانے اور گانا گانے میں بڑی ماہر تھی۔ ایک دن وہ کپڑے سلانے کے لیے ان کی دکان پر آئی، اور دکان پر بیٹھ کر حقہ نوشی کرنے لگی۔ اس وقت نماز کا وقت بھی ہوا چاہتا تھا۔ میں نے اسے کہا: اب نماز کا وقت ہو رہا ہے اور میاں صاحب بھی تشریف لانے والے ہیں اس لیے یہاں سے چلی جا۔ اگر اسی طرح بیٹھی رہی تو مجھے بھی جوتے پڑیں گے اور تمہاری بھی پٹائی ہوگی''۔ اس نے جواب دیا: اس سے زیادہ بد بخت کون ہو سکتا ہے جو اپنے والدین اور پیر و مرشد کے جوتوں سے بھاگتا ہے؟''۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لے آئے۔ جھنڈو نے تیز نگاہوں سے آپ کی طرف دیکھا۔ آپ حسبِ معمول نگاہوں کو نیچے کیے ہوئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ پھر جھنڈو بھی اُٹھ کر اپنے گھر چلی گئی۔ جب آپ مسجد سے تشریف لائے تو میرے پاس کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا: چراغ دین! جھنڈو کو جا کر کہہ دے تجھے موت آنے والی ہے، اور وہ کسی وقت بھی آ سکتی ہے، نکاح کر لے اور اپنی آخرت کو سنوار لے''۔ چراغ دین جب جھنڈو کے گھر گیا تو وہ اس وقت ستار بجانے میں مصروف تھی۔ اس نے جب میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا پیغام سنا تو زار و قطار رونے لگی اور ستار (ساز) دور پھینک دیا۔ چراغ دین کو بھیجا کہ فلاں حوالدار کو میرے پاس لے آ۔ چراغ دین اس کے گھر گیا لیکن حوالدار گھر میں موجود نہیں تھا۔ دوسرے دن حوالدار اس کے پاس آیا دونوں کا نکاح ہو گیا۔ جھنڈو نے خواہش ظاہر کی کہ وہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتی ہے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا: اب اس کو حاضری کی ضرورت نہیں کیونکہ نکاح کر کے اس نے اپنی آخرت سنوار لی ہے۔ 8

7- جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں: ماہنامہ نورِ اسلام شیرِ ربانی نمبر ص 136۔ 8- جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں: نورِ اسلام شیرِ ربانی نمبر ص 143

خصوصی رہنمائی فرمانا:

جب اپنے مرشد خانہ میں حاضری کا قصد ہو تو روانہ ہونے کے بعد جاتے ہوئے یا آتے ہوئے راستے میں کہیں رشتہ دار کے ہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ چنانچہ میاں عبداللہ ہرچوکے کا بیان ہے کہ وہ بارہ افراد پر مشتمل ایک قافلہ کی صورت میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لیے شرقپور شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ جب موضع چوہنگ ضلع لاہور میں پہنچے تو سورج غروب ہو گیا اور تاریکی چھا گئی۔ ایسی صورتحال میں شرقپور شریف کی طرف سفر جاری رکھنا مناسب نہ سمجھا بلکہ سب نے باہمی مشورے سے موضع چوہنگ میں اپنے رشتہ دار کے ہاں رات گزاری اور صبح ہوتے ہی شرقپور شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب حضرت شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں علیحدگی میں فرمایا:

''یہاں آتے ہوئے راستہ میں کہیں رکنے اور کھانے کا خیال چھوڑ دیا کرو اور آئندہ سیدھے گھر سے چل کر ہمارے پاس آؤ اور یہاں سے روانہ ہو کر سیدھے اپنے گھر جاؤ۔''

ایہہ وجہ تنبیہ کرن دی سدھے ایتھے آؤ
راہ وچ رہنا خیال نہ رکھو سدھے گھر نوں جاؤ 9

دل کا راز معلوم کرنا:

اولیاء کرام اپنے خدام کے دلوں کے راز سے آگاہ ہوتے ہیں اور بعض اوقات اس کا اظہار بھی کر دیتے ہیں۔ حاجی فتح محمد صاحب کا بیان ہے کہ وہ اکثر شرقپور شریف میں حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب گھر سے روانہ ہونے لگے تو دل میں خیال کیا کہ مجھ پر قرض ہے اس بارے میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا اور دعا بھی کراؤں گا۔ جب شرقپور شریف میں حاضر ہوا' ابھی اپنے دل کے خیال کا اظہار نہیں کیا تھا کہ آپ نے مخاطب ہو کر فرمایا: قرض اُتر جائے گا' گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ تمہاری نیت صحیح ہے۔'' 10

کتوں پر تصرف:

ولی کامل کی نگاہ فیض سے جانور بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ پاتے۔ مولوی رحیم اللہ صاحب' کوٹو والہ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں میں شرقپور شریف کے محلّہ نبی پورہ کی مسجد زیرِ تعمیر تھی، میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں موجود تھا۔ انہیں دنوں کی بات ہے کہ آپ کے پاس ایک سفید رنگ کا کتا اکثر آ کر بیٹھا کرتا جس کا بہت خیال فرمایا کرتے۔ کوئی نہ کوئی چیز کھانے کے لئے اس کو عطا فرما دیتے۔ کچھ عرصہ بعد کتے نے آنا چھوڑ دیا۔ ایک دن آپ

9- غلام عباس، مولانا قاری: شبیہہ شیر ربانی ص 72۔ 10- جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں: نور اسلام شیر ربانی نمبر ص 145

نے مجھے فرمایا: ''رحیم اللہ! وہ کتا کئی دنوں سے نہیں آیا اس کا پتہ تو کرو''۔ میں اپنے چند پیر بھائیوں کو ساتھ لے کر کتے کی تلاش میں نکلا۔ تلاش کرتے کرتے وہ ہمیں شرقپور شریف کے باہر مل گیا۔ وہ کتا مراقبے کی حالت میں دیکھا گیا، چند اور کتے بھی تھے جو اس کے ارد گرد حلقہ کی شکل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ 11

مرزائی وزیر کا مرنا:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مستجاب الدعوات تھے۔ مولانا غلام یار ملکوی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ یہ اس زمانہ کی بات ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں ضلعی دفتر کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا بلکہ تحصیلدار اور دیگر افسران کے علاوہ ایک منصف کا تعین ہو چکا تھا جو مقدمات کے فیصلے کیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ اپنے رشتہ دار حاجی غریب محمد کی معیت میں چوہدری غلام علی نامی مسلمان گرداور سے ملاقات کی غرض سے گئے تو چودھری غلام علی صاحب نے انہیں کہا کہ راجہ کا ایک وزیر قادیانی (مرزائی) ہے جو قدم قدم پر مسلمانوں کو پریشان کرتا ہے۔ اس لیے اس کے مظالم و مصائب سے نجات حاصل کرنے کے لیے اپنے پیر کامل حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لیے خط لکھیں تاکہ وہ دوسری جگہ منتقل ہو جائے یا مر جائے۔ انہوں (حضرت مولانا غلام یار ملکوی) نے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ تحریر کیا جس میں ظالم مرزائی کے بارے میں بددعا کرنے کی استدعا کی گئی تھی۔

عریضہ ملنے پر آپ نے جوابی خط یوں تحریر فرمایا:

''دنیا چند یوم آخر کار با خداوند، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، عاجز تو کچھ جانتا ہی نہیں۔''

آپ کے اس جواب میں معرفت کے سمندر کو سمیٹ دیا گیا تھا جس میں دعا بھی ہے اور اس کا نتیجہ بھی۔ آپ کے اس خط مبارک کے موصول ہونے کو ابھی چند ایام گذرے تھے کہ مرزائی وزیر مر گیا اور واصل جہنم ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس کے مظالم و مصائب سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نجات مل گئی۔

سن کے خوش ہویا ہر مسلم رب نیں کرم کمایا
دشمن مسلماناں دے تائیں دوزخ وچہ وگایا
لکھ لکھ صدقے ولی اللہ دے منصب قطب زمانہ
لوح محفوظ جہناں دے اگے وانگوں تلی نشانہ 12

پھانسی سے نجات:

اولیاء کرام کی نگاہِ تصرف سے پھانسی سے نجات مل جاتی ہے۔ میاں داد نامی ایک شخص کو پھانسی کی سزا سنا دی گئی۔ اس کے والد نے پھانسی کے خلاف کئی اپیلیں کیں لیکن وہ سب کی سب خارج ہو گئیں۔ اس نے

11۔ جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں: نور اسلام شیر ربانی نمبر ص 152۔ 12۔ غلام عباس، مولانا قاری: شبیہہ شیر ربانی ص 50

کونسل میں اپیل کرنے کا ارادہ کیا لیکن دل مطمئن نہ ہو سکا۔ کسی دوست نے اسے مشورہ دیا کہ شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے لڑکے کے لئے تعویذ وغیرہ لے کر آؤ۔ پریشانی کے عالم میں وہ شخص حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تعویذ لکھ دینے کے لیے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ اللہ تعالیٰ فضل وکرم فرمائے گا۔'' وہ شخص مسلسل تعویذ کے بارے میں اصرار کرتا رہا۔ آخرکار فرمایا: ''اچھا جاؤ حاجی عبدالرحمن صاحب سے جا کر تعویذ لے لو''۔ جب وہ حاجی صاحب کے پاس آیا تعویذ لکھ دینے کے بارے میں کہا۔ حاجی صاحب نے فرمایا: میاں جاؤ تمہارا کام ہو چکا ہے، تعویذ وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔ حاجی صاحب کے فرمانے سے وہ مطمئن ہو گیا اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ ابھی راستے ہی میں تھا کہ اس کو یہ خوشخبری مل گئی کہ لڑکے کو پھانسی سے رہائی مل گئی ہے۔[13]

آپ کے نام سے جنت ملنا:

اولیاء کرام کی غلامی بخشش اور دخول جنت کا باعث بن جاتی ہے۔ جناب مولوی یار محمد صاحب کا بیان ہے کہ اس کا ایک دوست فوت ہو گیا۔ جس کا نام مستقی تھا۔ انتقال کے ایک دو دن بعد خواب میں اس سے ملاقات ہوئی۔ مستقی سے پوچھا: تیرا کیا حال ہے؟ کیسی گزری؟'' اس نے جواب دیا کہ میرے پاس فرشتے آئے اور انہوں نے مجھ سے سوالات کیے۔ میں ان کے ہر سوال کے جواب میں یہی کہتا رہا: میں حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا غلام ہوں۔ فرشتوں نے مجھے بہشت میں داخل کر دیا''۔[14]

دعا سے نرینہ اولاد پیدا ہونا:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے محلہ میں ایک ہندو رہا کرتا تھا اس کا نام پھگو رام تھا جو نرینہ اولاد سے محروم تھا۔ اس نے حصولِ اولاد کی نیت سے دُوسری شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کی بیوی حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بطور شکایت اپنے خاوند پھگو رام کے فیصلے کے بارے میں عرض کیا۔ آپ نے پھگو رام کو بلا کر فرمایا: کیا تو اولاد کی وجہ سے دُوسری شادی کرنے کا قصد رکھتا ہے؟'' اس نے عرض کیا: حضور! جی ہاں''۔ فرمایا: ''تو دُوسری شادی نہ کر اسی بیوی سے اللہ تعالیٰ تجھے نرینہ اولاد عطا فرمائے گا۔'' آپ کی اس دعا کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھگو رام کو تین بیٹے عطاء فرمائے۔[15]

دردِ شقیقہ سے نجات ملنا:

اہل اللہ کی نظر سے دائمی امراض سے نجات اور لاعلاج بیماریوں سے شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ حاجی

13- جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں: ماہنامہ نور اسلام شیر ربانی نمبر ص 137۔ 14- جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں: ماہنامہ نور اسلام شیر ربانی نمبر ص 137۔ 15- جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں: ماہنامہ نور اسلام شیر ربانی نمبر ص 137

محمد دین شرقپوری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں دردِ شقیقہ کا شکار ہو گیا۔ کئی ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج کرانے کی کوشش کی لیکن افاقہ نہ ہوا۔ آخر مایوسی و محرومی کے عالم میں حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: ''ذرا اپنے سر کو جھنجھوڑو'' میں نے حسبِ ارشاد اپنے سر کو حرکت دی تو دردِ شقیقہ فوراً ختم ہو گیا اور بعد ازاں کبھی بھی اس کی شکایت نہیں ہوئی۔

ہندو کا قبولِ اسلام:

ایک ہندو تاجر کو تجارت کے میدان میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعا سے بہت نفع ہوا۔ وہ کچھ رقم لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض گزار ہوا کہ یہ آپ کی نذر ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا ہم اندھے ہو گئے ہیں کہ ہماری نظر تمہارے پاس ہے؟ جوش میں آ کر مزید فرمایا: جاؤ اس وقت شرقپور شریف سے نکل جاؤ اور بعد میں یہاں کبھی نہ آنا۔

یہ گفتگو سن کر وہ تاجر کسی دکان میں جا کر بیٹھ گیا۔ حضرت میاں صاحب بازار تشریف لے گئے اور اس کو دیکھ لیا۔ فرمایا: تم کو تو کہا تھا شرقپور شریف سے نکل جاؤ پھر بھی تو یہاں بیٹھا ہوا ہے؟ ہندو تاجر نے عرض کیا: حضور! اس وقت آپ نے غصے میں کہا تھا اب چلا جا' پھر کبھی نہ آنا' اس لئے میں یہاں سے گیا ہی نہیں۔ پھر وہ آپ کے قدموں پر گر گیا اور مسلمان ہو گیا۔ 16

ع نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی زنجیریں

رقم کا دوگنا ہونا:

جناب صوفی محمد ابراہیم قصوری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں دیپالپور جانے کا اتفاق ہوا۔ سفر شروع کرنے سے قبل تین روپے میں نے اپنی جیب میں ڈال لیے۔ دیپالپور میں مولوی فضل حق تحصیلدار کی رہائش گاہ میں پہنچے تو چونکہ شدید سردی کا موسم تھا اس لیے رات کے وقت حسبِ عادت آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے دوسرے کمرے میں لیٹا۔ تو صبح بیدار ہوتے وقت اپنی جیب کے پیسے دیکھے تو تین روپے کی بجائے چار روپے تھے۔ دل میں خیال آیا شاید بھول کر گھر سے چار روپے جیب میں ڈال لیے ہوں گے۔ جب دوسری صبح کو دیکھے تو چار روپے کی بجائے پانچ روپے تھے تو حیرانی کے عالم میں اپنے ساتھی میاں فتح محمد صاحب سے دریافت کیا کہ ہمارے کمرے میں رات کی تاریکی میں کوئی شخص آتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، کوئی نہیں آتا۔ جب تیسرے روز بیدار ہوئے تو پیسے چھ روپے تھے۔ اس اضافی رقم کے بارے میں حضرت مرشد کامل حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا۔

16- جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں: ماہنامہ نورِ اسلام شیرِ ربانی نمبر ص 137۔

آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: بھئی ایسا ہو جایا کرتا ہے اس کے بعد رقم میں اضافہ نہیں ہوا۔ 17

پیر خانے کا ادب:

حضرت صاحبزادہ خورشید عالم صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ کوٹلہ شریف، کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہمارے والد ماجد حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے شرقپور شریف میں آئے۔ اس وقت آپ بالا خانہ پر جلوہ افروز تھے۔ ہمارے والد صاحب نے بالا خانہ پر جانے کا ارادہ کیا لیکن خادم دین محمد نے اُوپر جانے سے روک دیا۔ اس طرح والد ماجد ناراضگی کے عالم میں واپس تشریف لے گئے۔ اِدھر حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو بذریعہ کشف ناراضگی کا علم ہوا، تو دین محمد کو ڈانٹا اور خود ''پھریانوالہ'' میں تشریف لائے۔ حضرت والد ماجد سے فرمایا: حضرت معاف کر دیں، وہ تو نالائق ہے۔ آپ نے انہیں راضی کر لیا۔

پولیس کپتان کا متشرع بننا:

بڑی سے بڑی طاقت کا مالک حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیچ معلوم ہوتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رشید احمد نامی ایک شخص بطور پولیس کپتان شرقپور شریف میں دورے کے لئے آیا۔ وہ اپنی جہالت کی وجہ سے صوم وصلوٰۃ تو کجا کعبۃ اللہ کی اہمیت سے بھی ناواقف تھا۔ اس نے قبلہ رُخ ہو کر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حالت میں اس کو دیکھ لیا' اور اس کا کان پکڑ کر طمانچہ رسید کیا۔ اور فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ''رشید احمد'' آپ نے فرمایا: رشید احمد ایسے ہوا کرتے ہیں، جن کو کعبۃ اللہ کے احترام کا بھی علم نہیں؟'' آپ کی اس تادیبی کاروائی کا یہ اثر ہوا کہ رشید احمد پولیس کپتان نہ صرف پابند صوم وصلوٰۃ بن گیا بلکہ متشرع بھی بن گیا۔ ایسے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں لوگوں کے دِلوں کو دُنیا کے غبار سے پاک وصاف کر کے دین مصطفےٰ ﷺ کی حقانیت اور نُور سے منور کر دیا۔ 18

دعا سے لڑکے کو بینائی اور زُبان ملنا:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مستجاب الدعوات تھے۔ جس مہم، مشکل اور مسئلہ کے بارے میں دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ اکثر لوگ سائل بن کر حاضر خدمت ہوتے اور مرادیں لے کر واپس جاتے۔ ایک مشہور واقعہ ہے کہ آپ کے خدام میں ایک مستری کرم دین تھا جس کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ ایک دن بے اولادی کا تذکرہ آپ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اولاد دے گا''۔ آپ کی دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکا عطا فرمایا۔ لڑکا کچھ بڑا ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ گونگا اور نابینا ہے یعنی قوت بصارت اور نطق سے محروم ہے۔ یہ ایک

17- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت، صفحہ 349۔ 18- جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں: نور اسلام شیر ربانی نمبر ص 138

اور پریشانی بن گئی۔ مستری صاحب ایک دن اپنے لڑکے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: حضور! اللہ تعالیٰ نے لڑکا تو عطا فرمایا ہے لیکن گونگا اور نابینا ہے"۔ اس وقت آپ ایک درخت کے نیچے جلوہ افروز تھے۔ آپ نے لڑکے کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیوں بھائی تو انہیں کیوں ڈرا رہا ہے، تو دیکھتا اور بات کیوں نہیں کرتا؟" اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کو قوت بصارت اور گویائی عطا فرما دی۔ 19

گفتہء او، گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

بیماری سے نجات ملنا:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی نگاہِ فیض سے لوگوں کو روحانی اور جسمانی امراض سے نجات ملی۔ جناب پروفیسر محمد عارف اظہر صاحب کا بیان ہے کہ میرے بابا جان حاجی غلام نبی کلو، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید تھے۔ داڑھی کی جلد میں انہیں بیماری کی شکایت تھی، جس وجہ سے وہ داڑھی کترواتے تھے۔ اُنہوں نے ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا۔ جب شرقپور شریف میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ملاقات کے دوران حضرت میاں صاحب نے نام پوچھا۔ تو اُنہوں نے عرض کیا: حضور! غلام نبی" ہے۔ آپ نے تعجب کے انداز میں فرمایا: "نام غلام نبی اور داڑھی خلاف سنت نبی ہے؟" حاجی صاحب کا کہنا ہے کہ پھر میں نے تاحیات داڑھی نہ منڈوانے کا مصمم ارادہ کر لیا تو چہرے اور بالوں کی بیماری مکمل طور پر ختم ہو گئی۔

گھوڑی کا مطیع ہونا:

اولیاء کرام کی حکومت جیسے انسانوں کے دلوں پر ہوتی ہے ویسے ہی جانوروں پر بھی ہوتی ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو گھوڑ سواری کا بچپن ہی سے شوق تھا۔ بڑی سے بڑی چالاک گھوڑی بھی سوار ہوتے ہی مطیع اور مست ہو جایا کرتی۔ ایک دفعہ ایک بارات شرقپور شریف میں آئی، جس کے ساتھ بہت سی گھوڑیاں تھیں۔ باراتیوں نے سُن رکھا تھا کہ شرقپور شریف میں ایک لڑکا ہے جو بڑی سے بڑی بدمست، چالاک اور سرکش گھوڑی کو اپنا مطیع اور زیر کر لیتا ہے۔ بارات میں ایک سرکش اور چالاک گھوڑی بھی تھی جو آسانی سے کسی کو سوار نہیں ہونے دیتی تھی۔ باراتیوں نے بطور امتحان آپ کو بلایا اور مذکورہ گھوڑی پر سواری کرنے کے لیے کہا۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میں اس پر سوار ہوا، جس طرح اسے چلاتا وہ چلتی، جس طرح دوڑاتا وہ دوڑتی۔ یہ معاملہ دیکھ کر تمام باراتی حیران و ششدر رہ گئے۔" 20

19- خدام صحابہ، مولانا قاری شعیب، شیر ربانی ص 154 20- خدام صحابہ، مولانا قاری شعیب، شیر ربانی ص 136۔

نگاہِ ولایت کی تاثیر:

۱۔مستری دین محمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم اپنے امام مسجد کے ساتھ زیارت کے ارادہ سے شرقپور شریف کی طرف روانہ ہوئے۔دورانِ سفر ہمارے امام صاحب نے بطور مشورہ کہا: چونکہ ہمارے پاس خرچ کم ہے اس لیے ہمیں براستہ لاہور جانا چاہیے۔جب شرقپور شریف جائیں گے تو حضرت میاں صاحب ہمیں خرچ عنایت فرمادیں گے اور ایک رات قیام کرنے کے بعد ہم واپس آجائیں گے۔

جب ہم شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زیارت سے فارغ ہوئے تو آپ نے ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا: کتنے دن ٹھہرو گے؟''ہم نے عرض کیا'' جتنے دن آپ کا حکم ہوگا''۔فرمایا: ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ تم لوگ تو ایک رات رہنے کے ارادے سے آئے ہو، پھر ایسا کہنے کا کیا فائدہ؟ پھر فرمایا: تم لوگ روانہ ہو جاؤ۔پھر گھر سے کھانے کا پتہ کروایا تو معلوم ہوا کہ روٹی تو تیار ہے لیکن سالن ابھی تیار نہیں ہوا۔آپ نے حکم دیا کہ لاہور جا کر کھانا کھالینا۔پھر سنت طریقہ کے مطابق دروازے تک ہمیں چھوڑنے کے لئے تشریف لائے۔واپس ہوتے وقت آپ نے دو چونیاں اپنی جیب سے نکالیں کافی اصرار کے بعد ہمیں عنایت فرمادیں۔جب لاری کے قریب پہنچے تو پیچھے دوڑتا ہوا آپ کا خادم روشن دین آ گیا۔اس نے دو روپے میرے ہاتھ میں دے دیے۔ہم نے خیال کیا شاید کوئی چیز منگوانے کے لئے یہ پیسے بھیجے ہوں۔پوچھنے پر روشن دین نے بتایا کہ حضرت میاں صاحب نے یہ رقم تمہارے لاہور تک کرایہ کے لیے بھیجی ہے۔

۲۔حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر قصور تشریف لے جایا کرتے تھے۔صوفی محمد ابراہیم قصوری بیان کرتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دفعہ قصور تشریف لائے تو آپ کا گزر بازار سے ہوا۔وہاں چند لڑکوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ ان میں حافظ قرآن، عالم دین اور ولی بننے کی قابلیت موجود ہے۔ 21

۳۔یہ کرامت مشہور ہے کہ کسی گاؤں سے دو نوجوان براستہ لاہور شرقپور شریف میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔لاہور پہنچنے کے بعد وہ بازارِ حُسن (ہیرا منڈی) میں گئے جہاں وہ کافی دیر تک گھومتے پھرے اور بازاری عورتوں کو بھی دیکھتے رہے۔پھر دونوں شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔دوزانو اور گردنیں جُھکا کر بیٹھ گئے۔آپ اُٹھ کر ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے چہروں کو اپنے ہاتھ سے اُوپر کر کے فرمایا: لاہور میں کیا کیا دیکھ آئے ہو؟ وہ شرمندگی اور اظہار حقیقت کے پیشِ نظر بہت پریشان ہوئے، کیونکہ آپ ان کی کرتوتوں سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔

دلی خواہش سے آگاہ ہونا:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ عموماً لوگوں کے دلوں کی باتوں کو بیان فرما دیا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں جناب میاں عبداللہ صاحب برچو کے کا بیان ہے کہ وہ اور ایک طالب علم دونوں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے شرقپور شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں مکئی کا کھیت آیا، چھلیاں دیکھ کر طالب علم نے چھلیاں کھانے کی خواہش ظاہر کی تو میں نے اسے کہا چونکہ کھیت کا مالک موجود نہیں اس لیے اس کی اجازت کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ہم شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ بیٹھک میں حاضر ہوئے زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ آپ نے گھر سے ایک برتن میں چھلیاں رکھ کر ہمارے لیے بھیج دیں۔ اور طالب علم خواہش کے مطابق چھلیاں دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ عین اسی وقت گلی میں جامن فروخت کرنے والے کی آواز کانوں میں پڑی تو طالب علم نے جامن کھانے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک برتن میں جامن عنایت فرماتے ہوئے فرمایا: یہ بھی کھالو، اور ساتھ ہی فرمایا: ہر وقت کھانے کی طرف خیال رکھنا اچھا نہیں ہوتا، اس کے دینے والے رازق کی طرف بھی خیال رکھنا چاہئے۔ 22

قرض ادا ہونا:

جناب قاضی ضیاء الدین صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ ان پر مبلغ -/300 روپے قرض تھا۔ دِل میں ارادہ تھا کہ قرض کے بارے میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا لیکن لب کشائی کی جرأت نہ ہوئی اور عرض نہ کر سکا۔ رخصت ہوتے وقت آپ نے فرمایا: تم پر کچھ قرض تو نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا: حضور! ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ادا کر دے گا فکر نہ کیا کرو۔ ایسا ہی ہوا کہ چند مہینوں میں قرض اُتر گیا اور مجھے کسی قسم کا بوجھ بھی محسوس نہ ہوا۔ 23

درخت کا پھل آور ہونا:

حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ''چوبچہ والا کنواں'' کی طرف تشریف لے گئے۔ یہ کنواں شرقپور شریف سے مشرق کی جانب واقع ہے۔ اتفاقاً وہاں میاں اللہ بخش زمیندار بھی موجود تھا۔ اس نے عرض کیا: حضور! ہمارا آم کا درخت پھل نہیں دیتا۔ آپ نے جواب دیا کہ خداوند تعالیٰ کی رحمت سے بعید نہیں ہے۔ انشاء اللہ العزیز وہ پھل دے گا۔ میاں اللہ بخش کا کہنا ہے، کہ آپ کا فرمانا تھا کہ اسی سال وہ درخت خوب پھولا اور پھلا۔ وہ پھل لے کر بطور شکر یہ آپ کے آستانہ

عالیہ پر بھی حاضر ہوئے۔ 24

سیدی ومرشدی حضرت مفتی محمد عبد الغفور نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ بانی جامعہ فاروقیہ رضویہ ،باغبانپورہ لاہور کا بیان ہے کہ جب ہم ''جامعہ حضرت میاں صاحب'' شرقپور شریف میں زیرِ تعلیم تھے تو میاں اللہ بخش صاحب ہمارے پاس اسی درخت کے آم لایا کرتے اور کہا کرتے تھے: میں نے اس درخت سے ستر ستر من آم اُتارے ہیں۔

تمام انبیاء کرام علیھم السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہونا:

جناب صوفی محمد ابراہیم قصوری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں سرقپور شریف میں حاضر ہوا۔اس وقت حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے چچا جان میاں محمد عاشق کے مکان پر قیام رہا۔حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حالت جذب میں فرمایا: ''مجھے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے حلیے دکھائے گئے ہیں۔'' 25

سب سے بڑی کرامت:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے معتمد اورخادم خاص حضرت صوفی محمد ابراہیم قصوری ''خزینۂ معرفت'' میں ''سب سے بڑی کرامت'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے آدمی سے یہ کتاب املاء کروائی جو ایک سطر تو کجا خود ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا۔یہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور آپ کی روحانی مدد سے سرانجام ہوا۔الحمدللّٰہ! 26

دہریت سے توبہ کرنا:

پروفیسر مولوی اصغر علی روحی ،اسلامیہ کالج لاہور کا بیان ہے کہ ان کا ایک شاگرد تھا جو فاضل عربی اور ایم۔اے انگلش کی ڈگریاں حاصل کر چکا تھا۔اس کے عقائد ونظریات اسلامی حدود کو پھلانگ کر دہریت کے میدان میں داخل ہو چکے تھے۔وہ صاف طور پر اللہ تعالیٰ کی ہستی کا انکار کرتا تھا۔تقریر اورفن گفتگو میں اس قدر ماہر تھا کہ پڑھے لکھے علماء کو بھی مغلوب کر دیتا۔ایک دفعہ پروفیسر صاحب نے اپنے شاگرد کو مشورہ دیا کہ تم شرقپور شریف میں جاؤ۔اس نے شرقپور شریف جانے کا ارادہ کیا اور پروفیسر صاحب بھی اس کے ساتھ گئے۔اس شاگرد کا تذکرہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضور کیا گیا۔آپ نے اس پر ایسا تصرف فرمایا کہ روحانیت کی بجلی اس کے دل پر گری کہ وہ سب کچھ بھول گیا۔وہ آپ کی غلامی میں آ گیا،بیعت کر لی،شریعت مطہرہ کے مطابق شکل وصورت بنالی،دہریہ عقائد سے بالکل تائب ہو گیا۔اس پر جذب کا غلبہ بھی ہو جایا کرتا تھا۔ 27

24- حسن علی جامعی ،ملک: حیات جاوید ص125۔ 25- محمد ابراہیم قصوری،صوفی: خزینہ معرفت ص265۔ 26- محمد ابراہیم قصوری،صوفی: خزینہ معرفت ص349۔ 27- محمد ابراہیم قصوری،صوفی: خزینہ معرفت ص366

تعمیر مسجد میں فرشتوں کا شرکت کرنا:

جناب قاضی ضیاء الدین صاحب لاہوری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں موجود تھا۔ آپ نے فرمایا: لوگ تعجب کرتے ہیں کہ مسجد کس طرح اتنی جلدی تیار ہوگئی؟ آپ نے پھر فرمایا: ''ہم کو تو یقین ہے کہ مسجد کی تعمیر میں ایک اینٹ معمار لگاتے ہوں گے اور دو اینٹیں فرشتے لگاتے ہوں گے''۔

سانپ سے نجات پانا:

ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مسجد کی چھت پر نوافل پڑھنے میں مصروف تھے کہ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے کنوئیں سے پانی نکالنا شروع کر دیا۔ آپ چھت سے نیچے تشریف لے آئے اور پانی نکالنے والے سے فرمایا: ابھی ڈول نہ نکالو۔ پہلے چراغ لے کر آؤ پھر ڈول نکالنا''۔ اسی دوران ایک اور شخص آ گیا اور جلدی سے مسجد کا چراغ اُٹھا کر لے آیا۔ پھر حکم دیا کہ اب ڈول نکالو۔ جب ڈول نکالا گیا تو آپ نے فرمایا چراغ قریب لاؤ۔ جب چراغ ڈول کے قریب لایا گیا تو دونوں شخصوں نے ڈول میں سانپ دیکھا اور ایک دم پیچھے ہو گئے۔ اس سانپ کو مار دیا گیا۔ اُنہوں نے عرض کیا: حضور! آپ تو چھت پر تھے کیسے علم ہو گیا کہ ڈول میں سانپ ہے؟ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ''جس ذات کی ہم عبادت کرتے ہیں وہ ہمیں سب کچھ بتا دیتی ہے''۔ 28ے

زیارت روضہء رسول کریم ﷺ کروانا:

آستانہ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہر سائل کو خیرات ملی ہے کسی سائل کو بھی محرومی نہیں ہوئی۔ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے خدام کے جھرمٹ میں جلوہ افروز تھے کہ ایک عورت حاضر ہوئی۔ عرض کیا: بابا جی! آپ لوگوں کے کام کر دیتے ہیں ایک میری بھی آرزو پوری کر دو۔ اپنا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا: میں نبی جی ﷺ کا روضہ انور دیکھنا چاہتی ہوں۔'' آپ نے پست آواز میں فرمایا: روضہ رسول کریم ﷺ کی حاضری کا تصور رکھتے ہوئے درود پاک پڑھا کرو، گوہر مقصود حاصل ہو جائے گا۔ روضہ رسول کریم ﷺ کا ذہن میں تصور رکھتے ہوئے اس نے فوراً درود شریف پڑھا، عورت کو گوہر مقصود حاصل ہو گیا۔ وہ فوراً چلا اُٹھی: ''خدا کی قسم میں روضہ رسول کریم ﷺ کے سامنے ہوں میں روضہ رسول کریم ﷺ کے سامنے ہوں میں روضہء رسول کریم ﷺ کے سامنے ہوں۔ آپ کی پیشانی پر ناراضگی کے آثار نمایاں تھے۔ اور فرمایا: لوگ کسی کا پردہ بھی نہیں رہنے دیتے۔'' 29ے

28- جلیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں: منبع انوار ص45 29- غلام عباس، مولانا قادری: شیخیہ شیر ربانی ص127

حیات نو حاصل ہونا:

اہل اللہ کے تصرف سے حیات نو حاصل ہو جاتی ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دادا پیر خانہ ''مکان شریف'' میں حضرت خواجہ سیّد امام علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے عرس مبارک میں شامل تھے۔ نمازِ عصر کے وقت اچانک کچھ شور سُنائی دیا۔ پتہ کرنے سے معلوم ہوا کہ شرکاء عرس میں سے کسی کا لڑکا فوت ہو گیا ہے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا: اس کے تلووں اور ہتھیلیوں کی مالش کرو ممکن ہے وہ ہوش میں آ جائے''۔ حکم کی تعمیل کی گئی تو واقعی وہ لڑکا ہوش میں آ گیا۔ آپ نے لڑکے کے والدین کو حکم دیا عرس مبارک ختم ہوتے ہی لڑکے کو لے کر فوراً اپنے گھر چلے جاؤ، مکان شریف میں رات کو بالکل نہ ٹھہرنا۔ والدین لڑکے کو گھر لے کر ابھی پہنچے ہی تھے کہ وہ لڑکا چارپائی پر لیٹا اور فوت ہو گیا۔ کسی شخص نے لڑکے کے فوت ہونے کے بارے میں آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا:

''لڑکا تو اسی وقت فوت ہو گیا تھا لیکن میں نے اللہ تعالیٰ سے چند گھنٹوں کے لئے اس کی زندگی لے لی تھی تا کہ میرے پیر و مرشد کا عرس مبارک خراب نہ ہو۔'' 30

خواب میں نماز کی تاکید کرنا:

جناب حافظ غلام یٰسین قصوری کا بیان ہے کہ ان کی شادی ہوئی۔ وہ شادی کی دُوسری رات عشاء کی نماز پڑھے بغیر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے ہیں اور شدید غصہ کی حالت میں دکھائی دے رہے ہیں۔ آخر آپ نے فرمایا: شادی کرتے ہی نماز چھوڑ دی ہے''۔ یہ فرما کر دو تھپڑ رسید کئے اور وہ چارپائی سے زمین پر گر پڑا۔ اہل خانہ نے یہ صورتحال اپنی آنکھوں سے دیکھی اور حیرانی و تعجب کی تصویر بن کر رہ گئے۔ اور حافظ صاحب اُٹھ کر سیدھے مسجد کی طرف چلے گئے۔ نماز سے واپسی پر اپنا تمام خواب گھر والوں کو بیان کیا۔ 31

رقم کے خرد بُرد ہونے کی پریشانی سے نجات دلانا:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے خادم خاص مولوی غلام محمد المعروف غلام یار (مصنف ''سی حرفی غلام یار) کا بیان ہے کہ وہ منڈی چوہڑ کانہ اور سکی شہاباں میں رہائش پذیر رہے ہیں۔ مولوی صاحب موضع چشتیاں میں بطور نمبردار بھی رہے ہیں۔ منڈی چوہڑ کانہ میں قیام کے باعث انہوں نے اپنے صاحبزادے کو وہاں کا سربراہ نمبردار مقرر کر دیا تھا جس سے مالیہ کی رقم خرد بُرد ہو گئی۔ جب اس واقعہ کی خبر ان کو ہوئی تو وہ فوراً اپنے مرشد کامل کے مزار پرانوار پر شرقپور شریف میں حاضر ہوئے کیونکہ اس وقت ان کے پاس

30- جلیل احمد شرقپوری، میاں، منبع انوار ص 51۔ 31- محمد ابراہیم قصوری، صوفی، خزینہ معرفت ص 346

جمع کرانے کے لئے -/25 روپے کے علاوہ بالکل رقم موجود نہیں تھی جبکہ ان کے خلاف وارنٹ بھی جاری کر دیے گئے تھے۔ مزار پر انوار پر حاضری کے دوران موجود رقم -/25 روپے غلاف کے نیچے رکھ دی اور ان پر غنودگی سی طاری ہوگئی۔ اسی عالم میں اُنہوں نے دیکھا کہ چشتیاں شریف میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تحصیلدار مقرر ہیں اور ان کی خدمت میں وہی قلیل رقم جمع کروادی ہے۔ کیونکہ ان کو اطلاع موصول ہوئی تھی کہ تحصیلدار انہیں یاد کر رہے ہیں۔ ان سے غنودگی ختم ہوئی تو وہ واپس چوہڑ کانہ میں پہنچ گئے۔ اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں حرف بحرف تمام واقعہ بیان کر دیا۔ والدہ ماجدہ نے ان کو فرمایا: تمہیں وہ قلیل رقم نہیں دینی چاہیے تھی کیونکہ اگر کثیر رقم شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ادا فرما سکتے ہیں تو قلیل رقم پیش کرنے کا فائدہ؟'' غنودگی کے عالم میں جو حقیر رقم حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی گئی تھی محکمہ مال نے وہ مِن وعَن یہ بات کہتے ہوئے واپس کردی کہ یہ رقم زائد جمع ہوگئی تھی۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیض ظاہری زندگی کی طرح آج بھی جاری وساری ہے۔

مکھن میں برکت ہونا:

صوفی ابراہیم قصوری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ قصور تشریف لائے۔ لوگوں سے آپ کو معلوم ہوا کہ ابھی ابھی موضع جوڑا تحصیل قصور کا ایک باشندہ جلال الدین حج کر کے آیا ہے۔ روضہء رسول کریم ﷺ کی حاضری کے دوران جو کیفیات اس کے دل پر وارد ہوئیں ان کو بڑی محبت اور عقیدت سے بیان کرتا ہے۔ آپ نے بھی رسول اعظم ﷺ کے انعامات سننے اور حاجی صاحب سے ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ بذریعہ تانگہ خدام سمیت آپ موضع ''جوڑا'' نزد قصور میں تشریف لے گئے۔ حاجی صاحب نے دل پر وارد ہونے والی کیفیات کا تذکرہ ایک مخصوص اور محبوب انداز میں کیا۔ گفتگو سُنتے ہی آپ پر وجد کی حالت طاری ہوئی اور کافی دیر تک اسی کیفیت میں رہے۔ حاجی صاحب نے آپ کی اور خدام کی خوب خدمت وتواضع کی۔ ایک وقت کا دودھ مہمانوں کو پلا دیا اور دُوسرے وقت کا دودھ لسی بنانے کے لیے محفوظ کرلیا۔ صبح کے وقت جب دودھ سے مکھن نکالا گیا تو یہ دیکھ کر حاجی صاحب کی بیوی حیران ہوگئی کہ مکھن دو وقت کے دودھ کے برابر برآمد ہوا۔ جب بیوی نے یہ بات اپنے خاوند کو بتائی تو وہ ترازو پکڑ لائے۔ تولنے سے معلوم ہوا کہ واقعی ایک وقت کے دودھ سے اتنا ہی مکھن برآمد ہوا جتنا دو وقت کے دودھ سے برآمد ہوا کرتا تھا۔ یہ دراصل حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان کرامت ہے۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ مذکورہ حاجی صاحب کا تعلق مسلک اہلِ حدیث (وہابی مسلک) سے تھا۔ اس مسلک کے حامل لوگ عام طور پر اولیاء اللہ کی کرامات کو تسلیم نہیں کرتے۔ 32

32۔ [illegible] صوفی [illegible] نقشبندی 317

گستاخی کے نتیجے میں گھر کا صفایا ہونا:

یہ مقولہ بہت مشہور ہے کہ ''با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب''۔ یہ واقعہ بھی بہت مشہور ہے کہ رات کے بارہ بجے کا وقت تھا، لوگ میٹھی نیند سو رہے تھے کہ ایک سکھ تھانیدار بھی فرائض انجام دیتے ہوئے گشت کر رہا تھا۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کسی ضروری کام کے پیشِ نظر بازار تشریف لے گئے۔ آپ کو دیکھ کر تھانیدار نے آواز دی ''کون ہے؟'' لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ آخر کار تھانیدار نے ایک سپاہی کو حکم دیا کہ فوراً اس شخص کو پکڑ لاؤ۔ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سپاہی فوراً آپ کو پکڑ لایا اور تھانیدار کے پاس جا کر کہا ان کو کیوں پکڑا یہ تو ہمارے میاں صاحب ہیں؟ اس نے گستاخانہ لہجے میں جواب دیا۔ ہاں ایسے ہی میاں صاحب اور سائیں ڈاکوؤں کی سرپرستی اور رہنمائی کرتے ہیں۔ آخر کار چھوڑ دیا گیا اور آپ گھر تشریف لے گئے۔ آئندہ رات چوروں نے تھانیدار کے گھر میں چوری کی اور مکمل طور پر گھر کا صفایا کر دیا۔ تھانیدار کو جب گستاخی کی سزا مل گئی تو وہ آپ کا معتقد بن گیا۔

لا علاج اُنگلی کا دُرست ہونا:

ایک شخص کے ہاتھ کی اُنگلی پر کسی وجہ سے سخت چوٹ آ گئی۔ چھ ماہ سے زیادہ عرصہ تک وہ علاج کرواتا رہا لیکن آرام نہ آیا۔ آخر کار اُنگلی سُوکھ کر ٹیڑھی ہو گئی۔ وہ شخص حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں شرقپور شریف حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی اُنگلی پکڑ کر سیدھی کر دی اور وہ بالکل دُرست ہو گئی۔ 33

غلہ میں برکت ہونا:

حضرت صوفی محمد ابراہیم قصوری تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بندہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ کہیں گھر سے باہر گیا تو آپ مجھے نالے کی طرف لے گئے۔ وہاں اتفاقاً خانگی (گھریلو) معاملات کی باتیں شروع ہو گئیں۔ اثناء گفتگو آپ نے فرمایا کہ کنویں کے حصے سے قریباً بیس من پختہ گندم ہمارے گھر آ جاتی ہے۔ ہم بھڑولے میں ڈال رکھتے ہیں اور اس سے کھانا کھلانے کے لئے بھی نکال لیتے ہیں۔

ایک دن والدہ صاحبہ نے فرمایا میں جب دیکھتی ہوں گندم ویسی کی ویسی ہی موجود ہوتی ہے''۔ میں نے کہا: آپ یہ خیال نہ کریں بلکہ اس کو دیکھا بھی نہ کریں، خدا چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بیس من گندم گھر کے چند افراد کے لئے ناکافی ہو جاتی ہے لیکن یہاں تو معاملہ ہی اور ہے جو نہ عقل میں آ سکتا ہے اور نہ دِل کی گہرائیوں میں۔ 34

33- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص348۔ 34- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص349

کھانے میں برکت ہونا:

صبح سے لے کر رات کے بارہ بجے تک مہمانوں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔کسی مہمان کو کھانے وغیرہ کی کبھی پریشانی ہوئی اور نہ بازار سے کھانا کھانے کی ضرورت پیش آئی۔مجلس کے دوران باصفا مریدین کی تربیت کا پہلو مدنظر رکھتے۔

تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ کے ہاں بیس مہمان آئے۔آپ نے ان کے لیے کھانا تیار کرنے کا گھر میں حکم دے دیا۔کھانا تیار ہونے پر مہمانوں کے سامنے لایا گیا۔آپ کھانا کھلا رہے تھے کہ اسی دوران بیس مہمان اور آ گئے۔آپ نے خادم کو حکم دیا گھر میں جاؤ جتنی بھی روٹیاں موجود ہیں لے آؤ۔خادم نے آ کر عرض کیا حضور! روٹیاں ختم ہو گئیں ہیں۔آپ نے فرمایا اچھا رہنے دو بیٹھ جاؤ۔وہی بیس آدمیوں کا کھانا آپ نے چالیس آدمیوں کو کھلا دیا لیکن کھانا پھر بھی بچ گیا۔35

فضول خرچی سے اصلاح:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ ایک شخص مسمی فیروزالدین کو فن کیمیاء میں اپنی مہارت پر بہت ناز تھا۔اسی شوق کو پورا کرنے اور حصولِ مقصد کے لیے اس نے بہت سی رقم پانی کی طرح بہادی اور اپنا قیمتی وقت بھی ضائع کیا۔وہ کیمیائی مظاہرے میں اپنی منزل کو قریب ترین دیکھتا تھا لیکن ایک انچ کی کمی رہ جاتی تھی۔حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں کسی نے اس شخص کے بارے میں عرض کیا تو آپ نے اس پر توجہ باطنی فرمائی جس کے نتیجے میں اس کے دل سے فنِ کیمیاء کا تعلق اور شوق حرفِ غلط کی طرح مٹ گیا۔اس نے اسراف سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا۔

ارتداد سے تائب ہونا:

نگاہِ ولایت سے اسلام دشمن انسان، اسلام دوست اور دیندار بن جاتا ہے۔مردان علی نامی ایک شخص تعلیماتِ اسلامیہ سے نہ صرف منحرف ہو گیا بلکہ ان کا مذاق اُڑا کر دائرہ ارتداد اور دہریت میں داخل ہو چکا تھا۔اس کے نزدیک نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، توحید، رسالت اور دیگر عقائد و عبادات کا بالکل کوئی تصور نہیں تھا۔اس کے نزدیک قرآن، حدیث، عمل صحابہ اور عمل اولیاء کی بالکل کوئی حیثیت نہیں تھی۔کسی شخص نے بطور اصلاح مشورہ دیا کہ تم شرقپور شریف حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جاؤ۔کسی بدبخت نے کہا تم قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس جاؤ۔وہ قادیان جانے لگا لیکن کچھ لوگوں نے اسے روک کر

35- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص349

شرقپور شریف بھیج دیا۔ وہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں شرقپور شریف حاضر ہوا اور بیعت کے لیے عرض کیا تو آپ نے حسبِ عادت صاف انکار کر دیا۔ اس نے پھر عرض کیا کہ اگر آپ میری بیعت نہیں لیتے تو میں قادیان جاتا ہوں۔ اس کو کیا علم تھا کہ شرقپور شریف میں آنے والا قادیان کیسے جا سکتا ہے۔ آپ نے اس پر توجہ فرمائی تو وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ جب وہ ہوش میں آیا تو ارتداد اور دہریہ نظریات، عقائد اور خیالات سے مکمل طور پر تائب ہو چکا تھا۔ 36

بے عمل کا سنت نبوی ﷺ کا پابند ہونا:

ایک دفعہ ایسا شخص حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت حاضر ہوا جو شکل وصورت کے لحاظ سے بجائے مسلمان کے ہندو معلوم ہوتا تھا۔ آپ نے اس کو فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کرم دین۔ پھر فرمایا بھائی تم شکل وصورت سے کرم چند معلوم ہوتے ہو! آپ کے ارشاد عالیہ کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے اپنی شکل کو سنت نبوی ﷺ کے مطابق بنا لیا۔

پسند کا کھانا ملنا:

جناب بابا محمد ابراہیم جن کا تعلق قلعہ گجر سنگھ لاہور سے تھا، کا بیان ہے کہ میں اور میرے دو ساتھی ڈی۔سی لاہور اور فوج کے کرنل صاحب نے اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے کے لیے شرقپور شریف میں حاضری کا پروگرام بنایا۔ میرے ڈی۔سی ساتھی نے کہا کہ میں نے گھر میں کریلے اور قیمے کی ڈش تیار کی ہے جو مجھے پسند بھی ہے۔ پہلے ہم کھانا کھاتے ہیں پھر شرقپور شریف کی طرف روانہ ہوں گے۔

میں نے کہا کہ کھانا کھانے سے ہم لیٹ ہو جائیں گے ابھی چلو کیونکہ آج جمعہ کا دن ہے اور وہاں نمازِ جمعہ میں شرکت ہو جائے۔ ہم تینوں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت بیٹھک میں تشریف فرما تھے۔ پہنچنے کے صرف پانچ منٹ بعد آپ نے کریلے اور قیمے کی تیار ڈش میرے "ڈی۔سی" ساتھی کے سامنے رکھ دی اور فرمایا یہ تیری پسندیدہ ڈش ہے کھاؤ"۔ اس کے بعد کدو شریف اور دال شریف کا سالن کرنل صاحب کو اور مجھے عنایت فرمایا۔ کھانا کھانے کے بعد ہم نمازِ جمعہ میں شامل ہو گئے۔

بیماری کی تشخیص اور اس کا علاج:

بابا محمد ابراہیم (قلعہ گجر سنگھ، لاہور) کا بیان ہے کہ مَیں، ڈی۔سی لاہور اور ایک فوجی کرنل تینوں گہرے دوست تھے۔ ہم تینوں کا ماضی بہت تاریک تھا۔ میں چار مربعوں کا مالک تھا اور دُوسرے دونوں ساتھی بھی کھاتے پیتے تھے۔ ہم تینوں کا محبوب ترین مشغلہ خواتین کی عزّت سے کھیلنا تھا۔ جس حسین خاتون کو دیکھ

36- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 371

لیتے اپنے مقصد کے حصول کے لیے ہم ہر حربہ استعمال کرتے۔آخر شیطانی کام میں ہمیں کامیابی ہو جاتی۔آخر کار قدرت نے ہم تینوں سے انتقام لیا۔وہ اس طرح کہ ڈی۔سی لاہور اور فوجی کرنل کو ملازمت سے چھٹی ہوگئی اور مجھ پر بہت سے مقدمات بن گئے۔علاوہ ازیں میں ہرنیوں کی بیماری میں گرفتار ہو گیا۔اپنی چار مربع زمین ایک سکھ کے ہاں گروی رکھ دی اور پچاس ہزار روپے لے کر دہلی میں علاج کروانے کے لیے چلا گیا۔دہلی میں ڈاکٹروں نے آہستہ آہستہ تمام پیسے لوٹ لیے لیکن آرام بالکل نہ آیا۔ڈاکٹروں نے علاج کا سلسلہ جاری رکھنے کے لیے رقم لانے کا کہا۔اب میرے پاس پیسے کہاں تھے۔دن بدن بیماری مزید شدت اختیار کرنے لگی۔لاچار ہو کر آخر میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے مجھے فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ ''محمد ابراہیم'' میں نے عرض کیا۔آپ نے حیرانگی کے عالم میں فرمایا دونبیوں کی طرف نسبت ہے اور کسی ایک کی نسبت کا بھی لحاظ نہیں رکھا!تم وہ کام کیوں کرتے ہو جس سے ہرنیاں ہو جاتی ہیں پھر آپ نے فرمایا تین شادیاں مزید کر لینا زنا سے محفوظ رہو گے۔بابا محمد ابراہیم کا کہنا ہے کہ آپ کی خدمت میں حاضری کے چند دن بعد بغیر کسی علاج معالجہ کے مجھے ہرنیوں کی بیماری سے مکمل طور پر نجات مل گئی اور طبیعت نماز روزہ کی طرف متوجہ ہوگئی۔آپ کے فرمان کے مطابق میں نے تین شادیاں بھی کیں۔ان تینوں بیویوں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے دو دو بچیاں عطا فرمائیں۔ایک بیوی پہلے تھی جس سے دولڑکیاں اور تین لڑکے پیدا ہوئے تھے۔

طائفہ کو طلاق دینا:

چوہدری غلام رسول صاحب ٹھیکیدار کا بیان ہے کہ اس نے ایک دفعہ شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور!میرے لڑکے دین محمد نے ایک طائفہ سے شادی کر لی ہے جس وجہ سے بہت پریشان ہوں۔علاوہ ازیں اس کی پہلی بیوی اور بچے بھی موجود ہیں۔آپ توجہ فرمائیں اور پریشانی سے نجات دلائیں۔آپ نے اس کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔کچھ دنوں کے بعد چوہدری غلام رسول صاحب کا لڑکا دین محمد حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور!چوہدری غلام رسول کا لڑکا میں ہی ہوں اور میں نے ہی طائفہ سے شادی کی تھی اور اب اس کو طلاق دے دی ہے۔اس کے بطن سے دو لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں۔طلاق کے بعد اس کے خاندان نے لڑکیاں حاصل کرنے کے لئے دعویٰ کر دیا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ فیصلہ میرے حق میں ہو اور وہ نہ لے جائیں۔کچھ عرصہ بعد لڑکیوں کا فیصلہ اس کے حق میں ہو گیا اور لڑکیاں اس کے پاس رہیں۔

چوری سے تائب ہونا:

تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ بابا حاکم علی ٹم ٹم والا شروع شروع میں علاقے کے ممتاز چوروں میں شمار

ہوتا تھا۔ اس کا ظلم وستم اور چوری کی عادات دیکھ کر کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ کسی دن وہ یہ عادات بد چھوڑ کر صوم و صلوٰۃ کا پابند بن جائے گا۔ لیکن اس کی قسمت کو تبدیل کرنے کا ذریعہ اس کی ٹم ٹم بن گئی۔ ایک دن حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے لاہور کے سفر کے لئے بابا حاکم علی ٹم ٹم والے کا انتخاب کیا۔ آپ کے حکم کرتے ہی وہ اپنی ٹم ٹم لے کر حاضر ہو گیا۔ راستہ میں آپ نے اس کے کندھے پر اپنا دست اقدس رکھا اور توجہ فرمائی جس کے نتیجے میں اس نے تمام عادات بد ترک کر دیں۔ وہ نہ صرف چوری سے تائب ہوا بلکہ صوم وصلوٰۃ کا پابند بھی بن گیا۔ اکثر اوقات استغراق کے عالم میں دیکھا جاتا۔ ایک دفعہ وہ استغراق کے عالم میں تھا کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دادا پیر خانہ مکان شریف سے واپسی پر اس کو گھر پہنچانے کے لیے تبرک کی گٹھڑی دی۔ بجائے اس کے وہ گھر پہنچا دیتا اس نے سب کا سب تبرک راستے میں ہی تقسیم کر دیا۔

<u>چور کا تائب ہونا:</u>

پنجاب کے ''ماجھے'' کا قادر بخش نامی ایک مشہور ترین ڈاکو گزرا ہے۔ اس کی شجاعت، قوت اور شاہ زوری کے واقعات تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔ وہ موضع ''آرائیاں'' ضلع لاہور کا باسی تھا۔ پنجاب کے چار مشہور ڈاکوؤں میں وہ پہلے نمبر پر تھا۔ چار ڈاکوؤں کے درمیان گہرا تعلق اور علاقہ تھا کیونکہ سب کی مہم اور مقصد ایک تھا۔ چاروں میں عموماً یہ بحث جاری رہتی تھی کہ شرقپور شریف کے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سرمایہ کہاں سے آتا ہے؟ اور وہ کہاں رکھتے ہیں جس سے روزانہ سینکڑوں مہمانوں کی تواضع کی جاتی ہے؟ اور سرمایہ کی وجہ سے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی جوادی، فیاضی اور دریا دلی مشہور ہے؟ ایک دن باتوں باتوں میں اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ قادر بخش بطور مہمان شرقپور شریف جائے وہاں دولت کی آمد اور رکھنے کی جگہ کا جائزہ لے کر آئے تاکہ اس دولت کو قبضہ میں کیا جا سکے۔

طے شدہ منصوبے کے تحت قادر بخش ڈاکو شرقپور شریف میں پہنچا۔ آپ قادر بخش کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: کہاں سے تشریف لائے ہو اور تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ''آرائیاں ضلع لاہور کا رہنے والا ہوں اور میرا نام قادر بخش ہے۔ یہ جواب سن کر آپ نے مسکراتے ہوئے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا: ''یا قادر، بخش! یا قادر، بخش! یا قادر، بخش!''

اس مختصر گفتگو کے بعد آپ نے دستر خوان بچھا دیا، کھانا لاکر اس کے سامنے رکھ دیا اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا اچھی طرح کھاتے چلے جاؤ۔ کام تو تمہارا شاید ممکن نہیں۔

چونکہ قادر بخش بڑا جسیم اور طاقتور تھا اس لئے وہ ایک ایک وقت میں تقریباً ایک درجن روٹیاں کھا جاتا تھا۔ وہ شرقپور شریف میں ایک ہفتہ ٹھہرا رہا۔ اسی قیام کے دوران وہ اپنے مقصد کے حصول کا بھی ناقدانہ

انداز میں جائزہ لیتا رہا۔ چونکہ یہاں کے خزانے اسرار الٰہی کے خزانے تھے اس لیے وہ اپنے سر کی آنکھوں سے ان کو نہ دیکھ سکا۔ آخر حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے حصول اجازت کے بعد واپس روانہ ہونے لگا۔ آپ نے اجازت عطا فرمانے کے ساتھ ہی چند روٹیاں اور سالن بھی باندھ کر دے دیا۔ مزید کرم یہ فرمایا کہ اس کو "شیخانیوں" کے کنویں تک چھوڑنے تشریف لے گئے۔ روانہ کرتے وقت فرمایا: ذرا خیال سے جانا۔

شرقپور شریف سے دو میل کے فاصلے پر ایک ذخیرہ ہے جس کی دوسری طرف ایک نہر بہہ رہی ہے۔ جب قادر بخش نہر پار کر کے دوسری طرف گیا تو اس پر کیفیت طاری ہوگئی اور اس کا قلب جاری ہو گیا۔ محویت کے عالم میں اس نے اپنے تمام کپڑے پھاڑ لیے بالکل عریانی حالت میں چوبیس گھنٹے تک پڑا رہا۔ جب ہوش میں آیا تو جسم پر کپڑے تھے اور نہ جسم صحیح و سالم تھا کیونکہ زمین پر اِدھر اُدھر لیٹنے کی وجہ سے تمام جسم زخمی ہو چکا تھا۔ پھٹے ہوئے کپڑے اپنے اعضائے مخصوصہ پر رکھ کر نیم برہنہ حالت میں واپس حضرت حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ پہلے ہی بیٹھک کے باہر اس کے انتظار میں تھے۔ دیکھتے ہی فرمایا میں نے تو تمہیں کہا تھا کہ ذرا خیال سے جانا۔ تم اتنا بھی برداشت نہ کر سکے؟ اس نے عرض کیا حضور! اب میں جانے کے قابل نہیں رہا۔ آپ اسے بیٹھک میں لے گئے، اس کو کپڑے پہنائے، کھانا کھلایا اور مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ قادر بخش نہ صرف ڈاکہ زنی سے تائب ہوا بلکہ صوم وصلوٰۃ اور نمازِ تہجد تک کا پابند بن گیا۔ 37

ہندوؤں اور سکھوں کا ولایت کی گواہی دینا:

حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولایت کا اعتراف نہ صرف مسلمانوں نے کیا بلکہ غیر مسلموں نے بھی اقرار کیا ہے۔ حاجی فضل الٰہی مونگہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دادا پیر خانہ مکان شریف میں تشریف لے گئے۔ اچانک شرقپور شریف کے مقامی سکھوں نے ایک جلسہ عام کیا جس میں دوسرے علاقوں سے بھی کثیر تعداد میں سکھوں نے شرکت کی۔ جلسہ سے پہلے تمام سکھ جلوس کی شکل میں بازار میں جمع ہوئے۔ تھوڑے تھوڑے وقفے میں وہ ٹھہرتے ہوئے بھجن گاتے اور نعرے لگاتے کرتے۔ اس جلوس میں ایک نابینا سکھ تھا جو زور دار تقریر کرتا اور ایک لڑکا بھی تھا جو طبل بجاتا تھا۔ یہ جلوس جب آپ کی گلی کے سامنے آیا تو نابینا سکھ نے شور و غل ختم کر کے جلوس کو آگے بڑھنے سے زوردار آواز سے روکا۔ جلوس کے رُکنے پر اس نے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی گلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "اس طرف سے کسی اللہ کے بندے کی خوشبو آرہی ہے۔ مجھے ان کی قدم بوسی کر لینے دو پھر آگے چلیں گے۔"

لالہ پھگو رام جو حضرت میاں صاحب کی گلی میں ہی مقیم تھا، نے نابینا سکھ کے جواب میں کہا اس گلی

37- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 125

میں بہت بڑے بزرگ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ رہتے ہیں اور آج وہ یہاں موجود نہیں بلکہ کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں۔ یہ جواب سُن کر وہ نابینا سکھ رو پڑا اور کہا کہ یہ میری بدقسمتی ہے کہ میں قدم بوسی سے محروم رہا۔ حاجی فضل الٰہی کا بیان ہے کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی مکان شریف سے واپسی کے بعد ان دونوں (نابینا اور نوجوان لڑکا) سکھوں کو آپ کی خدمت میں مراقبے کی حالت میں دیکھا گیا۔ مراقبے کے بعد نابینا سکھ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے زانوؤں کو پکڑ کر اس طرح گویا ہوا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! چالیس برس کے بعد گرو کا رنگ یہاں آ کر دیکھا''۔

مذکورہ سکھ نے اپنے نوجوان لڑکے کو آپ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا اس کی کمر پر ہاتھ پھیریں کہ یہ گروؤں کی سیوا کرتا رہے۔ اگر مجھے اجازت ہو تو کبھی کبھی حاضر ہوتا رہوں؟ آپ نے اس پر اظہار ناراضگی فرماتے ہوئے فرمایا:

جو تن سے نزدیک ہے وہ مہجور ہے
جو دل سے نزدیک ہے وہ کب دُور ہے

اس کے بعد دودھ سے ان دونوں کی تواضع کی گئی اور وہ اپنے گھر سیالکوٹ روانہ ہو گئے۔[38]

کتے کا تابع حکم ہونا:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی روحانی حکومت صرف انسانوں کے دلوں پر نہیں تھی بلکہ چوپائے اور کتے تک آپ کے تابع حکم تھے۔ آپ حسب معمول مہمانوں کو کھانا کھلانے کے بعد ٹکڑے وغیرہ کتوں کو ڈالنے کے لیے تشریف لاتے تو وہ انتظار میں ہوتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کتوں کو ٹکڑے ڈال رہے تھے کہ ایک لاغر کمزور کتیا کے سامنے سے ایک طاقتور اور شاہ زور کتے نے روٹی کا ٹکڑا پکڑ لیا۔ یہ منظر دیکھ کر آپ مسکرا دیے اور اس کتے سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''نہ بھئی اس طرح تو نہیں چاہئے۔'' یہ فرمان سنتے ہی اس کتے نے ٹکڑا کتیا کے آگے رکھ دیا اور خود اس کے ارد گرد پہرا دینے لگا۔ جب تک کتیا نے وہ ٹکڑا نہیں کھالیا وہ مسلسل اس کا پہرا دیتا رہا۔ یہ منظر دیکھ کر مولانا اصغر علی روحی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے قدموں پر گر گئے اور بلند آواز سے پکار اُٹھے: ''شیخ ہو تو ایسا، مجھے ایسا ہی پیر درکار تھا۔''

نور کی بارش:

ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار اقدس پر حاضری و فاتحہ خوانی کے لیے سرہند شریف تشریف لے گئے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ ایک حافظ قرآن

38- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 123

جو پٹھان نسل سے تعلق رکھتے تھے، نماز تراویح میں قرآن سُنا رہے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مسجد میں نماز تراویح کے شرکاء کی کل تعداد تقریباً پچاس تھی۔ سولہ تراویح تک شرکاء کی طبیعتوں میں بالکل اطمینان اور سکون نہیں تھا۔ اس کے بعد تمام طبیعتیں یکسر بدل گئیں۔ کوئی وجد کی حالت مین تھا، کسی پر غنودگی طاری تھی اور سب محسوس کر رہے تھے کہ ان پر انوار و تجلیات کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔ اس طرح عالم کیفیت میں نماز تراویح اختتام کو پہنچی۔ دُوسرے روز حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر انوار کے متصل باغ میں حضرت میاں صاحب مع اپنے خدام تشریف فرما تھے۔ آپ نے خدام سے مخاطب ہو کر فرمایا: رات کو کچھ دیکھا تھا؟ ایک باصفا مرید نے عرض کیا: حضور! پہلے تو ہماری طبیعتوں میں طمانیت نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ پھر آہستہ آہستہ انوار و تجلیات کی پھوار کا نزول ہوا اور غنودگی سی چھا گئی تھی۔ اس پر آپ نے فرمایا:

> میں نے طبیعتوں کو دیکھا ان میں بالکل اطمینان نہیں تھا۔ پھر میں نے خیال کیا رمضان کا مہینہ ہو، مسجد حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہو، حافظ قرآن کلامِ الٰہی سُنانے والے ہوں پھر لوگوں کو سکون و اطمینان حاصل نہ ہو تو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو میں نے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا: حضور! آپ اقلیم ولایت کے شہنشاہ ہیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام ہیں۔ مسجد ہو آپ کی، رمضان شریف کا ہو مہینہ، قرآن سنایا جائے اللہ تعالیٰ کا کلام پھر لطف نہ آئے اور طبیعتیں بحال نہ ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ سُننا تھا کہ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نور کا مشکیزہ بھر لائے اور صف اول کی دائیں طرف سے نمازیوں پر نُور کی دھار برسانے لگے۔ جب امام صاحب کے پاس پہنچے تو مشکیزے کا مُنہ کھول دیا۔ پھر جو ہوا سو ہوا۔ اس کا لُطف جن کی قسمت میں تھا اُنہوں نے ہی اُٹھانا تھا۔" 39

دل کا بھید معلوم کرنا:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نمازِ پنجگانہ اور نمازِ جمعۃ المبارک کی امامت خود فرماتے۔ ہاں اگر کوئی عالم دین، حافظ قرآن اور قاری قرآن آتا تو اسے امامت کے بارے میں ارشاد فرماتے۔ ایک دفعہ ایک مولانا صاحب آپ کے پاس زیارت کے لیے حاضر ہوئے، اس وقت نمازِ عصر کا وقت تھا۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مولانا صاحب کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ نماز کے بعد آپ مولانا صاحب کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے گئے اور ان کو فرمایا: "مولانا صاحب! کیا التَّحِیَّاتُ میں بھینس کا دودھ دوہنا ضروری تھا

39- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 158

وہ گھر جا کر بھی دوہا جا سکتا تھا۔ یہ بات سن کر مولانا نے شرمندگی سے سر جھکا لیا اور کہا: خدا کی قسم! میں التحیات میں بیٹھا اپنے خیالوں میں بھینس کا دودھ دوہ رہا تھا''۔ 40

زیارت رسول کریم ﷺ کروانا:

''انجمن اسلامیہ شرقپور شریف'' کے زیر اہتمام چلنے والے پرائمری سکول میں مولانا شیخ محمد علی صاحب نامی ایک شخص ''اسلامیات'' کے مدرس تھے۔ انہیں زیارتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت شوق تھا۔ گوہر مقصود حاصل کرنے کے لیے انہوں نے بہت سے وظائف کا ورد کیا اور کثیر مزارات اور آستانوں پر بھی حاضر ہوئے لیکن مقصد حاصل نہ ہو سکا۔

مولانا صاحب حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے عقیدت مندوں میں سے بھی تھے۔ ایک دفعہ وہ شرقپور شریف میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ بیٹھک میں خدام کو چائے پلا رہے تھے۔ مولانا صاحب کو دیکھتے ہی ان کو بھی چائے کی پیالی دی اور فرمایا: او محمد علی چائے پی! اُنہوں نے کھڑے کھڑے چائے میں دیکھا تو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہی رہ گئے۔ جب خدام چائے سے فارغ ہوئے تو آپ نے مولوی صاحب کو فرمایا: اگر چائے نہیں پیتے تو لاؤ کسی اور کو دے دوں اور پیالی ہاتھ سے پکڑ لی۔ پیالی کا پکڑنا ہی تھا کہ مولانا صاحب دھڑام سے زمین پر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔ دریں اثنا آپ مکان کے اُوپر کسی کام کے لیے تشریف لے جا چکے تھے۔ خدام نے مولانا صاحب کو اُٹھایا اور ہوش میں لائے۔ حاضرین میں سے ایک خادم نے مولانا صاحب سے اصل صورتحال کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا: جب حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر کہ ''او محمد علی چائے پی'' پیالی میرے ہاتھ میں دی تو کیا دیکھتا ہوں کہ چائے میں سے شکل نورانی نُور مجسم ﷺ نظر آ رہی ہے''۔ اس کے بعد مولانا صاحب تا حیات جہاں کہیں بھی گئے پیالیاں اُٹھا اُٹھا کر دیکھا کرتے تا کہ پیالی میں پھر رسول اعظم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہو جائے لیکن ہر جگہ یہ نظارہ کیسے؟ 41

قوالوں کا تائب ہونا:

شرقپور شریف سے شمال مشرق کی طرف تقریباً ایک میل کے فاصلے پر موضع ''غازی پور'' واقع ہے جہاں میراثی برادری کے لوگ آباد تھے جن کا ذریعہ معاش قوالی کرنا تھا۔ اس خاندان کے دو قوال شہاب دین اور چراغ دین بہت مشہور تھے۔ ان کی شہرت دراصل ان کی سُریلی آواز کی وجہ سے تھی۔ شہاب دین حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت رکھتا تھا اور وہ کبھی کبھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ ایک دن حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے شہاب دین سے فرمایا: تجھے گھوڑیوں کو مختلف چالوں پر چلانا آتا ہے؟ عام طور پر تمہارے

40- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 220۔ 41- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 172

خاندان کے لوگ گھڑ سوار ہوتے ہیں اور گھوڑیوں کو مختلف طریقوں پر چلانا سکھاتے ہیں۔اس پر شہاب دین نے عرض کیا: حضور! میں تو یہ کسب نہیں جانتا''۔آپ نے فرمایا: تمہیں بھی گھڑ سوار بننا چاہیے۔

میراثی چونکہ گانا بجانا صرف پسند ہی نہیں کرتے بلکہ ان کا محبوب ترین مشغلہ بھی ہوتا ہے اور اپنے فن کے ماہرین کے ساتھ ان کے وسیع پیمانے پر تعلقات بھی ہوتے ہیں۔شہاب دین کے تعلقات بھی لاہور تک کی طوائفوں کے ساتھ تھے۔ایک دن ایک طائفہ نے اسے کہا کہ فلاں راجہ صاحب کی طرف سے مجھے ایک گھوڑی ملی ہے جو خوبصورت تو ہے لیکن وہ اچھی چالیں نہیں چل سکتی۔اس لیے تم اس کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور اس کو چالیں سکھا دو۔اس موقع پر شہاب دین کے ذہن میں فوراً حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''تم بھی گھڑ سوار بنو'' آ گیا۔وہ گھوڑی کو اپنے ساتھ گھر لے آیا اور اس پر بہت محنت کی جس کے نتیجے میں گھوڑی نے بہترین مختلف چالیں سیکھ لیں۔اس گھوڑی کی خوبصورتی اور بہترین چالوں کے باعث شہاب دین کی بہت شہرت ہوئی۔ایسے گھڑ دوڑ کے میدان میں شہاب دین ضرب المثل بن گیا۔اس نے قوالی اور گانا وغیرہ مکمل طور پر چھوڑ دیا۔شرقپور شریف سے لاہور کو جانے والی سڑک کے کنارے کچھ زمین خرید لی اور کنواں لگا لیا۔زمین پر خوب محنت کی اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت برکت دی۔دوسری طرف وہ نہ صرف صوم وصلوۃ کا پابند بنا بلکہ نمازِ تہجد کی پابندی کرنے لگا۔چہرے پر سنت رسول کریم ﷺ (داڑھی شریف) بھی سجالی۔الغرض ہر لحاظ سے اس کی زندگی میں انقلاب آ گیا۔

ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ڈوہرانوالہ قبرستان کی طرف تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں چراغ دین قوال (شہاب دین کا بھائی) مل گیا۔آپ نے دریافت فرمایا: ''چراغ دین کہاں سے آیا ہے؟'' یہ سوال سن کر اس پر کپکپی طاری ہوگئی۔اس کے کندھے پر کپڑے میں لپٹی ہوئی سارنگی تھی۔آخر کار کانپتے کانپتے اس نے جواب دیا: ''حضور! محمود کوٹ سے آرہا ہوں''۔آپ نے سارنگی کو ہاتھ لگا کر فرمایا: یہ کیا چیز ہے؟ اس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا: ''سرکار! ہمارا پیشہ جو ہوا۔اسی کے ذریعے ہم کما کر پیٹ پالتے ہیں''۔آپ نے فرمایا: دکھاؤ تو سہی اس سے کیا کرتے ہو؟ اس نے سارنگی کاندھے سے اتار کر زمین پر رکھ دی اور تھوڑا سا چھیڑا۔اس سے ''چیں'' کی آواز نکلی۔آپ نے جوش سے فرمایا: ''ویکھیا ای! ایہہ ہندی اے جہڑا تیرے وچ اوہو میرے وچ'' تین بار یہ فرماتے فرماتے وجدانی کیفیت میں آگے بڑھ گئے اور چراغ دین نے اپنی راہ لی۔اس دن کے بعد چراغ دین نے بھی قوالی اور گانا وغیرہ مکمل طور پر چھوڑ دیا اور وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند بن گیا اور چہرے پر سنت رسول کریم ﷺ بھی سجالی۔ 42

42- فضل احمد مونگا، حاجی۔ حدیث دلبراں ص 179

مقدمہ سے برأت حاصل ہونا:

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے میاں فتح اللہ لائل پوری (فیصل آبادی) محکمہ انہار میں ملازم تھے۔ وہ اکثر حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور جان نثاری تک کا مظاہرہ کرتے۔ ایک دفعہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: اب نوکری تمہارے حق میں اچھی نہیں اس لئے چھوڑ دو لیکن اس کی حقیقت ان کے ذہن میں نہ آسکی۔ کچھ عرصہ گزرنے پر میاں فتح اللہ پر نوکری سے متعلق ایک مقدمہ قائم ہو گیا۔ وہ پریشانی کے عالم میں خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: حضور! مجھ پر ایک مقدمہ قائم ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں نے نہیں کہا تھا کہ نوکری چھوڑ دو لیکن تم نے خیال نہ کیا۔ اس نے عرض کیا: ''حضور! اگر اب مقدمہ خارج ہو جائے تو نوکری سے استعفیٰ دے دوں گا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔ اس کے بعد اس پر عائد شدہ مقدمہ خارج ہو گیا اور اس نے نوکری سے فوراً استعفیٰ دے دیا۔

عربی بہروپیا کا چکر:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا معمول تھا کہ اگر کوئی دیار محبوب ﷺ سے متعلقہ شخص آتا تو اس کا بہت احترام کرتے اور مالی اعانت و مدد بھی فرماتے۔ ایک دفعہ ایک تنگ دست شخص مالی معاونت کی اُمید لے کر شرقپور شریف میں حاضر ہوا۔ چونکہ اس کو علم تھا کہ آپ عربی کی خوب خدمت کرتے ہیں اس لیے اس نے عربی لب ولہجہ اور لباس کا روپ دھار لیا۔ جب وہ آستانہ پر پہنچا تو وہ گفتگو میں اپنے آپ کو عربی ظاہر کر رہا تھا۔ آپ نے اس کا بہت احترام کیا اور تواضع کی۔ شرقپور شریف میں دو دن قیام کے بعد اس نے واپس جانے کا خیال کیا تو آپ نے اس کی خاصی مالی امداد بھی فرمائی اور الوداع کرنے کے لیے اس کے ساتھ گئے۔ ایک جگہ رُک کر فرمایا: ''دوست! اب وہ جگہ آ گئی ہے جہاں تو نے ایک عربی کا بہروپ دھارنے کا قصد کیا تھا، اور عربی شکل میں میرے پاس پہنچے۔ اب تم اپنی اصلی حالت میں واپس اپنے گھر جاؤ۔ تمہارا مقصد تو پورا ہو چکا ہے، ہم بھی واپس لوٹتے ہیں''۔ 43

حضور اقدس ﷺ کی دائیں جانب:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دفعہ پشاور تشریف لے گئے۔ واپسی پر حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے ''گولڑہ شریف'' تشریف لے گئے۔ پیر صاحب چارپائی پر جلوہ افروز ہو کر قرآن کی تفسیر بیان فرما رہے تھے اور سامعین نیچے بیٹھ کر لُطف اندوز ہو رہے تھے۔

43- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 376

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی سامعین میں شامل ہو گئے۔ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد اجازت لے کر واپس تشریف لے آئے۔ شرقپور شریف پہنچنے کے بعد خدام سے فرمایا: پیر صاحب کا علم ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ پیر صاحب اکثر مریدین کو آپ کی خدمت میں شرقپور شریف بھیجا کرتے تھے۔ ایک مرید کے بیان کے مطابق ایک دفعہ حضرت پیر صاحب نے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق فرمایا:

> ''میں حیران ہوں کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اتنا عروج کیسے پایا؟ میں جب بھی مولائے کل، فخر رسل، سرکار مدینہ ﷺ کی کچہری میں حاضر ہوتا ہوں تو حضرت میاں صاحب شرقپوری، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائیں طرف ہی بیٹھے ہوتے ہیں۔''

عبادت وریاضت:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر قصور تشریف لایا کرتے۔ قصور میں قیام کے دوران بہت سا وقت ولی کامل حضرت عبدالخالق رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر گزارتے۔ مزار کے قریب حجرہ میں کثرت سے نوافل ادا فرماتے۔ اس حجرے کے بارے میں آپ نے فرمایا: اس حجرہ میں ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ فداہ ابی وامی عبدالخالق صاحب کی عیادت کے لئے تشریف لائے تھے۔

ایک دفعہ آپ نے قصور شہر میں قیام کے دوران حضرت عبدالخالق رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار والی مسجد کے ماتھے پر بائیں طرف زیر مینار: ''یَا شَیْخ سَیِّدعَبْدَ الْقَادِر شَیْئاً لِلّٰہ'' کے الفاظ اپنے دست اقدس سے رقم فرمائے تھے۔ چند سال قبل تک اس تحریر کے بچے کھچے نشانات نظر آتے تھے۔ (مؤلف)۔

زندہ ولی:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دفعہ ملتان تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ کچھ خدام بھی تھے۔ وہاں آپ نے سلطان الاولیاء حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا پروگرام بنایا۔ جوتے اُتار کر مزار کی طرف چل پڑے۔ مزار شریف میں داخل ہوتے ہی دوڑ کر واپس آ گئے۔ خدام میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اس صورتحال کے بارے میں لب کشائی کرے۔ البتہ رات کو ایک باصفا مرید نے عرض کیا: حضور! اتنی دور سے آئے ہیں، بڑا ذوق اور اشتیاق تھا لیکن معلوم نہیں کیا بات ہوئی کہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر چند منٹ بیٹھنا بھی نصیب نہ ہوا؟'' اس پر آپ نے فرمایا:

> ''ارے کیا اندر مزار ہیں؟ مجھے تو یوں محسوس ہوا کہ سب سفید چادریں اوڑھے آرام فرما رہے ہیں۔ جب میں اندر پہنچا تو سب اُٹھ اُٹھ کر مجھے گلے ملنے دوڑے اور میں یہ کہہ کر پیچھے دوڑا کہ اگر آنے پر ہی سب گلے ملتے ہو تو میں تو تب جانوں کہ کبھی شرقپور شریف میں بھی آ کر ملو۔''

حضرت شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ دوربین کا کمال:

اولیاء کرام عطاء الٰہی سے قرب وبُعد کی معلومات سے باخبر ہوتے ہیں اور اپنے متوسلین کی راہنمائی کرتے ہیں۔ مشہور انگریز ہیزی نیڈو (جو نیڈو ہوٹل لاہور، نیڈو ہوٹل کشمیر اور نیڈو ہوٹل سری لنکا کا مالک تھا) نے 1911ء میں میر واعظ سید یوسف شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور قبول اسلام کے بعد غلام حسین نیڈو کے نام سے مشہور ہوا۔ اسے اولیاء کرام اور صالحین سے عقیدت ومحبت تھی۔ یہی محبت انہیں حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لے گئی۔ ایک دفعہ وہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انگریزوں کے عام طریقہ کے مطابق اس نے اپنے گلے میں دوربین لٹکا رکھی تھی۔ آپ نے اس سے مخاطب ہوکر فرمایا: غلام حسین! یہ گلے میں کیا لٹکا رکھا ہے؟'' جواباً عرض کیا: حضور! یہ دوربین ہے۔ فرمایا: یہ کس کام آتی ہے؟ عرض کیا: حضور! اس سے دور کی چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔'' فرمایا:'' واہ بھئی واہ! پھر تو یہ بڑے کام کی چیز ہے۔ مزید پوچھا کہ اس کے ذریعے کتنے فاصلے سے چیزیں دیکھی جاسکتی ہیں؟'' عرض کیا: حضور! مختلف قسم کی دوربینیں ہوتی ہیں، اس وقت جو دوربین میرے پاس ہے اس کے ساتھ ڈیڑھ دو میل کے فاصلے سے چیزیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ فرمایا: اگر درمیان میں کوئی رکاوٹ آجائے تو کیا اس کے ذریعے پھر بھی چیزیں دیکھی جاسکتی ہیں؟'' عرض کیا: حضور! نہیں۔ آپ نے فرمایا: غلام حسین! ایک دوربین میرے پاس بھی ہے جس کی راہ میں رکاوٹ حائل نہیں ہوتی۔ ہزاروں میل دور کی چیزیں دیکھنے میں مدد دے سکتی ہے۔ مَیں اس دوربین سے لندن تک دیکھ رہا ہوں۔ تمہارے گھر کا ایک ایک فرد دکھائی دے رہا ہے۔ آپ جلدی کریں لاہور جائیں، آپ کے گھر (لندن) سے ٹیلی فون آیا ہے۔ کارندے اور نوکر آپ کی تلاش میں ہیں۔ آپ جتنی جلدی ہو سکے پہنچ جائیں۔

غلام حسین لاہور کی طرف روانہ ہوگیا اور راستے میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی گفتگو پر غور کرتا رہا کہ ہمارے لندن والے گھر کے بارے میں آپ کو کیسے معلومات ہوسکتی ہیں؟ کیونکہ نہ آپ نے لندن دیکھا ہے اور نہ وہاں کے بازار اور گلی محلے۔ جب غلام حسین لاہور پہنچا تو معلوم ہوا کہ واقعی لندن سے فون آیا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ ان کی والدہ صاحبہ فوت ہوگئی ہیں لہٰذا فوراً لندن پہنچ جائیں۔ اس دور میں صرف بحری جہاز کے ذریعے لندن کا سفر کیا جاتا تھا۔ جو لاہور سے لندن تک ایک مہینے کا سفر تھا۔ غلام حسین نے غور وفکر کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ ایک ماہ تک لندن پہنچوں گا، والدہ صاحبہ کی تدفین عمل میں لائی جاچکی ہوگی، لہٰذا وہاں جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ البتہ ولی کامل کی خدمت میں شرقپور شریف جانا چاہیے۔ وہ پھر حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔

آپ نے غلام حسین کو دیکھتے ہی تیزی سے فرمایا: غلام حسین! تم پھر آ گئے ہو تمہیں تو لندن جانا چاہیے تھا، تم فوراً لندن روانہ ہو جاؤ، جب تک تم وہاں نہیں پہنچو گے تمہارے عزیز و اقارب تمہاری والدہ کو دفن نہیں کریں گے، وہ سرد خانہ میں رکھی گئی ہے۔ میں تو شاید تمہیں دوبارہ مل سکوں گا تم والدہ صاحبہ کا آخری دیدار دوبارہ نہیں کر سکو گے، لہٰذا جلدی لندن روانہ ہو جاؤ'' حسب ارشاد غلام حسین لندن روانہ ہو گیا۔ ایک ماہ کے طویل سفر کے بعد جب وہ لندن پہنچا تو واقعی ان کی والدہ کی تدفین عمل میں نہیں لائی گئی تھی بلکہ انہیں سرد خانہ میں رکھا گیا تھا۔ اہل خانہ سے والدہ صاحبہ کی وفات کی تاریخ، وقت اور دن دریافت کرنے سے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک ایک بات کی تصدیق و تائید ہو گئی۔ اہل خانہ سے مزید دریافت کرنے پر غلام حسین کو معلوم ہوا کہ ان کی والدہ آخری وقت انہیں یاد کرتی رہیں اور ایک شخصیت جنہیں انہوں نے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا تھا (حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ) نے انہیں تسلی دلائی کہ خواہ اس وقت تمہارا بیٹا نہیں پہنچ سکا لیکن آخری رسومات میں وہ ضرور شریک ہو جائے گا۔ والدہ صاحبہ کی آخری رسومات سے فراغت پر وہ لاہور پہنچ گیا اور تاحیات شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری دیتا رہا۔ 44

غائبانہ راہنمائی فرمانا:

آستانہ خواجہ امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کوٹلہ شریف کے قریب موضع ''گجیانہ'' واقع ہے۔ پیر محمد نامی ایک شخص وہاں کا نمبردار تھا۔ اسے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے بہت عقیدت تھی۔ ایک دفعہ پیر محمد نمبردار کوٹلہ شریف میں حاضری کے لئے گیا۔ حاضری کے بعد وہ اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ رات کا وقت تھا چاند نہ ہونے کی وجہ سے شدید اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ برسات کا موسم ہونے کی وجہ سے راستہ غیر معمولی طور پر خراب تھا بلکہ چوروں کی وجہ سے خطرناک بھی تھا، اور نمبردار راستہ بھی بھول گیا۔ اِدھر اُدھر راستہ کی تلاش میں بڑی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ آخر میں اس نے کسی کی آواز سنی کہ کوئی شخص اسے اپنی طرف بلا رہا ہے۔

آواز دینے والا سفید کپڑوں میں ملبوس اور سفید گھوڑی پر سوار تھا۔ اجنبی آدمی نے کہا: تم راستہ بھول گئے ہو، میرے پیچھے آؤ۔ نمبردار گھوڑی دوڑا کر پیچھے ہو گیا، لیکن اس تک رسائی نہ ہوئی۔ کچھ سفر طے کرنے کے بعد اجنبی شخص نے بلند آواز سے کہا: دیکھو کیا یہ راستہ تمہارے گاؤں کو جاتا ہے؟ نمبردار نے جواب دیا: یہ راستہ واقعی میرے گاؤں کا ہے۔ اس کے بعد سفید پوش فوراً غائب ہو گیا۔ نمبردار نے دائیں بائیں، آگے پیچھے دیکھا کہ وہ

44- محمد انور قمر شرقپوری، ادیب نصیب الحق، ص 112

شخص کس طرف گیا؟ لیکن وہ نظر نہیں آیا۔ نمبردار پریشانی میں ڈوب گیا۔ بہت غور و فکر کیا کہ ایسے پریشان کن ماحول میں راہنمائی کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ لیکن عقل و دانش میں کوئی بات نہیں آئی۔ وہ سلامتی سے اپنے گاؤں پہنچ گیا۔ کچھ دن گزرنے کے بعد نمبردار شرقپور شریف میں حاضر ہوا۔ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ابھی بیٹھا ہی تھا کہ آپ نے فرمایا: ''حیران ہونے کی کیا ضرورت ہے تمہیں کسی نے راستہ دکھا ہی دیا تھا'' اس ارشاد سے نمبردار حقیقت سمجھ گیا کہ راہنمائی کرنے والے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہی تھے۔ 45

قرآن فہمی کی راہنمائی فرمانا:

امیر و غریب، مسلم و غیر مسلم اور جاہل سب لوگ شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں راہنمائی حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے اور فیض یاب ہوتے۔ ایک دفعہ ایک مولانا صاحب آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے آئے۔ آپ نے ان کو فرمایا: قرآن پاک کا ترجمہ دیکھا کرو۔'' انہوں نے عرض کیا: حضور! ہر روز دیکھتا ہوں کوئی اور وظیفہ ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: قرآن سے بڑھ کر اور کیا بتاؤں۔'' اس مختصر سی گفتگو اور حاضری کے بعد مولانا صاحب واپس آ گئے۔ تقریباً ایک ہفتہ بعد دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: خدا کی قسم! وہ یہ قرآن نہیں جو میں پہلے دیکھا کرتا تھا، اب تو کچھ اور ہی ہے۔'' اس کے بعد مولانا صاحب، کئی بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہر بار یہی عرض کیا: ''خدا کی قسم! اب کی بار قرآن پاک اور طرح نظر آیا۔'' آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کلام کوئی ایسا ویسا نہیں جیسا ہم سمجھتے ہیں بطن در بطن، ستر بطن ہے۔ سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا:

> ''تفسیر وہ دیکھنی چاہئے جو آج سے سو سال پیشتر کی لکھی ہو کیونکہ لوگوں نے معانی میں رد و بدل کر دیا ہے''۔

یدِ مسیحا:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا معمول تھا کہ مغرب کی نماز اور نوافل وغیرہ کے بعد اپنی مسجد کی چھت پر تشریف لے جاتے اور مراقبہ کرتے۔ باصفا خدام و مریدین بھی حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور کسب فیض کرتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ معتقدین کے جُھرمٹ میں ''مراقبہ'' میں تھے۔ حاضرین پر بھی خاص کیفیت طاری تھی۔ ایک شخص وجد میں آ گیا، وجد کی کیفیت اس قدر شدید تھی کہ وہ اُچھل کر چھت سے نیچے گر گیا۔ لوگ بہت پریشان ہوئے۔ جب اس کو دیکھا گیا تو اس کا سر پھٹنے کی وجہ سے خون کا فوارہ جاری تھا اور لباس بھی خون آلود ہو چکا تھا۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا: حضور! اس کا سر پھٹ گیا ہے۔'' آپ

45- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 241۔

نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ اسے خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: کوئی بھی نہیں، اس کا سر تو صحیح سلامت ہے کہیں سے بھی نہیں پھٹا۔" معتقدین نے حیرانی کے عالم میں اس بات کا اقرار کیا کہ سر پر بالکل چوٹ نہیں ہے۔46

نابینا کو بینائی عطا ہونا:

اولیاء کے فیوض، نگاہ ولایت اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ خدام کی نظر بحال کر دیتا ہے۔ اوکاڑہ کے مضافات میں ایک نابینا شخص رہائش پذیر تھا۔ اس کے دل میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی بڑی عقیدت تھی۔ ایک دن اس نے شرقپور شریف میں حاضری کا پروگرام بنایا۔ تانگہ وغیرہ کے ذریعے سفر کرتا ہوا شام کے وقت موبلن وال پتن پر پہنچ گیا۔ اس وقت ملاح کشتی باندھ کر گھر جانے کی تیاری میں تھا۔ نابینا نے ملاح سے دریائے راوی پار کرانے کے لئے کہا، لیکن ملاح نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تجھ اکیلے کو لے جا کر دوسری طرف سے خالی کشتی واپس آئے گی۔ اس کے علاوہ مجھے دیر بھی ہو رہی ہے، میں نے گھر بھی جانا ہے۔

نابینا نے بہت منت وساجت کی اور اپنی معذوری کا اظہار بھی کیا، جس وجہ سے ملاح اسے دریا عبور کرانے کے لئے رضامند ہو گیا۔ بالآخر ملاح نے نابینا کو دریا عبور کرا دیا۔ اس نے دریا کے کنارے سے شرقپور شریف تک تین میل کا راستہ رات کی تاریکی میں اپنی لاٹھی کے ذریعے طے کیا۔ شرقپور شریف میں رات کو دیر سے پہنچنے کی وجہ سے شہر کے تمام دروازے بند پائے۔ آخر لوگوں سے راہنمائی لینے کے بعد "مولوی محمد شفیع والی مسجد" بیرون ملکانہ گیٹ میں قیام کرنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ عموماً نمازِ تہجد اسی مسجد میں پڑھا کرتے تھے۔ اس رات بھی آپ نمازِ تہجد کے لئے اسی مسجد میں تشریف لائے، نمازِ تہجد اور وظائف وغیرہ سے فارغ ہو کر آپ نے بلند آواز سے فرمایا: کوئی شخص ہے تو باہر نکل کر دیکھے کہ آذان کا وقت ہو گیا ہے یا ابھی کچھ دیر ہے؟ اس وقت مسجد میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور نابینا شخص کے علاوہ کوئی تیسرا شخص نہیں تھا۔ آپ کو خاموشی کے علاوہ کوئی جواب نہ ملا۔ دوبارہ ارشاد فرمایا: کوئی شخص ہے تو باہر نکل کر دیکھے کہ اذان کا وقت ہو گیا ہے یا ابھی کچھ دیر ہے؟ اس وقت بھی پہلے کی طرح جواب نہ ملا۔ کچھ دیر کے بعد تیسری بار ارشاد فرمانے پر نابینا شخص بولا: آپ کسے فرما رہے ہیں اور تو کوئی شخص معلوم نہیں ہوتا، میں موجود ہوں لیکن نابینا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اچھا! تم ہی باہر نکل کر دیکھو۔ اس نابینا شخص نے باہر جا کر آسمان کی طرف دیکھا تو اس کی دونوں آنکھیں روشن ہو گئیں۔ ستاروں کو دیکھ لیا اور اپنی قسمت پر ناز کرنے لگا۔ اندر جا کر یہ بات کہتے ہوئے آپ کے قدموں پر گر گیا کہ مجھے آپ میاں صاحب معلوم ہوتے ہیں اور اس پر رقت

46- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 145۔

طاری ہوگئی۔آپ نے اسے اُٹھا کر کھانے پینے کی چیزیں عنایت فرمائیں۔اور فرمایا:

''مسجد میں کھڑے ہو۔قسم کھاؤ کہ میری زندگی میں کسی شخص سے اس واقعہ کا ذکر نہیں کرو گے''۔

آپ نے اس کو فوری طور پر روانہ ہو جانے کا حکم دیا۔یہ سابقہ نابینا شخص دریائے روای کے کنارے پر پہنچا تو ملاح دیکھ کر حیران ہوئے بغیر نہ رہا۔کافی دیر تک وہ دل میں سوچتا رہا کہ یہ رات والا نابینا شخص ہے لیکن اب تو اس کی آنکھیں صحیح اور روشن ہیں! کیا ماجرا ہے؟ آخر اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے گیا اور اس سے وجہ دریافت کی اور سابقہ نابینا شخص نے ٹال مٹول سے کام لینے کی کوشش کی۔ملاح کے اصرار پر اس نے آگے کسی کو نہ بتانے کا وعدہ لینے کے بعد بتایا: میری قسمت کا ستارہ حضرت میاں صاحب نے چمکایا ہے اور میں اب بینا ہو گیا ہوں۔جب حضرت میاں صاحب کا انتقال ہوا تو خبر سُنتے ہی ملاح جنازے میں شرکت کے لئے شرقپور شریف حاضر ہوا۔اس نے جنازے کے شرکاء کو نابینا شخص والا واقعہ سُنا دیا۔''ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ'' 47

قبرستان میں درختوں کی بہار:

کسی زمانہ میں شرقپور شریف کے ''ڈوہرانوالہ قبرستان'' میں بالکل کوئی درخت نہیں تھا۔حتیٰ کہ جنازہ رکھنے کے لئے کوئی سایہ بھی نہیں تھا۔فضل نامی ایک شخص جو حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرید تھا اور صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا، وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ کے ساتھ ڈوہرانوالہ قبرستان میں گیا۔وہاں آپ کی خدمت میں عرض کیا:''حضور! قبرستان سایہ دار درختوں سے محروم ہے۔یہاں ایک بھی درخت نہیں جس کے سائے میں میت کو چند منٹ کے لئے رکھ سکیں''آپ نے فرمایا: اچھا! یہاں کوئی ٹاہلی کا بیج نہیں ہے؟ اس نے عرض کیا: حضور! ابھی لاتا ہوں اور چند منٹ کے بعد ٹاہلی کا بیج لے کر حاضر ہو گیا۔آپ نے بیج کی ایک مٹھی لے کر قبرستان کے ایک طرف پھینک دی اور دُوسری مٹھی دُوسری طرف گرا دی۔آپ کے ہاتھوں کے بیج سے اتنی ٹاہلیاں پیدا ہوئیں کہ تمام قبرستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔تمام قبرستان نہ صرف سایہ دار بن گیا بلکہ خوبصورت بھی دکھائی دینے لگا۔ٹاہلیوں کو کئی بار کاٹا بھی گیا لیکن ہر بار پہلے سے بھی زیادہ خوبصورتی کے ساتھ پیدا ہو گئیں۔قبرستان کے یہ درخت آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔قبرستان کا ہر درخت زبانِ حال سے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولایت کی گواہی دے رہا ہے اور آپ کی کرامت کا اعلان کر رہا ہے۔اسی قبرستان میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آرام فرما ہیں۔ 48

نزولِ بارش:

اولیاء کرام کی زبان سے جس خواہش کا اظہار ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر دیتا ہے۔حضرت

47- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص248۔ 48- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص253

میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعا اور خواہش پر کئی بار، بارانِ رحمت نازل ہوئی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ نماز مغرب اور نوافل وغیرہ کے بعد حسب عادت مسجد کی چھت پر تشریف لے گئے اور وظائف میں مصروف ہو گئے۔ موسم شدید گرم تھا۔ آپ نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا: اللہ جی! بڑی گرمی ہے، یہ عرض کرنا تھا کہ فوراً آہستہ آہستہ بارش ہونا شروع ہوگئی، بعد میں پتہ چلا کہ یہ بارش صرف شرقپور شریف کی حدود میں ہوئی ہے دُوسرے علاقوں میں نہیں ہوئی۔ 49

طغیانی سے نجات ملنا:

شرقپور شریف سے مغرب کی طرف ڈیک نالہ بہہ رہا ہے۔ دراصل یہ نالہ انگریز دور میں بنایا گیا تھا۔ بناتے وقت اس کی مٹی مغربی جانب پھینکی گئی اور اس کو برابر کر کے اس پر پختہ سڑک بنائی گئی جبکہ مشرق کی طرف مٹی نہ پھینکنے کی وجہ سے نشیبی ہونے کے سبب پانی نالے سے باہر آجاتا تھا۔ ایک دفعہ اسی نالہ میں زبر دست طغیانی آئی اور پانی مشرق کی طرف یعنی شرقپور شریف کی جانب بہنے لگا۔ شرقپور شریف کو شدید خطرہ لاحق تھا۔ لوگ اپنا ساز و سامان اور چوپایوں کو اُونچے اور محفوظ مقامات کی طرف منتقل کرنے لگے۔ کچھ لوگ جمع ہو کر حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: حضور! ڈیک نالے کے ٹوٹنے کی وجہ سے ہماری جانوں، مکانات اور چوپایوں کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ براہ کرم دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں نجات دے اور محفوظ رکھے۔ آپ نے فرمایا:

''اللہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔'' لوگ پریشانی کے عالم میں واپس چلے گئے۔ لوگوں نے رات بہت پریشانی سے گزاری کسی کو بھی خطرہ کے باعث نیند نہ آئی۔ صبح کے وقت سُنا گیا موضع ''نور پور'' والے پتن کے قریب سے مغرب کی طرف بند ٹوٹ گیا اور پانی نے مشرق کی بجائے اس کی طرف اپنا رُخ کر لیا ہے۔ یہ خبر سُنتے ہی لوگوں کو کچھ حوصلہ ہوا اور شکر الٰہی بجا لائے۔ اب لوگوں کی زبانوں پر ایک ہی سوال تھا کہ ''بند'' کیسے ٹوٹا اور کس نے توڑا ہے؟ اس بارے میں کسی کو بھی یقینی علم نہیں تھا۔ اسی وقت ''سکھانوالہ'' پتن کا ملاح ''ملاں'' دوڑتا ہوا شرقپور شریف آیا۔ بند کے بارے میں لوگوں نے سوال کا جواب دیتے ہوئے اس نے کہا: سحری کا وقت تھا ہم نے دیکھا ایک شخص جو سفید چادر اوڑھے ہوئے ہاتھ میں لاٹھی لئے ہوئے بند ٹوٹنے کی جگہ پر آیا۔ اس نے آتے ہی اپنی لاٹھی سے مغرب کی طرف بند توڑ دیا اور پانی وسیع علاقے میں تیزی سے پھیلنے لگا۔ ہم نے دوڑ کر اس کو دیکھا تو وہ حضرت میاں صاحب تھے۔ آئندہ رات کو کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکریہ کے انداز میں گفتگو کرنے لگے تو آپ نے مسکراتے ہوئے

49- جمیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں: نور اسلام شمارہ اپریل 1997ء

فرمایا۔ بھئی اُسے معلوم ہوگا جو بتاتا ہے مجھے تو معلوم نہیں۔'' چونکہ آپ ریاکاری کو ناپسند فرماتے تھے اس لئے اقرار کرنے سے گریز فرمایا۔ 50

زنا سے تائب ہونا:

شرقپور شریف میں ''خواجہ برادری'' سے تعلق رکھنے والا غلام موسیٰ نامی ایک شخص انجن کی ڈرائیوری کرتا تھا۔ نوکری کے سلسلہ میں زندگی کا اکثر حصہ اس نے شرقپور شریف سے باہر گزارا۔ اس میں دُوسرے عیوب کے علاوہ شراب نوشی، فحاشی اور عیاشی کی برائیاں بھی پائی جاتی تھیں۔ ڈرائیوری کے دوران بھی اس کے پاس شراب کی بوتل اور گلاس ہوتا تھا۔ ایک دفعہ وہ شرقپور شریف میں آیا۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے طلب فرمایا اور اس کی برائیوں اور عادات بد کے سبب اسے خوب ڈانٹا۔ اس نے آپ کے حضور توبہ کی اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد و پیمان کیا۔

گھر سے ڈیوٹی کے لئے روانہ ہوا، جب لاہور پہنچا تو اس کی عادات بد پھر عود کر آئیں۔ اس نے توبہ اور وعدہ کو پس پشت ڈالتے ہوئے ایک طائفہ کے گھر جانے کا فیصلہ کیا۔ جب اس کے گھر پہنچا تو سیڑھیوں کے آخری زینے پر حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ وہ حیرانگی کے عالم میں واپس آ گیا۔ کچھ دیر کے بعد یہ خیال کرتے ہوئے پھر گیا کہ اب تو آپ یقیناً تشریف لے گئے ہوں گے۔ لیکن اس کے تعجب کی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ آپ اسی جگہ کھڑے ہیں۔ تعجب و پریشانی میں ڈوب کر وہ واپس ہو گیا۔ رات کے بارہ بج چکے تھے، اس خیال سے کہ اب تو آپ یقیناً تشریف لے گئے ہوں گے، اس لیے جانا چاہئے۔ جب وہ طائفہ کے گھر پہنچا تو آپ کو اسی جگہ دیکھ کر شرمندہ ہو کر واپس آ گیا۔ غلام موسیٰ کچھ عرصہ بعد ڈیوٹی سے واپس شرقپور شریف آیا۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا: بھئی ہر وقت راکھی بڑی مشکل ہے۔ توبہ کرنی ہے تو سچے دِل سے کرو۔ ہر وقت پہرا کیسے دیا جائے؟'' آپ کے اس ارشاد کے بعد اس نے سچے دِل سے توبہ کی اور اس کی زندگی میں انقلاب آ گیا۔ وہ صالح، متقی اور صوم وصلوٰۃ کا پابند بن گیا۔ 51

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

خدام کے حالات سے آگاہ ہونا اور ان کے مسائل حل کرنا:

اولیاء کرام اپنے خدام اور متوسلین کے حالات سے آگاہ ہوتے ہیں اور ان کے مسائل حل فرما دیتے

50- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص250۔ 51- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص259۔

ہیں۔علامہ کوکب نورانی صاحب کا بیان ہے کہ

حافظ کرم الٰہی صاحب میرے دادا جان قبلہ کے مشفق استاد بھی تھے اور دوست بھی۔ حافظ صاحب کی زبانی دادا جان نے بارہا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ کامل شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سنا۔ ان کے کشف وکرامات اور ان کے زہد وتقویٰ کی باتیں روز ہی سنا کرتے۔ دادا جان کا حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت کا رشتہ قائم ہوگیا تھا۔ وہ اپنے خیالوں میں انہیں سوچنے اور دیکھنے لگے۔ ان دنوں دادا جان کے ایک دوست حاجی محمد علی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے یہ مسجد مدرسہ کے ساتھی تھے۔ ان دونوں کے مزاج اور ذوق کی ہم آہنگی نے انھیں باہم مسجد و مدرسہ کے بعد بھی دوستی میں باندھے رکھا۔ حاجی محمد علی صاحب، سراپا نورانی شخصیت، آخری عمر میں راولپنڈی میں قیام پذیر تھے اور وہیں وصال فرمایا۔

حضرت میاں صاحب سے ملنے اور انہیں دیکھنے کی حاجی محمد علی صاحب کو بھی تمنا تھی۔ شوق بڑھا تو ارادے میں پختگی آ گئی، اب انتظار کی تاب نہ رہی اور 1925ء کی ایک صبح یہ دونوں کھیم کرن سے شرقپور شریف کے لیے چل پڑے، کھیم کرن سے قصور کی مسافت پانچ میل کی تھی اور وہاں سے لاہور کا فاصلہ تقریباً تیس میل تھا لیکن سواریاں عام نہیں تھیں اور لاہور سے شرقپور کے راستے میں دریائے راوی پڑتا تھا۔ کچھ سفر سواری پر اور کچھ پاپیادہ طے کر کے شرقپور شریف کے قصبے تک پہنچتے رات ہوگئی۔ عشاء کی نماز کے بعد لوگ گھروں میں بند ہو چکے تھے۔ رات کا سناٹا چھا چکا تھا۔ ایسے میں کوئی راہ گیر بھی نہیں کہ کچھ پوچھیں۔ انہیں "مسجد" ہی کی سوجھی۔ حضرت میاں صاحب کی مسجد میں خادم بھی سو چکا تھا۔ عشاء کی نماز ادا کر کے مسجد کے صحن میں بیٹھے ان نوجوانوں کو تھکن سے زیادہ بھوک کی شدت پریشان کر رہی تھی۔ گھر سے دور ایسی جگہ آئے تھے جہاں کسی سے شناسائی بھی نہیں تھی۔ ان کی کسی آہٹ سے مسجد کا خادم بیدار ہوگیا اور پوچھا کہ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ بتایا کہ حضرت میاں صاحب سے ملنے آئے ہیں۔ خادم نے کہا حضرت میاں صاحب سے صبح فجر کے بعد ملاقات ہو سکے گی تم نے اگر رات یہیں گزارنی ہے تو مسجد کے تہہ خانے میں سو رہو۔

مسجد کے کنارے زیریں حصہ تھا، خادم کے کہنے پر وہاں جا کے لیٹ رہے مگر بھوک کا اثر تھا یا نئی جگہ کا، کچھ گھبراہٹ سی ہو رہی تھی اور نیند کا تو دور تک پتا نہیں تھا۔ خادم نے پوچھا تک نہیں تھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ کھانا کھایا ہے یا نہیں؟ حضرت میاں صاحب سے تو فجر کے بعد ملاقات ہوگی، رات کیسے گزرے گی؟ ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ مسجد کے دروازے سے کسی نے باآواز بلند صدا لگائی کہ کھیم کرن سے جو دو نوجوان

آئے ہیں انہیں حضرت میاں صاحب نے بلایا ہے۔

دادا جان جب بھی یہ روداد سناتے پہلے ان کی آنکھوں کی چمک بڑھ جاتی اور پھر ان کی آنکھیں بھیگ جایا کرتیں۔ وہ کہتے اس روز ہمیں حضرت میاں صاحب کے کشف و بصیرت کا جیتا جاگتا مشاہدہ ہُوا۔ صدا سن کر یہ دونوں فوراً لپکے، قریب ہی گلی میں آپ کی "بیٹھک" تھی۔ اس کمرے میں داخل ہوئے تو سامنے وہ ہستی تشریف فرما تھی جسے ملنے یہ لوگ گئے تھے اور وہیں ان کے قریب دستر خوان بچھا تھا جس پر تازہ کھانا رکھا تھا۔ انہوں نے سلام کیا تو سلام کا جواب دے کر آپ نے فرمایا: "تم نے کھانا بھی نہیں کھایا اور تہہ خانے میں تمہیں گھبراہٹ بھی ہورہی تھی! آؤ پہلے ہاتھ دھوکر کھانا کھالو پھر بات کریں گے۔ آپ نے مسنون طریقے سے بیٹھنا تعلیم فرمایا اور خود کھانا پیش فرمایا۔

طعام کے بعد ان سے پوچھا کہ: کہو کیسے آنا ہُوا؟ انہوں نے عرض کی کہ بیعت کے ارادے سے آئے ہیں۔ حضرت میاں صاحب نے پوچھا: کیا نام ہے؟ دادا جان نے کہا: "کرم الٰہی" دادا جان فرماتے تھے کہ بس میرے نام بتانے کی دیر تھی، بے ساختہ آپ نے فرمایا: "کرم الٰہی دِیاں نہراں وگیاں، کرم الٰہی! نور دیاں نہراں چلن گیاں"۔ ﴿اللہ تعالیٰ کے کرم کی نہریں چلیں، نور کی نہریں رواں ہوں گی﴾ یہ جملے جوش سے تین مرتبہ فرمائے۔ پھر حاجی محمد علی صاحب سے ان کا نام سن کر دو مرتبہ اس نام کو دُہرایا اور فرمایا: دونوں کا فیض پاؤ گے۔ ہم دونوں کو آپ نے اپنے دائیں بائیں بازوؤں میں بھر لیا اور دعائیں دیں۔ فرمایا: ابھی آرام کرو، ان شاء اللہ صبح فجر کے بعد بیعت کریں گے۔ دادا جان کہتے تھے کہ اس رات دیر تک انہوں نے خوشی کی سرشاری میں نیند ہی نہیں کی۔ اب تک انہوں نے دوسروں سے سُنا تھا، اس روز تو سب کچھ وہ خود دیکھ رہے تھے۔ حضرت میاں صاحب نے کشف و بصیرت سے ملاحظہ فرمالیا کہ دو نوجوان آئے ہیں، کھیم کرن سے آئے ہیں اور صبح سے ابھی تک انہوں نے کھانا بھی نہیں کھایا۔ کرم تو آپ کا یہ بھی بہت ہوتا کہ کسی کو کھانا دے کر بھجوا دیتے۔ آپ نے تو خود اسی وقت بلا کر زیارت کا شرف بھی عطا فرمایا اور اپنی بیٹھک میں خود کھانا بھی کھلایا اور اس قدر شفقت فرمائی اور اتنا نوازا کہ روح جھوم اُٹھی۔ یہ دونوں دیر تک یہی باتیں کرتے رہے۔ میرے دادا جان فرماتے تھے کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرمائے ہوئے ان دو جملوں کا واضح مفہوم اس وقت مجھے سمجھ میں نہیں آیا۔ بہت بعد اپنے فرزند کو دینِ مصطفیٰ ﷺ کا مثالی مُبلّغ دیکھ کر واضح ہوا کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کیا اور کہاں تک دیکھ رہے تھے۔

فجر کے بعد حضرت میاں صاحب نے انہیں بیعت میں داخل فرمایا، مختصر وظائف تعلیم فرمائے اور بشارت کے وہی جملے پھر دُہرائے۔ آپ سے اجازت پاکر شاداں وفرحاں یہ دونوں وہاں سے کھیم کرن واپس آئے۔ رُوحانی کیف وسرور نے مادّی مشکلات اور مشقتوں کا ہر ملال بھلا دیا تھا۔ حافظ کرم الٰہی صاحب سے تمام ماجرا سنایا۔ حافظ صاحب نے بہت مبارک باد دی اور ان جملوں کو بشارت قرار دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسی اولاد دے گا جس سے دِین کی روشنی پھیلے گی۔ میرے دادا جان کی شادی کا مرحلہ آیا تو حضرت میاں صاحب سے دعاؤں کی درخواست کرنے کے لیے پھر شرقپور شریف کا سفر کیا، آپ نے پھر وہی بشارت دُہرائی اور بہت دُعائیں دیں۔ اور فرمایا کہ کھیم کرن والوں سے کہہ دینا کہ شرقپور شریف تک کی مسافت طے کرنے کی بجائے حافظ کرم الٰہی صاحب ہی سے مل لیا کریں۔ شادی کے بعد دادا جان ایک مرتبہ پھر اپنے پیر ومرشد حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت وعیادت کے لیے شرقپور شریف گئے تو آپ نے بشارت کے وہ جملے پھر بار بار ارشاد فرمائے۔

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس بشارت کے علاوہ میرے دادا جان رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ خواب دیکھا کہ پورا روشن چاند ان کی گود میں اتر آیا اور اس کی ٹھنڈی روشنی سمتوں میں پھیل رہی ہے۔ اس کی تعبیر انہیں یہ بتائی گئی کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایسا فرزند عطا فرمائے گا جس سے دِین متین کی روشنی پھیلے گی۔ 52

❁❁❁

52- کوکب نورانی، علامہ: جہانِ رضا، شمارہ اگست، ستمبر 2004ص 18-20۔

﴿ساتواں باب﴾

وصالِ حضرت شیرِ ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

وصالِ حضرت شیرِ ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

قانونِ خداوندی ہے: كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ یعنی ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اسی قانون کے مطابق تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام پر (چند لمحوں کے لیے) موت طاری ہوئی۔ اور اسی قانون کے تحت صحابہ، اولیاء اور صالحین پر موت کا تسلط ہوتا رہا لیکن چند گھڑیوں کے لئے کیونکہ فانی زندگی کے بدلے انہیں ابدی اور عارضی کے بدلے مستقل زندگی مل جاتی ہے۔ دُنیا سے جانے کے بعد وہ اسی عارضی سے زیادہ مضبوط و قوی زندگی کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم و اجازت سے تصرف کرتے ہوئے اپنے مریدین اور عقیدتمندوں کی اعانت فرماتے ہیں۔ حضرت غوث اعظم، حضرت داتا گنج بخش ہجویری، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت شاہ محمد غوث، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت ایشاں، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر اور دیگر اولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرح حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یقیناً کل بھی زندہ تھے، آج بھی زندہ ہیں اور تا قیامت زندہ رہیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

مرضِ وصال شریف:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ عمر کے آخری سالوں (تقریباً 62 سال کی عمر) میں مرضِ وصال شریف میں مبتلا ہوئے اور تین سال تک مسلسل مرض کا شکار رہے۔ آخری سال میں یہ مرض اس قدر شدید تھا کہ چھ جمعہ تک آپ خطبۂ جمعہ کے لیے مسجد میں تشریف نہ لے جا سکے۔

وجوہاتِ مرض:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بچپن سے لے کر بڑھاپے تک شب و روز مسلسل عبادت و ریاضت اور مجاہدے میں گزارتے رہے لیکن آرام برائے نام یعنی نہ ہونے کے برابر فرماتے۔ جس کے سبب بڑھاپے کا آغاز ہوتے ہی جسم میں تیزی سے کمزوری آنا شروع ہوگئی اور بعد میں یہی کمزوری مرضِ وصال

شریف میں تبدیل ہوگئی۔ ظاہری زندگی کے آخری تین سال میں اس قدر کمزوری وضعف رہا کہ سوائے نماز جمعہ کے مسجد میں جانا مشکل ہوگیا۔ بعدازاں نمازِ جمعہ میں بھی شرکت کی ہمت وطاقت نہ رہی۔ تاہم گھر میں مریدین اور متوسلین کی تربیت کا سلسلہ جاری رہا۔ بعض ڈاکٹروں نے مرض کے پیش نظر تبدیلئ آب وہوا کے لیے کشمیر جانے کا مشورہ دیا۔ 1

سفرِ کشمیر

آپ مرض کے تقریباً ڈیڑھ مہینے بعد ماہرین طب کے اصرار ومشورے سے آب وہوا کی تبدیلی کے پیش نظر حضرت سیّد نور الحسن شاہ بخاری کیلیانوالہ، مولوی دین محمد فیض پوری، مولوی خدا بخش، مولوی سراج دین اور مستری کرم دین کے ہمراہ کشمیر تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں نومسلم شیخ غلام حسین نیڈو کے ہوٹل میں چار دن تک قیام کیا لیکن صحت یابی نہ ہوئی بلکہ بخار آجانے پر آپ کو واپس لایا گیا۔ 2

لاہور میں علاج:

کشمیر سے واپسی کے بعد حکیم سید علی احمد نیرؔ واسطی صاحب، حکیم ظفر یاب صاحب، حکیم احمد علی قصوری صاحب، حکیم احمد یوسف لاہوری صاحب، ڈاکٹر محمد یوسف سول سرجن اور ڈاکٹر محمد دین صاحب کے مشورے سے آپ کو لاہور میں برائے علاج ٹھہرایا گیا۔ تاہم مرض میں کمی کی بجائے تیزی آتی گئی۔ اور احباب کے مشورے سے آپ شرقپور شریف تشریف لے آئے۔

وصال کی پیشگی اطلاع:

اولیاء اللہ کے احوال وآثار پر ایک نظر ڈالی جائے تو کثیر تعداد میں ہمیں ایسے دکھائی دیں گے کہ جنہوں نے اپنی تاریخ وصال پیشگی بتادی تھی۔ ایسے ہی حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی کیا۔ جب 20 اگست 1928ء بروز پیر کا سورج طلوع ہوا تو آپ نے فرمایا: آج ہم اپنے خالق حقیقی کی بارگاہ میں پہنچ جائیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آخری وصیت اور بھائی پر نگاہ ولایت:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بوقت وصال اپنے گھر سیّد نور الحسن شاہ اور بابا عبداللہ فیروز پوری کی موجودگی میں اپنے برادرِ اصغر حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو پاس

1- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 386۔ 2- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 310

بٹھا کر فرمایا:

''گھبرانا نہیں، مہمانوں کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا، نمازِ جمعہ خود پڑھانا اور باقی نمازیں اور مسجد کا نظام میاں ابراہیم اور حاجی عبدالرحمٰن کے سپرد کر دینا۔ نمازِ جمعہ کے علاوہ اور نمازیں بھی کبھی کبھی مسجد میں جا کر پڑھانا'' اور ساتھ ہی آپ نے تلقین وارشاد کی اجازت بھی مرحمت فرمادی۔ 3

غروبِ آفتابِ ولایت:

۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ مطابق 20 اگست 1928ء بروز پیر کا وہ تاریخی دن بھی آ گیا جس میں آپ نے جوارِ رحمت باری تعالیٰ میں پہنچنا تھا۔ بار بار غشی طاری ہوتی تھی، اچانک ہچکی شروع ہوگئی۔ اسی دوران آپ نے سورۂ اخلاص کی تلاوت شروع فرمادی۔ آفتابِ ولایت 65 سال تک دُنیا بھر کو انوارِ ایمان سے منور کرتا ہوا رات کے ساڑھے گیارہ بجے واصل بحق ہوگیا۔ 4 اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ o. رات کے ساڑھے گیارہ بجے وصال شریف ہوا تو کچھ وقفہ کے بعد تجہیز وتکفین کا کام شروع کر دیا گیا۔ حاجی عبدالرحمٰن قصوری، میاں محمد ابراہیم، حافظ وقاری خدا بخش لائل پوری، حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری، مولوی دین محمد، مستری کرم دین، میاں فضل احمد، حکیم محمد یوسف، ملک کریم الدین آف پھریانوالہ اور حضرت صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمہم اللہ تعالیٰ نے آپ کے غسل وتکفین کا کام رات کے اڑھائی بجے تک مکمل کرلیا تھا۔ 5

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کی خبر ملک کے طول وعرض میں بڑی سرعت اور تیزی کے ساتھ پھیل گئی۔ مریدین، متوسلین اور عقیدتمند تیزی سے شرقپور شریف پہنچ گئے۔ حضرت صاحبزادہ محمد مظہر قیوم خلیفہ مجاز شیرِ ربانی وسجادہ نشین مکان شریف نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ذرائع آمدورفت کی شدید قلت کے باوجود نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے والے مریدین، متوسلین اور عقیدتمندوں کی تعداد سات ہزار سے زائد بتائی جاتی ہے۔ 6

نمازِ جنازہ کے بعد آپ کے جسدِ اطہر واطیب کو خاص وعام کی زیارت کے لیے رکھ دیا گیا۔ مسلم وغیر مسلم سب لوگ آخری دیدار کے لیے حاضر ہوتے رہے اور زیارت کرتے رہے۔ شرقپور شریف کے مشہور قبرستان ڈوہرانوالہ میں آپ کے منتخب کردہ مقام میں نمازِ عصر کے بعد ہزاروں عقیدتمندوں کی موجودگی میں آپ کو سپردِ باغِ جنت کر دیا گیا۔ 7

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا سالِ وصال مندرجہ ذیل رباعی سے نکالا گیا ہے:

3- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 319۔ 4- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 386۔ 5- حسن علی جامی، مکتب حیات جاوید ص 116۔ 6- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 307۔ حسن علی جامی، مکتب حیات جاوید ص 116

چہ مولانا قبلہ شرقپوری
زدُنیا شد روان باکام و آرام
وصالِ شیرِحق شیرِ محمد
شدہ سال وصالش اے نیکو نام

۱۳۴۷ھ

اولادِ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ نے قطب الاقطاب، تاج الاولیاء، عارف باللہ، شیرِ ربانی، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ دو صاحبزادیاں اور صاحبزادے بچپن ہی میں وصال پا گئے لیکن بڑی صاحبزادی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ بقید حیات رہیں۔ صاحبزادی صاحبہ تقویٰ و طہارت، صدق مقال کا پیکر اور صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ شریعت مطہرہ کے مسائل سے مکمل طور پر واقف تھیں۔ کاشانۂ شیرِ ربانی میں جو خواتین حاضر ہوتیں آپ انہیں مسائل سے آگاہ کرتیں اور ان کی تربیت فرماتیں۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو صاحبزادی صاحبہ سے انتہائی شفقت اور صاحبزادی صاحبہ کو آپ سے بے حد محبت تھی۔ شریعت مطہرہ کے مطابق اپنی صاحبزادی صاحبہ کی شادی خانہ آبادی بھی کردی تھی۔ ۱۳۴۰ھ میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ کا وصال ہوا تو آپ نے لنگر خانہ یعنی طعام خانہ کا تمام اہتمام صاحبزادی صاحبہ کے سپرد فرمادیا۔ موصوفہ بڑی دلجمعی، دلسوزی اور نہایت ہی خلوص و استقلال سے اپنے فرائض سرانجام دیتی رہیں حتیٰ کہ ۱۳۴۳ھ میں انتقال فرماگئیں۔ حضرت صاحبزادی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ کی وفات سے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو شدید صدمہ ہوا لیکن اس سانحہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان تصور فرماتے ہوئے کسی کے سامنے ظاہر نہ فرمایا۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال شریف کے بعد آپ کی دو بہنیں اور برادر اصغر حضرت میاں غلام اللہ المعروف حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بطور یادگار رہ گئے۔ [8]

کلامِ عاشق شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے جنازہ کے موقع پر حکیم سید علی احمد نیّرؔ واسطی نے مندرجہ ذیل کلام تحریر کیا:

8- حسن علی جامعی، ملک: حیاتِ جاوید، صفحہ 119

﴿ ۱ ﴾

شان و شوکت سے یہ کس دولہا کی آتی ہے بارات
تھرتھراتے ہیں فرشتے، کانپتی ہے کائنات

ہر زبردست اس کی سطوت کے مقابل زیر ہے
یہ کوئی شاید محمد کا بہادر شیر ہے

آج اُٹھی ہے یہ کس عاشق کی میت دھوم سے
وصل ہے کس کا خدائے قادر و قیوم سے

کس جنید وقت کی میت چلی آتی ہے یہ
قدسیوں کو عصمت و عفت میں شرماتی ہے یہ

﴿ ۲ ﴾

لوگ کہتے ہیں ہوا شیر محمد کا وصال
اُٹھ گئے گویا ابوذر، ہو گئے رُخصت بلال

یہ شکلیں پھر نہ دکھلائے گی دُنیا دیکھ لو
مصطفےٰ کے عاشقوں کی شکل زیبا دیکھ لو

ملت مرحوم کے ماتم میں اب روئے گا کون؟
دامنوں سے داغ ہائے معصیت دھوئے گا کون؟

اے زمین شرقپور! شیرِ الٰہی کی کچھار!
دفن ہوتا ہے تیری مٹی میں شیر کردگار

ہے دعا نیّر کی برسے تجھ پہ بدلی نُور کی
ہو ہمیشہ تجھ پہ نُور افشاں تجلّی طور کی 9

9- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 388

آخری دیدار کے وقت خدام کی حالتِ زار

ملک حسن علی شرقپوری بی۔اے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے آخری دیدار کے بارے میں اپنی کیفیت یوں تحریر کرتے ہیں:

☆ ''تکفین کے وقت یہ سیاہ کار، راقم الحروف بندہ حسن علی عفی عنہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے جمال اقدس کی زیارت سے شرف اندوز ہوا۔ اس وقت جو کیفیت طاری ہوئی وہ قیامت تک بھی بھولنے کی نہیں۔''

ملک حسن علی شرقپوری، میاں فتح اللہ صاحب کی دلی کیفیت کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

☆ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے محبِ صادق، میاں فتح اللہ صاحب موصوف تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے فراق میں دیوانے اور مجنون سے ہو گئے۔ گویا انہیں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کا یقین نہیں آتا تھا۔ آپ کے جنازہ کو برابر پنکھا کرتے رہے کہ مبادا شدت گرما سے آپ کو تکلیف نہ پہنچے۔'' 10

کلماتِ سوزِ دل:

جناب ملک حسن علی شرقپوری بی۔اے نے اپنی کتاب ''حیاتِ جاوید'' میں حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے فراق وجدائی میں ''کلماتِ سوزِ دل'' ''قیامتِ صغریٰ'' کے عنوان سے تحریر فرمائے ہیں۔ ان میں سے چند اقتباسات سطورِ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

☆ ''اے شرقپور کے لوگو! ذرا گوش سے سنو!'' حضرت قبلہ میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات سے یہ نہ سمجھ لینا کہ وہ مر گئے ہیں۔ وہ پہلے بھی زندہ تھے اور اب بھی زندہ ہیں بلکہ آپ کی موجودہ زندگی سابقہ زندگی سے اعلیٰ وارفع ہے۔ اب آپ اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے ہیں اور توحید کے اس بحرِ ناپیدا کنار میں غوطے لگا رہے ہیں جو آپ کی زندگی کا اصل مقصد اور حقیقی منشاء تھا۔'' 11

☆ ''اے خدا کے برگزیدہ بزرگ! میری روح تیری محبت میں گداز ہے اور میرا دِل تیری عزّت وعظمت سے لبریز ہے۔ میرے جسم کے ہر رونگٹے اور میرے بدن کے ہر ذرّے سے تیری مدح وثناء کا ایک شور مچا ہے۔ میری طرف سے لاتعداد سلام وصلوات تیری روح پر، اس سیاہ کار اور ادنیٰ خادم کو میدانِ حشر میں بُھول نہ جانا۔''

☆ ''اے خدا کے برگزیدہ ولی! تیرا وجود شرقپور کے لئے ڈھال تھا، تو نے ٹوٹے ہوؤں کو جوڑا، بگڑے ہوؤں کو بنایا، رُوٹھے ہوؤں کو منایا اور لڑتے ہوؤں کو شیر وشکر کیا۔''

☆ ''ہائے ہماری بستی تباہ و برباد ہو گئی۔ آج ہمارے سر سے تاج اُتر گیا یعنی آفتاب ولایت رُوپوش ہو گیا۔ اب غریبوں اور ضعیفوں کی خبر گیری کون کرے گا؟ یتیموں اور بیواؤں کا پُرسان حال کون ہو گا۔؟ آپ

10- حسن علی جامعی، ملک: حیاتِ جاوید ص115۔ 11- حسن علی جامعی، ملک: حیاتِ جاوید ص115۔

رحیم تھے، شفیق تھے نہ صرف انسانوں پر بلکہ حیوانوں پر بھی۔" 12

تاریخ دربار شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ:

جن کو کہتی ہے دنیا محمد کا شیر ان کی نورانی تربت پہ لاکھوں سلام

مقام مزار شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے انتخاب کی مندرجہ ذیل وجوہات ہو سکتی ہیں:

1۔ مشہور حدیث ہے: "ہر شخص کو وہاں دفن کیا جاتا ہے جہاں سے اس کی تخلیق کی جاتی ہے۔" (المستدرک للحاکم جلد اول ص 367) کے مطابق اس مقام پر مزار اقدس بنا۔

2۔ قبرستان (ڈوھرانوالہ، شرقپور شریف) میں تشریف لیجانا، فاتحہ خوانی کرنا، حصول فیض کرنا اور آخرت کو ہمہ وقت یاد رکھنا حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے معمولات میں شامل تھا۔ قبرستان میں داخل ہونے سے قبل یا فراغت پر اس مقام پر تشریف فرما ہو کر آپ ذکر الٰہی، درود شریف اور تلاوت قرآن میں گھنٹوں مصروف رہتے تھے۔

3۔ مقام مزار اقدس کے بارے میں آپ کو بذریعہ کشف معلوم ہو چکا تھا اور اپنے خدام کو اشارۃً بتا بھی دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وصال مبارک کے بعد خدام کو مقام مزار کے انتخاب کرنے میں دقت پیش آئی اور نہ ان میں اختلاف رائے کی صورت پیدا ہوئی۔

4۔ جد امجد حضرت بابا غلام رسول اللہ تعالیٰ (متوفی 1282ھ)، آپ کی والدہ ماجدہ، حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ ماجدہ، صاحبزادی صاحبہ رحمھا اللہ تعالیٰ اور دیگر اعزاء واقارب کی قبور یہاں تھیں۔ لہٰذا حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے خدام نے مزار شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے اسی مقام کا انتخاب کیا۔

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا مزار مبارک ایک عرصہ تک کچا رہا۔ (یاد رہے دربار وگنبد نبوت، صحابیت اور ولایت کا معیار ہرگز نہیں ہے۔ ہزاروں انبیاء، لاکھوں صحابہ اور کروڑوں اولیاء کے دربار وگنبد نہیں ہیں بلکہ ان کی قبور کے نشانات بھی ناپید ہو چکے ہیں لیکن وہ بدستور انبیاء علیھم السلام، صحابہ کرام اور اولیاء عظام ہیں۔ حتیٰ کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرقد اقدس عرصہ دراز تک ناپختہ، سادہ اور بغیر گنبد کے تھی جبکہ آپ باقاعدہ رسول معظم رہے اور ہیں بلکہ امام الانبیاء والرسل ہیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اولیاء کرام کی قبور پر دربار وگنبد بنانے کی رسم دنیا بھر میں صرف عراق، ترکی اور پاک و ہند میں ہے۔) خدام کی شدید خواہش اور اصرار پر سجادہ نشین حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مزار اقدس کو پختہ اور اس پر دربار

12۔ حسن علی جامعی، ملک، حیات جاوید، ص 119

وگنبد بنانے کا فیصلہ کیا۔ تعمیر کے تمام اخراجات خود برداشت کیے اور خدام ومتوسلین سے ایک پائی تک وصول نہیں کی۔ آپ نے تعمیر کے لیے باریش، پختہ نمازی اور پرہیز گار معماروں کا انتخاب کیا۔ دربار عالیہ شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعمیر محمد شریف بن غلام محمد شرقپوری (والد ماجد محمد انور قمر شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 2007ء مصنف نقوش شرقپور شریف) اور قصور شہر سے تعلق رکھنے والے معماروں کے ہاتھوں ہوئی۔ افسوس کہ تذکرہ نویسوں نے معماروں کے اسماء گرامی محفوظ نہیں کیے۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعمیر 1935ء سے 1940ء کے درمیان ہوئی۔ تعمیر دربار شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا دورانیہ تقریباً تین سال ہے۔

دربار عالیہ ایک دروازہ اور سات ہوادار جالیوں پر مشتمل ہے۔ ہر جالی سنگ مرمر کی ہے اور ہر جالی کے اندرونی حصہ میں شیشہ کی کھڑکی لگائی گئی۔ دربار کے اندرونی حصہ میں اسماء الٰہی تحریر ہیں۔ دربار کے اوپر دنیا بھر کے گنبدوں سے امتیازی حیثیت کا حامل سبز گنبد بنایا گیا ہے جو دور سے دعوتِ نظارہ دیتا ہے۔ ہر جالی کے بیرونی حصہ پر ایک آیت اور ایک شعر تحریر ہے۔ وہ سات اشعار علی الترتیب مندرجہ ذیل ہیں:

برزمینی کہ نشان کفِ پائے تو بود ۔۔۔ سالہا سجدہ صاحب نظر ان خواہد بود

آباد تیرے فیض سے سرزمین پاک ہے ۔۔۔ ہر فرد تیری چشم عنایت سے شاد ہے

اک بار تمنا ہے کہ جی بھر کے میں رولوں ۔۔۔ سر روضہ ء اقدس پہ ندامت سے جھکا کر

ہر کس کہ بدرگاہ تو آید بہ نیاز ۔۔۔ محروم زدرگاہِ تو کے گردد باز

ابوبکر ھمچو کعبہ، عمر در طواف او ۔۔۔ عثمان آب زم زم علی حج اکبر است

چہ حسنت آنکہ دریکدم رخت راصد نظیر بینم ۔۔۔ ہنوز آرزو باشد کہ یکبار دیگر بینم

نہ کام ہو سکا جس کا کوئی زمانے سے ۔۔۔ وہ شاد کام اٹھا تیرے آستانے سے

ہر جالی کے شعر کے نیچے ''یَا وَالِي، یَاعَلِیمٌ'' کے الفاظ تحریر ہیں۔ اور یہ قیمتی جالیاں ملک احمد سعید شرقپوری کی طرف سے بطور ہدیہ پیش کی گئی ہیں۔

دربار عالیہ کے دروازہ پر مندرجہ ذیل عبارت تحریر ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَا رَحِیمُ ۔۔۔ یَا کَرِیمُ

روضہ ءحضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

وصال: ۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ

دربار عالیہ کے اطراف میں خوبصورت برآمدہ بنایا گیا ہے جو آٹھ بڑے (چار کونے والے) ستونوں پر مشتمل ہے۔ ہر دو ستونوں کے درمیان دو گول پلر بنائے گئے ہیں۔ ہر دو ستونوں (چار کونے والے) کے

درمیان اندرونی حصہ میں لوہے کی جالی جبکہ بیرونی حصہ پر سیمنٹ کی جالی لگائی گئی ہے۔ زائرین کے لیے سپیشل قسم کے آٹھ پنکھے لگائے گئے ہیں۔ برآمدے کے مشرقی حصہ میں دو بڑے ستونوں سے دربار تک دیوار کھینچ کر خواتین کے لیے فاتحہ خوانی کا باپردہ اہتمام کیا گیا ہے۔ ہر (چار کونے والے) ستون کے اوپر گملے کی شکل میں چھوٹا مینار بنایا گیا ہے۔ برآمدے کے سبب دربار عالیہ کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

دربار عالیہ سے چند قدم کے فاصلے پر جانب مغرب برآمدے میں حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ ماجدہ کا مزار اقدس ہے۔ جس پر یوں تحریر ہے:

۷۸۶

مرقد مبارک

والدہ ماجدہ حضرات میاں غلام اللہ صاحب ثانی لا ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ان کے سرہانے کی طرف دو گز کے فاصلے پر (جانب شمال) حضرات شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ ماجدہ کا مزار ہے۔ جس پر یوں لکھا ہے:

۷۸۶

مرقد مبارک

والدہ ماجدہ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

ان کے مزار مبارک سے متصل (جانب مغرب) حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی کا مزار ہے۔ جس پر یوں مرقوم ہے:

۷۸۶

مرقد مبارک

دختر حضرت میاں شیر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

دربار عالیہ شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے شمال مغرب میں برآمدے کے باہر فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے لخت جگر حضرت صاحبزادہ میاں غلام نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ (جن کا بچپن میں وصال ہوا) کا مزار اقدس چار دیواری میں ہے۔ اس چار دیواری پر دربار شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے گنبد کی مثل چھوٹا مگر خوبصورت گنبد بنایا گیا ہے۔ اندرونی حصہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے علاوہ اسماء الٰہی تحریر ہیں۔ ان کے اوپر حضرات میاں صاحب رحمہ اللہ کے دست اقدس سے تحریر شدہ اسم ذات 'اللہ' کا عکس ٹائلوں پر کندہ کروا کر دائرہ کی شکل میں

نصب کی گئی ہیں۔

اس چاردیواری کے جنوب وشمال اور مغرب کی جانب سنگ مرمر کی ہوادار چھوٹے سائز کی جالیاں لگائی گئی ہیں جبکہ مشرق کی طرف بالکل کھلی ہے۔اس کے مشرقی در کی پیشانی پر یوں لکھا ہے:

مزار مبارک

حضرت میاں غلام نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ

مغربی در کی پیشانی پر یہ الفاظ تحریر ہیں: یاحَیُّ یاقیّومُ یاقَدِیرُ یارحیمُ

شمالی جانب یوں مرقوم ہے: یارحمٰن یارحیمُ

اور جنوبی در کی پیشانی پر یہ الفاظ کندہ ہیں: یابَاسِط یارَازِق

دربار عالیہ شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے چند قدم کے فاصلے پر جانب شمال آپ کی تعمیر کردہ مسجد (مسجد قبرستان ڈوہرانوالہ۔شرقپور شریف) کے دروازہ سے متصل (شمال کی طرف) آپ کی کھدوائی ہوئی کھوئی (کنواں) ہے۔(جوتا حال موجود ہے) جس کے بارے میں مشہور ہے کہ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا تھا جس کے باعث یہ شفایابی کا سرچشمہ بن گئی۔آپ کی زندہ کرامت ہے کہ خدام ،متوسلین اور عقیدتمند اس کھوئی کا پانی بطور تبرک لیجا کر اپنے مریضوں کو پلاتے ہیں تو وہ شفایاب ہو جاتے ہیں۔

عبارت لوحِ مزار حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَللّٰہ جلّ شانہ

زبدۃ العارفین، حجۃ الکاملین، حامی شریعت

ہادی راہ حقیقت، مخدومنا اعلیٰ حضرت قبلہ

میاں شیر محمد صاحب علیہ الرحمۃ والغفران

المشہور جناب میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپوری

حضرت شیر محمد آفتاب علم و دین

جلوۂ آئینۂ انوار رب العالمین

معدن جود و سخا و چشمۂ صدق و صفا

ناقصوں پر ہو کرم بہر محمد مصطفےٰ

وصال مبارک ۳/ربیع الاول ۱۳۴۷ھ

سجادہ نشین حضرت میاں غلام اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

تصرفات بعد از وصال حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

دیارِ محبوب ﷺ سے محبت:

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو نہ صرف سرکارِ مدینہ ﷺ سے محبت تھی بلکہ دیارِ محبوب ﷺ کے باشندوں سے بھی عقیدت تھی۔ یہ عقیدت و محبت ظاہری زندگی تک محدود نہیں تھی بلکہ دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی جاری ہے۔ کیونکہ اہل اللہ (اولیاء کرام) زندہ ہوتے ہیں۔ صرف امرِ الٰہی کے مطابق نقل مکانی کرتے ہیں اور بعد از وصال بھی ان سے تصرف کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

حاجی فضل احمد مونگا شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ قیامِ پاکستان کے کچھ عرصہ بعد مدینہ طیبہ کی مشہور زمانہ روحانی شخصیت محترم حیدرالحیدری صاحب اپنے بھائی کی آنکھوں کے علاج کے سلسلے میں پاکستان تشریف لائے۔ اہل پاکستان نے عقیدت و محبت سے ان کا مثالی استقبال کیا۔

پاکستان میں مختلف [illegible] اور اداروں نے محترم المقام جناب حیدرالحیدری صاحب کو استقبالیہ دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ حضرت [illegible] صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں شرقپور شریف میں ''دعوت'' پر مدعو کیا۔ جب دعوت کے سلسلے میں [illegible] شرقپور شریف میں تشریف لائے تو مزارِ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ پر حاضری دی۔ حاضری کے دوران شرکاء کا عظیم ہجوم تھا۔ مہمان ذی وقار فاتحہ خوانی کے بعد اُٹھنے لگے تو پورا نہ اُٹھے۔ تھے کہ پھر بیٹھ گئے، دُوسری بار اُٹھنے کی کوشش کی مُکمل طور پر اُٹھنے نہ پائے تھے کہ پھر بیٹھ گئے حتیٰ کہ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا۔ حاضرین یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ آخر دریافت کیا گیا کہ حضور! نہ اُٹھنے کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب میں اُوپر اُٹھنے کی کوشش کرتا تھا تو میرے گھٹنوں پر دو ہاتھ دباتے معلوم ہوتے تھے کہ بیٹھ جاؤ تو میں پھر بیٹھ جاتا۔ تینوں دفعہ ایسے ہوا۔ میں سمجھ گیا کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ عاشقِ رسول ﷺ تھے'' مدینۃ النبی ﷺ'' سے میری نسبت کی وجہ سے دیر تک اپنے پاس بٹھانے کے خواہشمند ہیں۔'' 13

معلوم ہوا حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی سرکارِ مدینہ ﷺ سے اور دیارِ محبوب ﷺ کے باشندوں سے محبت و عقیدت کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔

13۔ فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 248۔

مجاہدین سرزمین پاکستان کی مدد فرمانا:

6 ستمبر 1965ء کورات کی تاریکی میں جب ہندو درندوں نے بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وطن عزیز پاکستان پر حملہ کیا تو پوری قوم اپنے پیارے وطن کے دفاع کے لئے ایک مضبوط چٹان کی طرح ڈٹ گئی اور ملک کے دفاع کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کے لیے تیار ہوگئی۔ مسلمانوں نے پاکستان ''نظام مصطفےٰ ﷺ'' کے نفاذ کے نظریہ کی بنیاد پر حاصل کیا تھا اور اس کے تحفظ و دفاع کے لیے جان کی قربانی کو شہادتِ عظمیٰ تصور کرتے ہیں۔

اس خطرناک جنگ کے دوران اولیاء کرام کی طرف سے تصرف کے بہت سے واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ ان میں سے ایک واقعہ سرزمین شرقپور شریف میں ظاہر ہوا۔ حاجی فضل احمد مونگہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ، ملک حسن علی بی۔ اے علیگ شرقپوری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ کافی عرصہ سے ضعیف اور علیل تھیں۔ وہ ان کی خدمت کے سلسلہ میں ہمہ وقت ان کے پاس رہا کرتے تھے۔ ایک رات انہیں خواب میں حضور شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ان کی والدہ کی خیریت دریافت فرماتے ہوئے فرمایا: حسن علی! اب تمہاری والدہ کی طبیعت کیسی ہے؟'' خیریت دریافت کرنے کے بعد آپ تیزی سے تشریف لے جانے لگے۔ تو میں (ملک حسن علی) نے عرض کیا: حضرت کچھ دیر کے لیے تشریف رکھیے۔ تو آپ نے فرمایا: مجھے بہت جلدی ہے، میں نے چونڈہ ضلع سیالکوٹ پہنچنا ہے جہاں پاکستان اور بھارت کے درمیان تاریخ کی بہت بڑی اور خوفناک ٹینکوں کی جنگ ہو رہی ہے۔ میں نے عرض کیا: حضور! یہاں لاہور کے نزدیک واہگہ باڈر پر بھی تو جنگ ہو رہی ہے؟'' آپ نے فرمایا: لاہور کے محاذ پر حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ خود کمان کر رہے ہیں اور میری ڈیوٹی چونڈہ میں لگی ہے۔'' 14

جناب ملک حسن علی بی۔ اے علیگ شرقپوری نے یہ واقعہ شرقپور شریف کی ٹاؤن کمیٹی کے اراکین یعنی کونسلرز کے سامنے بیان کیا۔ ان (واقعہ سُننے والے) لوگوں میں شرقپور شریف کی مشہور شخصیت میاں محمد صدیق مونگہ مرحوم و مغفور بھی موجود تھی۔ شیرِ ربانی کے تصرف کا یہ واقعہ شرقپور شریف کے عوام و خواص میں مشہور ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ پاکستان حضرت محدث کچھوچھوی، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، ابوالبرکات حضرت سید احمد شاہ اشرفی، حضرت علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی، حضرت ثانی صاحب شرقپوری اور مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی (والد ماجد قائد اہلسنّت امام شاہ احمد نورانی صدیقی) رحمہم اللہ تعالیٰ

14- فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص 332

ایسے اکابر نے بنایا اور اس کا تحفظ ودفاع بھی حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ ایسے اولیاء کرام فرما رہے ہیں۔ قیام پاکستان اولیاء کرام کے فیض سے عمل میں آیا اور ان ہستیوں کے فیض سے تا قیامت قائم ودائم رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز

حفاظتِ نسبت:

جناب محمد امین شرقپوری تحریر فرماتے ہیں کہ جناب میاں چراغ دین صاحب للیانی (مصطفیٰ آباد) ضلع قصور بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد جب وہ شرقپور شریف میں جاتے تو مزارِ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ پر حاضری کے بعد حضرت ثانی صاحب سے ملے بغیر واپس آ جاتے۔ ایک دفعہ حضرت ثانی صاحب للیانی میں تشریف لائے ہوئے تھے کہ مجھے رات کو خواب میں حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا: آج میرے بھائی للیانی (مصطفیٰ آباد) میں آئے ہوئے ہیں تم شرقپور شریف جاتے ہو مگر ان سے مل کر نہیں آتے۔ یہ دو روپے لو اور میری طرف سے انہیں دے دو، بلکہ اپنی طرف سے بھی انہیں کچھ دینا۔'' صبح ہوئی تو جانشین شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر حسب طاقت نذر پیش کی اور رات کا تمام واقعہ عرض کیا۔ 15

شعارِ اسلام کا تحفظ:

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے تصرفات بعد از وصال میں سے ایک یہ تاریخی واقعہ ہے کہ پانچ صدی پرانا گاؤں ''راجہ جنگ''، ضلع قصور نزد رائے ونڈ کی مساجد میں سکھوں کی بلا وجہ مداخلت ومخالفت کے باعث 140 سال تک نسل در نسل اذان کا سلسلہ بند تھا۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے تصرف وراہنمائی سے آپ کے مرید ''جناب غازی احمد دین'' کے ہاتھوں ویدا سنگھ کی ہلاکت پر راجہ جنگ کی تمام مساجد میں اذان کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا جو تا قیامت جاری وساری رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

غازی احمد دین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اصل واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ جب غازی علم الدین شہید کا جنازہ پڑھائے جانے کا اعلان لاہور کی مساجد میں ہو رہا تھا، اس وقت مَیں شاہدرہ میں تھا۔ سب کام چھوڑ کر میں بھی جنازہ پڑھنے کے لیے چل دیا۔ ایسا دکھائی دیتا تھا کہ ہر کوئی اسی سمت چلا جا رہا ہے۔ جب میں بھاٹی چوک (چوک داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) پہنچا تو وہاں پولیس کی بھاری نفری موجود تھی اور لوگوں کے بڑے بڑے گروپ نماز جنازہ میں شرکت کے لیے وہاں سے روانہ ہو رہے تھے۔ میں بھی ایک گروپ کے ساتھ ہولیا۔ حرمت رسول ﷺ کے فدا کار غازی علم الدین شہید کی نماز جنازہ کے لیے جب صفیں ترتیب دی گئیں تو میں نے حساب لگایا کہ میرا نمبر سترھویں صف میں تھا۔ جنازہ دیکھ میں نے یہ تمنا کی کہ ''اللہ تعالیٰ مجھے بھی یہ

15- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیائے نقشبند ص 460

مرتبہ عطا فرمائے۔'' کچھ عرصہ بعد جھنگ کے شہر میں ایک اکالی سکھ نے ایک مسلمان عورت کو اغوا کر لیا اور اسے اکالی بنا کر شادی کر لی۔ اس پر ایک مسلمان نے دونوں کو قتل کر دیا اور پھر ایک ہندو کھتری جو قصور میں حضرت بلھے شاہ قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیتا تھا، کو محمد صدیق نامی شخص نے قتل کر دیا اور اللہ کے نام پر پھانسی کے تختہ پر جا پہنچا۔

ان واقعات نے مجھے جنونی بنا دیا کیونکہ میں بہت عرصہ سے سنتا چلا آ رہا تھا کہ ایک سکھ ویدا سنگھ نے جو قصبہ رلیہ جنگ کا رہنے والا ہے، وہاں مسجد میں اذان کی ممانعت کر رکھی ہے۔ اس سکھ کے خلاف مسلمانوں کی طرف سے تھانہ مصطفیٰ آباد (للیانی) میں تقریباً اڑھائی سو رپورٹیں درج تھیں۔ میں ہر وقت سوچا کرتا تھا کہ کیوں نہ اس سکھ کو جو مسلمانوں کو پریشان کرتا ہے، جہنم واصل کر دوں۔

ان دنوں میرا ذریعہ معاش کاشتکاری تھا اور میں رائے ونڈ کے قریبی موضع ''برہان پور حکیماں والا'' میں اقامت پذیر تھا۔ ایک روز میرا دل اس قدر بے چین ہوا کہ روح کی تسکین کے لیے میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے التجا کی کہ مجھے اپنا مرید بنا لیں۔ جواباً پیر صاحب نے اپنے مریدوں سے فرمایا: ''آج ایک خاص آدمی آیا ہے، اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جائے''۔ پھر میں جتنی دیر وہاں رہا، تمام مرید میرے ارد گرد ہی رہے۔

پیر صاحب مجھے بغور دیکھتے رہے لیکن کہا کچھ نہیں۔ وہاں مجھے قدرے ذہنی سکون ملا اور پھر میں واپس اپنے گاؤں آ گیا۔ کچھ عرصہ بعد مجھے معلوم ہوا کہ حضرت میاں صاحبؒ رحمہ اللہ تعالیٰ رحلت فرما چکے ہیں تو میں دوبارہ شرقپور شریف چلا گیا اور ان کے روضۂ مبارک سے لپٹ گیا۔ پیر صاحب کے مریدوں میں سے چند ایک شاید وہاں اس وقت موجود تھے جن کی موجودگی میں پیر صاحب نے پہلی ملاقات کے دوران میری خصوصی دیکھ بھال کرنے کی ہدایت کی تھی۔ انہوں نے مجھے پہچان لیا اور تسلی تشفی دینے لگے لیکن میں آپ کے روضہ سے لپٹ کر دعا مانگتا رہا اور اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ اے خداوند کریم! میں یہاں سے نہیں جاؤں گا، جب تک مجھے کوئی خاص پیغام نہ مل جائے۔ نجانے کتنی دیر تک میں یونہی بیٹھا رہا، اس دوران مجھے اونگھ آ گئی تو ایک آواز سنی جسے میں سمجھ نہ سکا۔ تاہم میری آنکھ کھل گئی اور پھر میں مسجد میں چلا گیا۔ وہاں مجھے دوبارہ اونگھ آئی تو میں نے دیکھا کہ رائے ونڈ سے تین سکھ رلیہ جنگ کی طرف جا رہے ہیں اور پھر کسی نے مجھے اشارے سے بتایا کہ ویدا سنگھ ان کے درمیان موجود ہے۔ شاید وہ مجھے اور بتاتا کہ پیر صاحب کے ایک مرید کے جھنجھوڑنے پر میں بیدار ہو گیا۔ میں اشارہ سمجھ گیا تھا کہ ویدا سنگھ کی نشاندہی کیوں کی گئی ہے۔ میں نے اپنا مقصد پا لیا تھا۔ اب میرا وہاں ٹھہرنا محال تھا۔

اگلے روز میں واپس اپنے گاؤں ''برہان پور حکیماں والا'' پہنچا اور خاص طور پر ایک چھری بنوائی جس کی تیز دھار میری آنکھوں میں محفوظ ویدا سنگھ کا چہرہ بگاڑنے کے لیے کافی تھی۔ اور پھر میں رلیہ جنگ

جا پہنچا۔ وہاں میری ملاقات امام دین سے ہوئی۔ اسے جب میں راجہ جنگ میں اپنی آمد کا مقصد بتایا تو وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ اس نے میرے ساتھ اس قدر تعاون کیا کہ بیان نہیں کر سکتا۔ اس نے اپنے ذمے یہ کام لیا کہ وہ دن بھر ویدا سنگھ کی مصروفیات اور گھر میں آمد و رفت پر کڑی نظر رکھے گا۔ ویدا سنگھ ہر وقت اپنے ساتھ محافظ (باڈی گارڈ) رکھتا تھا اور خود بھی بڑا شہ زور تھا۔ لہٰذا امام دین نہیں چاہتا تھا کہ اگر میں اس پر حملہ کروں تو میرا نشانہ خطا ہو جائے کیونکہ ایسی صورت میں وہ علاقے کے تمام مسلمانوں کے لیے مصیبت بن جاتا۔

میں کچھ دن امام دین کے گھر رہا۔ اس وقت تک کسی کو وہاں میری موجودگی کا علم نہ تھا۔ پھر ایک روز امام دین نے مجھے یہ نوید سنائی کہ آج رات تمہیں ویدا سنگھ کی حویلی پر چھوڑ آؤں گا۔ میرے لیے اس سے بڑی خوش خبری کیا ہو سکتی تھی۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق رات کی تاریکی میں ہم دونوں ویدا سنگھ کی حویلی کی طرف چل پڑے۔ راستے میں ہماری کسی سے ملاقات نہ ہوئی اور پھر ایک بڑی حویلی کے قریب پہنچ کر امام دین رک گیا اور میں جان چکا تھا کہ ویدا سنگھ کی حویلی یہی ہوگی۔ ایک طرف دیوار کے ساتھ مل کر امام دین بیٹھ گیا اور میں اس کے کندھوں پر سوار ہو گیا اور میں نے حویلی کی دیوار عبور کی۔ میں بڑی احتیاط سے دیوار کی دوسری طرف اترا، صحن میں اس وقت بہت سے لوگ سوئے ہوئے تھے۔ تاریکی کے باعث مجھے یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ ویدا سنگھ کس چارپائی پر ہے؟ بہت دیر اسی کوشش میں رہا لیکن کامیاب نہ ہوا۔ میں نے یہ سوچ کر واپسی کی راہ لی کہ اگر یہاں ویدا سنگھ کے ساتھی جاگ پڑے تو میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکوں گا۔ حویلی سے باہر آ کر میں نے امام دین کو صورت حال سے آگاہ کیا تو اس نے بھی میرے ساتھ اتفاق کیا اور یوں ہم واپس آ گئے۔

چند روز بعد امام دین کو جب معلوم ہوا کہ ویدا سنگھ اپنی حویلی میں موجود ہے، تو ہم رات گئے اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا پروگرام بنایا۔ پہلے کی طرح جب میں حویلی میں داخل ہوا تو زمین پر میرے چھلانگ لگانے کی آواز سے چند نوجوان جاگ اٹھے اور میں ایک کونے میں مویشیوں کے پیچھے جا چھپا۔ اب کی بار بھی ویدا سنگھ کو شکار کرنے میں ناکام رہا اور مجبوراً مجھے واپس لوٹنا پڑا۔ اس روز میں نے اس معاملہ پر غور کیا تو میری عقل میں یہ بات آئی کہ خواب میں حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو نقشہ سمجھایا تھا وہ جگہ راجہ جنگ سے رائے ونڈ آتے ہوئے دکھائی گئی تھی۔ تب مجھے ہوش آیا کہ مجھے حکم کیا دیا گیا ہے اور میں کیا کر رہا ہوں؟ میں نے امام دین سے کہا کہ معلوم کرو کہ ویدا سنگھ رائے ونڈ کب جا رہا ہے۔ امام دین ویدا سنگھ کے پیچھے سائے کی طرح لگ گیا اور ایک روز شام کے وقت وہ باہر سے آیا اور مجھے بتایا کہ ویدا سنگھ اگلے روز رائے ونڈ جا رہا ہے اور اس کے باڈی گارڈ بھی ساتھ ہی ہوں گے۔ میں نے بڑی بے چینی سے رات گزاری۔ اگلے روز میں منہ اندھیرے امام دین کے گھر سے نکلا اور راستے میں ایک پل پر جا کر بیٹھ گیا۔ بہت دیر بعد تین سکھ راجہ جنگ سے رائے ونڈ کی طرف جاتے ہوئے دکھائی دیے۔ میں نے ویدا سنگھ کو اس کی چال اور کچھ خواب میں دیکھے ہوئے حلیے سے پہچان لیا۔ وہ میرے قریب پہنچا اور آگے بڑھ گیا اور میں تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے پیچھے چل

دیا۔ میں نے اپنی دھوتی کی ڈب سے چھری نکالی موت اور ویداسنگھ میں صرف چند قدم کا فاصلہ تھا کہ اچانک میری نظروں کے سامنے وہی نقشہ گھوم گیا کہ ویداسنگھ رائے ونڈ سے راجہ جنگ جا رہا تھا۔ میں نے چھری دوبارہ ڈب میں رکھ لی اور مطمئن ہو کر ان کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

شہر میں اپنی مصروفیات کے بعد ویداسنگھ پولیس تھانے چلا گیا اور میں تھانے سے باہر ایک جگہ بیٹھ کر اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد جب ویداسنگھ تھانے سے باہر نکلا تو اس کے محافظوں کے علاوہ تھانیدار اور تھانہ کا عملہ بھی اس کے ساتھ تھا۔ تھوڑے فاصلہ پر آ کر وہ رکے اور الوداعی ملاقات کی۔ تھانیدار اور دوسرا عملہ اس کے ساتھ واپس ہوا تو ویداسنگھ اپنے محافظوں کے ہمراہ راجہ جنگ کی طرف چل دیا۔ پولیس سٹیشن سے کچھ فاصلے پر کپاس بیلنے کا کارخانہ تھا۔ اس کے دونوں باڈی گارڈ کارخانہ میں چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حصول مقصد کا موقع فراہم کر دیا۔ میں اس کے قریب چلا گیا اور پوچھا:

''سردار جی! ویداسنگھ تہاڈا ناں ای اے؟''۔''آہو بچڑا ویداسنگھ مینوں ای کہندے نے۔''

ویداسنگھ نے انتہائی فرعونیت سے جواب دیا۔ میں نے پھر پوچھا: ''مسجد وچ اذان تسیں نہیں ہون دیندے جے؟''

اس پر ویداسنگھ نے گردن اکڑاتے ہوئے اپنے ہاتھ میں پکڑا ڈمب (لاٹھی) جس پر شام چڑھی ہوئی تھی، گردن کی پشت پر رکھ کر دونوں بازوؤں کو پیچھے کہنیوں تک رکھتے ہوئے کہا۔

''ایہہ وی ساڈا ای کم اے بچڑا''

''تے فیر تگڑا ہو جا ویداسنگھ! آج اللہ دے دشمن دی اخیر اے۔'' اور پلک جھپکنے میں چھری کا پھل ویداسنگھ کے پیٹ میں تھا۔ میرا پہلا وار ہی اتنا شدید اور ٹھکانے پر لگا تھا کہ ویداسنگھ اوندھے منہ زمین پر جا گرا اور اس کی انتڑیاں پیٹ سے باہر آ گئی تھیں۔ میں خون آلود چھری لے کر تھانے کی طرف دوڑ پڑا۔ اسد اللہ خان تھانیدار کو جب میں نے بتایا کہ میں ویداسنگھ کو قتل کر آیا ہوں تو اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ میں تھانیدار کو لیے جائے وقوع پر پہنچا تو اس وقت ویداسنگھ ٹھنڈا ہو چکا تھا اور اس کے محافظ قریب کھڑے تھے۔

پولیس نے نعش اپنی تحویل میں لے لی اور مجھے پولیس اسٹیشن لے آئی۔ تھانیدار نے مجھے کہا کہ فرار ہو جاؤ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ اس وقت دن کے دو بج رہے تھے۔ 1938ء فروری کا مہینہ، تاریخ غالباً 18 تھی اور شاید جمعہ کا دن تھا۔ ویداسنگھ کے قتل کی خبر جب راجہ جنگ پہنچی تو اس کا بیٹا سوہن سنگھ پولیس تھانے آیا اور جب اس نے مجھے وہاں چارپائی پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو تھانیدار پر برس پڑا کہ ایک قاتل کو مہمان بنا کر بٹھایا ہوا ہے؟ تھانیدار نے جواباً کہا: آپ ایف آئی آر درج کروائیں۔ اس قاتل کو تو میں اپنے سر پر بھی بٹھاؤں تو کم ہے۔ (ویداسنگھ کے قتل کے بعد اسی روز مغرب کی اذان کھجور والی مسجد میں دی گئی۔ جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا)۔ انشاء اللہ العزیز

تھانیدار کے اس جواب پر سوہن سنگھ نے نرم لہجے میں مجھے کہا: جن پانچ سکھوں کے نام تمہیں بتاتا ہوں، ان کے نام بھی ساتھ لکھوادو۔'' میں نے انکار کرتے ہوئے کہا:

''یہ قتل احمد دین نے کیا ہے اور صرف احمد دین کا نام ہی لکھا جائے گا۔''

ویدا سنگھ کے قتل کی خبر سن کر اگلے روز ڈپٹی کمشنر وہاں آ گیا۔ میرے بیانات لیے اور پھر مجھے رائے ونڈ سے قصور منتقل کر دیا گیا۔ مقدمے کی کارروائی شروع ہوئی۔ میں نے کوئی وکیل نہ کیا۔ مقدمے کے دوران سید مبارک علی شاہ، حاجی رب نواز اور شیر نواز خان میرے پاس آئے اور ہر قسم کے تعاون کا وعدہ کیا اور میری اخلاقی اور مالی مدد بھی کرتے رہے۔ میں نے اقبال جرم کر لیا تھا، اس لیے وکلاء صاحبان کی کسی نے نہ سنی۔ عدالت میں مجھ سے چھریوں کی شناخت کرائی گئی۔ میرے سامنے 25 چھریاں رکھی گئی تھیں لیکن میں نے اپنی چھری شناخت کر لی۔ پھر میرے فیصلے کا دن مقرر ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی مجھے فیروز پور جیل بھیج دیا گیا۔ سیشن جج فیروز پور نے جو ایک مسلمان تھا، اپنے فیصلے میں مجھے چودہ سال قید کی سزا سنائی اور مجھے لاہور سنٹرل جیل منتقل کر دیا گیا۔ چھ ماہ بعد یہی سیشن جج مجھ سے ملنے آئے۔ مجھ سے معافی مانگی۔ سات سو روپے اور قرآن پاک کا نسخہ مجھے دیا۔ رقم میں نے واپس کر دی اور قرآن پاک جیل کے ایک قیدی کو دے دیا کیونکہ میں قرآن پاک نہیں پڑھ سکتا تھا۔

اپریل 1940ء میں مجھے ''کالے پانی'' لے جانے کا حکم سنایا گیا۔ اس وقت میرا بھائی اللہ دتہ، میری بیوی اور دو بیٹے ساتھ تھے۔ میرا بڑا بیٹا کلکتہ سٹیشن پر فوت ہو گیا۔ وہاں مسلم لیگ والوں نے اس کے کفن دفن اور جنازہ کا بندوبست کیا۔ ''کالا پانی'' لے جانے کے لیے جب قیدیوں کو سمندری جہاز میں سوار کیا جا رہا تھا تو میرے بھائی، بیوی اور بچے کو جہاز پر سوار ہونے سے روک دیا گیا۔ تب میرے مسلمان بھائیوں کے شور مچانے پر متعلقہ حکام نے انہیں بھی اجازت دی۔ ''کالا پانی'' جزائر انڈیمان کھلا جیل خانہ تھا۔ وہاں پر جاپان نے حملہ کیا تو اس میں دوسرے لوگوں کے ساتھ میرا چھوٹا بھائی بھی مارا گیا۔ بعد ازاں جاپان کو بھی شکست ہوئی اور پھر جب بعض قیدیوں کو چھوڑا گیا تو ان میں میرا نام بھی شامل کر دیا گیا۔ چنانچہ 1945ء میں میری واپسی ہوئی۔ میری بیوی، بیٹا اور ایک بچی جو ''کالا پانی'' میں پیدا ہوئی تھی، بحری جہاز پر سوار ہو کر کلکتے آ گئے۔ وہاں میری بچی انتقال کر گئی جسے ہم نے آبائی گاؤں آ کر دفن کیا۔ پھر میرے دوستوں نے میرے روزگار کا بندوبست کر دیا۔ [16]

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

❁❁❁

16- ظفر اقبال نگینہ: ماہنامہ ''نور اسلام'' شرقپور شریف شمارہ اکتوبر 2004ء ص 41-46

﴿آٹھواں باب﴾

ارشادات وتعلیماتِ حضرت شیرِ ربّانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ارشادات وتعلیماتِ حضرت شیرِ ربّانی رحمہ اللہ تعالیٰ

کسی بھی بزرگ کے ارشادات وتعلیمات خدام کے لیے قیمتی سرمایہ اور لازاول دولت اور بیش قیمت دستاویزات کی حیثیت رکھتے ہیں جن پر عمل کر کے وہ اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکتے ہیں۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات وتعلیمات کو مختلف عنوانات کے تحت ترتیب دے کر ضروری توضیحات وتشریحات کے ساتھ سطور ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

توحید باری تعالیٰ:

☆ یہی سارا کمال نہیں کہ منہ مغرب کی طرف کر لیا جائے، ایسا تو دوسری قومیں بھی کرتی ہیں، بلکہ کمال یہ ہے کہ توحید اور رسالت کو اس طرح جانو جس طرح جاننے کا واقعی حق ہے۔

☆ توحید اور رسالت باہمی مربوط ہیں۔ توحید کے بغیر رسالت نہیں اور رسالت کے بغیر توحید نہیں۔ (یعنی توحید کی معرفت رسالت کے بغیر ممکن نہیں)

☆ اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لا شریک مان کر امر و نہی پر سختی اور استقامت سے عمل کرنا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر مان کر صدقِ دل سے اتباعِ سنت کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ جب اس پر دل و جان سے عمل ہوگا تو باقی جملہ امور از خود فرمان خداوندی کے عین تابع ہو جائیں گے۔

☆ اسلام کے پانچ رکن ہیں اور ایمان کے دو یعنی رسالت و توحید کیونکہ رسالت کی متابعت سے توحید تک پہنچا جا سکتا ہے اور ایمان میں تصدیق قلبی ہوتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانو۔

☆ جب خداوند کریم کو حاضر و ناظر جانتے ہو تو پھر اس کی نافرمانی کیوں کرتے ہو؟ اور جو کہ اللہ تعالیٰ

حاضر و ناظر نہیں وہ کافر ہے۔

☆ کلمہ پڑھنے کو تو پڑھتے ہیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مگر اس پر عمل نہیں کرتے مَعَاذَ اللّٰهِ۔

☆ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے حقیر پانی (منی) کی ایک بوند سے انسان کو پیدا کیا۔

☆ دل و جان جو تمہارے پاس ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔

☆ آدمی اپنی نفسانی خواہشات کی خاطر اللہ تعالیٰ سے گلہ شکوہ کرتا ہے۔ (معاذ اللہ) حالانکہ اس کو چاہیے کہ ہر حالت میں رب کا شکر ادا کرتا رہے۔

☆ کارخانۂ قدرت میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ حکم خداوندی کے تحت ہو رہا ہے۔

☆ جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے خواہ وہ کسی اور جنس میں سے ہی کیوں نہ ہو۔

☆ خداوند کریم دم بدم تیری نگرانی اور حفاظت کرتا ہے، بے شمار نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ کیا تو نے بھی کبھی اس کا شکریہ ادا کیا ہے؟

☆ تو خداوند کریم پر قربان ہو جا، وہ تجھ پر جنت نثار کر دے گا۔

☆ جس کی طرف رب اس کی طرف سب۔

☆ اس وحدہ لاشریک کا پتہ حضور نبی کریم ﷺ نے بذریعہ اخلاص (وحی) دیا۔

☆ وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے دین کے ساتھ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو معبوث فرمایا۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ ہی کی خاطر ایجاد عالم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس دین کو سب پر غالب رکھے گا۔

☆ مخلوق کا سوالی نہ ہو، خالق کی طرف رجوع کرنے والا ہو اور اسی سے سوالی ہو۔

☆ ہر چیز اپنے رب سے مانگ، جو تیری قسمت میں ہو گا مل کر ہی رہے گا۔

☆ جب عظمت الٰہی دل میں موجود ہو تو پھر کس کی مجال ہے جو اسے ہراساں اور پریشان کرے۔

☆ جو درد دل کا مریض ہے، اس کا علاج دیدار یار سے ہو سکتا ہے۔

☆ ذاتِ باری تعالیٰ بے مثال ہے اور لا فانی ہے۔ کوئی اس سے مشابہ نہیں ہو سکتا۔

☆ حق جل مجدہ کی ذات نہ تقسیم ہو سکتی ہے، نہ محدود ہو سکتی ہے اور نہ شمار میں آ سکتی ہے۔

☆ قرآن پاک کا تہائی حصہ ذات باری تعالیٰ کی توحید کے متعلق ہے۔ ''اللہ تعالیٰ نے ہمہ اعضاء اجسام درست پیدا فرمائے۔ کان، ناک، آنکھ، زبان، ہاتھ اور پاؤں پیدا فرمائے۔ ان میں سے اگر کوئی ضائع ہو جائے یا خراب ہو جائے تو قادر مطلق کے علاوہ کون کاریگر ہے جو اسے درست کرے؟ بس ہر دم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ دانا عبرت حاصل کر سکتے ہیں۔ حق تعالیٰ انسان کو نیست سے ہست میں لایا۔ تو دیکھ نہیں سکتا مگر تیرے نفس (سانس) کی رفتار سے بھی واقف ہے۔

مقامِ رسالت مآب ﷺ:

☆ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پتہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے ہی دیا ہے۔

☆ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل و اعلیٰ ہیں، اور سب انبیاء علیہم السلام پر حضور ﷺ کے احسانات ہیں۔

همه انبیاء در پناه تو اند
مقیم دربارگاهِ تو اند
تو ماه منیری همه اختر اند
تو سلطان ملکی، همه چاکر اند

ترجمہ: یا رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام آپ کی پناہ میں ہیں اور آپ کے آستانے کے باشندے ہیں۔ یا رسول ﷺ آپ روشن چاند ہیں اور وہ (انبیاء کرام) ستارے ہیں، آپ سلطنت خداوندی کے بادشاہ ہیں وہ (انبیاء کرام) سب خادم (وزیر) ہیں۔

☆ ہمارے حضور پُر نور نبی کریم ﷺ اپنے جسد اور روح دونوں کے ساتھ زندہ ہیں۔ زمین اور ملکوت کے اطراف میں جہاں چاہتے ہیں، سیر فرماتے ہیں۔

☆ جس طرح گلاب تمام پھولوں کا سردار ہے اسی طرح ہمارے نبی ﷺ تمام رسولوں کے سردار ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام اور قرآن کا پتہ ہمیں صرف اور صرف نبی کریم ﷺ نے ہی دیا ہے۔

☆ اگر اپنے محبوب ﷺ کے نور کو ظاہر کرنا مقصود نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنا آپ ہرگز ظاہر نہ فرماتا۔

☆ رسول کریم ﷺ انسانوں کے علاوہ جنوں کے بھی رسول ﷺ ہیں۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے حضور ﷺ فرشتوں کے رسول ﷺ تھے۔

☆ تمام پیغمبر علیہم السلام (بنی نوع انسان کی) عادات دُرست کرنے کے واسطے مبعوث ہوئے۔ کیونکہ قیامت کے دن فیصلہ عادات پر ہوگا۔ لہٰذا عادات کا دُرست کرنا اشد ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ کے نافرمانوں کی سختی سے باز پرس ہوگی۔ گستاخ اور بے ادب پر لعنت ہوگی۔

☆ پہلے رسالت پھر توحید۔ اگر رسالت کے تابع نہ ہوگا توحید سے دور ہو جائے گا۔

فضائلِ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ:

☆ نبی کریم ﷺ جن و انس کے علاوہ ہر چیز کے بھی رسول ہیں۔

☆ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے سامنے پیش کر دی تو میں واقعات عالم کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے کوئی چیز ہاتھ کی ہتھیلی پر موجود ہو۔ لہٰذا نہایت ضروری ہوا کہ ہمہ افعال، اقوال اور احوال میں سنت کی پیروی ہو، اسی میں صحیح عزت نصیب ہوگی۔

☆ جو کچھ دین کی نعمتیں ہمیں ملی ہیں، یہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل نصیب ہوئی ہیں۔

☆ قادرِ مطلق کا حکم ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کے فیصلہ پر راضی ہوگا اللہ تعالیٰ بھی اسی پر راضی ہوگا۔

☆ جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر حضور ﷺ کے احکامات کی پیروی نہیں کرتا، وہ جھوٹا ہے، جھوٹا ہے۔

☆ ہمیں جو کچھ نصیب ہوا ہے یہ سب حضورِ اکرم ﷺ کی زبان مبارک **نُورٌ علٰی نُور** سے ملا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے فرمایا: جو فرض کی ادائیگی میں سُستی کرے اسے آپ پکڑ لیں اور جو سنت میں غفلت کرے گا اس کو میں پکڑ لوں گا۔

☆ اگر نبی کریم ﷺ راضی ہیں تو رب العالمین بھی راضی ہے۔

☆ قرآن شریف حضور نبی کریم ﷺ کی صفات سے بھرا پڑا ہے۔

فقہی و علمی لطائف:

☆ سورۃ العصر کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے فی البدیہہ فرمایا:

یہ کلام اللہ ہے، جو ہمارے پاس حضور اقدس ﷺ لائے ہیں۔ اس میں وقتِ عصر کی یا حضور انور ﷺ کے زمانہ کی قسم اُٹھائی گئی ہے۔ اس میں عبرت کا مقام غور طلب ہے۔ جس طرح دن کا بیشتر حِصّہ گزر کر انجام کے نزدیک ہو جاتا ہے جو پھر واپس نہیں آ سکتا اسی طرح انسان کی زندگی بھی زوال پذیر ہے۔

☆ ایک شخص سے پوچھا "تیرا نام کیا ہے" اس نے جواب دیا: ابراہیم۔ آپ نے فرمایا: تو کہاں ابراہیم ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے تو اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلا دی تھی۔

☆ لا کی تلوار سے جب تک فنا نہ ہو جائے "اِلَّا اللّٰہ" تک پہنچ نہیں سکتا۔

☆ ایک شخص جو داڑھی منڈا تھا، کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "تیرا نام کیا ہے" اس نے جواب دیا مہر دین۔ فرمایا: "شادی شدہ ہو؟ عرض کیا: حضور! شادی شدہ ہوں" فرمایا: بیوی کا سر بھی مونڈ دو۔ پھر مہر اور دین

پُورا بن جائے گا''۔اس نے اپنے فعل سے توبہ کی اور آئندہ داڑھی نہ منڈوانے کا پکا وعدہ کر لیا۔

☆ شریعت کا فتویٰ ظاہر پر ہے، اگر کوئی خلوص نیت سے ظاہری طور و اطوار درست کر لے تو خداوند کریم اس کے باطن کو بھی دُرست فرما دیتا ہے۔

☆ انسان اپنی ادنیٰ سے ادنیٰ خواہش کو پُورا کرنے کے لیے بے حد جدوجہد کرتا ہے۔حتیٰ کہ بغیر جوتی چل پھر نہیں سکتا،مگر ہائے افسوس لوگ قرآن شریف پر عمل کے بغیر زندگی کیسے گزار دیتے ہیں۔

☆ کسی سے اگر پوچھا جائے کہ پہنے ہوئے لباس میں فلاں چیز کتنے کی لی ہے،تو وہ ضرور قیمت بتانے کا،لیکن اگر پوچھا جائے کہ دین کتنے کا لیا ہے تو کیا جواب دو گے؟

☆ مسلمانی درکتاب و مسلمان درگورست۔یعنی مسلمانی کتاب میں اور مسلمان قبر میں ہے۔

☆ اے انسان تو نے کبھی غور نہ کیا میں کیا ہوں؟ کہاں سے آیا؟ کہاں جاؤں گا؟ کیا ہوگا؟ کیا کرنا ہے؟ اور کیا کرتا ہوں؟

☆ خلافِ سنت کام کرنے والے کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو رنج ہوتا ہے اور جو حضور ﷺ کو رنج پہنچائے دونوں جہاں میں ذلیل ہوتا ہے۔

☆ رُوح تو عجب چیز ہے نہ اس کے آنے کا پتہ چلتا ہے اور نہ جانے کا،جب رُوح جسم سے جُدا ہو جاتی ہے تو جسم مردہ ہو جاتا ہے۔

☆ لَا کی تلوار سے تمام خواہشاتِ نفسانی کو قتل کر کے "اِلَّا اللّٰه" کی وادی،انوار و اسرار میں ابدی طور پر داخل ہو جا مگر یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر کہاں نصیب ہو؟

☆ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا رشتہ اختیار کر لے کہ تیری ذات کی بُو تک نہ رہے،مگر یہ ہے بہت مشکل۔

☆ مسلمان آگ میں کود جانے کو آسان جانے،مگر سنت کو چھوڑنا مشکل جانے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی عزیز سے عزیز چیز کو قربان کرو۔

☆ چودھریوں،نمبرداروں اور عزت داروں کے لئے لازمی ہے کہ وہ دین کی اشاعت میں کوشش کریں۔

☆ جو کھایا سو گیا،جو جوڑا سو بوڑا اور جو دیا سو لیا۔

☆ سب کچھ چھوڑ جاؤ گے بجز اعمال صالحہ کے،جو کچھ یہاں کماؤ گے اس کا بدلہ وہاں ضرور پاؤ گے۔

از مکافات عمل غافل مشو　　گندم از گندم بروید جو ز جو

☆ ایمان اور اسلام مل کر دین بنا ہے۔دین باطن کو صاف رکھتا ہے اور اسلام ظاہری شکل و صورت کو درست

رکھتا ہے، اور افعال واقوال کی اصلاح کرتا ہے۔

☆ قرآن شریف کا ہر نقطہ، زیر، زبر اور پیش اپنی اپنی جگہ پر جامع ہے۔ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ قرآن پاک رسمی طور پر پڑھیں گے۔ مرد وعورت پڑھنے والے زیادہ ہوں گے لیکن عمل نہیں ہوگا۔

☆ نبی پاک ﷺ کا دین اس قدر سچا ہے کہ حضور ﷺ سے پہلے سب سچے دینوں کو منسوخ کر دیا تو بھلا جھوٹے دینوں کی کیا حیثیت ہے؟

☆ شادی صرف دودھ کے ایک پیالہ سے بھی ہو سکتی ہے، پھر اتنی فضول خرچی کیوں؟

☆ جو شخص اپنی خواہشوں کے تابع ہو جائے وہ انسان نہیں رہتا بلکہ مثل کتے کے ہو جاتا ہے۔

فضائل علم وعلماء:

☆ ہر مسلمان مرد وعورت پر دین کی نگرانی کرنا فرض ہے۔

☆ آج کل لوگ نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے شریعت کے فتویٰ کو تلاش کرتے ہیں مگر دین کی تلاش میں کوشش نہیں کرتے۔

☆ دین کی اشاعت میں ملامت اُٹھانے والا اللہ کے نزدیک پیارا ہے۔

☆ ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم کر دیا گیا ہے کہ دین کی حفاظت اور نگرانی کرے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا کہ تیری اُمت کے علماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہمت رکھنے والے بنا دیے ہیں۔

☆ دینی علم پڑھ کر دین کی ہدایت (مذہبی راہنمائی) کرنی چاہیے۔ لوگوں کو بُری باتوں سے روکنا اور نیک باتوں کا رواج ڈالنا چاہیے۔

☆ دین کی خاطر ہر طرح کی مصیبت اور طعنہ برداشت کرنے والے کو اللہ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ملے گا، جو اسی کا حصہ ہوگا۔

عبادات:

☆ خداوند کریم نے ہر چیز انسان کے لئے پیدا فرمائی ہے، مگر انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

☆ نفلی عبادت، فرضیت کو تقویت دیتی ہے مثل چھلکا بیضہ کے۔

☆ نماز نہایت عاجزی، اطمینان اور توجہ سے پڑھی جائے تا کہ اس کا اثر چہرے سے عیاں ہو، ممنوع افعال سے ہمیشہ بچا جائے۔

☆ زمین کے جس ٹکڑے پر عبادت کی جاتی ہے وہ ٹکڑا قیامت کے دن عبادت کرنے والے کی سفارش کرے گا
☆ نماز کی شکل ہے، لیکن نظر نہیں آتی، جس طرح رُوح نظر نہیں آتی۔
☆ نمازی کے لئے لازم ہے کہ وہ دوسروں کو بھی نماز کی طرف بلائے۔
☆ جب موذن کی آواز کان میں آئے تو فوراً کھڑے ہو جاؤ، نماز میں غفلت تباہی کا موجب ہے۔
☆ جب نماز میں کھڑے ہو تو یہ خیال کرو کہ میں تمام مکروہات دنیوی کو چھوڑ کر دربارِ الٰہی میں کھڑا ہوا۔

معاملات:

☆ برادری، خویش واقارب کے حقوق کا خیال رکھنا چاہئے، اور دنیوی معاملات ترک نہیں کر دینے چاہئیں۔
☆ خود نیک، صالح اور پرہیزگار بنو اور گھر والوں کو بھی دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ یہ ان کے ساتھ دوستی اور محبت ہے۔
☆ جب گھر میں لڑکا، لڑکی، بھائی اور بیوی وغیرہ بے نماز ہوں اور گھر کا مالک ان کو نماز کا پابند نہ کرے تو اس سے باز پرس ہوگی۔
☆ ہمہ افعال، اقوال اور معاملات اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق ہوں گے، تو یہ عین عبادت ہوگی۔
☆ کسی کی دل آزاری نہیں کرنی چاہئے خواہ گھر کا کوئی فرد ہو یا باہر سے کوئی ہو۔ یہاں تک کہ گاؤں کے کسی انسی (نچلی قوم) کو بھی دکھ نہیں پہنچانا چاہیے۔
☆ بیوہ، یتیم، ہمسایہ اور غریب کا خیال رکھنا چاہیے۔
☆ ہمسائے سے حتیٰ الوسع نیک سلوک کرو اور کوئی چیز قابلِ استعمال مانگے تو نہ روکو۔
☆ اپنے فیصلے شریعت کے مطابق خود کرلیا کرو اور کچہریوں میں جا کر ذلیل وخوار نہ ہوا کرو۔
☆ اوّل تو قرض لینا نہیں چاہئے اور اگر لو تو بخوشی واپس کرو۔
☆ مسلمانوں کو اپنے بھائی کے ساتھ ہر قیمتی چیز سے بڑھ کر محبت کرنی چاہیے۔

سنت نبوی ﷺ کی اہمیت:

☆ تلوار ہاتھ میں ہو تو منکرین سنت کی گردن ماردی جائے۔
☆ قرآن اور سنت پر عمل کرو۔
☆ جو فساد کے زمانہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہوگا، قیامت کے دن آپ ﷺ سے نامدار ہوگا...

خود شفاعت کریں گے۔

☆ حضور انور ﷺ کی سنت سے سرمو انحراف بھی کھلی ہوئی ضلالت (گمراہی) ہے، اور اس کا نتیجہ: خَسْـرَةُ الدُّنْیَا وَالْاٰ خِرَةِ ہے۔

☆ ہم چلہ کشی پسند نہیں کرتے، ہمارے لیے اتباع سنت ہی کافی ہے۔ کلمہ طیبہ ہمارے لئے کافی ہے۔

☆ ہم سنت رسول کریم ﷺ جانتے ہیں فقیری نہیں جانتے!

<u>وظائف:</u>

☆ اللہ اللہ بکثرت پڑھا کرو تا کہ بااللہ ہو جاؤ۔

☆ خوشی، غمی، آرام، مصیبت، صحت، بیماری، گھر، سفر، کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہو۔

☆ جب راحت ہو تو: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھے جب تکلیف اور پریشانی ہو تو: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ O پڑھے۔

☆ انسان کو دل سے صابر اور زبان سے شاکر ہونا چاہیے۔

☆ اللہ تعالیٰ کو اس طرح یاد کرو کہ اپنی ہستی کو بالکل بھول جاؤ۔

☆ سوتے وقت تین بار کلمہ شریف پڑھ کر سونا چاہیے۔

☆ اللہ تعالیٰ کو سوز و گداز اور درد بھرے دل کے ساتھ یاد کرنا چاہیے۔

☆ سُبْحَانَ اللّٰهِ! سُبْحَانَ اللّٰهِ! سُبْحَانَ اللّٰهِ! پڑھنا بہت درجہ رکھتا ہے۔ اسی میں بے شمار فوائد ہیں۔ استغفار بھی بکثرت پڑھنا چاہیے۔

☆ اللہ کا ذکر اللہ، اللہ، اللہ سب اذکار سے افضل ہے، مگر افسوس یہ ہے کہ ہم سے ہوتا کچھ نہیں۔ مو بمو اثر ہونا چاہیے

☆ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف کی وجہ سے نڈھال ہوں گے مگر بعض لوگوں کے چہروں پر نور برستا ہوگا۔ لوگ حیران ہو کر گمان کریں گے کہ یہ تو شاید کوئی پیغمبروں کا گروہ ہے مگر معلوم ہوگا کہ یہ گروہ تو اللہ کا ذکر اللہ، اللہ، اللہ کرنے والوں کا ہے۔

☆ کلمہ شریف میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو ایک سانس میں دو مرتبہ کہے، اور تیسری مرتبہ اسی سانس میں کلمہ تمام پڑھے۔

<u>مریدین اور دیگر مسلمانوں کی تربیت:</u>

آپ جب خطبہ جمعۃ المبارک کے لئے مسجد میں تشریف لاتے تو سب لوگ خاموشی سے اور دو زانو باادب بیٹھے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ آپ تشریف لائے تو ایک شخص احتراماً اُٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''آپ لوگ مت اُٹھا کریں بلکہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہا کریں۔''

رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی طریقہ تھا کہ اُٹھنے سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو منع فرماتے تھے۔

قیامت کے دن تیرا مال و رزق کسی کام نہ آئے گا۔ اللہ کی راہ میں لگایا ہوتو یہ مال ضرور نافع ہوگا۔ اولاد کو عالم و حافظ بنایا ہوگا وہ بھی ذریعہ نجات ہوگا۔

☆ مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ کے تحت انسان کے ہمہ افعال، اعمال اور اقوال رسول اللہ ﷺ کی شریعت مطہرہ کے عین مطابق ہونے چاہییں۔

☆ دوستی بھی خدا واسطے ہو اور بغض بھی خدا واسطے ہونا چاہیے۔

☆ خواہشات نفس کی پیروی سے گناہ صادر ہوتے ہیں، اور نیک اعمال محض اللہ تعالیٰ کی توفیق اور رحمت سے ہوتے ہیں۔

☆ ایک بوڑھے شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ کُرتا اور یہ چٹائی کسی کاریگر کے ہاتھ لگنے سے بنے ہیں۔ کُرتا کو پہلے پھاڑا، پھر سُوئی سے سیا گیا تب جا کر انسان کے جسم کے مطابق بنا اور پہننے کے قابل ہوا، اور پھر بندہ بھی کسی کے ہاتھ لگے بغیر کب صحیح بن سکتا ہے؟

☆ لوگ مسجد میں بیٹھنے سے گھبرا جاتے ہیں کہ گرمی ہے مگر کل قیامت کے دن جب سورج سوا نیزے پر ہوگا، تو کیا حال ہوگا؟

☆ مسجد میں چندہ وغیرہ جمع کرنے کے لیے سوال نہیں کرنا چاہیے۔

(یاد رہے کہ مشکوٰۃ کی مشہور حدیث سے بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں اعلان کرنے سے منع فرمایا۔ اس دور میں عوام تو کجا خواص بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ بچنے کی توفیق دے۔ آمین)

☆ کھانا کھاتے وقت محسوس کرو کہ حلال کا ہے یا حرام کا؟

☆ تیرا رزق جو قسمت میں ہے ضرور ملے گا مگر کام اور محنت بھی چاہیے۔

☆ اپنے سے سب کو اچھا جانو۔

☆ ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے کہ نیکی کی ہدایت کرے [illegible] یہی مسلمان کی تعریف ہے۔ اب اندازہ کرلو کہ ہم اس پر کہاں تک عامل ہیں۔

☆ نیک آدمی کے ساتھ اس طرح محبت کرو جس طرح شیر خوار بچہ اپنی ماں کے پستان سے محبت کرتا ہے۔

☆ دنیا کی حرص چھوڑ دے ورنہ خوار ہوگا، ہاں نیک اعمال پر حریص ہو۔

☆ فضول خرچی نہ کرو۔ بیاہ شادی میں 15,15 روپیہ کی جوتی پہنتے ہو اور فضول رسومات پر بے دریغ خرچ کرتے ہو، مگر کوئی منع نہیں کرتا ہے۔

☆ ایک ممنوع عادت کا ترک کر دینا کئی سال کی عبادت بے ریا سے بہتر ہے۔

☆ کھانا کھاتے وقت یہ دیکھو کہ حلال کا ہے یا حرام کا۔ ہر لقمہ کے ساتھ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھ لیا کرو۔

☆ نیک بخت اور صالح بیوی ذریعہ نجات ہوتی ہے۔ اس کی سیرت کو دیکھو محض صورت کی طرف ہی راغب نہ ہو۔

سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا   سرخ و سفید مٹی کی صورت ہوئی تو کیا

☆ اب پیری مریدی بھی ٹھگ بازی بن گئی ہے۔

☆ (بات بات پر) اللہ کی قسم نہیں اُٹھانی چاہیے۔

☆ گھر میں عورتوں کو خرچ کی تنگی نہ دینی چاہیے۔ گھر کا خرچ کھلا ہونا چاہیے، مگر فضول خرچی کی حد تک نہ ہو۔

☆ چھ آدمی چھ چیزوں کے سبب جہنم میں جائیں گے:

1- عربی، تعصب و عداوت کے سبب،
2- مالدار، تکبر کے سبب،
3- تاجر، دھوکے کے سبب
4- عام لوگ، جہالت و بیوقوفی کے سبب
5- حاکم، ظلم و ستم کے سبب اور
6- عالم، حسد و بغض کے سبب۔

☆ حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا چار عادات کو جب تک کوئی نہ اپنا لے وہ ایمان کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتا۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں:

1- فرائض ادا کرنا
2- حلال رزق کھانا
3- اپنے ظاہر و باطن کو گناہوں سے دُور رکھنا
4- ان عادات پر مرتے دم تک قائم رہنا

☆ بری خصلت (عادت) کو چھوڑ دینا سو سال کی عبادت سے افضل ہے۔

☆ اگر ہم میں تین عادات ہوں گی تو اللہ تعالیٰ ہمارے حساب و کتاب میں آسانی پیدا فرمادے گا اور ہمیں جنت میں داخل فرمادے گا۔ وہ تین خصلتیں یہ ہیں:

1- اگر کوئی شخص تمہیں استعمال کی چیز نہ دے تو تم اسے محروم نہ کرو۔

2- اگر کوئی شخص تم پر ظلم کرے تو تم اسے معاف کر دو اور

3- اگر کوئی رشتہ دار تم سے قطع تعلق کرتا ہے تو تم اس سے ملتے رہو۔

☆ جو شخص ان چار اصولوں کو اپنائے گا اس کا ایمان مضبوط ہوگا، وہ خالص مسلمان ہوگا اور وہ اللہ کی بارگاہ میں معزز ہوگا۔ وہ چار اصول یہ ہیں:

1- تصدیق قلب　　　2- اقرار زبان

3- عمل بدن اور　　　4- اتباع سنت

☆ جنت ایک عالم سرور ہے جس کی تعریف ناممکنات میں سے ہے۔

☆ دنیا آزمائش کا گھر ہے اور آخرت آسائش کا گھر ہے۔

☆ جب بادشاہ بے دین ہو، دولت مند بخیل ہو، عورتیں سرکش ہوں تو موت کا آنا زندگی سے بہتر ہے۔

☆ ہر کام بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کیا کرو کیونکہ جس کام سے پہلے بسم اللہ شریف نہ پڑھی جائے اس سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

☆ سود خوری سب سے بڑی لعنت ہے، اس سے بچیں۔

☆ مردے کو دیکھ کر اپنی موت یاد کرو۔

☆ جو اپنے کاموں میں خدا اور رسول ﷺ کو بھلا دیتا ہے، وہ ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت پیدا کرو۔

☆ ہر بستی میں تبلیغ دین کے لیے جماعت تیار کر کے برائی کو روکو۔

☆ حلال روزی کھاؤ، رشوت ستانی اور دوسرے کا حق کھانے سے باز آؤ۔

☆ حقہ نوشی چھوڑ دو، جس جگہ حقہ پیا جاتا ہے اس جگہ رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے۔[1]

1- حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ ارشادات عالیہ خزینہ معرفت از صوفی محمد ابراہیم قصوری، تذکرہ اولیاء نقشبند از مولانا محمد امین شرقپوری، ماہنامہ نور اسلام شیر ربانی نمبر از حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری اور کنز الطالبین من مراۃ المتقین از محمد سلیم شاکی سے ماخوذ ہیں۔ (قصوری عفی عنہ)۔

تعلیماتِ شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جامع خاکہ

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا دل محبت الٰہی سے سرشار اور معمور تھا۔ یہی وجہ ہے کہ خود اسم ذات ''اللہ'' کے ذکر میں ہمہ تن اور ہمہ وقت مشغول رہتے اور خدام کو اس کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ بچپن کے زمانے میں بھی ذکر الٰہی کے ساتھ ساتھ اسمِ ذات '''' اللہ'' بار بار لکھ کر قلبی سکون حاصل کرتے۔ خطباتِ جمعہ کے علاوہ متوسلین و خدام میں جلوہ افروز ہو کر درسِ توحید ارشاد فرماتے اور وحدت باری تعالیٰ کے اسرار و رموز بیان فرماتے۔

عقیدہ توحید اسلامی عقائد میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے اس لیے توحیدِ باری تعالیٰ اور دیگر اسلامی عقائد و افکار کا مختصر مگر جامع خاکہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆ اللہ تعالیٰ ایک ہے ذات، صفات، افعال، احکام اور اسماء میں اُس کا کوئی شریک اور ہمسر نہیں۔

☆ وہ واجب الوجود ہے یعنی ازل سے ہے ابد تک رہے گا اور حادث ہونے سے پاک ہے۔

☆ وہی معبودِ حقیقی ہے۔ اُس کے غیر کی عبادت و پرستش حرام ہے بلکہ سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے۔

☆ وہ کسی کا محتاج نہیں البتہ کائنات کی ہر چیز اُس کی محتاج ہے۔

☆ اُس کی ذات عقل کے پیمانے میں نہیں آسکتی کیونکہ جو چیز عقل میں آئے وہ محیط ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات احاطہ و حصر سے پاک ہے البتہ اس کے افعال اس کی صفات کے مظہر اور اس کی صفات اس کی ذات کی مظہر ہیں۔

☆ اس کی صفات ذات کا نہ عین ہیں اور نہ غیر، یعنی عین ذات کو لازم اور اس کی مقتضی ہیں۔

☆ ذات کی طرح اس کی صفات بھی ازلی و ابدی ہیں۔

☆ ذات کی طرح صفات بھی غیر مخلوق اور غیر حادث ہیں۔ اس کے علاوہ کائنات کی ہر چیز مخلوق اور حادث ہے۔

☆ وہ باپ، بیٹے اور بیوی سے پاک ہے۔

☆ وہ خود زندہ ہے، جسے چاہتا ہے زندگی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے موت دیتا ہے۔

☆ وہ ہر ممکن چیز پر قادر ہے لیکن غیر ممکن اور محال چیز اس کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہے۔ (جیسے دوسرا خدا پیدا کرنا اور کذب بیانی وغیرہ)

☆ اللہ تعالیٰ تمام کمالات اور خوبیوں کا جامع ہے لیکن نقص و عیب سے پاک ہے۔
☆ اس کی صفات کی طرح اس کا کلام (کلام نفسی) بھی قدیم، غیر مخلوق اور غیر حادث ہے۔
☆ اس کا علم موجودات، معدومات، جزئیات، کلیات، ممکنات اور محالات وغیرہ سب کو ازل سے لے کر ابد تک محیط رہا ہے اور رہے گا۔
☆ وہ ظاہر و باطن کی ہر چیز کو جانتا ہے۔
☆ وہ ہر چیز کا خالق و مالک حقیقی ہے۔
☆ روزی رساں صرف اسی کی ذات ہے البتہ فرشتے وغیرہ وسائل و ذرائع ہیں۔
☆ ہر نیک کام کرنے کے بعد اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی چاہیے اور برائی کی نسبت اپنی طرف کرنی چاہیے۔
☆ رؤیت باری تعالیٰ حق ہے لیکن کیف و تمثیل سے پاک۔
☆ دنیاوی زندگی میں دیدار الٰہی حضور انور ﷺ کے ساتھ خاص ہے، لیکن آخرت میں ہر صاحب ایمان کو یہ دولت میسر آئے گی۔ خواب میں یا قلبی دیدار الٰہی انبیاء اور اولیاء کے لیے ثابت ہے۔
☆ اللہ تعالیٰ زمان، مکان، جہت، ہاتھ، پاؤں، آنکھ اور جسم سے پاک ہے۔
☆ اس نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق عالم اسباب میں مسببات کو اسباب سے ربط فرما دیا ہے۔ آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے۔ وہ چاہے تو آنکھ سنے، کان دیکھے، پانی جلائے، آگ پیاس بجھائے۔ نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں دن کو پہاڑ نہ سوجھے، کروڑوں آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے۔
☆ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے (جمع کی بجائے) واحد کا صیغہ استعمال کرنا اس کی شان کے زیادہ لائق و مستحسن ہے۔

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ توحید باری تعالیٰ کی طرح عقیدہ رسالت و نبوت کو بھی ٹھوس بنیادوں پر بیان فرماتے۔ آپ خطبات جمعۃ المبارک کے علاوہ خدام کے حلقہ میں بھی اس عقیدہ کو وضاحت سے بیان فرماتے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر یقین رکھنا ضروری ہے اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت اور رسل عظام علیہم السلام کی رسالت کا اقرار بھی ضروری ہے۔ نبوت و رسالت کے حوالے سے اسلامی عقائد و افکار کا خاکہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆ نبی اس بشر کو کہا جاتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی ہو اور رسول بشر کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ فرشتوں میں بھی ہوتے ہیں۔
☆ انبیاء کرام علیہم السلام سب کے سب بشر تھے لیکن بے مثل، ان میں نہ کوئی جن تھا اور نہ عورت۔
☆ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام کو انسانوں کی راہنمائی کے لیے بھیجا۔

☆انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش ہے، البتہ رُسُل عظام علیہم السلام کی تعداد تین سو تیرہ (۳۱۳) ہے۔

☆اللہ تعالیٰ نے کثیر پیغمبروں پر صحائف اور آسمانی کتب اتاریں۔ ان میں سے چار مشہور کتابیں ہیں جو چار مشہور رسولوں پر اتاری گئیں وہ یہ ہیں۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن حضور پُرنور حضرت محمد ﷺ پر اتارا گیا۔

☆سب آسمانی کتب پر ایمان وایقان ضروری ہے۔ سب کتابیں تحریف کا شکار ہو گئیں البتہ قرآن پاک من وعن موجود ہے۔

☆نزول وحی انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے، غیر نبی پر وحی نازل نہیں ہو سکتی اور انبیاء کرام کا خواب بھی وحی الٰہی ہوتا ہے۔

☆عطاء نبوت کسی عمل صالح یا عبادت وریاضت کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جس کو چاہتا ہے اس کے لیے منتخب فرما لیتا ہے۔

☆نبی سے نبوت اور رسول سے رسالت کا زوال (قبل از وصال اور بعد از وصال) محال وناممکن ہے۔

☆انبیاء کرام اور رُسُل عظام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں یعنی ان سے کسی قسم کے گناہ کا صدور ہرگز نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں فرشتے بھی معصوم ہوتے ہیں۔

☆انبیاء کرام علیہم السلام کفر، شرک، کذب، خیانت، دھوکا بازی اور دیگر عیوب ونقائص سے پاک ہوتے ہیں۔

☆انبیاء کرام علیہم السلام نے کمال طریقے سے احکام الٰہی اس کے بندوں تک پہنچا دیے۔

☆اللہ تعالیٰ کے مطلع کرنے سے دنیا کی ہر چیز انبیاء کرام علیہم السلام کے پیش نظر ہے۔

☆انبیاء کرام علیہم السلام تمام مخلوق سے حتیٰ کہ رسل ملائکہ سے بھی افضل واعلیٰ ہیں۔ کوئی غوث، قطب، ابدال اور ولی نبی کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتا۔

☆ہر نبی کی تعظیم وتکریم فرض عین بلکہ تمام فرائض سے بڑھ کر ہے۔ کسی نبی کی ادنیٰ یا اشارۃ توہین وتنقیص یا تکذیب کفر ہے۔

☆سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام، سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔

☆اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت وعظمت عطا فرمائی۔ سب سے افضل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور پھر حضرت نوح علیہ السلام، بعد ازاں دیگر انبیاء ومرسلین کے مدارج ومقامات ہیں۔

☆ حضور انور ﷺ تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

☆ قیامت کے دن حضور انور ﷺ کی شفاعت حق ہے۔

☆ حضور انور ﷺ کی تعظیم و تکریم جز وِ ایمان بلکہ روحِ ایمان ہے۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم و تکریم قبل از وصال اور بعد از وصال یکساں فرض ہے۔

☆ نبی کے قول، فعل اور عمل کو حقارت کی نظر سے دیکھنا کفر ہے۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں ان کا ذکر تلاوت قرآن اور روایت حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے۔ اوروں کو ان سرکاروں کے بارے میں لب کشائی کی کیا مجال؟ مولیٰ عزوجل ان کا مالک ہے جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے۔ وہ اس کے پیارے بندے ہیں۔ اپنے رب کے لیے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں۔ دوسرا ان کلمات کو سند نہیں بنا سکتا اور خود ان کا اطلاق کرے گا تو مردود بارگاہ ہوگا۔ پھر ان کے یہ افعال جن کو زلت و لغزش سے تعبیر کیا جائے ہزار ہا حکم و مصالح پر مبنی، ہزار ہا فوائد و برکات کے مثمر ہوتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی ایک لغزش کو ہی لے لیجیے، اگر وہ نہ ہوتی تو وہ جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، کتابیں نہ اترتیں، نہ رسول آتے، نہ جہاد ہوتے، لاکھوں کروڑوں صدور اِمور کے دروازے بند رہتے۔ ان سب کا فتح باب ایک لغزش حضرت آدم علیہ السلام کا نتیجہ مبارکہ و ثمرہ طیبہ ہے۔ بالجملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی لغزشیں صدیقین کی حسنات سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ (حسنات الابرار سیئات المقربین)۔

☆ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق ہے جو نور سے پیدا کی گئی ہے۔ فرشتے کھانے پینے اور سونے سے پاک ہیں ان کی خوراک رسولِ اعظم ﷺ کی خدمت میں درودِ پاک پیش کرنا ہے۔ یہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں سے پاک ہے اور مختلف ذمہ داریاں ان کے سپرد کی گئی ہیں۔ کوئی بارش برسانے پر مقرر ہے اور کوئی ہوا چلانے پر۔ سب سے افضل فرشتہ حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں جو انبیاء و رسل عظام علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ کا پیغام آسمانی کتب اور صحائف کی شکل میں لے کر حاضر ہوتے رہتے۔ چار مشہور ملائکہ ہیں جو سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

☆ حضرت جبریل علیہ السلام ☆ حضرت عزرائیل علیہ السلام

☆ حضرت اسرافیل علیہ السلام ☆ حضرت مکائیل علیہ السلام

ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جن کو کراماً کاتبین کہا جاتا ہے۔ ایک دائیں کندھے پر مقرر ہے جو نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا بائیں کندھے پر تعینات ہے جو برائیاں لکھتا ہے۔ کچھ فرشتے قبر میں سوال کرتے ہیں اور کچھ جنت و دوزخ کے دروازوں پر تعینات ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں۔

☆ ''جن'' اللہ تعالیٰ کی ناری مخلوق ہے یعنی ان کی تخلیق آگ سے ہوئی ہے۔ ان میں مسلمان بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی، فرمانبردار ہوتے ہیں اور نافرمان بھی، نیک ہوتے ہیں اور بد بھی، اولیاء ہوتے ہیں اور عام بھی، قاتل، زانی اور شرابی وغیرہ ہر قسم کے ہوتے ہیں۔ کئی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اور کئی ان کی حفاظت بھی کرتے ہیں۔ فرشتوں کی طرح یہ بھی مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں۔ ابلیس (شیطان) بھی جنوں کی جنس سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نے زمین کے چپہ چپہ پر عرصہ دراز تک اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کی اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور سزا شیطان کے گلے میں قیامت تک کے لیے لعنت کا طوق ڈال دیا گیا۔ اور وہ بارگاہِ رب العالمین جل شانہ سے مردود قرار پایا۔

☆ تقدیر کا مطلب ہے کہ حوادث زمانہ اور امور زمانہ (خواہ خیر سے متعلق ہوں یا بدی سے) جیسے وقوع پذیر ہونے والے تھے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے حکم سے تحریر فرما دیے گئے۔ یہ ہرگز نہیں ہے کہ جیسے لکھے گئے تھے اسی طرح ظہور پذیر ہوئے بلکہ جیسے وقوع پذیر ہونے والے تھے ایسے لکھے گئے۔ خیر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے گی اور برائی کی نسبت انسان کی طرف کی جائے گی۔ تقدیر کے بارے میں بحث کرنا منع ہے لیکن یہ اسلامی عقائد میں سے ایک ہے۔

☆ پل صراط سے مراد دوزخ کے اوپر کی گزرگاہ ہے جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہوگی۔ اس پر سے سب کو گزرنا ہوگا مگر لوگوں کے گزرنے کی رفتار مختلف ہوگی۔ کوئی تیز ہوا کی طرح گزر جائے گا، کوئی پیدل چلنے کی رفتار میں عبور کرے گا، کوئی چیونٹی کی رفتار میں گزرے گا اور کوئی گزرتے وقت جہنم میں گر جائے گا۔ گویا نیک اعمال کی بنیاد پر تیز رفتاری سے اور بد اعمال کی بنا پر آہستہ رفتار سے گزرنے کی صورتحال پیش آئے گی۔

☆ جنت و دوزخ کا وجود حق ہے، دونوں فی الحال مخلوق و موجود ہیں۔ جنت سب آسمانوں کے اوپر ہے جبکہ دوزخ تمام زمینوں کے نیچے ہے۔ جنت نیک لوگوں اور مسلمانوں کی قیام گاہ ہے جبکہ دوزخ بُرے اور کافر لوگوں کی عقوبت گاہ ہے جنت کے کئی درجات ہیں اور ہر درجہ میں شایان شان لوگ موجود ہوں گے۔ سب سے بلند درجہ انبیاء و رسل کرام علیہم السلام کا ہوگا۔ پھر صحابہ کرام کا، پھر تابعین، اولیاء کرام اور نیک لوگوں کا ہوگا۔ مسلمان آخرکار ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ دوزخ کے بھی کئی طبقے ہیں جن میں منافق، مشرکین اور کفار رہائش پذیر ہوں گے۔ دوزخ کی آگ دنیاوی آتش سے ہزار درجہ زیادہ خطرناک اور سخت ہوگی۔

☆ اسلامی عقائد میں سے ایک عذاب قبر ہے جو حق ہے۔ فوت ہونے کے بعد کفن اور نماز جنازہ کے بعد انسان کی میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ اس کے پاس منکر و نکیر فرشتے آتے ہیں جو اس سے تین سوالات کرتے ہیں۔ پہلا سوال اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں، دوسرا دین کے بارے میں اور تیسرا سوال رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کے بارے میں کرتے ہیں۔ اگر میت نیک اور مسلمان ہو تو تسلی بخش جواب دے دیتی ہے جس

کے نتیجے میں جنت کی طرف سے اس کے لیے کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ اگر میت نافرمان یا کافر ہو تو وہ جواب دینے سے عاجز آ جاتی ہے جس کے نتیجے میں اس کے لیے دوزخ کی طرف سے کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور عذابِ قبر کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ نیک آدمی کو قبر اس طرح دباتی ہے جس طرح والدہ شفقت و محبت سے اپنے بچے کو دباتی ہے لیکن کافر کو اس سختی سے دباتی ہے کہ اس کی ہڈیاں اور پسلیاں چور چور ہو جاتی ہیں۔ مومن تا قیامت راحت و آرام میں رہے گا جبکہ کافر شدید تکلیف و پریشانی میں رہے گا۔

☆ ایک زمانہ آئے گا کہ ہر جاندار چیز فوت ہو جائے گا حتی کہ عزرائیل علیہ السلام کا بھی وصال ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی باقی نہ رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام لوگ اپنی اپنی قبور سے اٹھیں گے۔ اس دن کو یوم آخرت یا یوم قیامت کہا جاتا ہے۔ قیامت کا دن برحق ہے۔ اس میں نیک اعمال کا اجر اور اعمالِ بد کی سزا دی جائے گی۔ مسلمانوں کے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں اور کفار کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے۔

☆ نیک لوگوں کو ان کے اعمالِ خیر کی جزا اور برے لوگوں کو ان کے اعمالِ بد کی سزا دینے کے لیے ''میزان عدل'' قائم کیا جائے گا۔ جس پر اعمال نیک اور اعمالِ بد تولے جائیں گے۔ کسی پر ظلم و زیادتی ہرگز نہیں ہوگی۔ ہر انسان کو جزا یا سزا کا پروانہ دیا جائے گا۔ ''میزانِ عدل'' پر وزن کرتے وقت دُنیاوی معیار کے برعکس پلڑے کا جھکاؤ یا بلند ہونا ہوگا یعنی زیادہ اعمال کا پلڑا بلند اور کم اعمال والا پلڑا جھکا ہوا ہوگا۔ حساب کتاب کے بعد نیک مسلمان جنت میں داخل کر دیے جائیں گے جبکہ بُرے مسلمان نافرمانی کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل کیے جائیں گے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ کفار کو دوزخ میں پھینکا جائے گا جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

حضرت شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ رسولِ اعظم ﷺ کے عاشق صادق تھے۔ آپ فضائل و معجزات اور کمالات رسول ﷺ عقیدت و احترام اور محبت سے بیان کرتے تھے۔ سطور ذیل میں آپ ﷺ کے چند فضائل و کمالات پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے:

☆ رحمۃ للعالمین کا تاج آپ ﷺ کے سرِ اقدس پر سجایا گیا۔

☆ امام الانبیاء کا درجہ آپ ﷺ کو حاصل ہوا۔

☆ رؤیت باری تعالیٰ کی دولت آپ ﷺ کو حاصل ہوئی۔

☆ آپ ﷺ باعث تخلیق کائنات ہیں۔ اس لیے لولاک کا اعزاز صرف آپ کے حصہ میں آیا۔

☆ قرآن جیسی غیر متبدل کتاب آپ ﷺ پر اتاری گئی۔

☆ کلمہ طیبہ میں آپ ﷺ کا اسم گرامی شامل کیا گیا، گویا کلمہ طیبہ میں توحید و رسالت دونوں کو شامل کیا گیا۔

☆ آپ ﷺ کی شریعت تا قیامت جاری و ساری رہے گی۔

☆ عالمِ ارواح میں آپ ﷺ کی حمایت ونصرت کا دیگر انبیاء سے وعدہ لیا گیا۔

☆ معراج جیسا معجزہ صرف آپ ﷺ کے حصہ میں آیا۔

☆ قرآن پاک میں آپ ﷺ کا اسم گرامی بغیر وصف کے ذکر نہیں کیا گیا۔

☆ آپ کے تصدق و وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی گئی۔

☆ آپ ﷺ کی بارگاہ میں ستر ہزار فرشتے صبح کو اور ستر ہزار شام کو روزانہ حاضری کا شرف اور درود شریف پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

☆ قیامت کے دن شفاعت کا تاج آپ ﷺ کے سر اقدس پر رکھنے کا وعدہ فرمایا گیا۔

☆ آپ ﷺ سے عشق ومحبت کا نام ایمان بلکہ روحِ ایمان ہے۔

☆ قرآن وحدیث کی شکل میں آپ کی تعلیمات کے مثالی اصول تا قیامت انسانیت کی راہنمائی کرتے رہیں گے۔

☆ آپ ﷺ ہی سب سے قبل جنت میں جلوہ گر ہوں گے۔

☆ آپ ﷺ کے اشارے پر پتھروں نے کلمہ پڑھا اور درود وسلام پیش کیا۔

☆ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت نازل کر رہا ہے اور فرشتے بھی آپ ﷺ پر درود بھیج رہے ہیں۔

☆ قیامت کے دن لواءِ حمد (حمد کا جھنڈا) آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا۔

☆ قرآن کی طرح صرف آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ کو دوام وبقا حاصل ہے۔

☆ چاند آپ کے اشارے سے دو ٹکڑے ہوا، آپ کی خواہش پر قریب الغروب سورج عصر کے وقت پر واپس آیا اور پھر حسب معمول غروب ہوا۔

☆ آپ ﷺ کی امت دیگر امتوں سے قبل جنت میں داخل ہوگی۔

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حاضر ہونے والے لوگوں کے ظاہر و باطن سے باخبر تھے۔ ظاہری صفائی کے لیے شریعت مطہرہ کے مسائل واحکام بتاتے جبکہ باطنی طہارت اور تربیت کے لیے ذکر الٰہی، ذکر اسم اعظم، تلاوت قرآن اور کثرت درود پاک وغیرہ کی تلقین فرماتے۔ آپ کی توجہ سے خادم نہ صرف شریعت کا تابع اور سنت رسول ﷺ کا عامل بن جاتا بلکہ باطنی میل کچیل سے بھی اس قدر پاک وصاف ہو جاتا کہ دوسرے لوگوں سے ممتاز دکھائی دیتا۔ خادم نہ صرف نماز پنجگانہ کا پابند بن جاتا بلکہ نمازِ تہجد تک نہ چھوڑنے کا عزم صمیم کر لیتا۔ آپ کی کوششوں سے بے شمار لوگوں کی تربیت ہوئی اور وہ صوم وصلوٰۃ کے پابند بن گئے۔ آپ کا اندازِ تبلیغ وتربیت بالکل سادہ تھا، مثلاً اگر کسی خادم کا نام امام دین ہوتا تو اسے نام کی عار دلاتے کہ بھائی! تمہارا نام تو دین کا امام ہے لیکن عملاً کچھ بھی نہیں، نہ شریعت کی پاسداری اور نہ سنت رسول ﷺ کی اتباع تم دین

کے امام کیسے بن گئے؟ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو، سنت رسول ﷺ پر عمل کرو اور اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کو سمجھنے اور عمل کرنے کی کوشش کرو۔ جب وہ خادم دوبارہ حاضر خدمت ہوتا تو اس میں تبدیلی آ چکی ہوتی اور اس کا ہر عمل سنت رسول ﷺ کے مطابق ہوتا۔ ایسے بزرگوں کی بارگاہ میں ایک گھڑی بیٹھنا بھی سو سال کی عبادت سے افضل و اعلیٰ ہے۔ ع:

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خطبۂ جمعۃ المبارک کے علاوہ حلقۂ خدام میں بھی عبادات کی اہمیت و افادیت پر زور دیتے۔ عبادات کی اہمیت و فضیلت کے حوالہ سے چند نکات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ نماز جنت کے دروازے کی چابی ہے۔
☆ نماز دین کا ستون ہے۔
☆ زکوٰۃ ادا کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔
☆ زکوٰۃ ادا کرنے سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہوتی ہے۔
☆ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال و دولت محفوظ ہو جاتی ہے۔
☆ زکوٰۃ ادا کرنے سے دنیا کی محبت کم ہوتی ہے۔
☆ روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔
☆ روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ اور بندے کا تعلق مضبوط ہوتا ہے۔
☆ روزہ رکھنے سے انسان کو بیماریوں سے نجات حاصل ہوتی ہے۔
☆ روزہ رکھنے سے تزکیۂ نفس اور تقویٰ و طہارت کی دولت میسر آتی ہے۔
☆ روزہ رکھنے سے انسان اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات کا حقدار بن جاتا ہے۔
☆ روزہ رکھنے سے انسان میں غریبوں کی ہمدردی اور معاونت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
☆ حج بیت اللہ کرنے سے بیک وقت عبادت مالی و بدنی دونوں کا ثواب ملتا ہے۔
☆ حج بیت اللہ سے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔
☆ حج بیت اللہ کرنے سے دنیا کی محبت ختم ہو جاتی ہے۔
☆ زیارت حرمین سے انسان کو قربِ خداوندی اور قربِ مصطفیٰ ﷺ کی دولت میسر آتی ہے۔

☆ حج بیت اللہ اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے باعث قیامت کے دن انسان شفاعت رسول ﷺ کا حقدار بن جاتا ہے۔

حضرت شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ خود سنت رسول ﷺ کے علمبردار تھے اور خدام کو سنت نبوی ﷺ اپنانے کی تلقین وترغیب فرماتے ، آپ کا کوئی بھی عمل سنت رسول ﷺ کے خلاف نہ تھا کیونکہ آپ کا اوڑھنا بچھونا ہی سنت رسول ﷺ تھا۔ سنت رسول ﷺ کی افادیت اور اہمیت کے نکات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محبوب! اعلان فرمادیں کہ (اے لوگو) اگر تم کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم کو (اپنا) دوست بنالے گا۔

☆ قرآن پاک نے فرمایا: (اے ایمان والو!) تم اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ کی پیروی کرو۔

☆ اللہ تعالیٰ نے نماز ادا کرنے کا بار ہا حکم دیا لیکن نمازوں کی تعداد، تعدادِ رکعات، فرائض وشرائط اور اوقات کی تفصیل از ابتداءِ تا انتہا، سنتِ رسول ﷺ سے معلوم ہوئی۔

☆ قرآن پاک نے زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا لیکن نصاب زکوٰۃ، مقدار زکوٰۃ اور اس کے احکام ومسائل کی تفصیل سنت رسول ﷺ سے معلوم ہوئی۔

☆ قرآن حکیم نے روزوں کی فرضیت اور ادائیگی کا ذکر کیا لیکن اس کے احکام ومسائل کی تفصیل سنت رسول ﷺ سے معلوم ہوئی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ کی فرضیت اور اس کی ادائیگی کا ذکر فرمایا لیکن اس کی شرائط وفرائض اور طریقہ کار کی تفصیل سنت رسول ﷺ سے معلوم ہوئی۔

☆ قرآن پاک نے عورت سے نکاح کی اجازت دی ہے لیکن نکاح کے طریقہ کار اور زوجین کے حقوق و فرائض کی تفصیل سنت رسول ﷺ سے معلوم ہوئی۔

☆ الغرض پیدائش سے لے کر موت تک زندگی کے ہر شعبہ میں تفصیلی احکام ومسائل معلوم کرنے کا سرچشمہ صرف سنت رسول ﷺ ہے۔

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حقوق العباد اور معاملات کی ادائیگی کی بھی تلقین ونصیحت فرماتے تھے۔ حقوق العباد اور معاملات کے حوالے سے چند نکات پیش کیے جاتے ہیں:

☆ اللہ تعالیٰ کے حقوق کے بعد مومن پر سب سے زیادہ حق رسول اعظم ﷺ کا ہے کہ وہ آپ سے محبت کرے، آپ ﷺ کو اپنے عشق وعقیدت کی آماجگاہ بنائے، تعلیمات نبوی ﷺ کو اپنائے اور سنت رسول ﷺ پر عمل کرے۔

☆ رسول ﷺ کے بعد مومن پر والدین کے حقوق عائد ہوتے ہیں کہ ان کی پیروی کرے، ان کا احترام کرے

اوران کی خدمت کرے۔

☆والدین کی خدمت کرنے سے رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

☆والدین کوخوش کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش اوران کے ناراض ہونے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

☆ انسان پر ہمسائیوں کے حقوق عائد ہوتے ہیں کہ ان کوکسی قسم کی اذیت وتکلیف نہ دے بلکہ ہر مشکل و پریشانی کے وقت ان سے معاونت وحسن سلوک کا مظاہرہ کرے۔

☆انسان پرعزیز واقارب کے حقوق بھی عائد ہوتے ہیں ،درجہ بدرجہ ان کی بجا آوری ضروری ہے یعنی ان کا احترام کرے،ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرےاوران کے بارے ہمیشہ حسن ظن وحسن سلوک کا جذبہ رکھے۔

☆ انسان پراستاد کے حقوق بھی عائد ہوتے ہیں یعنی ان کا حکم مانے ، نام احترام سے لے اور ہر ممکن ان کی معاونت وخدمت کرنے کا جذبہ رکھے۔

☆ ایک مسلمان کے بھی دوسرے مسلمان پرحقوق عائد ہوتے ہیں کہ جب آپس میں ملاقات ہوالسلام علیکم کہے، جب کوئی بیمار ہوعیادت کرے اور جب فوت ہواس کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرے۔ اوراس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔

☆کسی معاملے میں بھی کسی کودھوکا نہ دے،گالی گلوچ پر نہ اترے،بدگمانی نہ کرےاورکوئی ایسا عمل ہرگز نہ کرے جس سے کسی کی دل آزاری ہوتی ہو یا پریشانی ہوتی ہو۔

☆ ہرمسلمان کواپنے آپ سے افضل واعلیٰ اور بہتر تصور کرے۔

☆اللہ تعالیٰ اگر چاہےتو اپنے فضل وکرم سے اپنے حقوق معاف فرمادے گا لیکن بندوں کے حقوق معاف نہیں فرمائے گا جب تک بندے خود معاف نہ کریں گے۔

❁❁❁❁❁

﴿نواں باب﴾

عقائد و نظریات حضرت شیرِ ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

عقائد ونظریات شیرِ ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

ہم اس باب میں سلطان الاولیاء، شیرِ ربانی، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے عقائد و افکار سپردِ قلم کر رہے ہیں تاکہ اصل حقائق بے غبار ہو کر عوام کے سامنے آ سکیں۔ تعصب کی عینک اتار کر اس باب کا مطالعہ کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچنا مشکل نہیں رہے گا کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ صرف راسخ العقیدہ سنی ہی نہیں بلکہ اہل سنت کے عظیم مبلغ، مجددِ عصر اور ممتاز روحانی پیشوا بھی تھے۔

مسلک ومشرب:

عقائد ونظریات کی بناء پر اہلسنّت حق پر ہیں۔ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ تمام اولیاءِ کرام اسی جماعت سے ہوئے ہیں۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے اسلوبِ رشد وہدایت اور طریقہ تبلیغ میں کچھ نرمی پائی جاتی تھی تاکہ اغیار کو قریب آنے کا موقع ملے اور ان کی اصلاح ہو سکے۔ آپ کے اس اسلوبِ تبلیغ کے نتیجے میں کئی غیر مسلموں نے آپ کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کیا۔ مثلاً: ☆ سیّد نور الحسن شاہ کا شیعیت سے تائب ہونا، ☆ عبدالرحیم نامی شخص کا عقائدِ باطلہ سے توبہ کرنا۔ ☆ سفرِ سرہند شریف کے دوران حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے قدموں پر گر کر ایک سکھ کا مسلمان ہونا، ☆ مولوی اصغر علی روحی سابق پروفیسر (اسلامیہ کالج) لاہور کے ایک شاگرد (جو فاضل عربی اور ایم۔اے انگلش تھا) کا دہریت سے تائب ہو کر مسلمان ہونا وغیرہ۔

محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کا لازوال سرمایہ ہے جس کے بغیر ایمان ہرگز مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس کا تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کو عیوب ونقائص سے بلند وبالا سمجھا جائے۔ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی۔ آپ دربارِ رسالت میں حضوری کے تصور سے نہایت عقیدت ومحبت سے درود شریف پیش کرتے اور خدام کو پیش کرنے کی تلقین

فرماتے۔ چنانچہ صوفی محمد ابراہیم قصوری لکھتے ہیں کہ:

''حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نماز میں درود شریف پڑھتے وقت یہ خیال ہو کہ اللہ کریم کی حضوری میں رسول پاک ﷺ ہیں اور ان کی سرکار میں درود شریف پڑھ رہا ہوں۔''1

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خطاب و ندائیہ الفاظ سے بھی درود شریف پڑھتے اور مانعین سے اظہار ناراضگی فرماتے۔ حضرت صاحبزادہ علامہ محمد عمر بیربلوی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک بار فرمایا کہ آیت شریفہ: اِنَّ اللّٰـهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ کے بعد آیت شریفہ: اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○ کیوں لائے؟ یعنی اس درود شریف کے مانعین کے حق میں ہے جو اپنی طرح ان کو بشر کہہ کر خطاب ندائیہ ناجائز کہتے ہیں۔ 2

علم رسول اکرم ﷺ:

حضرت انور ﷺ اعلم الناس ہیں۔ شیرِ ربانی حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے نائب اور علم غیب کے قائل تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب ہے اس کے متعلق آپ کے پاس کوئی دلیل یا جواب ہے؟ آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: علم غیب کے کیا معنی ہیں؟ اس نے جواب دیا: پوشیدہ۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا: وہ سب سے بڑا غیب کیا ہے جو ہم سے پوشیدہ ہے اور اس پر ہمارا ایمان ہے؟ اس نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ جل شانہ۔ آپ نے جوش سے فرمایا:

''پھر تو سب سے بڑا غیب اللہ تعالیٰ ہوا۔ جب خود اللہ تعالیٰ ہی میرے آقا کملی والے ﷺ سے نہ چھپا تو دنیا کی کون سی چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چھپ سکے گی؟

آپ کی گفتگو نے اس کے دل پر گہرا اثر کیا تو وہ بدعقیدگی سے تائب ہو گیا۔ 3

ایک دفعہ آپ نے خطبہ جمعۃ المبارک کے دوران ایک حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں آپ ﷺ کے علم غیب پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: حضور انور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے سامنے پیش کی تو واقعات عالم کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے کوئی چیز ہاتھ پر موجود ہو۔'' 4

1- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص 190۔ 2- محمد عمر بیربلوی، صاحبزادہ: انقلابِ الحقیقت ص 87۔ 3- احمد علی قائد شرقپوری، آفتاب ولایت ص 90۔ 4- محمد سعید شاد، میاں: خطبات شیر ربانی ص 113۔

حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

''ایک دفعہ بندہ حاضر خدمت ہوا۔ اور مولوی محمد حسین علی صاحب (واں بھچراں ضلع میانوالی) کا رسالہ دربارۂ ندائے یارسول اللہ (ﷺ) مجھے کہیں راستے میں مل گیا۔ جو علم غیب کی بابت لکھا گیا تھا۔ یارسول اللہ! کہنا ناجائز اس میں قرار دیا گیا تھا، وہ میری جیب میں تھا۔ چونکہ اوراد فتحیہ میں صلوات ندائیہ تھے، حضور کی خدمت میں بیٹھا ہی تھا کہ آپ نے فرمایا کہ اوراد فتحیہ کے تمام، اذکار اور دعائیں نہایت صحیح اور ماثورہ طریقہ سے مروی ہیں۔ اس میں کسی طرح کا تذبذب (تردد) نہیں۔ بڑی ہی برکت سے پر ہیں۔ پھر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ بشر ہیں لیکن حاضر و ناظر بھی۔ پھر فرمایا: ہم نے تو کلام ربی بھی آپ کی ہی زبان سے سنا۔ پھر فرمایا: قرآن شریف بھی آپ کی زبان سے ہے اور حدیث بھی آپ کی زبان سے۔ پھر فرمایا اگر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو دور سے سننے کی طاقت دے سکتا ہے تو کیا نبی کریم ﷺ کے کان دور سے سننے کے لیے نہیں بنا سکتا؟'' 5

ایک دفعہ خطبہ جمعۃ المبارک کے دوران میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے فرمایا:

حضور پرنور ﷺ اپنے جسد اور روح دونوں کے ساتھ زندہ ہیں اور زمین و ملکوت کے اطراف میں جہاں چاہتے ہیں سیر فرماتے ہیں۔ 6

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ پڑھنا:

رسول اعظم ﷺ کے حقوق جو مسلمانوں پر عائد ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کی بارگاہ میں کثرت سے درود و سلام پیش کیا جائے۔ درود و سلام جن الفاظ سے بھی پیش کیا جائے جائز ہے۔ لیکن کچھ لوگ: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ'' کے الفاظ سے درود و سلام پیش کرنے کو ناجائز و حرام قرار دیتے ہیں جبکہ ان کے پاس حرمت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ شیر ربانی حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ '' اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ'' کے الفاظ سے درود و سلام بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کرنے کے نہ صرف قائل تھے بلکہ پیش کرنے کی سعادت بھی حاصل کرتے تھے۔

ایک دفعہ کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دریافت کیا: حضور! کیا ''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ'' پڑھنا جائز ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ''

''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ''

5- محمد عمر بیربلوی، صاحبزادہ، انقلاب الحقیقت، صفحہ 48۔ 6- محمد سعید شاد، میاں: خطبات شیر ربانی ص 122

تو میں خود پڑھتا ہوں۔ آپ کا جواب سن کر ان لوگوں نے با آواز بلند

"اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ"

"اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَا حَبِیبَ اللّٰہِ"

پڑھا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے۔ ہوش میں آنے پر ان کے دل و دماغ سے تمام شبہات ختم ہو چکے تھے۔ 7

حضور غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت و محبت:

حضور انور ﷺ سے عقیدت و محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ آپ کی امت کے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ عقیدت و محبت رکھی جائے اور ان کی پاکیزہ تعلیمات کو اپنایا جائے۔ حضور غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ تو سید الاولیاء ہیں لہٰذا آپ کے ساتھ سب سے بڑھ کر عقیدت ہونی چاہیے۔ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے والہانہ عقیدت تھی جس کا اظہار گاہے بگاہے ہوتا رہتا تھا۔ آپ بار بار عقیدت و محبت سے حضور غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا تذکرہ فرماتے۔

حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

بغداد والی سرکار نے اس طرح فرمایا، بغداد والی سرکار اس طرح فرماتی ہے اور آپ کی مبارک آنکھیں اس جانب ہو جاتی تھیں گویا دیکھ رہے ہیں۔ 8

نماز مغرب کے بعد آپ مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے کے بعد دعا فرمایا کرتے تھے:

وَ کُلُّ وَلِیٍّ لَّہٗ قَدَمٌ وَّ اِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرُ الْکَمَالِیْ

شَیْئًا لِّلّٰہِ یا شیخ حضرت سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی المدد اے نور پاک کبریا اے وصف ذات مصطفےٰ صلِّ علٰی صلِّ علٰی یا خواجہ شاہ نقشبند!

صدیق و فاروق، عثمان و علی شیر خدا
از چار یارت مرحبا یا خواجہ شاہ نقشبند

اے نقش عالم، نقش مرا بند
نقش چناں بند کہ گویند نقشبند

7۔ فضل احمد مونگا، حاجی: حدیث دلبراں ص270۔ 8۔ محمد عمر بیربلوی، صاحبزادہ: انقلاب الحقیقت ص48۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل، کاملاں را راہنما[9]

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، حضور غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ کے قصیدہ غوثیہ کے اشعار بھی نہایت عقیدت واحترام کے ساتھ پڑھتے تھے۔صوفی محمد ابراہیم قصوری لکھتے ہیں:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جو قصیدہ غوثیہ کے شعر پڑھا کرتے تھے خواجہ نور احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کے روبرو آپ کو اجازت دی تھی۔[10]

"یا شیخ سید عبد القادر جیلانی شیأً للّٰہ" کا وظیفہ:

اولیاء کرام اور صالحین حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے استمداد کی غرض سے "یا سید عبد القادر جیلانی شیـأً لِلّٰہ" کا وظیفہ کرتے رہے ہیں۔حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہ وظیفہ کیا کرتے تھے۔حکیم مظفر حسین قریشی آف اجنکے ضلع گوجرانوالہ کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں، شرقپور شریف **میں** حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا تو آپ کی مسجد کے محراب پر "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً لِلّٰہ" کے الفاظ لکھے ہوئے دیکھے تو اس وقت آپ سے دریافت کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

دوسری بار یہ مسئلہ دریافت کرنے کی غرض سے شرقپور شریف حاضر ہوا تو آپ سے ملاقات نہ ہوسکی کیوں کہ آپ سرہند شریف جا چکے تھے۔گھر واپسی پر میں نے اسی مسئلہ کے بارے میں آپ کے نام خط لکھا تو حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے خط کی پشت پر جواب تحریر فرمادیا جس سے اطمینان قلبی حاصل ہوگیا۔آپ کا تحریر کردہ جوابی خط مندرجہ ذیل ہے:

خداوند کریم فضل وکرم سے انجام خیر کریں! ہر حال شکر اور ذکر فکر عبرت ضروری ہے سو آج کل محال ہے۔اس وسوسہ میں پڑنا زیبا نہیں، غریب تو پڑھا کرتا ہے کل ولی اللہ سے امداد لینا جائز ہے۔آپ کا دل چاہے تو خیر پڑھا کریں۔حضرت میراں محی الدین حضرت شیخ عبد القادر رحمہ اللہ تعالیٰ عجیب طرز کی توحید میں فنا تھے۔اس لیے جو لوگ ان کو یاد کرتے ہیں ان کو خداوند کریم کی محبت کامل ہو جاتی ہے۔آخر سب کا رجوع رب کریم کی جانب ہے۔"واللّٰہُ خیرًا حافِظًا وَّ هُوَ اَرحَمُ الرّاحِمِینَo۔

آپ کا وجود غیر خدا سے نہیں بنا ہے، اس کا ثبوت قادری قلندروں سے لیں۔اگر کوئی نہ پڑھے تو خیر خداوند کریم کی سنت جاری ہے۔ہر ایک کو ایک کام سپرد ہے جیسا کہ ہر اک چیز سے کام لیا جاتا ہے، ویسا یہی ہے۔

9- محمد سعید شاد، میاں: خطبات شیر ربانی ص196۔ 10- محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص211

در دلم ہزار درد ست
لاکن با کس نگویم!
بہر حال جمال اللہ بینم
بہر حال جمال اللہ بینم
بجز روئش نخواہم ہیچ ۔ چیزے
زشوق جاں، جمال اللہ جویم[11]

جناب صوفی محمد ابراہیم قصوری صاحب اس بارے میں لکھتے ہیں:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بعد نماز وظائف سے فارغ ہو کر یہ اسم بڑے ذوق وشوق سے پڑھا کرتے تھے: یا حضرت سلطان شیخ سید عبد القادر جیلانی شَیْئاً لِلّٰہ " ایک دن دو شخص حاضر خدمت ہوئے جو لاہور سے آئے ہوئے تھے۔ ایک کہتا تھا کہ آپ یہ اسم نہیں پڑھا کرتے، دوسرا کہتا تھا کہ آپ پڑھا کرتے ہیں حتیٰ کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا: کون کہتا ہے کہ میں نہیں پڑھا کرتا؟ پھر آپ نے یہی اسم کئی باران کے سامنے بھی پڑھا۔[12]

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ یا معین، یا چشتی، یا حضرت سلطان شیخ عبد القادر جیلانی شَیْئاً لِلّٰہ، یا بہاء الدین نقشبند اور یا شاہ مدار کا ورد عموماً صبح وشام فرماتے تھے کہ ایسا کرنے میں ہی برکات ہیں۔[13]

جناب محمد امین شرقپوری لکھتے ہیں کہ: راقم الحروف کے پیرومرشد فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ (حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) "یا خواجہ معین الدین چشتی" بطور ورد پڑھتے تھے۔ نیز فرمایا کہ: قبلہ " یا شیخ عبد القادر شَیْئاً لِلّٰہ"، یا معین الدین چشتی"، یا بہاء الدین نقشبند اور "یا شاہ مدار" کا صبح وشام عموماً ورد فرماتے تھے۔"[14]

مزارات اولیاء پر خدام کو حاضری کی تلقین:

قبور پر جا کر فاتحہ خوانی کرنا سنت رسول مقبول ﷺ ہے۔ اولیاء کرام کے مزارات عالیہ پر حاضری دینا، کسب فیوض و برکات کرنا اور فاتحہ خوانی کرنا جائز ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

11-شرافت نوشاہی، سید: کلمات قدسیہ ص43۔ 12-محمد ابراہیم قصوری، صوفی: خزینہ معرفت ص328۔ 13-نور احمد مقبول، چوہدری: خزینہ کرم جلد اول ص170۔ 14-محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیائے نقشبند ص229

جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر سورہ یٰسین کی تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ مُردوں سے عذاب ہلکا کر دیتا ہے اور اس قبرستان کے مُردوں کی تعداد کے مطابق اس شخص کے لیے نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے متعدد اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل کیا اور کسب فیوض و برکات کی سعادت حاصل کی۔ علاوہ ازیں آپ خدام کو بھی مزارات پر حاضری کے بارے میں تلقین فرمایا کرتے تھے۔

آپ کو داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی، جب بھی لاہور تشریف لاتے تو آپ کے مزار پرانوار پر حاضری کا شرف حاصل کرتے تھے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے عالی مقام کے پیش نظر اپنے خدام سے مخاطب ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ

''جس شخص کے پاس مدینہ منورہ پہنچنے کے لیے خرچ نہ ہو وہ لاہور جا کر داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار کی زیارت کرے۔'' 15

آپ کو حضرت خواجہ خاوند محمود عطاری المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی عقیدت تھی۔ اکثر ان کے مزار پُرانوار پر حاضری کی سعادت حاصل کرتے اور کسب فیوض و برکات فرماتے۔ جناب میاں اخلاق احمد آپ کی حاضری کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف پر حاضر تھے۔ مزار مبارک سے کشف ہوا کہ حضرت ایشاں باہر بیٹھے ہیں۔ آپ باہر مسجد میں تشریف لے آئے۔ مسجد کے درمیان حوض تھا اور حوض کے کنارے حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف رکھتے تھے، آپ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے پوچھا کہ ''کہاں سے آئے ہیں؟'' حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: مکان شریف سے۔ آپ بولے اے شیخ وقت! شفقت و محبت سے آپ کی سرخ آنکھیں نمدار ہوگئیں، ضبط نہ ہو سکا، مستی کی سی کیفیت طاری ہوگئی اور مراقبہ میں چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کو نذرانہ بصورت شیرینی پیش کیا۔ آپ نے قبول فرمایا اور حاضرین مجلس میں تقسیم کر دیا۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب تشریف لاتے مسجد کے حجرہ میں قیام فرماتے جو اب تک قائم ہے۔ اور حجرہ مولوی شیر محمد شرقپوری کے نام سے منسوب ہے۔ 16

آپ کی مکان شریف سے عقیدت، دادا پیر و مرشد ابوالبرکات حضرت خواجہ سید امام علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار اقدس پر حاضری اور دربار عالیہ کے کلس کی مرمت کے حوالے سے جناب صوفی محمد ابراہیم قصوری لکھتے ہیں:

15- خلیل احمد رانا، پروفیسر: مسلک شیر ربانی ص 33۔ 16- اخلاق احمد، میاں: تذکرہ حضرت ایشاں ص 207

مکان شریف (ضلع گورداسپور، مشرقی پنجاب) میں حضرت امام علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے روضہ مبارک کی چوٹی (کلس) جو زلزلے کے سبب گر گئی تھی، حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو خیال ہوا کہ اسے درست کرایا جائے۔ آپ نے معماروں کو جمع کیا، وہ مکان شریف میں آ کر حاضر ہوئے تو دریافت فرمایا کہ اس کی چوٹی (کلس) مرمت کرنے پر کتنا خرچہ آوے گا۔ انہوں نے جواب دیا تقریباً تین ہزار روپے صرف کلس باندھنے پر مع سامان خرچ ہوگا۔ آپ نے صلاح ملتوی کر دی۔

پھر حافظ محمد عبداللہ سکنہ چھاؤنی فیروز پور مستری کرم دین سکنہ شرقپور شریف، فتح محمد خاں سکنہ گوروہر سہائے اور ایک اور شخص بھی ہمراہ تھا نام اب یاد نہیں۔ ان چاروں کو آپ نے قصبہ مکان شریف روانہ کیا۔ اور فرمایا اللہ کا نام لے کر جاؤ۔ یہ چاروں صاحبان مکان شریف پہنچے۔ مختصر یہ کہ نہایت جانفشانی اور محنت کشی سے یہ کام سرانجام ہوا۔ اور تقریباً تیرہ صدروپیہ خرچ ہوا۔ 17

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ مجاز حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو حضرت غلام مرتضیٰ بیربلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار اقدس پر مسلسل حاضری کی تلقین کی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب لکھتے ہیں:

ایک دفعہ حضرت میاں صاحب نے فرمایا بیربل شریف تم سے کتنی دور ہے؟ میں نے عرض کیا: تین کوس، آپ نے فرمایا: حضرت غلام مرتضیٰ بیربلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر جایا کرو، حضرت کے مزار پر جایا کرو حضرت کے مزار کو نہ چھوڑنا، غنیمت سمجھنا، نہ چھوڑنا تین مرتبہ یہی الفاظ دھراتے رہے۔ 18

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ محمد غوث، حضرت عبدالخالق، حضرت بلھے شاہ، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی اور حضرت خواجہ باقی باللہ وغیرہم اولیاء کبار رحمہم اللہ تعالیٰ کے مزارات عالیہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا اور کسب فیوض و برکات بھی کیا۔

اعراس اولیاء کرام اور محفل گیارہویں شریف میں شرکت:

مسئلہ ایصال ثواب متفقہ ہے جس کے جواز میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ہم اپنے فوت شدگان کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں، ان کی طرف سے حج کرتے ہیں، ان کے لیے دعا کرتے ہیں کیا یہ چیزیں انہیں پہنچتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

یہ چیزیں انہیں پہنچتی ہیں اور وہ یہ تحفہ پا کر خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے وہ شخص خوش ہوتا ہے جسے

17- محمد ابراہیم قصوری، صاحبزادہ: خزینہ معرفت ص 139۔ 18- محمد عمر بیربلوی، صاحبزادہ: انقلاب الحقیقت، ص 69

(تحائف سے بھری ہوئی) طشتری بطور تحفہ پیش کی جائے۔

ایصال ثواب کی غرض سے ولی اللہ کے یوم وصال کی تاریخ یا آگے پیچھے محفل کا انقعاد ہوتا ہے جس میں ان کے احوال و آثار اور تعلیمات و خدمات پر علماء کرام روشنی ڈالتے ہیں، اس محفل کو ''عرس'' کا نام دیا جاتا ہے۔

حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ دیگر اولیاء کرام کے اعراس کی تقریبات میں شرکت کے علاوہ اپنے دادا مرشد ابوالبرکات حضرت خواجہ امام علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے عرس مبارک میں شرکت کے لیے ''مکان شریف'' ضلع گورداسپور میں تشریف لے جاتے تھے اور گیارہویں شریف۔ (جو محفل حضور غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایصال ثواب کی غرض سے منعقد کی جاتی ہے) کی محفل میں بھی شمولیت فرمایا کرتے تھے۔ صوفی محمد ابراہیم قصوری لکھتے ہیں کہ:

''حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مکان شریف عرس مبارک پر تشریف لے جاتے تو توکل علی اللہ بر پائے پیادہ ہی شرقپور شریف سے روانگی فرماتے۔ عید کے چاند کی گیارہویں رات لاہور میں شاہ محمد غوث رحمہ اللہ تعالیٰ (بیرون دہلی دروازہ لاہور) کے مزار پر مسجد میں گیارہویں شریف میں شامل ہوتے۔''[19]

محفل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انقعاد:

ایصال ثواب اور حصول فیوض و برکات کی غرض سے جن محافل و مجالس کا انعقاد کیا جاتا ان میں سے ایک ''محفل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے۔ اس تقریب میں علماء کرام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات، تعلیمات و معمولات اور سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔

شیر ربانی، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ''میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کی تقریب کا اہتمام فرماتے تھے۔ چنانچہ میاں غلام محی الدین نوشاہی بن میاں غلام رسول شرقپوری متولی نورانی مسجد المعروف لوہاراں والی مسجد اندرون مکانہ دروازہ شرقپور شریف کا بیان ہے:

''اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے وقت میری عمر بائیس سال تھی۔ اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب بھی سفر پر جاتے یا واپس تشریف لاتے تو اسی مسجد میں نفل ادا کرتے کیونکہ یہ مسجد ان کے گھر کے قریب تھی۔ آپ مسجد میں شب معراج، شب قدر اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر چراغاں کرتے اور شیرینی تقسیم فرماتے۔''[20]

19- محمد ابراہیم قصوری، صاحبزادہ: خزینہ معرفت ص 146۔ 20- نور احمد مقبول، چوہدری: خزینہ کرم جلد اول ص 178

عقائد اہل سنت کا تحفظ و دفاع:

اعمال صالحہ کا مدار عقائد صحیحہ پر ہے اور عقائد صحیحہ کا تحفظ ہر سنی مسلمان پر ضروری ہے۔ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے خدام کو عقائد اہل سنت و جماعت کے تحفظ و دفاع کی تلقین فرماتے۔ جناب شہزاد احمد صاحب لکھتے ہیں۔

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ علوم دینیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کر کے تین مرتبہ آپ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

''محمد عمر جاؤ اور مذہب اہل سنت و جماعت کا دفاع کرو، تمہیں کوئی بدمذہب شکست نہیں دے سکتا۔ تمہارا نام عمر ہے لہٰذا تمام عمر محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کی نشر و اشاعت میں لگے رہنا۔ مرشد گرامی کے ارشاد کی تعمیل آپ کی فطرت ثانیہ ہو گئی تھی۔'' 21

دنیا نے دیکھا کہ مناظر اسلام حضرت علامہ محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد مرشد کے مطابق تا حیات بدمذہبوں سے مناظرے کرتے رہے لیکن ایک بار بھی شکست نہیں ہوئی۔ عقائد اہل سنت و جماعت کے تحفظ و دفاع کے لیے تاریخی اور قابل تقلید نوعیت کی خدمات سرانجام دیں۔ جو ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید:

ہر دور میں مسلمانوں کی اکثریت سراج الامت، امام الائمہ، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی مقلد رہی ہے۔ سب کے سب اولیاء کرام اہل سنت سے متعلق اور ان کی اکثریت آئمہ اربعہ میں سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلدین کی تھی۔ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو نہ صرف امام صاحب سے والہانہ عقیدت تھی بلکہ آپ کے مقلد بھی تھے اور خدام کو فقہ حنفی کی روشنی میں مسائل کی تعلیم دیتے تھے۔ حضرت علامہ محمد سعید شبلی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

''مجھے مسئلہ تقلید کے بارے میں تذبذب (تردد) تھا کہ تقلید ضروری ہے یا نہیں؟ چنانچہ ماہ اگست 1920ء میں انجمن آرائیاں ہند، لاہور کے دفتر میں شرقپور شریف کے حافظ محمد اسماعیل صاحب کی درخواست آئی تھی کہ یہاں آرائیں برادری کی اصلاح کے لیے کوئی عالم بھیجو۔ قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند، سیکرٹری نے شرقپور شریف جانے کا مراسلہ دے دیا۔ بے حد خوشی ہوئی کہ

21- شہزاد احمد: تذکرہ عاشق رسول (ﷺ) صوفی اللہ دتہ ص 17

حضرت والا حضرت میاں شیر محمد قدس سرہ کی زیارت نصیب ہو جائے گی۔ جمعہ کا دن تھا پہلی اذان کے وقت وہاں جا پہنچا۔ شوق تھا کہ حضرت میاں صاحب کی تقریر سنوں گا مگر افسوس کہ حضرت صاحب قدس سرہ نے تقریر پر کسی عالم کو کھڑا کر دیا۔ نماز ہو چکی، حضرت میاں صاحب مکان کی طرف روانہ ہو گئے۔ کسی ایک سے مکان کا پتہ دریافت کیا تو ان کے پیچھے روانہ ہوا۔ بازار میں کہیں نظر نہ آئے اور وہ گلی جس میں مکان تھا اس کے درمیان جا رہے تھے' تیزی سے چل کر ملا' سلام عرض کیا' نام دریافت کیا تو عرض کیا: محمد سعید۔ فرمایا: بہت اچھا نام ہے۔ بیٹھک میں پہنچے تو فرمانے لگے: کہ بیٹھو! خلاف ادب جان کر نہ بیٹھا، دوبارہ فرمایا ایک شخص تھا اس نے کہا: آپ بیٹھ جائیں ورنہ میاں صاحب مکان کے اندر چلے جائیں گے۔ یہ سن کر جوتا اتارا اور بچھی ہوئی صف پر قدم رکھا میاں صاحب نے ایسا ہی کیا اور ایک کتاب بنام ''انصاف'' مؤلفہ شاہ ولی اللہ دہلوی کا صفحہ 68 نکال کر دے دیا کہ اس کو پڑھو۔ اس میں تقلید کا مسئلہ تھا جب اسے پڑھا تو لکھا ہوا تھا: ہندستان والوں کے لیے واجب ہے کہ حنفی مذہب پر رہیں۔'' 22

❀❀❀

22۔ محمد سعید شبلی قادری علامہ: احسن الکلام فی فضائل الصلوۃ والسلام ص 55۔

﴿دسواں باب﴾

خطوط وتبرکاتِ تحریر حضرت شیرِ ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

خطوط وتبرکاتِ تحریر حضرت شیرِ ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

کسی بھی بزرگ کے خطوط وتبرکات ،عقیدتمندوں کے لیے قیمتی سرمایہ اور تاریخی دستاویز ہوتے ہیں۔حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطوط وتبرکات علمی نکات کا مخزن ،تصوف ومعرفت کا خزینہ، اسلامی احکام ومسائل کا گنجینہ، اصلاح وتربیت کا دستور، عربی واردوادب کا مرقع اور خدام کے لیے عظیم سرمایہ حیات کی حیثیت رکھتے ہیں۔آپ کے چند ایک خطوط سطورِ ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام

اللہ حافظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ○ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآ ئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ○

(گواہی دی اللہ تعالیٰ نے ،کہ نہیں کوئی معبود مگر وہی۔گواہی دی فرشتوں نے اور اصحاب علم نے کہ اللہ تعالیٰ انصاف قائم کرنے والا ہے۔نہیں کوئی معبود مگر وہی غالب وحکمت والا۔تحقیق دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے۔)اسلام کی بڑی شان ہے۔آج کل مسلمان خود بخود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار کر بدحال ہو رہے ہیں۔زُبان سے کہتے ہیں ہم سب: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مگر عمل نہیں اس پر معاذ اللہ۔اسی سبب سے ہم پر خرابیاں ہوئیں۔خدا کے قہر کی سب نشانیاں پیدا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ○هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا○

وہی ہے اللہ تعالیٰ جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ سب دینوں پر غالب کرے۔اور اللہ کافی گواہ ہے۔محمد رسول اللہ، محمد اللہ کے رسول ہیں۔ہدایت خلق اور احکام بیان کرنے کے ساتھ

اسلام ہے تا کہ غالب کریں اس دین کو سب دینوں پر، یعنی جو حق دین بھی ہے تو اس کے احکام بھی منسوخ کر دیے۔ باطل کو تو جڑ سے اُکھاڑ دیں۔ ہمارا کیا حال ہے؟ دین کس کو کہتے ہیں؟ سچا ماننا پیغمبر کا اور پہچاننا حق کا۔ ایمان بھی کافی نہیں جب تک تصدیق وتسلیم پوری نہ ہو۔ کیونکہ کافر بھی حضرت محمد ﷺ کو حق جانتے تھے۔ پھر از راہ عناد انکار کرتے تھے، دل میں تصدیق اور زبان کے اقرار سے، پھر ہر عضو سے تصدیق و اقرار عمل میں ظاہر ہو۔ افسوس ہمارا کیا حال؟ مگر فکر نہیں، اسلام نام باعتبار اعمال ظاہر کے ہے۔ ایمان نام باعتبار باطن کے ہے۔ بس دونوں کا نام دین ہے۔ " اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ بڑا رکن اسلام کا اتفاق، سووہ ندارد۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے خداوند کریم اور محمد بھیجے ہوئے ہیں،

لا اِلٰه الّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه، اسی میں نجات، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّد" رَّسُوْلُ اللّٰه اسی میں حیات، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه، یہی ہمارا آخری حرف ہوگا، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّد" رَّسُوْلُ اللّٰه، اسی کے سہارے ہم دُنیا میں آئے، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّد" رَّسُوْلُ اللّٰه، اسی کے بل پر ہم آج تک قائم ہیں، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه، اسی کے زور سے ہم از سرِ نو سب پر غالب آئیں گے۔

تحقیق بھیجا ہم نے تجھ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر۔ تا کہ ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور رسول کے۔ اور قوت دو اس کو تعظیم کی اور تسبیح کرو اللہ کی صبح وشام، پس جب رسول کریم ﷺ شاہد یعنی گواہ ہوئے اور شاہد کو مشاہدہ درکار ہے تو بہت مناسب ہوا کہ امت کے تمام افعال واقوال و اعمال حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ہوں۔

طبرانی کی حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے دُنیا اُٹھائی تو میں دیکھ رہا ہوں اسے جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے، جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اے راہنمائے گمراہاں! اے بہترین دو جہاں! اے خاتم پیغمبراں! اے مظہرِ نُور خدا! مدد دے، "یَا شَافِعَ الْمُذْنِبِیْنَ مَدَدْ.

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ○"

نہیں بھیجا ہم نے تم کو اے حبیب ﷺ مگر عالم، سب گورے، کالے، جن وانس کے لئے۔ نہیں جانتے تمہارے فضائل وکمالات، پس کامل خسارہ یہ ہے۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا○ جس نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی، وہ منزلِ مقصود کو پہنچا۔ بدون اطاعت رسول کریم ﷺ نہ اللہ کی محبت ثابت، نہ رضا کی اُمید، حضور ﷺ کی محبت ایمان ہے اور محبت بغیر اتباع نہیں۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا

ہرچہ داری صرف کن در راہ او

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ o

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ

جو کام کر رہے ہیں، یہی نتیجہ آخرت ہے۔ یہی کام دُنیا، یہی کام دین، ذرہ ذرہ کا قدر خداوند کریم پیارے مولا کو معلوم ہے کیونکہ شہنشاہ نے خود ید قدرت سے بنایا ہے۔ ہمارے وجود میں سب کچھ پیدا کیا۔ اور حکم کیا نیکی پر خرچ کرو نہ بدی پر، زبان سے فحش نہ بکو، میری یاد بے طمع ہو کر دل و جان سے کرو۔ کچھ سب کام تمہارے میرے فضل سے دین ہی ہوں گے۔ سو ہر اک نے دُنیا کو مقدم بنالیا حتیٰ کہ پیری مریدی بھی دُنیا ہو گئی۔ لِلّٰہ! محبت جاتی رہی، ''بنی آدم اعضائے یک دیگر ہیں'' کی بوبھی نہ رہی۔ اللہ بس!

خودغرضی، نفس پرستی، بری عادات ہمارا وطیرہ ہو گیا۔ یا اللہ میں غریب! کو انسانی خصلت دے ،صورت انسان میں حیوانی خصلت سے بیزار ہوں۔ مگر پیش نہیں جاتی، کوچ کوچ ، بس! کچھ لکھنا تھا وہ فرا موش ہوا۔ خیر، یہ سانس غنیمت تھے مگر دُنیا نے غفلت میں ڈال دیا۔ بس!

(مرقومہ ۵، صفر ۱۳۲۸ھ/16 فروری 1910ء)

۞

اللہ حافظ!

خداوندی کریم تبارک و تعالیٰ کے فضل سے انجام بخیر کریں۔ سُبْحَانَ اللّٰہ! بندہ عجیب طرح ناشکرا ہے۔ رَحْمٰن، رَحِیْم نے بوند سے بے شمار خوبی سے بنایا۔ بال بال پر بے حد رحمتیں کر کے پالا بھی ہمیں، آخر موت مقرر کی مگر آدمی کو ذرہ تنبیہ نہیں، آج کل اندھیرا ہو گیا ہے۔ مسلمانی در کتاب، مسلمان در گور، پیٹ کے دھندوں میں غرق، دُنیاوی طور پر عزت ہوتی ہے۔ عورت قبیلہ میں زر، دین اللہ کے حق حقوق خرد برد، قانون پر فریب، قرآن عظیم پر ذرہ عمل نہیں۔ اللہ کریم فرماتے ہیں: جنگل اور دریاؤں میں آدمی کے کرداروں کے باعث بیماری اور بلائیں پھیل گئی ہیں۔ رزق فرعونی نے لوگوں کو بے دین کر دیا ہے۔ ہر ایک اپنا اپنا مذہب چھوڑ بیٹھا ہے۔ آج کل دین کا خیال رکھنا ضروری ہے مگر کہاں؟ آج ہی اپنی پیدائش کی طرف خیال کریں، کس کا حق ادا کر رہے ہو۔ پیری مریدی آج کی ٹھگی ہے۔ اخلاص سے ضروری خدمت کون کرتا ہے؟ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا، غریب بیمار ہے، لکھنا محال ہے صرف آپ کے واسطے چند حرف تحت تکلیف سے لکھے ہیں۔ آپ

یہ جانیں جو مر گیا ہے۔ اللہ بس! اب رزق اور بے دینی ہی خدا ہے! اس کو پوجو۔ حوالہ خداوند کریم۔ اللہ جل شانہ بس۔

اپنے پرائے ہر دو بھول گئے، اللہ اکبر!

(۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ/13 نومبر 1926ء)

مولانا برکت علی رحمہ اللہ تعالیٰ (مڑھ بھنگواں) کے نام

رب العالمین ہر مسلمان مرد عورت پر اپنے فضل سے رحم فرمائے اور انجام بخیر فرمائے۔ آمین ۔نوازش نامہ صدور ہوا۔ از حد مشکور کہ اس عاجز کو آپ نے یاد فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ!

آپ کا نوازش نامہ دیکھ کر از حد شکر مولا کریم کیا۔ کیونکہ جب اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں پر بارانِ رحمت کرنا چاہتے ہیں تو طلب کا بیج اس کے ارضِ قلب میں دستِ قُدرت سے گاڑ دیتا ہے تا کہ طلب کا پودا ابلا کی حرارت اور اُمید کی شبنم سے نشو ونما پا کر محبت کے پھل سے بار آور ہو۔ جس سے بڑھ کر کوئی عزیز القدر چیز اور مقصود نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایسا وصل ہے جسے فصل نہیں ہے اور ایسا فصل ہے کہ کوئی اور وصل ممکن ہی نہیں۔ دُوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ہر ایک پودا جوں جوں نشو ونما پاتا ہے اس کی جڑ طلب غذا اور منبع نشو ونما ہے، قوی اور بڑھتی جاتی ہے۔ اس لئے وہ کبھی سیر نہیں ہوتی۔ مولا کریم رحم فرمائے۔ نیز از حد تاکید ہے کہ بعد فراغت درود شریف عاجز کے لیے دعا فرمائیں۔

درون جائے جان است بے خبر ۔۔۔ از دو جہاں پرسند جہاں است بے خبر

دنیا یوم چند آخر با خداوند! ۔۔۔ (پیر ۲۰۔ رمضان ۱۳۴۶ھ / 12 مارچ 1928ء)

جناب قاضی محمد امین رحمہ اللہ تعالیٰ (گوجرانوالہ) کے نام

خداوند کریم اپنے فضل سے آپ کا اور سب کا انجام بخیر کرے۔ آپ سچ فرماتے ہیں، اوّل لائق نہیں بجز دعا چارہ نہیں۔ قبول کرنا ربّ العالمین کے اختیار۔ بیمار ہوں، کمزور ہوں، باریک پڑھا ہی نہیں جاتا۔ جواب کیا لکھوں؟ آپ جانے مر گیا میں۔ فقط اللہ تعالیٰ کا آسرا سب کو ہے۔

اللہ بس۔ دنیا یوم چند ۔۔۔ (۲۰ جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ/13 دسمبر 1927ء)

مولوی علی محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام

اللہ حافظ!

اللہ کریم کی جو رحمت بال بال پر بے شمار ہو رہی ہے، ضرور دیکھیں اور شکر کریں۔ دُنیا یوم چند ،آخر کار با خداوند۔ قران شریف کی منزل غور سے، عمل اور ترقی محبت خداوند کریم کے لئے پڑھیں۔ خداوند کریم سے خداوند کو ہی چاہیں۔ آنکھیں کھولیں کہ آدمی کس غفلت میں پڑا ہے۔ بے قرار ہو کر رات سر سجھو۔ مسلمان مرد و عورت کے لئے دعا ہر حال ترقی بہتر ہے۔ ہر حال عمر گزرتی ہے۔ اور حال کم اور شوق بھی زیادہ دن بدن ہو نا چاہئے۔ کیونکہ مالک الملک کو ملنا ہے۔

کل فانی۔ پیارا صاحب لا ثانی

۞

مولوی برکت علی رحمہ اللہ تعالیٰ (مڑھ بھنگواں) کے نام

اللہ حافظ!

اللہ کریم کی جو رحمت بال بال پر بے شمار ہو رہی ہے، ضرور دیکھیں اور شکر کریں، دُنیا چند یوم آخر کار با خداوند۔ قرآن شریف کی منزل غور سے، عمل اور ترقی محبت خداوند کریم کے لئے پڑھیں۔ خداوند کریم اپنے فضل سے رحم فرما کر انجام بخیر فرمائے۔ غریب کو کچھ خیال مُدّت کا تھا، گو لائق نہیں۔ مگر عزیز نے کچھ خیال نہیں کیا۔ بڑی بات تو عمل ہے جو آج کل تہہ دل سے عنقا ہے۔ دین کی طرف خیال کم بلکہ وہ بھی نہیں۔ حب دُنیا راس کل۔

حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ○

بعد نماز گیارہ بار اور سوتے وقت اکیس بار۔ یہ وجود بے سود خود بے علم ہے۔ مگر آپ غور فکر منزل شریف روزمرہ اگرچہ کم ہی ہو کیا کریں۔

جل شانہ۔ بس!

۞

مولوی برکت علی رحمہ اللہ تعالیٰ (مڑھ بھنگواں) کے نام

رب العالمین! ہر مسلمان مرد و عورت پر اپنے فضل سے رحم فرما کر انجام بخیر فرما۔ نوازش نامہ حضور شرف صدور لایا! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ! بے حد تعریف واحد کے لئے ہے، جس کو واحد کہنے کیلئے زبان نہیں۔ جو بال بال پر بے شمار غایت عنایت سے بے طلب فضل فرما رہا ہے۔ از حد عاجز ہوں۔ کسی لائق نہیں۔

دُنیا یومِ چند، آخر کار با خداوند۔ اللہ جل شانہ۔ بس!

(۱۳۴۶ھ/1928ء)

نوٹ: جناب حکیم مظفر حسین قریشی نے حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً لِلّٰہ" کے وظیفہ کے جواز یا عدم جواز (جبکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اس کو شرک قرار دیا تھا) کے بارے میں ایک عریضہ کے ذریعے دریافت کیا تو آپ نے درج ذیل جواب تحریر فرمایا:

حکیم مظفر حسین قریشی (موضع اجتکے ضلع گوجرانوالہ) کے نام

خداوند کریم فضل وکرم سے انجام بخیر فرما۔ ہر حال شکر اور ذکر وفکر ضروری، سو آج کل محال ہے ۔اس وسوسہ میں پڑنا زیبا نہیں غریب تو پڑھا کرتا ہے۔ بلکہ کل ولی سے امداد لینا جائز ہے۔ آپ کا دل چاہے تو خیر پڑھا کریں۔ حضرت میراں محی الدین شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ عجیب طرز کی توحید میں فنا تھے، اس لئے جو لوگ ان کو یاد کرتے ہیں، خداوند کریم کی محبت کامل ہو جاتی ہے۔ خیر سب کا رجوع رب کریم کی جانب ہے ۔ "وَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ؁" آپ کا وجود غیر خدا سے نہیں بنا ہے۔ اس کا ثبوت قادری قلندروں سے لیں۔ اگر کوئی نہ پڑھے تو خیر، خداوند کریم کی سنت جاری ہے۔ ہر ایک کو ایک کام سپرد کیا ہے جیسا ہر چیز سے کام لیا جاتا ہے ویسا ہی ہے۔

دردلم ہزار درداست	لاکن باکس نگویم
بہر حال جمال اللہ بینم	بہر حال جمال اللہ بینم
بجز رویش نخواہم ہیچ چیزے	زشوقِ جانِ جمال اللہ بینم[1]

فرصت کم، خط کی رسم ہی نہیں۔

حضرت سید نور الحسن شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک خط کے جواب میں آپ نے لکھا

خداوند کریم اپنے فضل سے انجام بخیر کریں!

تحریر کی ضرورت نہیں، پیشتر کارڈ ارسال کیا تھا، شاید نہ ملا ہوگا .... زندگی کا اعتبار ہی نہیں .... خیر با جمعیت تمام دو ماہ رہیں .... دو روز کے واسطے آویں۔ اللہ کریم پر بھروسہ کریں، خط لکھنے چھوڑ دیں۔ منزل قرآن شریف .... اللہ، اللہ .... کبھی کبھی تذکرہ غوثیہ، فرصت کے وقت کچھ لکھنا تھا۔

1- محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: تذکرہ اکابر اہل سنت ص 186۔

حضرت شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام حضرت سید نور الحسن شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا خط

۷۸۶

میرے رؤف ورحیم!

اگر بال بال زبان ہو جاوے تو آپ کی عنایات کا شکر ہو نہیں سکتا، شومیٔ قسمت سے آپ کے طرز الطاف اور خیال کو اس وقت نہ پا سکا اور ضروری امر سے رہ گیا۔ بیشک آپ کی ذات مبارک سب سے مستغنی ہے تو پھر اس ذرۂ بے مقدار کی کیا ہستی، مگر حقیر کو سوائے در اقدس حضور کے بھی کوئی در ہے؟ کاش اس عاجز کو بھی سمجھ عطا ہوتی اور اصل مطابقت تا کہ اس کا آنا جانا کبھی تو جناب کے خیال کے مطابق ہوتا۔ بس سخت مجرم ہوں، سوائے آپ کی ستاری اور غفاری صفت کے چارہ نہیں۔ کیا اس کو بے سمجھی کی وجہ سے درِ اقدس سے ہٹا رکھیں گے؟ بلکہ رحمت سے معاف کر دیں گے۔

۞

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا جواب:

یا جل شانہٗ! توفیق عنایت فرما! آمین!

حضرت ایزد متعال، قادر ذوالجلال فضل وکرم سے انجام بخیر کریں ....اور جو رحمتیں، برکتیں خود بخود بے شمار فرما رہے ہیں، وجود کے ذرہ ذرہ پر، ان پر غور وفکر کرنے کا مادہ بھی اور استقامت ارحم الراحمین سے ہے۔ پھر بھی ہر حال شکر ضروری ہے۔ استقامت بہتر از کرامت..........لاشئی کیا عرض کرے، عزیز کی طبع ہر طرح سے مبارک ہے۔ کچھ بھول چوک اس سے ہی ہے۔ سانس کا اعتبار نہیں.......دل سے یہی تصور جما لیں۔ یا ستار، یا غفار، یا منعم، یا رحمٰن، یا رحیم! جان جائے تو بلا سے تیرا دھیان نہ جائے۔ سب طرح خیریت ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا　　　ہر چہ داری صرف کن در راہ او

رحمٰن ورحیم کمال شفقت سے حب رسول کریم ﷺ اور منزل قرآن مجید با ادب تمام خود بخود کرا دیں........وقت غنیمت ہے۔

دنیا یوم چند.........　　　بس جل شانہ

سب کو نام بنام السلام علیکم

۞

حضرت سید نور الحسن شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت کیلیانوالہ کے نام

حضرت سید نور الحسن شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بایں الفاظ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام خط لکھا کہ: "قبلہ کونین وکعبہ دارین.......اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ!

کار ما در دست پیر ما بود　　　سنگ دل ما یک نظر گوہر کند

حضور کے لئے قرب و بعد برابر۔ بندہ ہر طرح نادم

تحقیق بیمار بے خبر ہوتا ہے"۔ (حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں جواب تحریر فرمایا:) "ہے تو ایسا ہی مگر لحاظ شریعت سب سے بڑھ کر زیادہ ہے۔"

حکیم مطلق کی حفاظت اور علاج سے مگر جتنا کہ اس پر ظاہر ہو......حاجت تحریر تو نہیں ہے۔ اتوار اور سوموار سے کچھ مگر آج بروز منگل شاہ صاحب تشریف لائے ہیں اور آپ کی طبیعت سے مجمل اطلاع ملی...... اَلْحَمْدُ لِلّٰہ!

۞

خداوند کریم محض فضل سے استقامت مرحمت کریں!

استقامت بہتر از کرامت......قرآن شریف ضرور دیکھا کریں......فضل کرم سے جمعیت ہو......پہلے سے کچھ طبع بہتر ہے۔

حضرت رحمٰن، رحیم عزیز کی طبع مبارک میں سود، راحت، فرحت اور کوئی راہ نہ رکھے۔ ہاں عجز کے ساتھ ہو، خداوند کریم فضل سے انجام کریں۔

وہی بات خود بخود آپ پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ وہاں تو سوائے رحمت گویا کچھ اور ہے ہی نہیں......خیال ہی ہجر، خیال ہی درد، خیال ہی سوز، خیال ہی فنا، خیال ہی بقا۔

اپنا ارادہ چھوڑ کر امر، نہی کا خیال ضروری ہے، پھر فضل ہی فضل ہے۔

بس جل شانہ......بوقت بعد ظہر

لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

جو کچھ عزیز نے تحریر کیا ہے، حق ہے۔ خداوند کریم بطفیل حبیب اکرم رؤف رحیم کے ایسا خیال مرحمت کریں جو تحریر سے رک جاویں۔ کبھی کبھی خیر خیریت سے عبدالرحمن کو مطلع کریں۔ عزیز! آپ کے پاس بہت کچھ ہے تفسیر وغیرہ اس کا شغل کافی ہے۔ اوّل تو ذکر فکر ہر حال قال ضروری ہے۔ ہر ایک کو سپرد خداوند کریم جل شانہ......وقت کو غنیمت جانیں۔ تفسیر ضرور دیکھا کریں......حال کی ترقی اور استقامت کے لئے وقت کم!

۞

خداوند کریم فضل سے انجام بخیر فرما دیں۔

ہر طرح سے مالک الملک کی طرف خیال ضروری ہے۔منزل قرآن شریف اور درود شریف ذکر فکر عبرت سے رہیں۔ایک کارڈ اور خط ارسال خدمت کیا شاید ابھی نہ ملا ہوگا، بہر حال استقامت ضروری ہے۔دنیا یوم چند، آخر کار با خداوند۔سب کو السلام علیکم ....میاں عبدالرحمٰن سے السلام علیکم باشوق۔

سب کی طرف سے سلام مسنون ......سردار محمد و میاں ابراہیم سے سلام مسنون

جز خدا کس نیست بر تو مہربان　　　دل مدہ غیر از خداوند جہاں 2

تبرکاتِ تحریر حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

جیسے ولی کامل مقبول بارگاہِ الٰہی ہوتا ہے اسی طرح اس کی طرف منسوب چیز بھی متبرک ومحترم ہوتی ہے۔اس سے دل کو سکون اور آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے۔

قطب الاقطاب، زبدۃ العارفین، جنید وقت، مجدد دوران، اعلیٰ حضرت، شیر ربانی، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک زمانہ میں حضور انور ﷺ کا حلیہ مبارک بزبان عربی مع ترجمہ، رسول اعظم ﷺ کی نعتیں اور ایک سی حرفی اپنے دست اقدس سے خوشخط تحریر فرمائی تھی۔اور اپنے محبوب ترین مرید حضرت حکیم محمد اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کو عنایت فرمائی۔باصفا مرید نے اپنی قسمت پر ناز کرتے ہوئے اس نعمت غیر مترقبہ کو محفوظ کر لیا۔جناب حاجی فضل احمد ایڈیٹر ماہنامہ "سلسبیل" لاہور نے حکیم صاحب سے "تبرکات تحریر شیر ربانی" کی فوٹو لے کر شمارہ جون 1968ء میں شائع کیے۔یہ شمارہ حضرت صاحبزادہ علامہ محمد عبدالرؤف نورانی نقشبندی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ناظم اعلیٰ و مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ، لاہور کی ذاتی لائبریری سے ترتیب جدید کے دوران دستیاب ہوا۔راقم بھی اس شمارہ سے فوٹو لے کر "تبرکات شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ" سطور ذیل میں قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔علاوہ ازیں حضرت سید سرمد الحسینی شاہ مکان شریفی دامت برکاتہم العالیہ سے بھی حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے چند خطوط دستیاب ہوئے جن کا عکس آخر میں شامل کیا گیا ہے۔(قصوری عفی عنہ)

2-یہ خطوط مبارکہ تذکرہ اولیائے نقشبند از محمد امین شرقپوری، ماہنامہ نور اسلام شیر ربانی نمبر از حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری اور انشراح الصدور فی تذکرۃ النور از سید منیر حسین جوکالوی سے ماخوذ ہیں۔(قصوری)

اَمْلَحُ	تَامُّ الْقَدِّ
شیریں کلام مبارک	تمام قد راست مبارک
لَيْسَ فِيْ بَدَنِهٖ شَعْرٌ	اِلَّا الْخَطِّ مِنَ الصَّدْرِ
نبود در بدن مبارک موئے مبارک	مگر باریک خطے از سینہ مبارک
اِلَى السُّرَّةِ	اَقْنَى الْاَنْفِ
تا ناف مبارک	بلند بینی مبارک ۲۷

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قدہ حسنہ
وجمالہ صلوا علیہ وآلہ اجمعین

محمد نور خاص کبریا ہیں
گویا معراج اس دنیا میں پایا
اک آیات نعت مصطفےٰ کی
مقام لامکاں جس کا نشاں ہے

محمد ذات پاک بے ریا ہیں
محمد شان مبین قرآن آیا
خدا نے کیا عجب رتبہ دیا ہے
محمد کے خلیفہ چار اکبر

محمد عرش پر جسکے مکیں آیا
خدا کا حکم جبریل لایا
محمد نام پر قربان جاں ہے
ابوبکر عمر عثمان حیدر

ہو

ما در دو جہان غیرِ خدا یار نداریم — جز یادِ خدا ہیچ دگر کار نداریم

درویش و فقیریم درین گوشۂ دنیا — با نیک و بدِ خلق جہاں کار نداریم

ما مستِ صبوحیم ز میخانۂ توحید — حاجت بمی و بادۂ خمار نداریم

با جامۂ صد پارہ و با خرقۂ پشمین — بر خاک نشینیم و ازین عار نداریم

گر یارِ وفادار نداریم عجب نیست — ما یار بجز حضرتِ جبار نداریم

ما شاخِ درختیم پُر از میوۂ توحید — بر رہگذرِ سنگ زند عار نداریم

ماتم زدگانیم درین گوشۂ دنیا — چون زاغ گذر بر سرِ مردار نداریم

بنگر تو دلِ خستۂ شمس الحق تبریز — ما جز ہوسِ دیدۂ دیدار نداریم

اللہ بس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الف اول حمد اللہ دا — مالک ملک سبھی بادشاہ دا

بھیجیا سوہنا سوہاں ہر راہبر — کارن خلقت اوگن ہاری

یا رسول اللہ کر یاری صلی اللہ تینوں لکھ واری

ب بردہ میں تیرے در دا — ایہو عرض تساں نوکر دا

کیوں کیتوئی ساتھوں پردا — جا دیکھاں گھر اک واری

یا رسول اللہ کر یاری صلی اللہ تینوں لکھاں واری

ت توں ہیں جایا بہاراہ — کل عالم دیا سردارا

کیوں ستیوں ہاں مہارا — نا کر ڈھولن نیند پیاری

یا رسول اللہ کر یاری صلی اللہ تینوں لکھ واری

ث ثابت دین محمد ایہو دین متین محمد — ہیں توں العین الیقین محمد جالے سینے ہتھ چاری

یا رسول اللہ کر یاری صلی اللہ تینوں لکھ واری

عکس نمونہ تحریر

حضرت باباصاحب وحضرت میاں صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ

عکس نمونہ تحریر

حضرت باباصاحب وحضرت میاں صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مبارک سے لکھا ہوا اسم ذات باری تعالیٰ اور اسم پاک جو آپ کے فن خطاطی میں مہارت کی عکاسی کرتا ہے۔
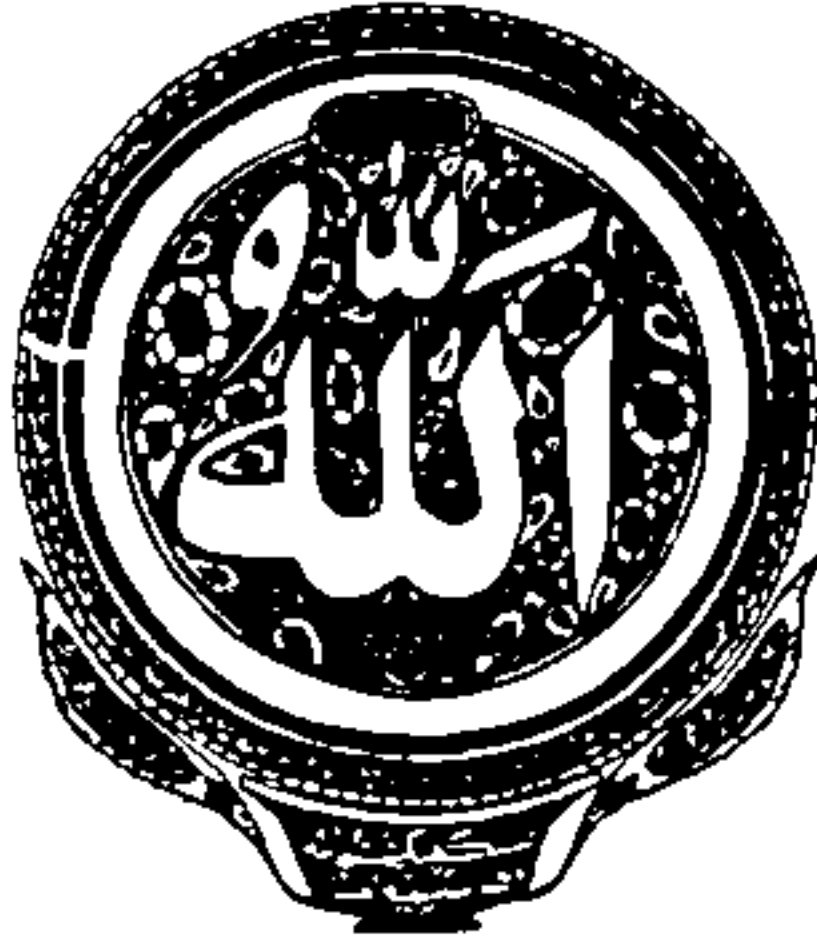
اللہ

قطعہ اسم ذات جو اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا جس سے آپ کے عشق الٰہی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے مینے چینے میں اسم ذات نہایت خوبصورتی سے واضح کیا گیا ہے۔

محمد ﷺ

﴿گیارہواں باب﴾

حضرت شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا پسند فرمودہ کلام

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا پسند فرمودہ کلام

حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا پسند فرمودہ کلام عربی، فارسی اور اُردو زبان میں ہے۔ جو توحید، نعت رسول ﷺ اور دُعائیہ کلمات پر مشتمل ہے۔ قارئین کی روحانی ضیافت کے لئے سطور ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے:

خدا در انتظار حمد مانیست ۔۔۔ محمد چشم بر راہ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفٰے بس ۔۔۔ محمد حامد حمد خدا بس!
مناجات اگر باید بیان کرد ۔۔۔ بہ بیتے ہم قناعت میتواں کرد
محمد از توے خواہم خدارا ۔۔۔ خدایا! از تو حب مصطفٰے را [1]

اسمِ اعظم اللہ جل شانہ

اللہ ایں چہ شریں است نام ۔۔۔ شیر و شکر مے شود جانم تمام
اللہ ایں چہ نام خوش مذاق ۔۔۔ حرفِ حرفش مے دہد جان را رواق
اللہ اَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْلُ ۔۔۔ اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ حَسْبِیْ یَا جَلِیْلُ
اللہ اسم ذات پاک دوست ۔۔۔ اسمِ اعظم از برائے قربِ اوست
اللہ گو برو تا سقف عرش ۔۔۔ پیش معراج تو گردو چرخ فرش
چوں برآرم دم بہ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۔۔۔ چرخ نعرہ لَیْتَنِیْ کُنْتُ زند
اسمِ اعظم است اللہ العظیم ۔۔۔ جانِ جان محی عظم رمیم [2]

پسند فرمودہ اشعار درعظمتِ مصطفٰی ﷺ

ہمہ انبیاء در پناہ تواند ۔۔۔ مقیم درِ بارگاہ تواند
تو مہر منیری، ہمہ اختراند ۔۔۔ تو سلطان ملکی، ہمہ چاکراند

1- حسن علی جامعی، ملک: حیات جاوید ص95۔ 2- حسن علی جامعی، ملک: حیات جاوید ص95۔

خدا کس کو کہتے تھے، کیا جانتے تھے
تیرے مُنہ سے ذِکر خدا ہے محمد

جسے کہتے ہیں سب کلام الٰہی!
وہ تیری زُبان سے سُنا ہے محمد

ترا وصل جنّت، تیرا ہجر دوزخ
تری دید، دیدِ خدا ہے محمد

خدایا بدہ شوق ذات رسول
بدرد محمد مراکن قبول

شب وروز درعشق حضرت بدار
ہمہ عمر در وصل احمد گزار

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

رَسُوْلُ اللّٰهِ مَبعُوث" اِلَی الْکُلِّ
اِلَـی جِـنٍّ وَّ اِنْـسٍ مَّـا سَـوَاہُ

بِـکُـلِّ نَبِـیٍّ فِـی الْاَنَـامِ فَضِیْلَۃ"
وَجُـمْـلَتُـهَـا مَـجْمُوْعَۃ" لِّمُحَمَّد

گر تو نہ بودی ذاتِ پاکت راوجود
کن نہ گفتے خالق ارض و سما

دل وجانم فدائیت یا محمد!
سرمن خاکِ پائیت یا محمد

منم خاک سرِ کوئی محمد
اسیر حلقۂ موئے محمد

نماز عشق ہر دم مے گزارم
بہ پیش قبلہ روئے محمد

اگر چشم بہر روئے است مائل
بود روئے دلم سوئے محمد 3

پسندفرمودہ نعتیں
نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

زرحمت کن نظر بر حالِ زارم یا رسول اللہ
فقیرم، بے نوائیم، خاکسارم، یا رسول اللہ

زبوئے زلفِ مشکینت بسر سودائے خوش دارم
بر ذوق تیغ ابرو، جان نثارم، یا رسول اللہ

افتادہ درالم تا آتش سوزاں عشق تو!
سپیدم شعلہ ام برقم شرارم، یارسول اللہ

3- حسن علی جامعی، ملک: حیات جاوید ص95۔

جمال خود نما، مرہم بند برزخمہائے دل
زہجرت سینہ ریشم دلفگارم، یا رسول اللہ

مراتا چند داری در بلادِ ہند سرگرداں
سوئے یثرب بہر مشت غبارم، یارسول اللہ

ہمہ تن غرق دریائے گناہم اے شفیع من!
زلطفِ تو ہمیں اُمید دارم، یارسول اللہ 4

نعت شریف

ہے جسم محمد سراجا منیراً
کہ ہے شان میں جس کے ذکراً کثیراً

خدا نے ہماری ہدایت کی خاطر
محمد کو بھیجا ،بشیراً نذیراً

کہا اس کے دشمن کے حق میں خدا نے
فَیَدْعُوْ ثُبُوْراً وَّیَصْلٰی سَعِیْراً

منافق مخالف کے حق میں خدا نے
کہا ہے جہنم وَسَاءَتْ مَصِیْراً

محمد کی اُمت بخشی خدا نے!
وہ جنت صفت جس کی مُلْکًا کَبِیْراً

مکان موتیوں کے حسین حورو غلمان
ہوا ٹھیک شَمْسًا وَّلَا زَمْھَرِیْرًا

محمد کا معبود سبحان اکبر!
فَصَلُّوْا عَلَیْہِ کَثِیْرًا کَثِیْراً 5

نعت شریف

وصلی اللہ علیٰ نور ے کزوشد نورہا پیدا
زمین از حب او ساکن ،فلک در عشق او شیدا

محمد،احمد ومحمود وے را خالقش بستورد
زوشد وجود ہر موجود، زوشد دید ہا بینا

گر ذات محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ،نہ نوح از غرق نجینا

نہ ایوب از بلا راحت، نہ یوسف حشمت وشوکت
نہ عیسٰی آں مسیحا دم،نہ موسیٰ آن ید بیضا

دو چشم نرگینش راکہ مازاغ البصر خوانند
دوزلفِ عنبر ینش راچو وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی

ز شرح سینہ اش جامی الم نشرح لک بر خوان
زمعراجش چہ میخوانی کہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی 6

نعت شریف

دلا خاکِ رہ کوئے محمد شو،محمد شو
زہر کوئے بیا سوئے محمد شو،محمد شو

بہ ہر دم سجدۂ جان سوئے ابروئے محمد کن
بہ روئے قبلہ روئے محمد شو،محمد شو

تجرد پیشہ گیر از قید عالم و ارھان خودرا
اسیر حلقۂ موئے محمد شو،محمد شو

4- حسن علی جامعی،ملک: حیات جاوید ص98۔ 5- حسن علی جامعی،ملک: حیات جاوید ص101۔ 6- حسن علی جامعی،ملک: حیات جاوید ص100

باخلاق الٰہی متصف بودن اگر خواہی
سراپا سیرت و خوئے محمد شو محمد شو

بکن خالی مشام از بوئے گلہائے جہاں اے دل!
بیا دلدادۂ بوئے محمد شو محمد شو

نیاز اندر گر مہر عرفان خدا باشد!
فدائے جان د لجوئے محمد شو محمد شو 7

پسند فرمودہ دعائیں

الٰہی عاصیم استغفر اللّٰه
توئی فریادرس الحمد للّٰه

ندارم، ہیچ توشہ اندریں راہ بجز
لاتقنطوا من رحمة اللّٰه

خداوندا! مسلمانم مسلمانی نمیدانم
ولیکن چوں مسلمانم مسلمان دار یا اللہ

جز تو پیش کے بر آرد بندہ دست
ہم دعا و ہم اجابت از تو است

چو خواہم زتو روز و شب داوری
مکن شرمسارم دراں داوری

چوں تو پنہاں شوی از من ہمہ تاریکی و کفرم
چوں تو پیدا شوی بر من مسلمانم بجان تو

اے خدا! تو کریمی و رسول تو کریم!
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

7 حسن علی جامعی، ملک: حیات جاوید ص 100

﴿بارہواں باب﴾

خلفاء کرام حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

خلفاء کرام حضرت شیرِ ربّانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ *

شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بے شمار خدام کی تہذیب نفوس اور تصفیہ قلوب فرمائی۔ دُنیا نے ان پر نمایاں طور پر آثار اصلاح و تربیت دیکھے اور وہ سراپا مظہرِ سنت مصطفوی (ﷺ) تھے۔ خدام شیرِ ربانی میں خلفاء شیرِ ربانی کو خصوصیت حاصل تھی جنھوں نے تبلیغ اسلام، اشاعت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، ارتقاء رشد و ہدایت اور ترویج تعلیمات شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ آپ کے خلفاء کی تعداد کا تعین کرنا مشکل ہے تاہم ان میں سے جن کے اسماء گرامی یقین کی حد تک معلوم ہو سکے ان کے احوال آثار، کشف و کرامات، تبلیغی و اصلاحی خدمات اور تعلیمات و ارشادات کو اس باب میں نہایت اختصار و جامعیت سے پیش کیا گیا ہے۔ ان شخصیات کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت میاں غلام اللہ معروف ثانی صاحب، شرقپور شریف، (متوفی 1957ء) ☆ حضرت صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم، مکان شریف (متوفی 1942ء) ☆ حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی، بیربل شریف (متوفی 1967ء) ☆ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری، حضرت کرمانوالہ شریف (متوفی 1966ء) ☆ حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری، حضرت کیلیانوالہ شریف (متوفی 1952ء) ☆ حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری، قصور شریف، (متوفی 1940ء)، ☆ حضرت سید محمد ابراہیم شاہ بخاری، نارنگ منڈی (متوفی 1967ء)، ☆ ابوالرضا حضرت سید حاکم علی شاہ، ملتان روڈ لاہور (متوفی 1940ء) ☆ حضرت میاں رحمت علی، جھنگ شریف، (متوفی 1970ء)۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

---

* خلفاء کرام حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہم اللہ تعالیٰ کے تفصیلی احوال و آثار، کشف و کرامات، تبلیغی و اصلاحی خدمات اور ارشادات و تعلیمات کے لیے راقم کی تالیف "تذکرہ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری اور ان کے خلفاء" کا مطالعہ فرمائیں۔ (قصوری غفی عنہ)

حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

﴿شرقپور شریف﴾

ولادت باسعادت:

حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت میاں عزیز الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میں 1891ء کو شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔

نام ولقب:

والد گرامی نے آپ کا اسم گرامی ''غلام اللہ'' تجویز فرمایا۔ اور لقب ثانی صاحب تھا۔ آپ نام کی بجائے لقب سے زیادہ مشہور تھے۔ یہ لقب حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پیش کیا تھا۔ آج بھی متوسلین اور مریدین میں ''حضرت میاں ثانی صاحب'' رحمہ اللہ تعالیٰ'' کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔

آغاز تعلیم:

علم انسان کی لازوال دولت ہے۔ جس کے باعث قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے اور اعمال صالحہ کو اپنانے کا جذبہ اور سیئات (برائیوں) کو ترک کرنے کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ حضرت میاں غلام اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعلیم کا آغاز قرآن کریم سے کیا اور اپنے ننھیال میں قیام کرتے ہوئے ''لاہور'' میں تعلیم مکمل کی۔

حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے محبت:

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور ان کو حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ درجہ کی محبت تھی۔ آپ جس زمانہ میں لاہور میں زیر تعلیم تھے انہی دنوں میں جب شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو برادر اصغر کی محبت جوش مارتی تو وہ والدہ صاحبہ سے اجازت لے کر لاہور کی طرف روانہ ہو جاتے۔ اور ادھر حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی شرقپور شریف کی طرف عازم سفر ہو جاتے سفر کے درمیان دونوں بھائیوں کی ملاقات ہو جاتی۔ [1]

1- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیائے نقشبند ص455

طب کی تعلیم حاصل کرنا:

اسلاف کے طریقے کے مطابق حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے دینی علوم کی تکمیل کے بعد "فن طب" شرقپور شریف کے مشہور حکیم، حکیم محمد اسماعیل صاحب سے حاصل کیا۔ مختصر عرصہ تک طبابت بھی کی۔

ملازمت اختیار کرنا:

حضرت میاں غلام اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ شرقپور شریف میں کچھ عرصہ تک طبابت کرتے رہے بعد میں اس پیشہ کو ترک کر کے "میونسپل کمیٹی" شرقپور شریف میں ملازمت اختیار کر لی۔ آپ نے جو بھی کام کیا نہایت امانت، دیانت، صداقت، اور شرافت کے اصولوں کے مطابق کیا۔

شرف بیعت:

شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ یگانہ روزگار ولی کامل تھے۔ آپ کے حضور نہ صرف برصغیر سے بلکہ دوسرے ممالک سے بھی لوگ شرف بیعت حاصل کرنے کے لیے اور اصلاح نفس کی غرض سے حاضر ہوتے اور گوہر مقصود حاصل کر کے واپس پلٹتے۔ اس طرح بے شمار انسانوں کی قسمت میں انقلاب آیا اور ان کی اصلاح ہوگئی۔ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دستِ اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ بیعت کے بعد آپ نے ملازمت ترک کر دی اور اپنے برادر اکبر سے کسب فیض کرنے لگے۔2

اعزازِ خلافت حاصل ہونا:

حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری ایام میں حضرت ثانی صاحب کو طلب فرمایا اور سید نور الحسن شاہ کیلیانوالہ اور بابا عبداللہ صاحب فیروز پوری کی موجودگی میں حضرت ثانی صاحب سے مخاطب ہو کر یوں فرمایا:

گھبرانا نہیں مہمانوں کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا، جمعہ کی نماز خود پڑھانا۔ باقی نمازیں اور مسجد کا اہتمام میاں ابراہیم صاحب اور حاجی عبدالرحمن صاحب کے سپرد کر دینا۔ جمعہ کی نماز کے علاوہ وقتاً فوقتاً اور نمازیں بھی پڑھانا۔ اور جو آئے اسے اللہ، اللہ بتا دیا کرنا۔ انشاء اللہ العزیز تمہیں کسی بات کی کمی نہیں رہے گی۔" 3

جانشینی

حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنے برادر اصغر پر نگاہ

2- محمد دین شرقپوری، مولانا، تذکرہ اولیائے نقشبند ص456۔ 3- محمد دین شرقپوری، مولانا، تذکرہ اولیائے نقشبند ص458

ولایت ڈال کر سالوں کا سفر گھنٹوں میں طے کرا دیا اور شرف خلافت سے بھی نواز دیا۔1928ء میں حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال شریف ہوا تو حضرت ثانی صاحب وصیت کے مطابق مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور آنے والے لوگوں کو اللہ ،اللہ بتانا شروع فرما دیا۔آستانہ شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے متوسلین اور مریدین آپ کا دل و جان سے احترام کرنے لگے اور آپ بھی ان پر نائب شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیثیت سے شفقت فرمانے لگے۔ایسے ایک نئے سفر کا آغاز ہوا جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رسول اعظم ﷺ کی نظر عنایت سے چشمہ ءفیض شیر ربانی جاری ہوا۔جو تا قیامت جاری وساری رہے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

مثالی اخلاق:

اسلامی تعلیمات میں "اخلاق حسنہ" کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضور انور ﷺ کے اخلاق عالیہ کے بارے میں فرمایا انک لعلی خلق عظیم یعنی اے محبوب! آپ اخلاق کے اعلیٰ منصب پر فائز ہیں۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں فرمایا تھا: کان خلقہ القرآن "آپ کا خلق قرآن ہے۔حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اخلاق رسول ﷺ کے مظہر اور کامل نمونہ تھے۔جو بھی آپ سے ملنے کی کوشش کرتا آپ اس سے پوری توجہ سے ملتے، احوال دریافت فرماتے اور خیر و عافیت پوچھتے۔ہر عقیدت مند اور مرید کی کوشش ہوتی کہ کسب فیض اور اصلاح نفس کے لیے جلدی سے جلدی بارگاہ ثانی صاحب میں حاضر ہو۔خدام جو مسائل دریافت کرتے آپ خندہ پیشانی سے سماعت فرمانے کے بعد جواب دیتے۔آپ کے اخلاق عالیہ دیکھ کر حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

تعمیر مساجد وآبادکاری:

زمانہ قدیم سے مسلمانوں کے روحانی مراکز مساجد اور دینی ادارے رہے ہیں۔اسی لیے ہر دور میں ان کے قیام، مرمت اور آبادکاری کی ضرورت محسوس کی گئی۔مسلمانوں کے روحانی تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لیے حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرقپور شریف لاہور، کوٹلہ شریف اور دیگر مقامات میں مساجد تعمیر کروائیں۔آپ نے جو مساجد تعمیر فرمائی تھیں ان میں سے کچھ کچی بھی تھیں۔حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برادر اکبر کی روایت کو قائم رکھتے ہوئے کچی مساجد کو پختہ کیا اور انہیں آباد کرنے کی بھی کامیاب کوشش فرمائی۔ایسے آپ نے بہت سی مساجد تعمیر فرمائیں اور جدوجہد فرما کر انہیں آباد کروایا۔ 4

4- جمیل احمد شرقپوری، میاں: نور اسلام ثانی لاثانی نمبر ص120

''جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' کا قیام:

شرقپور شریف میں شیعہ اور دیگر باطل مذاہب کے لوگ سادہ لوح سنی مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے تھے۔ اس علاقہ میں اہلسنت کا کوئی دینی ادارہ نہیں تھا۔ آپ نے شرقپور شریف میں تعلیمی ادارہ قائم کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ 1944ء میں ''جامع مسجد حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' میں ''جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' کے نام سے ایک تعلیمی ادارے کی بنیاد رکھی گئی۔ اس ادارہ کا اصل نام ''ریاض المسلمین'' تھا جو شرقپور شریف کی مشہور تنظیم ''حزب الرسول'' جس کے سرپرست حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تھے، کے زیر اہتمام چلتا رہا۔

جامعہ کے قائم ہوتے ہی خواص وعام کے بچے زیور تعلیم سے آراستہ ہونے لگے۔ چنانچہ [illegible] مختصر عرصہ میں شرقپور شریف اسلامی علوم وفنون کا مرکز بن گیا۔ کچھ عرصہ تک یہ ادارہ اسی مسجد میں چلتا رہا بعد میں طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر وقتی طور پر حافظ نور علی صاحب کا مکان کرائے پر حاصل کیا گیا جس میں تین سال تک علوم وفنون کی تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ بعد میں جامعہ کے لیے مستقل اراضی حاصل کی گئی جس میں باقاعدہ نقشہ کے مطابق طلباء اور اساتذہ کے لیے کمرے بنائے گئے۔ 5

یہ عمارت تا حال موجود ہے جس میں اب بھی شعبہ حفظ قرآن اور علوم اسلامیہ کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ ایک عرصہ سے ادارہ کی نشاط ثانیہ کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے، حضرت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر صاحب دامت برکاتہم کو اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

جامعہ کے قیام کے وقت مالی وسائل نہ ہونے کے باعث ''مٹھی آٹا سکیم'' (یعنی شرقپور شریف میں تقریباً ہر ایک گھر کی (جو) اہل بیت خواتین تھیں شام کو آٹا گوندھتے وقت ایک مٹھی آٹا علیحدہ کر لیتیں جب وہ جمع ہو جاتا تو ادارہ میں طلباء کے لیے بھیج دیتیں) کے تحت جامعہ چلتا رہا لیکن جب متوسلین اور مریدین نے معاونت کا سلسلہ شروع کر دیا تو یہ سکیم ختم کر دی گئی۔ چونکہ اس ادارہ کی بنیاد خلوص اور روحانیت سے رکھی گئی تھی اس لیے اسے جو عروج حاصل ہوا اس کی مثال نہیں ملتی۔ ہزاروں حفاظ، علماء اور محققین پیدا ہوئے۔ اس ادارہ کا فیض دنیا بھر میں پھیلا۔ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے مزید ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے ایک لائبریری قائم کی جس میں طلباء، اساتذہ اور عوام الناس کے استفادہ کے لیے تفسیر، حدیث، اصول تفسیر، اصول حدیث، اصول فقہ، فقہ، لغت، صرف، نحو، منطق، فلسفہ، ادب، تاریخ، فارسی، عربی اور اردو کی نایاب کتب رکھی

5۔ [illegible] ثانی، ص 106

گئیں ۔لائبریری کو معیاری بنانے کے لیے آپ نے کئی بار بیرون ملک سے کتب منگوائیں۔حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ جامعہ نے تاریخی نوعیت کے علمی نقوش قائم کئے ہیں۔آپ کا لگایا ہوا یہ پودا آج بھی بارآور ہے اور ہمیشہ رہے گا۔انشاءاللہ العزیز۔

''جامعہ حضرت میاں صاحب'' کے لیے تجربہ کار اور وسیع علم وفضل کے حامل اساتذہ کا انتخاب کیا گیا۔ان تمام اساتذہ کے نام لکھنا تو ممکن نہیں البتہ ان میں سے چند مشہورترین کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت علامہ مولانا اللہ بخش، ☆ حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی، ☆ حضرت علامہ مولانا قاضی عبد السبحان ☆ حضرت علامہ مولانا حافظ محمد علی، ☆ حضرت علامہ مولانا عنایت اللہ، سانگلہ ہل، ☆ حضرت علامہ مولانا عاشق حسین، میاں چنوں، ☆ حضرت علامہ مولانا قاری محمد حسن ہوشیارپوری ☆ حضرت علامہ مولانا مختار احمد رحمہم اللہ تعالیٰ

''جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' سے کثیر طلباء نے علوم وفنون میں مہارت حاصل کی اور تدریس وتبلیغ میں مصروف ہوئے۔جامعہ سے فارغ التحصیل سب علماء کے نام تحریر کرنا تو مشکل ہے تاہم ان میں سے چندایک کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت مولانا حافظ سید عباس علی شاہ، ☆ حضرت مولانا شبیر احمد، ساہیوال، ☆ حضرت مولانا محمد فاضل، فیصل آباد، ☆ حضرت مولانا محمد امین، پرنسپل جامعہ امینیہ، فیصل آباد، ☆ حضرت مولانا منشی فضل الدین، آزاد کشمیر، ☆ حضرت مولانا احسان الحق رضوی، ☆ حضرت مولانا ابوالجمیل محمد اسماعیل، کوٹ رادھا کشن، ☆ حضرت مولانا معین الدین، فیصل اباد، ☆ حضرت مولانا محمد رفیق، چک نمبر 482 ساہیوال، ☆ حضرت مولانا پروفیسر عبد الرحمٰن، خانپور، ☆ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 2007ء)، ☆ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالغفور الوری، مہتمم جامعہ فیاض العلوم رائیونڈ، ☆ حضرت علامہ مولانا مفتی مزمل حسین شاہ، مہتمم جامعہ حسینیہ فیض العلوم، ملتان روڈ لاہور، ☆ حضرت علامہ مولانا محمد اسحاق صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ ☆ حضرت علامہ مولانا محمد اشرف نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 2004ء)، ☆ حضرت علامہ مولانا طالب حسین شاہ گردیزی (متوفی 2009ء)، ☆ حضرت علامہ مولانا محمد امین نقشبندی خطیب اعظم (اندرون کوٹ) قصور، ☆ حضرت علامہ مولانا محمد امین نقشبندی، خطیب دو بیچ ٹاؤن، لاہور

سالانہ عرسِ شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اہتمام کرنا:

ایصالِ ثواب کی تقریبات میں سے ایک محفل عرس مبارک ہے۔حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے برادر اکبر حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہر سال عرس منعقد کرتے۔اس موقعہ پر آنے والے

ہزاروں متوسلین کی تربیت کی جاتی، ان کو سنت نبوی علیہ السلام کی پیروی کرنے کی تعلیم دی جاتی، ایسے بے شمار لوگوں نے اپنی گم کردہ راہ کو از سر نو پالیا اور صوم وصلوٰۃ کے پابند بن گئے۔ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرس مبارک کے انعقاد کا جو سلسلہ شروع فرمایا تھا وہ تا حال جاری وساری ہے۔

علم وفضل:

حضرت میاں غلام اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ احکام ومسائل شرعیہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ اسلامی تقریبات میں شرکت فرماتے تو قرآن وسنت کے دلائل وبراہین سے مزین گفتگو فرماتے۔ متوسلین اور مریدین کے حلقہ میں نشست کے دوران اسلامی مسائل پر روشنی ڈالتے۔ آپ سے جو بھی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو فوراً جواب سے نواز دیتے۔ حضرت سید اسماعیل شاہ کرمانوالے، حضرت سید نور الحسن شاہ کیلیانوالہ، حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی اور حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی حاضر خدمت ہوتے تو آپ علمی مسائل پر تفصیلی گفتگو فرماتے۔

ایک مبلغ کی حیثیت سے:

تبلیغ دین علماء کے فرائض میں شامل ہے۔ اگر وہ اس سلسلے میں غفلت سے کام لیں گے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور مجرم کی حیثیت سے پیش کیے جائیں گے۔ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی عالم ربانی تھے اس لیے آپ پر بھی تبلیغ دین کا فریضہ عائد ہوتا تھا۔ آپ نے وعظ ونصیحت اور تربیت مریدین کو اپنی زندگی کا مقصد وحید قرار دے رکھا تھا، اس لیے حلقہ احباب کے علاوہ جمعۃ المبارک کے اجتماع سے بھی خود خطاب فرماتے۔ دوران خطاب قرآن وسنت کے اسرار ورموز اس انداز سے بیان فرماتے کہ حاضرین پر رقت طاری ہو جاتی اور آپ کی گفتگو ان کے دل ودماغ میں اتر جاتی۔ جمعۃ المبارک کے خطاب کے دوران عموماً مندرجہ ذیل موضوعات کو ملحوظ رکھتے:

☆ امر بالمعروف ☆ نہی عن المنکر ☆ تسمیہ کا وظیفہ ☆ رزق حلال کی اہمیت وفضیلت ☆ کھانا کھانے کا مسنون طریقہ ☆ دستر خوان پر بیٹھنے کا سنت طریقہ ☆ حقوق اللہ ☆ حقوق العباد ☆ صبر وتحمل ☆ حالات حاضرہ کے مسائل اور ان کا حل ☆ حرمت سود ☆ معاشرے کی برائیوں کو ختم کرنے کا طریقہ ☆ نماز پنجگانہ کی اہمیت وفضیلت ☆ حقوق ہمسائیگاں ☆ فضائل مصطفوی علیہ السلام ☆ فضائل وکمالات اولیاء کرام اور فضائل علم وعلماء وغیرہ 6

زیارت حرمین شریف:

اسلامی عبادات میں "حج بیت اللہ" کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ انسانی زندگی میں

6- جمیل احمد شرقپوری، میاں: نور اسلام ثانی الاثانی نمبر ص 59

سینکڑوں نہیں ہزاروں سفر کرتا ہے لیکن حرمین شریفین کے سفر کی عظمت وفضیلت نرالی و بے مثل ہے۔حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تین بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ایک حج اپنی طرف سے،ایک والدہ محترمہ کی جانب سے اور ایک اپنے برادر اکبر حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ادا کیا۔ہر حج کے موقع پر آپ نے روضہ رسول ﷺ پر بھی حاضری کی سعادت حاصل کی۔

عبادت وریاضت:

انسان کی تخلیق کا مقصد وحید اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت کرنا ہے۔اگر انسان غفلت کا شکار ہو جائے تو وہ نہ صرف نافرمان بن جاتا ہے بلکہ سزاء الٰہی کا حقدار قرار پاتا ہے۔حضرت ثانی صاحب نے علمی،روحانی اور صوم وصلوٰۃ کے پابند خاندان میں آنکھ کھولی تھی اس لیے بچپن سے ہی صوم وصلوٰۃ کے پابند اور امورِ خیر کو پسند فرماتے تھے۔جوں جوں آپ بڑے ہوتے گئے عبادت وریاضت میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد بھی باقاعدگی سے ادا فرماتے۔آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والے بھی صوم وصلوٰۃ اور اوراد ووظائف کے پابند ہوتے تھے۔عقیدتمندوں اور مریدین میں آج بھی یہ کیفیت دیکھی جاسکتی ہے۔

نماز ہزاروں وظائف سے بہتر وظیفہ:

عبادات کے باب میں نماز کو جو اہمیت وفضیلت حاصل ہے وہ کسی اور عبادت کو حاصل نہیں۔نماز مؤمن کی معراج اور معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے۔رسول اعظم ﷺ نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا اور عمداً تارک نماز کو کافر تک کی وعید سنائی۔بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ نماز ام العبادات (تمام عبادتوں کی ماں) ہے۔حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مریدین کو پہلا وظیفہ نماز بتایا کرتے اور اس کی پابندی کی سختی سے تلقین فرماتے۔نیز آپ نماز باجماعت ادا کرنے کو اعظم الوظائف قرار دیتے۔اور فرمایا کرتے کہ نماز باجماعت ادا کرنا ہزاروں وظائف سے بہتر ہے۔ 7

نماز میں یکسوئی حاصل کرنے کا طریقہ:

انسان سکون قلب کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتا ہے۔یہ گوہر حاصل کرنے کے لیے کبھی حصول دولت کو ذریعہ بناتا ہے،کبھی مرتبہ ومنصب حاصل کرتا ہے اور کبھی فیاضی وجوادی کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔لیکن ان امور میں سکون قلب کہاں؟ سکون قلب تو نماز،ذکر الٰہی اور ذکر مصطفےٰ ﷺ میں ہے۔مسلمان جب نماز پڑھتا ہے تو اسے سکون قلب حاصل ہو جاتا ہے لیکن انسان ہونے کے ناطے سے خیالات وتصورات نماز میں

7- جمیل احمد شرقپوری،میاں نور اسلام ثانی اثانی نمبر ص 47

ضرور آتے ہیں۔ان کو بہانہ بنا کر ترک نماز درست نہیں ہے۔حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالی نماز میں خیالات سے نجات حاصل کرنے کے لیے فرمایا کرتے کہ: نماز بر وقت، انہماک اور رضائے الہی کے لیے با قاعدہ پڑھنے سے تصورات کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔نیز فرمایا کرتے کہ انسان کو ہمیشہ نماز پڑھنا چاہیے اسے قبول کرنا خداوند تعالی کا کام ہے۔

عاجزی وانکساری:

عموماً دیکھا گیا ہے کہ پیر صاحب اگر سفر پر ہیں تو چند مریدین ساتھ ہیں کسی نے بیگ پکڑا ہے، کسی نے دوسرا سامان اٹھا رکھا ہے اور پیر صاحب امتیازی شان سے آگے آگے جا رہے ہیں جبکہ مریدین پیچھے پیچھے دکھائی دیتے ہیں۔حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالی کی ذات گرامی میں یہ امور نہیں تھے۔آپ اگر سفر میں ہوتے تو احباب کو آگے چلنے کا حکم دیتے۔شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالی کے طریقے کے مطابق کسی کو جوتا اٹھانے کی ہرگز اجازت نہ دیتے بلکہ خود اپنے ہاتھ سے اٹھاتے۔عاجزی وانکساری کا یہ عالم تھا کہ اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرنا پسند فرماتے۔عام پیروں کی طرح مریدین سے مال بٹورنے، دعوتیں اڑانے اور نذر و نیاز وصول کرنے کی غرض سے کسی مرید کے ہاں نہیں جاتے تھے۔البتہ تبلیغ واصلاح کی غرض سے کبھی کبھار تشریف لے جاتے تھے۔آپ علماء کرام اور مدرسین کا بے حد احترام کرتے اور ان سے ملاقات کرکے خوشی کا اظہار کرتے بلکہ دوران سفر علماء کی کتب تک خود اٹھانے کی کوشش فرماتے۔

غیر شرعی امور سے اجتناب کرنا:

عموماً دیکھا گیا ہے کہ پیر صوم وصلوٰۃ اور دیگر امور شرعیہ کی پابندی نہیں کرتے۔بلا حجاب عورتیں ان کے پاس آکر بیٹھ جاتی ہیں اور خواتین کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر بیعت کرتے ہیں۔حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالی میں ان امور قبیحہ کی بو تک نہیں تھی۔آپ خواتین کو پردہ کرنے اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرنے کی تلقین فرماتے لیکن بلا حجاب کسی خاتون سے گفتگو نہ فرماتے، اگر کوئی خاتون آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی تو سختی سے اسے پردہ کرنے کا حکم فرماتے۔جب آپ خواتین کو اللہ، اللہ بتاتے تو ان کے لیے پردہ کا انتظام ہوتا اور پردے میں ان کو اللہ، اللہ کی تلقین فرماتے۔

راقم الحروف کی والدہ ماجدہ (متوفیہ 23 جون 2006ء) رحمہا اللہ تعالی کا بیان ہے کہ جب آپ موضع بھالہ ضلع قصور میں تشریف لاتے تو ہمارے ہاں قیام فرماتے۔ایک دفعہ آپ تشریف لائے تو مجھ سمیت کچھ خواتین نے اللہ، اللہ سیکھنے کے سلسلے میں عرض کیا۔آپ نے پہلے پردے کا انتظام کروایا پھر ہمیں اللہ، اللہ کا

حنیفہ بتایا۔ عموماً یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اعراس اولیاء کے مواقع پر خواتین وحضرات کا اختلاط ہوتا ہے جو شرعی نقطہ نظر سے درست نہیں ہے۔ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برادر اکبر حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے سالانہ عرس مبارک (جو ہر سال ۱، ۲، ۳ ربیع الاول کو شرقپور شریف میں منعقد ہوتا ہے) کے انعقاد کا آغاز فرمایا تو اعلان فرمایا کہ اس موقعہ پر خواتین ہرگز ہرگز نہ آیا کریں۔ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے طریقہ کے مطابق باریش اور متشرع لوگوں کو پہلی صف میں اور دائیں طرف کھڑا ہونے کی ہدایت فرماتے۔ جب آپ کسی کو غیر شرعی کام کرتے ہوئے دیکھتے تو فوراً اسے روک دیتے۔ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ داڑھی منڈے یا کتروانے والے کو سٹیج پر آنے، نعت پڑھنے اور تقریر کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

تاثیر زبان:

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ کوٹ رادھا کشن کے غلام رسول نامی ایک شخص کی آنکھیں دکھنے لگیں۔ علاج معالجہ کیا، دوائیں کھائیں اور دوائی آنکھوں میں ڈالی مگر تکلیف میں ذرا افاقہ نہ ہوا۔ روشنی بڑی مخالف پڑتی تھی، آنکھیں سوجی ہوئی تھیں کہ حضور قبلہ ثانی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت بیٹھک میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا بیلیا! کیا ہوا ہے؟ آنکھوں پر کپڑا باندھا ہوا ہے۔ اس نے عرض کیا حضور! آنکھیں دکھتی ہیں۔ بڑی دوائیاں استعمال کی ہیں مگر آرام نہیں آیا۔

حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تھوڑی بہت حکمت بھی کرتے تھے۔ جس کا کوئی معاوضہ نہ لیتے تھے۔ اوپر والی بیٹھک میں الماری میں کچھ دوائیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس شخص سے فرمایا: جاؤ اوپر والی الماری میں دوائیوں کی شیشیاں رکھی ہیں، وہاں سے دائیں طرف سے تیسرے نمبر کی شیشی لے لو اور اس کی دوائی آنکھوں میں ڈالو، اللہ فضل کر دے گا۔ آپ کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی۔

اس شخص سے غلطی ہوئی کہ دائیں طرف کی بجائے بائیں طرف سے تیسرے نمبر والی شیشی اٹھالی۔ اس شیشی میں سملفار سفید تھا۔ یہ ایک قسم کی زہر ہے جسے سنکھیا کہتے ہیں۔ اس کا مرکب کیڑے مکوڑے مارنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے آنکھیں یقیناً ضائع ہو سکتی تھیں۔ مگر وہ شخص چلا گیا۔ اچانک آپ کو خیال آیا کہ وہ کہیں غلط دوائی نہ لے جائے۔ جلدی سے اوپر بیٹھک میں گئے۔ دیکھا تو آنکھوں والی دوائی وہیں پڑی تھی مگر سملفار سفید نہ تھا۔ آپ پریشان ہو گئے کہ اس زہر سے تو اس کی آنکھیں بالکل ضائع ہو جائیں گی۔ اس کی دنیا اس کے لیے اندھیر ہو جائے گی۔ وہ میرے متعلق کیا رائے قائم کرے گا۔ آپ جلدی سے لاری

اڈے میں خادم بھیجا مگر وہ تو اس وقت گاڑی میں بیٹھ کر جا چکا تھا۔

آپ جلدی سے سجدے میں گر گئے گڑ گڑا کر عرض کرنے لگے۔ بارالٰہی! دوائی بتانے میں مجھ سے بھول ہوئی ہے یا دوائی اٹھانے والے سے۔ تو قادر مطلق ہے تو زہر کی تاثیر ختم کر کے شفا کی تاثیر پیدا کر سکتا ہے۔ آنکھوں کا مریض غلط دوائی لے گیا ہے۔ وہ یقیناً اپنی عقیدت سے اس دوائی کو استعمال کرے گا۔ اگر اس نے استعمال نہیں کی تو اسے روک دے کہ استعمال نہ کرے اور اگر وہ استعمال کرتا ہے تو اس میں اس قدر زیادہ شفا بھر دے کہ وہ بڑی جلدی شفایاب ہو جائے۔

تین دن کے بعد جمعہ تھا۔ وہ آدمی جمعہ پڑھنے کے لیے آیا تو اس کی آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں۔ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا: سنا بیلیا! تیری آنکھوں کا کیا حال ہے۔ کیا تم نے وہ دوائی استعمال کی تھی؟ اس نے عرض کیا: جی حضور! دوائی نے فوری اثر دکھایا ہے اور میری آنکھیں بالکل ٹھیک ہو گئی ہیں۔ میرے علاوہ تین اور آدمیوں نے بھی اسے استعمال کیا ہے وہ بھی ٹھیک ہو گئے ہیں۔ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ دوائی کہاں ہے؟ عرض کیا: حضور وہ دوائی میرے پاس ہے۔

آپ نے وہ دوائی جلدی سے لے لی۔ فرمایا: بس اب یہ دوائی استعمال نہیں کرنی۔ اس کی اب وہ تاثیر نہیں رہی۔ اللہ نے آپ کو صحت مند کر دیا ہے۔ 8

امانت و دیانت کی اعلیٰ مثال:

حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح ہر معاملے میں شریعت مطہرہ کے اصولوں پر عمل کرتے تھے۔ استاذی المکرم حضرت علامہ مفتی محمد عبد الغفور صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے چند طلباء کو لنگر کے لیے گندم پسوانے کے لیے چکی پر بھیجا اور انہیں سوا روپیہ بطور پسائی عطا فرمایا۔ لڑکے ابھی زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ آپ نے انہیں جلدی سے رکنے کا حکم دیا۔ آپ نے لڑکوں سے سوا روپیہ واپس لے کر گھر سے نیا سوا روپیہ لا کر انہیں عنایت فرماتے ہوئے فرمایا:

چونکہ یہ آٹا لنگر کا ہے اور تمہیں جو پیسے دیے گئے تھے وہ جامعہ کے تھے۔ یہ پیسے اس لیے واپس لیے ہیں کہ جامعہ کی امانت ہیں۔ اب لنگر کے آٹے کے لیے لنگر کے فنڈ سے دیے ہیں۔ یاد رہے حضرت ثانی صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ''جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' کی رقم نہایت احتیاط سے رکھتے

8- جمیل احمد شرقپوری، میاں: نور اسلام ثانی لاثانی نمبر ص 133

تھے۔آپ نے اپنے کرتے کو دو جیبیں لگوا رکھی تھیں۔ایک میں جامعہ حضرت میاں صاحب کی رقم بطور امانت ہوتی اور اسے ذاتی استعمال میں نہ لاتے البتہ اگر مدرسہ کے لیے رقم کی ضرورت ہوتی تو اپنی ذاتی رقم سے وہ ضرورت پوری فرما دیتے تھے۔اور دوسری جیب میں لنگر کی رقم ہوتی تھی۔

توکل وللّٰہیت:

انسان کو اپنی زندگی میں کئی نشیب وفراز سے گزرنا پڑتا ہے۔کبھی خوشی دیکھتا ہے اور کبھی غم و پریشانی سے دوچار ہوتا ہے۔ان امور کو عام شخص خواہ کچھ تصور کرے لیکن اہل اللہ کے نزدیک یہ من جانب اللہ امتحان ہوتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل طور پر توکل کرتے ہیں۔حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر مکمل توکل واعتماد تھا اور آپ ہر امر کو من جانب اللہ تصور فرماتے تھے۔آپ کا ایک باغ تھا جو وسیع وعریض رقبہ میں پھیلا ہوا تھا،ایک دفعہ بارش کے پانی کے باعث دریائے راوی طغیانی کا منظر پیش کر رہا تھا۔شرقپور شریف کے پاس بہنے والا ایک نالے کا پانی بھی اپنے کناروں سے باہر گرنے لگا۔آہستہ آہستہ وہ پانی حضرت آپ کے وسیع رقبہ میں پھیل گیا اور عظیم الشان پھل دار درختوں پر مشتمل باغ کو چند دنوں میں مکمل طور پر ختم کر دیا۔جس خادم کی باغ کی نگرانی کے لیے ڈیوٹی لگائی تھی وہ اس تباہی (نقصان) پر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور آپ سے عرض کرنے لگا کہ اتنا نقصان ہو گیا ہے ہم کیا کریں گے؟ آپ صبر وتحمل کی تصویر بنے سُن رہے تھے۔خادم سے فرمایا: چونکہ باغ میری ملکیت تھا اس لیے رونا تو مجھے چاہیے لیکن میں تو نہیں روتا اور نہ پریشان ہوں کیونکہ حقیقت میں وہ اللہ تعالیٰ کا تھا اس نے لے لیا،ہمیں پریشان ہونے کی کیا ضرورت؟ [9]

ایک دفعہ سالانہ عرس مبارک شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقعہ پر لنگر میں کمی محسوس کی گئی یعنی شرکاءِ عرس کی نسبت لنگر بہت قلیل تھا۔خدام نے آپ کی خدمت میں پریشانی کے عالم میں اس سلسلے میں عرض کیا۔آپ نے فرمایا: ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں جس ہستی کا عرس مبارک ہے وہ خود انتظام کر دیں گے۔چند گھنٹوں کے بعد اچانک دیکھا گیا کہ ایک ٹرک راشن کا بھرا ہوا آ گیا۔وہ راشن لنگر خانہ میں اُتار لیا گیا اور لنگر تیار کیا گیا جو تمام شرکاء کے لیے کافی ہو گیا۔[10]

جذبۂ اشاعت دین:

حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی مذہبی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق ''جامع مسجد میاں صاحب'' شرقپور

9- جمیل احمد شرقپوری،میاں: نور اسلام ثانی لاثانی نمبر ص 52۔ 10- جمیل احمد شرقپوری،میاں: نور اسلام ثانی لاثانی نمبر ص 53

شریف میں باقاعدگی سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمانا شروع کیا جو تاحیات جاری رہا۔آپ اپنے خطبہ میں قرآن، حدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں لوگوں سے مسائل شرعیہ بیان فرماتے ۔ خطاب اس قدر پرتاثیر ہوتا جس کے باعث حاضرین متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے ۔علاوہ ازیں آپ نے کئی مساجد کی مرمت فرمائی اور انہیں آباد کیا۔شرقپور شریف میں مسلک اہلسنت و جماعت کے تحفظ اور دفاع کے لیے ''جامعہ حضرت میاں صاحب'' کا اجراء فرمایا، جس کا فیض پوری دنیا میں پہنچا۔

تحریک پاکستان میں حصہ لینا:

آزادی ایک عظیم نعمت خداوندی ہے۔ ہندوستان پر انگریز کے قابض ہونے سے ہی مسلمانوں نے آزادی حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی ۔اپنے اپنے ادوار میں علماء اہلسنّت اور عوام اہلسنّت نے ہمیشہ حصول آزادی کے لیے کوشش کی اور قربانیاں دیں ۔ مسلم لیگ کے زیر اہتمام چلنے والی تحریک آزادی میں علماء اور مشائخ اہلسنّت پیش پیش تھے ۔تحریکِ پاکستان میں حصہ لینے والے ہزاروں علماء و مشائخ میں سے ایک حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی بھی ہے۔آپ نے شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں تحریک پاکستان کا سب سے پہلا جلسہ منعقد کیا۔اس جلسہ کی صدارت بھی آپ نے فرمائی اور تمام اخراجات بھی خود برداشت کیے ۔ چنانچہ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب مدظلہ شرقپوری فرماتے ہیں:

> ''شرقپور شریف میں مسلم لیگ کا سب سے پہلا جلسہ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہی زیر صدارت ہوا تھا۔جلسے کے تمام اخراجات آپ نے برداشت کیے ۔ یہ وہ دور تھا کہ جب تمام پنجاب میں یونی نسٹ پارٹی کے خوف سے مسلم لیگ کا نام لینا جان جوکھوں کا کام تھا۔مگر آپ کی ہمت و جرأت نے مسلم لیگ کو اس علاقے میں عوام کے دلوں کی دھڑکن بنادیا۔اس کے بعد بھی آپ مسلم لیگ کی ہر ممکن امداد فرماتے رہے۔'' 11

حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ قیام پاکستان تک تحریکِ پاکستان میں علماء اور مشائخ کے شانہ بشانہ چلتے ہوئے تحریکِ پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ علماء و مشائخ کی کوششوں کے نتیجے میں 14 اگست 1947ء میں پاکستان وجود میں آیا۔ پاکستان وہ واحد اسلامی ملک ہے جس کا قیام نظریہ کی بنیاد پر عمل میں لایا گیا اور تاحال وہ مقصد تشنہ تکمیل ہے۔سرزمین پاکستان میں صرف جمعیت علماء پاکستان وہ جماعت ہے جو اپنے قائد' قائد اہلسنّت' مجدد سیاست شرعیہ' امام انقلاب امام شاہ احمد

11-بشیر احمد صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر: تذکرہ حضرت میاں غلام اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ ص 142

نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی باوقار اور پُر خلوص قیادت میں کامیابی حاصل کر کے ''نظام مصطفےٰ ﷺ'' نافذ کر سکتی ہے۔ حضرت قائد اہلسنّت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پُر خلوص قیادت نے اکابر کی قربانیوں کے پیش نظر ''ختم نبوت'' یعنی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا، ایسے مسائل حل کیے۔ آستانہ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے متعلق احباب کی ذمہ داری ہے کہ وہ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقصد کے حصول کے لیے جمعیت علماء پاکستان میں شامل ہو کر ''نظام مصطفےٰ'' (ﷺ) کے نفاذ کیلیے عملی جدو جہد کریں۔

تبرکات حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

شجرہ طیبہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کا دیباچہ جسے حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا تھا، ذیل میں بطور تبرک پیش کیا جاتا ہے۔ (قصوری عفی عنہ)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ o

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا!

زیرِ نظر شجرۂ طیبہ ہمارے آقا و مولا، سید الاولین والآخرین، حضور سرور کائنات فخر موجودات، جناب محمد رسول ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ ساتھ تابعین کرام شرع متین اس جماعت بابرکات کے اراکین بھی رونق افروز ہیں جنہوں نے دُنیا میں اللہ کے دین کو مستحکم کیا اور شریعت مطہرہ کے پرچم کو بلند کیا۔ یہی وہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ہے جس کے اراکین دربارِ رسالت ﷺ میں عالی مقام رکھتے ہیں، حضور پُر نور علیہ الصلوۃ والسلام کے گرد ہالہ کیے ہیں۔ اس بزم قدسیہ صفات میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سچے جان نثار اور یارِ غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی جلوہ گر ہیں، غلام بے دام حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما ہیں، شیخ العارفین بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موجود ہیں، عاشق ربّانی حضرت ابوالحسن خرقانی بھی حاضر ہیں، امام طریقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بھی ملتے ہیں، سرتاج سلسلہ خواجگان نقشبند حضرت خواجہ باقی باللہ بھی نظر آتے ہیں، امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی بھی شریک ہیں، قیوم ثانی حضرت خواجہ معصوم بھی شامل ہیں، ابوالبراکات حضرت خواجہ امام علی شاہ بھی موجود ہیں، خضر صورت حضرت خواجہ امیر الدین بھی حاضر ہیں اور شیر یزدانی، جنید زمانی، حضرت میاں شیر محمد (رحمہم اللہ تعالیٰ) بھی اس بزم میں شریک ہیں۔

حضرت قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ بلاد پاک و ہند میں آپ کے ہزاروں معتقدین موجود ہیں۔ تاہم حضرت قبلہ ممدوح کے مختصر حالات ذیل میں تبرکاً ہدیہ قارئین ہیں:

حضرت قبلہ میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲۸۲ھ بمطابق 1865ء میں شرقپور شریف (ضلع

شیخوپورہ پنجاب) میں پیدا ہوئے۔حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی طرح آپ بھی بچپن ہی سے کھیل کود سے نفرت کرتے تھے اور علیحدگی کو پسند فرماتے تھے۔گویا آپ مادرزاد ولی تھے۔تین چار سال کے قلیل عرصہ میں آپ نے قرآن پاک اور دیگر کتابیں پڑھ لیں اور لکھنے میں بھی مہارت حاصل کر لی۔آپ کا خط نہایت پاکیزہ تھا۔امام طریقت حضرت خواجہ بابا امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیعت تھے۔حضرت باباصاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ خداوند کریم مجھ سے سوال کریں گے کہ دُنیا سے کیا لایا ہے تو میں عرض کروں گا کہ شیر محمد کو لایا ہوں۔''اتباع سنت جو خواجگان نقشبند کا معمول اور مسلک ہے حضرت قبلہ میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا منہ بولتا نمونہ تھے۔شہرت اور نمود کو ناپسند فرماتے تھے۔سیدھے سادے دین کی نہایت سیدھے سادے انداز میں تلقین فرماتے کہ بڑے بڑے مغرب زدہ اور بھولے بھٹکے مسلمان راہ راست پر آ جاتے۔اظہار کرامت سے ہمیشہ گریز کرتے اس کے باوجود آپ سے بکثرت کرامتیں ظہور میں آئی ہیں۔آپ کو اشاعت دین کا بے حد شوق تھا۔فارسی زبان کی نایاب قلمی کتابوں کے تراجم اپنی گرہ سے شائع فرمائے۔شرقپور شریف اور اس کے گردونواح میں کئی ایک مساجد تعمیر کروائیں۔ایثار وسخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو پاس ہوتا راہ مولا میں لٹا دیتے۔سینکڑوں آپ کے دسترخوان پر پلتے۔کسر نفسی اور تواضع کی یہ کیفیت تھی کہ ملنے والوں سے ''السلام علیکم'' کہنے کی خود پہل کرتے۔کوئی تعظیماً کھڑا ہوتا تو منع فرمادیتے۔

نحیف الجثہ تھے۔جب چلتے تو نگاہیں نیچی رکھتے،انکساری اور عاجزی سے پیش آتے۔جہاں دین کی خلاف ورزی پاتے تو غصہ میں بھی آ جاتے۔''الحب للہ''و''البغض للہ'' کی عمدہ مثال تھے۔دنیوی امور میں بھی شریعت کو ملحوظ رکھتے اور ملنے والوں سے بھی اس پر عمل کرنے کی تاکید فرماتے۔تین ربیع الاول ۱۳۴۷ھ بروز پیر (دوشنبہ) بعمر تقریباً پینسٹھ (65) سال اس دار فانی سے عالم بقا کو سدھار گئے۔حضرت قبلہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا سالانہ عرس شرقپور شریف میں کیم،دو اور تین ربیع الاول کو منعقد ہوتا ہے۔اس مبارک اجتماع میں سادگی اور پاکیزگی کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔(بسلسلہ عرس شریف صفر المظفر کا مہینہ 29 دن کا شمار کیا کریں) زائرین دور دور سے آتے ہیں اور روحانی کیف جو ایک مرتبہ اس مجلس میں شامل ہو جاتا ہے۔بار بار اس سعادت کی تمنا کرتا ہے۔

اولیاء در دروں ہم نغمہ ہاست
طالبان زاں حیات بے بہا است

احقر العباد (میاں) غلام اللہ عفی عنہ
سجادہ نشین و برادر حقیقی حضرت قبلہ میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ 12

12- جمیل احمد شرقپوری،میاں:نوراسلام ثانی لاثانی نمبر ص 7

کشف وکرامات

حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔آپ کی چندایک کرامات سطورِ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

نام لے کر جنتی قرار دینا:

حضرت مولانا محمد زبیر صاحب شیخوپوری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کی غرض سے گئے۔ وہاں قیام کے لیے آپ کو اُوپر والی کسی منزل میں قیام کے لیے کہا گیا۔آپ نے اُوپر والی منزل میں قیام کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ہم نیچے والے حصے میں قیام کریں گے۔عرض کیا گیا نیچے والے کمرے کی چابی نہیں مل رہی۔آپ نے فرمایا: انشاء اللہ العزیز چابی مل جائے گی۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد چابی دستیاب ہوگئی اور آپ نے نیچے والے حصے میں قیام کیا۔اس حاضری کے موقعہ پر حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نُور محمد جنتی ہیں، عبدالحق جنتی ہیں اور شیخوپورہ کے ایک شخص کا نام لے کر فرمایا خواہ وہ یہاں موجود نہیں ہے، وہ بھی جنتی ہیں۔ نیز فرمایا کہ اس وقت میرے اور حضرت مجدد پاک رحمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب (پردہ) نہیں ہے۔

نرینہ اولاد پیدا ہونا:

جناب محمد علی ساکن چک نمبر 110 تحصیل ہارون آباد کا بیان ہے کہ میرے ہاں مسلسل سات بچیاں پیدا ہوئیں۔ایک دن میں نے حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا: حضور! اللہ تعالیٰ نے اولاد تو دی ہے لیکن سب بچیاں ہیں! آپ نے فرمایا: مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ تم کو دو بچے عطا فرمائے گا ان کا نام غلام احمد اور جمیل احمد رکھنا۔ہم دونوں میاں بیوی کی عمر ساٹھ پینسٹھ سال کی ہو چکی تھی۔آپ کے کہنے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مجھے دو بچے عطا فرمائے اور حسب ارشاد اُن کے نام: غلام احمد اور جمیل احمد رکھے گئے۔[13]

حلال وحرام پر نظر:

اولیاء کرام کی اشیاء کے حلال وحرام پر نظر ہوتی ہے اور وہ اشیاء کو دیکھ کر اس کا اظہار کر دیتے ہیں، حضرت صاحبزادہ سید امیر محمد شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ ابراہیمیہ، نارنگ منڈی کا

13- جمیل احمد شرقپوری، میاں: نورا سلام ثانی لا ثانی نمبر ص75

بیان ہے کہ یہ 1951ء کا واقعہ ہے کہ حضرت ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب (سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف) ہمارے ہاں موضع ہردوسیہول مسلم میں موسم سرما میں تشریف لائے۔ نماز عشاء کے بعد دونوں مہمانوں کے لیے ایک کمرے میں دو چارپائیوں پر بستر لگا دیئے گئے۔ ایک چارپائی کے لیے رضائی ہم نے اپنے گھر سے پیش کی جبکہ دوسری کے لیے ہمسائے کے گھر سے لا کر دی۔ ہماری رضائی والی چارپائی پر حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ تشریف فرما ہو گئے جبکہ دوسری پر حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے جلوہ افروز ہونے سے قبل رضائی پکڑ کر کمرے سے باہر پھینک دی اور فرمایا: شاہ صاحب! آپ لوگوں کے گھروں سے رضائیاں جمع کرتے ہیں خواہ وہ چوری کی ہوں۔ شاہ صاحب موصوف کا کہنا ہے کہ آپ کی گفتگو نے میرے دل و دماغ پر گہرا اثر کیا اور رضائی کی تحقیق کرنے پر مجبور کر دیا۔ جب اس رضائی کے بارے میں معلوم کیا گیا تو پتہ چلا کہ متعلقہ رضائی ہمسایوں کے رشتہ داروں کے گھر سے آئی تھی اور انہوں نے کسی گاؤں میں ایک ہندو کے گھر سے کپڑے چوری کیے تھے جس سے یہ رضائی تیار کی گئی۔ سبحان اللہ!

طعام میں برکت ہونا:

جناب محمد علی ساکن چک نمبر 110 تحصیل ہارون آباد کا بیان ہے کہ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہمارے علاقے میں تشریف لاتے تو آپ کا قیام ہمارے ہاں ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ آپ تشریف لائے اور حسب معمول ہمارے ہاں قیام فرمایا۔ آپ نے رات کے وقت ارشاد فرمایا: صبح روانگی سے قبل تم نے کھانا تیار کرنا ہے۔ حسب ارشاد ہم نے تین چار آدمیوں کا کھانا تیار کیا۔ صبح نماز اور اوراد و وظائف سے فراغت کے بعد آپ ہمارے ہاں کھانا کھانے کے لیے تشریف لائے۔ تقریباً ایک سو پچاس (150) آدمی بھی وہاں جمع ہو گئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: محمد علی کھانا لاؤ۔ میں نے خیال کیا کہ کھانا کم ہے کیا کروں اور مزید تیار کرنے کا وقت نہیں ہے کیونکہ گاڑی کی روانگی کا وقت بھی ہونے والا ہے۔ آپ نے دوبارہ کھانا لانے کے لیے ارشاد فرمایا تو میں نے جتنا کھانا موجود تھا یعنی چند آدمیوں کا سالن اور روٹیاں پیش کر دیں اور ساتھ ہی عرض کیا حضور! کھانا صرف اتنا ہی ہے۔ آپ نے کھانا رومال سے ڈھانپ دیا اور خود تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ بعد میں آپ نے بھی کھانا تناول فرمایا لیکن جتنا سالن اور روٹیاں پیش کی گئی تھیں بالکل اتنی بچ بھی گئیں۔

کتیا نے کاٹنا چھوڑ دیا:

جناب ماسٹر محمد انور قمر شرقپوری کا بیان ہے کہ میرے بچپن کا زمانہ تھا۔ میں'' جامع مسجد حضرت

میاں صاحب'' میں طالب علم تھا۔ ایک دفعہ ہمارے استاد سید الف شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ جو'' مسجد حضرت میاں صاحب'' میں مدرس و امام تھے، نے مجھے'' کاشانہ شیر ربانی'' سے لسی لانے کے لیے بھیجا۔ راستے میں ایک کتیا کاٹنے کے لیے میرے پیچھے پیچھے ہوئی جو کاشانہ شیر ربانی والی گلی کے قریب بیٹھی رہتی تھی۔ میں آگے آگے دوڑ رہا تھا اور کتیا تعاقب کرنے کے لیے پیچھے تھی۔ اسی کیفیت میں جب کاشانہ شیرِ ربانی والی گلی میں پہنچا تو حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آگے سے تشریف لاتے ہوئے مل گئے۔ آپ نے مجھے دوڑتے ہوئے دیکھ کر گلے سے لگا لیا اور دریافت فرمایا: تم کیوں بھاگ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: حضور! مجھے یہ کتیا کاٹتی ہے۔ آپ نے فرمایا: اب نہیں کاٹے گی۔ اس دن کے بعد کئی بار میں کتیا کے پاس سے گزرا لیکن اس نے مجھے کبھی نہیں کاٹا بلکہ دیکھتے ہی عقیدت سے دم ہلانے لگتی۔ 14

دل کی بات بتانا:

جناب صوفی محمد ابراہیم صاحب ساکن چک نمبر 86-6R نزد ساہیوال جو حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید بھی ہیں، کا بیان ہے کہ میں نے ایک دفعہ اپنے مرشد حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہونے کا پروگرام بنا۔ تو میری پھوپھی صاحبہ جو حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی عقیدتمند تھیں، نے مجھے فرمایا: جب حضرت کی خدمت میں پہنچو تو میرا سلام عرض کرنا۔ جب میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو مائی صاحبہ کا سلام عرض کرنا مجھے یاد تھا لیکن شرم محسوس کرتے ہوئے عرض نہ کیا۔ آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اس مائی کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: حضور! وہ ٹھیک ہیں وہ آپ کو سلام عرض کرتی تھیں۔ آپ نے فرمایا: اگر کوئی سلام کہے تو پہنچا دیا کرو۔''

دل کا راز بتانا:

ساہیوال کے جناب صوفی محمد ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ 1955ء کی بات ہے میں سائیکلوں کا کام کرتا تھا۔ میں ایک دفعہ نیلا گنبد، لاہور سے مال خریدنے کے لیے گیا اور ماسٹر صاحب جو دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے بھی لاہور سے مال لینے کے لیے میرے ساتھ تھے۔ ہم نے نیلا گنبد لاہور سے سائیکلوں کا سامان خریدا، اس وقت مجھے خیال آیا کہ شرقپور شریف میں اپنے مرشد کی بارگاہ میں جانا چاہیے اور اس سلسلے میں ماسٹر صاحب کو بھی میں نے آگاہ کیا۔ ماسٹر صاحب نے کہا میں بھی شرقپور شریف والے بزرگ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔

14- جمیل احمد شرقپوری، میاں: نور اسلام ثانی لاثانی نمبر ص 107

چنانچہ دونوں نے اپنا مال ٹرک پر بک کروادیا اور خود شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ راستے میں میرے دل میں خیال آیا کہ ماسٹر صاحب میرے ساتھ ہیں اگر پیر و مرشد نے اس کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کیا تو بے عزتی کا سبب بنے گا۔ یہ خیال کئی بار میرے دل و دماغ پر اُبھرا۔ آخر ہم شرقپور شریف پہنچ گئے اور حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا:

یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ میں نے عرض کیا حضور! یہ سکول ماسٹر ہیں۔ آپ نے ماسٹر صاحب کے ساتھ ایسا حسن سلوک فرمایا کہ اس سے قبل دیکھنے میں نہ آیا۔ آپ کے ارشاد کے مطابق ہمیں سپیشل بستر اور کھانا دیا گیا۔ دوسرے دن صبح کھانے سے فراغت کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم لوگ گھر چلے جاؤ اور اپنے سامان کی نگرانی کرو، حالانکہ ہم نے سامان کی خرید اور ترسیل کے بارے میں بالکل عرض نہیں کیا تھا۔ آپ کے حسن اخلاق اور شفیقانہ سلوک سے ماسٹر صاحب متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ وہ اب تک ہمارے مرشد کامل کی تعریف کرتے ہیں۔

وصال مبارک

تقریباً تیس سال تک رشد و ہدایت اور متوسلین کی تربیت کی خدمات انجام دینے کے بعد جانشین شیر ربانی حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ۷ ربیع الاوّل ۱۳۷۷ھ مطابق 3 اکتوبر 1957ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن o

حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کی خبر آناً فاناً ملک کے طول و عرض میں پھیل گئی۔ ہزاروں مریدین، متوسلین اور عقیدتمند آپ کے آخری دیدار اور نماز جنازہ میں شمولیت کے لیے شرقپور شریف میں جمع ہو گئے۔ تجہیز و تکفین کے بعد شرقپور شریف کے مشہور قبرستان ڈوہرانوالہ کے پاس جنازگاہ میں جسد اطہر کو لایا گیا جہاں حضرت صاحبزادہ سید محفوظ حسین شاہ، سجادہ نشین، مکان شریف نے نماز جنازہ پڑھائی۔

بلاشبہ اولیاء کرام کی آرام گاہیں جنت کا باغ ہوتی ہیں۔ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے برادر اکبر حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ میں ان کے بائیں پہلو میں لٹا دیا گیا۔ آپ جس طرح "ثاني اثنين في الدنيا" تھے ایسے ہی "ثاني اثنين في المزار" بھی بن گئے۔

عبارت لوح مزار حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مہبط تجلیات ربانی

آخری آرام گاہ فخر اولیاء حق آگاہ، تاجور محبوبان الہ، خسرو خوبان کجکلاہ، ہادی عالم پناہ، برادر شیر ربانی، خلد آشیانی، حضرت میاں غلام اللہ المعروف حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اے شہید الفت محبوب رب العالمین — اے طریقت را امام، اے شریعت را امین

زین و زیب مسند شیرِ محمد مصطفیٰ — چشمہ الطاف وکرم بر ناقصاں بہرِ خدا

تاریخ وصال: ۷/ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ

اولادِ امجاد حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ نے جانشین شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو چار صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے عطا فرمائے۔ صاحبزادگان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

☆ حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ☆ شمس المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری (متوفی 1997ء) رحمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیرِ ربانی وثانی لاثانی، شرقپور شریف ☆ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم، سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیرِ ربانی وثانی لاثانی، شرقپور شریف۔

حضرت فخر المشائخ صاحب مدظلہ: اَمرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَهی عَنِ الْمُنْكَرِ میں فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ پر عمل پیرا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بطفیل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صحت کلی عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین ثم آمین!

نوٹ: خواہ حضرت صاحبزادہ والا شان نام ونمائش کو ناپسند فرماتے ہیں لیکن ہم معذرت کے ساتھ ان کے مختصر حالات اور دینی وملی خدمات آئندہ صفحات میں پیش کر رہے ہیں۔ تاکہ مریدین، متوسلین اور عقیدتمندوں میں دینی وملی خدمات انجام دینے کا جذبہ وذوق پیدا ہو۔ (قصوری عفی عنہ)

ارشادات وتعلیمات

حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات وملفوظات میں سے چند سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ دنیوی معاملات میں سادگی اور دیانتداری ہونی چاہیے۔

☆ ہمہ افعال، اقوال شرع محمدی کے مطابق ہونے چاہیے۔

☆ مسلمانوں کو تجارت کی طرف توجہ دینی چاہیے، انگریز تجارت کرتے ہوئے ہندوستان کے مالک بن بیٹھے۔

☆ تبلیغ اسلام میں کوشش کرنی چاہیے۔

☆ ظاہر کا وضو تو کرلیا، باطن کا وضو بھی کسی اللہ کے بندے سے کرنا سیکھ لو۔

☆ مسلمانوں کا دین اور دُنیا ایک ہے۔

☆ جب مسلمانوں میں اخوت اور محبت کا جذبہ تھا تو اس وقت انہوں نے روم، چین، ترکی اور دیگر بڑی بڑی سلطنتیں فتح کرلی تھیں، تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔

☆ اسلام ایک ایسی طاقت ہے، جس کے سامنے باقی سب طاقتیں نابود ہیں۔

شمس المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

سجادہ نشین: آستانہ عالیہ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ، شرقپور شریف

ولادت باسعادت:

حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ 1924ء کو حضرت میاں غلام اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''غلام احمد'' نام تجویز فرمایا۔

تعلیم وتربیت

علم کی روشنی سے انسان جہالت کی تاریکی سے نجات [illegible] ہے۔ اور علم انسان کے وقار کی

علامت ہے۔حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دینی تعلیم کا آغاز قرآن مجید سے کیا۔مختصر وقت میں قرآن پڑھ لیا۔قرآن کی تعلیم کے بعد اسلامیہ پرائمری سکول،شرقپور شریف میں آپ کو داخل کروایا گیا۔پرائمری تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول،شرقپور شریف میں داخلہ لیا اور میٹرک کا امتحان بھی امتیازی پوزیشن میں پاس کرلیا۔

میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد ذوق کے مطابق آپ کو طبیہ کالج ،لاہور میں داخل کروایا گیا۔طب کا امتحان امتیازی پوزیشن میں پاس کیا۔علاوہ ازیں قرآن،حدیث،فقہ،تاریخ اور دیگر فنون کا گہری نظر سے مطالعہ کیا۔حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے سینہ مبارک پر لٹا لیتے تھے۔ایسے ان کی نظر کرم سے آپ کو علم لدنی حاصل تھا۔خطبۂ جمعۃ المبارک کے موقع پر آپ قرآن وحدیث کے اسرار ورموز اور فقہی مسائل واحکام بہترین انداز میں بیان فرماتے تھے۔

شرف بیعت:

حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد بزرگوار حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی تعلیم وتربیت کی طرف خوصی توجہ فرماتے۔

حلقہ مریدین:

حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا حلقہ مریدین بہت وسیع ہے۔مریدین کی امتیازی خاصیت یہ ہے کہ وہ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ سنت نبوی ﷺ کے مطابق داڑھی،عمامہ،گفتار،رفتار اور لباس میں نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔

تحریک پاکستان میں حصہ لینا:

مسلمانوں نے ہزار سال برصغیر میں شان وشوکت اور وقار سے حکومت کی۔انگریز تجارت کے بہانے ہندوستان میں داخل ہوا اور 1857ء میں اپنے مکروفریب اور ہندوؤں کی سازش سے پورے برِصغیر ہند پر قابض ہوگیا۔حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد گرامی کے ساتھ مل کر تحریک قیام پاکستان میں عملی طور پر حصہ لیا۔اس طرح آپ کا شمار ان مشائخ میں ہوتا ہے جنہوں نے تحریک قیام پاکستان کے لیے عملی جدوجہد کی۔آپ نے قیام پاکستان کے بعد تحریک ختم نبوت 1953ء،تحریک ختم نبوت 1974ء اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ 1977ء میں بھرپور حصہ لیا۔

مذہبی خدمات

''جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' کی نظامت:

حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مذہبی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد جامعہ کے انتظام وانصرام کی ذمہ داری حضرت صاحبزادہ صاحب کے کندھوں پر آن پڑی۔آپ تاحیات نہایت خلوص اور للّٰہیت سے اپنا فرض ادا کرتے رہے۔حکومت نے 1972ء میں ''جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں لے لیا۔آپ نے اس ادارہ کے متبادل ''جامعہ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' کے نام سے نیا ادارہ قائم کرلیا۔حسبِ سابق اس ادارہ کو بھی آپ بڑی کامیابی سے چلاتے رہے۔

1988ء میں حکومت نے ''جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' کو واگذار کیا تو دوبارہ پہلے جامعہ کی طرف توجہ دی اور اسے کامیاب کرنے کی شب وروز کوشش میں منہمک ہوگئے۔آپ نے ''جامعہ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' کو ''جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' میں ضم کردیا اور یہ ادارہ اب بھی کامیابی کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔اس جامعہ سے بہت سے حفاظ،علماء اور مدرسین نے فراغت پائی اور دُنیا کے گوشے گوشے میں علم وعرفان کی روشنی سے لوگوں کے قلوب واذھان کو منور کررہے ہیں۔

''مکتبہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' کا قیام:

حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرقپور شریف میں ''مکتبہ حضرت میاں صاحب'' کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا جس کے زیر اہتمام دینی کتب شائع کرکے عوام الناس اور متوسلین تک پہنچائیں۔اس مکتبہ کی طرف سے جو کتب شائع کی گئیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

☆تحفۃ المومنین ☆خزینہ معرفت ☆حقائق ☆حیات جاوید

☆کراماتِ شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ منظوم ☆الدر المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم

جلسوں کی صدارت کرنا:

آپ ملک کے گوشے گوشے میں منعقد ہونے والے جلسوں،کانفرنسوں اور محافل کی صدارت

فرماتے رہے اور اپنے صدارتی خطاب میں عوام الناس کو صوم وصلوٰۃ کی پابندی، حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ملحوظ رکھنے کی تلقین فرماتے رہے۔ ایسے آپ کی تبلیغ کے نتیجے میں جن ہزاروں لوگوں کی اصلاح نفس ہوئی سنت رسول ﷺ کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے کی کوشش کرنے میں لگے رہے۔ اب حضرت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر صاحب دامت برکاتہم، سجادہ نشین شرقپور شریف نظامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

خطبہ جمعۃ المبارک:

حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ وصال کے بعد حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ مسلسل جمعہ کے اجتماع سے خطاب فرماتے رہے ہیں۔ جمعۃ المبارک کے موقعہ پر متوسلین، مریدین اور عقیدتمندوں کا عظیم اجتماع ہوتا۔ آپ اپنے خطاب میں علمی اور فقہی نکات بیان فرماتے۔ نمازِ جمعہ سے قبل اور بعد میں دور دراز کے علاقوں سے آنے والے لوگوں سے انفرادی طور پر خیر وعافیت دریافت کرتے اور پریشان حال لوگوں کے حق میں دعاء خیر فرماتے۔

اشاعتِ قرآن کا جذبہ:

حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ متوسلین اور عوام الناس کی بھلائی کے لیے کوشش فرمائی ہے۔ آپ نے اشاعتی میدان میں امام اہلسنّت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ترجمہ قرآن ''کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن'' اور مفتی احمد یار خان نعیمی کی مشہور زمانہ تفسیر ''نور العرفان علی کنزالایمان'' شائع کر کے عوام الناس اور مریدین تک پہنچانے کا اہتمام فرمایا۔ کتابت ہوگئی مگر لیتھو پرنٹنگ کی بجائے آفسٹ پرنٹنگ کا زمانہ آ گیا اور یوں یہ عظیم کام پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

سیاسی خدمات:

حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیاسی زندگی کا آغاز تحریک قیام پاکستان سے ہوتا ہے۔ آپ نے اس تحریک میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ پاکستان کی تاریخ میں چلنے والی ''تحریک ختم نبوت'' میں بھرپور حصہ لیا اور 1977ء میں تحریک نظام مصطفی ﷺ میں بھی عملی حصہ لیا۔ بلکہ عملاً جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے سیاست میں حصہ لیا یعنی حلقہ شرقپور شریف سے ''قومی اتحاد'' کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا۔ آپ جمعیت العلماء پاکستان کی سرپرستی فرماتے رہے۔ 1977ء کے الیکشن کے موقعہ پر آپ نے اعلان فرما دیا تھا کہ جس نے ''قومی اتحاد'' کو ووٹ نہ دیا وہ ہمارا مرید نہیں ہے۔

باطل کے مقابل سیفِ بے نیام:

حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ بلاشبہ سیفِ بے نیام تھے۔ آپ نے باطل قوتوں کو ہمیشہ صاف الفاظ میں للکارا ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے اپنی تحریر اور تقاریر کو ذریعہ بنایا۔

حضرت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر صاحب مدظلہ کا بیان ہے کہ شرقپور شریف میں باطل مذاہب میں شیعہ حضرات پیش پیش ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے مسلک و مذہب کے مطابق پوری طاقت سے گھوڑا نکالنے کی کوشش کی لیکن حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوششوں سے وہ آج تک اپنے اس مذموم مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

شیعہ حضرات نے جامع مسجد شیر ربانی، شیرِ ربانی چوک، شرقپور شریف پر بھی قابض ہونے کی تحریک چلائی لیکن آپ کی طرف سے سخت ردِّ عمل کے باعث وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آپ کی پُر خلوص جدوجہد کے سبب اہل تشیع حضرات کے علاوہ دوسرے عقائد کے حامل لوگ بھی اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

حج بیت اللہ کی سعادت:

اسلامی عبادات میں ''حج بیت اللہ'' کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ روایات میں آتا ہے جب کوئی شخص حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرتا ہے وہ گناہوں سے بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ آپ نے تیس (30) بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ 1960ء میں آپ نے پہلا حج ادا کیا اور روضہ رسول ﷺ کی حاضری کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد بھی آپ نے کئی بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

روضۂ رسول ﷺ کی حاضری:

روضۂ رسول ﷺ کی حاضری تمام سعادتوں سے افضل سعادت ہے۔ حضور انور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ" یعنی جس نے میرے روضۂ اطہر کی زیارت کی (قیامت کے دن) میری شفاعت اس کے لیے واجب ہوگئی۔ 1960ء سے لے کر 1994ء تک حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ یہ سعادت حاصل کرتے رہے اس کے بعد بوجہ علالت حج کے لیے شریف نہیں لے جا سکے۔

حضرت علامہ مولانا ابوالنور محمد بشیر رحمہ اللہ تعالیٰ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ اپنی کتاب ''سنی علماء کی

حکایات" میں لکھتے ہیں کہ ہم نے 1960ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رسول اللہ ﷺ کی نظر عنایت سے مدینہ طیبہ میں چھبیس دن قیام کا شرف حاصل کیا۔ اس قیام کے دوران مدینہ طیبہ میں ایک دن خوب بارش ہوئی۔ روضہ رسول اللہ ﷺ کے پرنالے سے بہنے والے پانی سے ہم خوب نہائے اور پانی بھی خوب پیا۔ اس موقعہ پر حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی غسل کیا اور پانی نوش فرمایا۔ اس دوران کسی شخص نے آپ سے طنزیہ انداز میں کہا: اس پانی سے تم کیوں نہاتے ہو؟ آپ نے جوش سے جواب دیا کہ: آب زمزم میں کیا رکھا گیا ہے جسے تم پیتے ہو، اس سے نہاتے ہو، کفن بھگوتے ہو اور بطور تبرک گھر کو بھی لے جاتے ہو؟ آب زمزم تو حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کے نتیجے میں حاصل ہوا ہے لیکن یہ پرنالے والا پانی گنبد خضراء کو بوسا دے کر نیچے اتر رہا ہے۔ پھر آپ نے مخصوص انداز میں یہ شعر پڑھا:

زاہدا! اچھی نہیں عاشقوں سے چھیڑ چھاڑ

اپنا مسلک اور ہے تیرا عقیدہ اور ہے

عرس حضرت شیر ربانی و عرس ثانی صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کا اہتمام کرنا:

اولیاء کرام کے ایصال ثواب کی محفل یا عرس کے انعقاد سے نہ صرف عقیدت کا اظہار مقصود ہوتا ہے بلکہ اس کا اصل مقصد مریدین، متوسلین اور عقیدتمندوں کی تربیت اور اصلاح نفس کرنا بھی ہے۔ حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ دوسری تقاریب کے علاوہ سال میں شرقپور شریف میں دو عرس منعقد کرتے رہے۔ ایک عرس شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا جو ہر سال یکم، دو اور تین ربیع الاول کو منعقد ہوتا ہے۔ دوسرا عرس حضرت میاں غلام اللہ المعروف حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا جو یکم، دو اور تین شعبان کو منعقد ہوتا تھا۔

اب یہ عرس مبارک ہر سال 17-18 اکتوبر کو فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم سجادہ نشین شرقپور شریف کے زیر اہتمام نہایت شایانِ شان طریقے سے منعقد ہوتا ہے۔ ان دونوں تقاریب کے موقعوں پر ہزاروں متوسلین، مریدین اور عقیدتمند حاضر ہوتے ہیں اور رحمت باری تعالیٰ اور محبت اولیاء کی دولت لے کر واپس جاتے ہیں۔ اس تقریب میں ہر ملک کے نامور قراء، نعت خوان حضرات اور علماء کرام شرکت کرتے ہیں اور بقدر ہمت برکات سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ ان تقاریب میں تلاوت قرآن، نعت خوانی کے علاوہ تعلیماتِ شیر ربانی و ثانی صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ پر مشتمل تقاریر کا پروگرام بھی ہوتا ہے۔

حق گوئی و بے باکی:

اسلامی اصولوں کے مطابق حق گوئی کامل ایمان کی علامت ہے۔بعض اوقات مشائخ ، علماء اور مشہور شخصیات اس سلسلے میں رکاوٹ بن جاتی ہیں لیکن حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالی کے لیے کوئی چیز حق گوئی میں رکاوٹ نہیں بن سکی۔آپ نے جب کسی پیر، عالم یا جاہل اور یا مشہور شخصیت کو غیر شرعی کام کرتے دیکھ لیا تو فوراً اس کی اصلاح اور تربیت کے لیے ڈانٹ پلادی۔

کشف و کرامات

شمس المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالی، صاحب کرامت بزرگ تھے۔آپ کی کرامات کثیر ہیں جن میں سے چند ایک سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالی کا عمل اسلامی اصولوں اور سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق تھا۔غیر شرعی کام کرنا تو کجا اسے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔یہ آپ کی سب سے بڑی کرامت ہے۔

لڑکا عطا ہونا اور دل کی بیماری سے نجات ملنا:

پاکستان کے معروف خطیب سید فدا حسین شاہ صاحب حافظ آبادی کا بیان ہے کہ میرے ہاں مسلسل تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ایک دن میں نے حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالی کی خدمت میں عرض کیا: حضور! اللہ تعالی نے مسلسل تین بیٹیاں عطا فرمائی ہیں۔آپ نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ شاہ صاحب! اللہ تعالی لڑکا بھی عطا فرمائے گا۔چنانچہ اللہ تعالی نے مجھے لڑکا عطا فرمایا جس کا نام سید محمد حسن المجتبیٰ رکھا گیا۔لڑکا اچانک بیمار ہو گیا مقامی ڈاکٹروں سے رابطہ قائم کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ لڑکے کے دل میں سوراخ ہے لہٰذا اس کا علاج کروانا شروع کر دیا۔اسی دوران ایک دن حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالی کی خدمت میں حاضر ہوا اور لڑکے کی پریشانی کے بارے میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا: اس کو کچھ نہیں ہوگا اللہ تعالی مہربانی فرمائے گا۔ایسا ہی ہوا کہ آرام وصحت یابی ہوگئی۔وہ لڑکا اب بھی صحت مند ہے۔

لڑکا پیدا ہونا:

ڈاکٹر محمد اکبر صاحب شرقپوری کا بیان ہے کہ میری شادی کو گیارہ سال کا عرصہ گزر چکا تھا لیکن اولاد

سے محروم تھا۔ایک دن میں نے حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: حضور! اللہ تعالیٰ نے اولاد سے نہیں نوازا۔آپ نے دعا کی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا۔اللہ تعالیٰ نے مجھے نرینہ اولاد عطا فرمائی۔حضرت مولانا قاری محمد اصغر صاحب مدرس ''جامعہ حضرت میاں صاحب'' کا بیان ہے کہ بچے کی پیدائش سے چندروز قبل حضرت میاں صاحب نے مجھے فرمایا: جاؤ ڈاکٹر محمد اکبر صاحب سے کہو کہ لڈو کھلائے کیونکہ اس کے گھر لڑکا پیدا ہوگا''۔حسب ارشاد میں نے لڈو پیش کر دیئے اور آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لڑکا عطا فرمائے گا''۔اللہ تعالیٰ نے مجھے لڑکا عطا فرمایا جس کا نام محمد ابوبکر رکھا گیا۔اس وقت لڑکے کی عمر پینتیس (35) سال ہے۔

دہی میں برکت ہونا:

اہل اللہ کی توجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کھانے میں برکت ڈال دیتا ہے۔حضرت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر صاحب دامت برکاتہم حضرت علامہ عبدالعزیز نوری صاحب ساکن حویلی لکھا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاں حویلی لکھا میں تشریف لے گئے۔آپ کی خدمت میں ایک پیالہ دہی پیش کیا گیا۔آپ نے وہ دہی پیالوں کے ساتھ حاضرین میں تقسیم فرمانا شروع کر دیا۔تمام حاضرین نے دہی سیر ہو کر کھایا لیکن پیالے کا دہی کم نہیں ہوا۔

ٹیوب ویل درست ہونا:

صوفی محمد ابراہیم صاحب ساکن چک 86-6R نزد ساہیوال کا بیان ہے کہ ہم ٹھیکے پر زمین لے کر کاشت کرتے تھے۔ہمارا ٹیوب ویل خراب ہو گیا۔مالکوں کو درست کرانے کے لیے کئی بار گزارش کی لیکن وہ درست کرانے کے لیے تیار نہ ہوئے جبکہ ہماری کھیتی کا مسلسل نقصان ہو رہا تھا۔ایک دفعہ حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہاں تشریف لائے تو میں نے عرض کیا حضور! ٹیوب ویل خراب ہو گیا ہے دعا فرمائیں کہ یہ کام کرنا شروع کر دے۔آپ نے فرمایا: کہ زمین کے مالک سے کہیں کہ وہ نیا ٹیوب ویل لگا دیں۔میں نے عرض کیا: حضور! وہ نیا ٹیوب ویل لگا کر نہیں دیتے اسی لیے تو دعا کرنے کی درخواست کی ہے۔آپ نے ٹیوب ویل کے پاس کھڑے ہو کر دعا فرمائی تو وہ ٹیوب ویل اسی وقت درست ہو گیا اور کام کرنا شروع کر دیا۔جب تک ہم زمین کاشت کرتے رہے وہ مسلسل کام کرتا رہا اور جب ہم نے زمین چھوڑ دی تو ٹیوب ویل پہلے کی طرح خراب ہو گیا۔جس کے نتیجے میں مالکوں کو نیا ٹیوب ویل لگانا پڑا۔

وصال مبارک

حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ، نے 73 سال کی عمر میں 11 جولائی 1997ء مطابق ۵ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ بروز جمعۃ المبارک تہجد کے وقت سجدہ کی حالت میں وصال فرمایا۔اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ٥

آپ کے برادر اصغر حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کی نگرانی میں مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا عبدالتواب صاحب صدیقی اور حضرت علامہ مولانا قاری غلام عباس صاحب خطیب اعظم نوشہرہ ورکاں نے ہفتہ کی رات کو دو بجے تک غسل اور تجہیز و تکفین کا عمل مکمل کرلیا تھا۔

آپ کے وصال کی خبر ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے وطن عزیز کے طول و عرض میں پہنچ گئی۔ عقیدت مندوں، خدام اور متوسلین کی آمد کا سلسلہ جمعۃ المبارک کے دن ہی شروع ہو گیا۔حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف نے بروز ہفتہ صبح دس بجے نماز جنازہ پڑھائی۔

شرقپور شریف کے تاریخی اور مشہور قبرستان ڈھانوالہ میں حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ میں آپ کے دائیں پہلو میں آپ مدفون ہوئے۔

حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ۵ ربیع الاول کو ہوا۔اب آپ اور حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے عرس مبارک کی تقریبات مشترکہ طور پر ہر سال ۱،۲،۳ ربیع الاول کو حضرت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے زیر اہتمام شرقپور شریف میں منعقد ہوتی ہیں۔

اولادِ امجاد

اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے بے شمار نعمتوں سے نوازا، جن میں سے ایک نرینہ اولاد عطا فرمانا ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے عطا فرمائے۔

صاحبزادگان کا مختصر تعارف سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر میاں رؤف احمد شرقپوری مدظلہ العالی

حضرت صاحبزادہ میاں رؤف احمد صاحب دامت برکاتہم بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ 1949ء میں شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''رؤف احمد'' نام تجویز فرمایا۔ 1954ء میں اپنی تعلیم کا آغاز تعلیم قرآن سے کیا۔ گورنمنٹ ہائی سکول، شرقپور شریف سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ایف۔ اے کے بعد بی۔ اے گورنمنٹ کالج، لاہور سے پاس کیا۔ ایم۔ اے اکنامکس کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔ پھر پنجاب یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی (Ph.D) کی ڈگری حاصل کر کے اپنی تعلیم مکمل کی۔ اپنے والد حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ اس وقت ملک وملت کی خدمت میں مصروف عمل ہیں اور تعلیم کے شعبہ سے منسلک ہیں۔

حضرت صاحبزادہ میاں مرغوب احمد شرقپوری مدظلہ العالی

آپ 1954ء میں شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی نے ''مرغوب احمد'' نام تجویز فرمایا۔ 1960ء میں قرآن مجید کی تعلیم سے آغاز تعلیم کیا۔ گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری ہائی سکول، شرقپور شریف سے 1969ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ والد گرامی حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ اس وقت ''زراعت'' کے کام میں مصروف ہیں۔

حضرت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر شرقپوری دامت برکاتہم

حضرت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر صاحب دامت برکاتہم 1969ء میں شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی قدر حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے

سالارِاعظم سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت سے "محمد ابوبکر" نام رکھا۔ آپ کی طبیعت بچپن ہی سے علم کی طرف مائل تھی۔ 1973ء میں "قرآن مجید" سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ قرآن پاک پڑھنے کے بعد "حفظ قرآن" کا مرحلہ بھی طے کرلیا۔ آپ نے اہلسنت و جماعت کی معروف دینی درسگاہ "جامعہ صدیقیہ" بیرون مستی گیٹ لاہور، میں تجوید وقرات کی تعلیم ملک کے معروف مجود قاری محمد یوسف صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ بانی و ناظم: جامعہ صدیقیہ، بادامی باغ، لاہور سے حاصل کی۔ آپ نے گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول، شرقپور شریف سے میٹرک تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایف۔اے کیا۔ گورنمنٹ ایف سی کالج، لاہور سے بی۔اے کرنے کے بعد ایم۔اے اسلامیات اور ایم۔اے لائبریری سائنس کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے اسلامیات کی ڈگری حاصل کر کے 1994ء میں اپنی تعلیم مکمل کی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم نے اپنے والد محترم حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ ان کی طرف سے شرف خلافت سے بھی نواز دیے گئے ہے۔ آپ کے دست اقدس پر ہزاروں لوگ شرف بیعت حاصل کر چکے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ حافظ وقاری میاں محمد ابوبکر صاحب دامت برکاتہم نے وابستگان آستانہ عالیہ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے "انجمن غلامان شیرِ ربانی وثانی صاحب" کے نام سے ملک گیر تنظیم کی بنیاد رکھی۔ چونکہ اس تنظیم کی بنیاد خلوص سے رکھی گئی تھی، اس لیے یہ انجمن تحریک کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ "تحریک غلامانِ شیرربانی وثانی صاحب" کے زیر اہتمام ملک بھر میں دینی اجتماعات منعقد کئے جاتے ہیں مثلاً عید میلاد النبی ﷺ، معراج النبی ﷺ، محفل نعت، یوم سیدنا صدیق اکبر، یوم غوث اعظم، یوم شیر ربانی، یوم حضرت ثانی صاحب اور یومِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ آپ ان محافل کی صدارت فرماتے ہیں۔

سلسلہ رشد وہدایت کا آغاز:

حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے 1986ء میں سلسلہ رشد وہدایت کا آغاز فرمایا۔ جناب عبدالستار صاحب ہنجر وال (لاہور) اور جناب عبدالغفار صاحب لاہور دونوں حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرف بیعت حاصل کرنے کی غرض سے شرقپور شریف میں حاضر ہوئے۔ آپ نے حضرت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو بیعت کرنے کا حکم دیا: تعمیل ارشاد میں آپ نے مذکورہ دونوں اشخاص کو بیک وقت بیعت کیا اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل فرمایا۔ گویا جناب عبدالستار صاحب اور جناب عبدالغفار صاحب دونوں کو حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی کے پہلے

مرید ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

مریدین کے لیے خصوصی پیغام:

حضرت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ایک نشست میں متوسلین، مریدین اور عقیدتمندوں کے نام پیغام دیتے ہوئے فرمایا:

''حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور حضرت مجدد الف ثانی علیہما الرحمہ کے بعد حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریک احیاء سنت نبوی ﷺ کے لیے سب سے زیادہ عملاً کام کیا ہے۔ لہٰذا مریدین کو چاہئے کہ وہ ان اکابر کی تعلیمات کو سمجھیں، عمل کریں اور تحریک احیاء سنت مصطفی ﷺ کی اشاعت وترویج کے لیے عملی کوشش جاری رکھیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر جب احیاء سنت اور اس پر عمل پیرا ہونے کی تاحیات تلقین فرماتے رہے تو فرائض و واجبات کی پابندی تو ظاہر ہے بہر صورت کرنا ہو گی۔ لہٰذا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی مکمل طور پر بجا آوری ضروری ہے۔ مختصر یہ کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ (کثر ہم اللہ تعالیٰ) کا سب سے بڑا پیغام قرآن، حدیث اور فقہ حنفی کے احکام ومسائل سے آگاہ ہونا اور ان پر مکمل طور پر عمل کرنا ہے۔''

اشاعت دین وسلسلہ کے لیے اقدامات:

حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اشاعت دین اور اشاعت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے حوالے سے ایک نشست میں پُر مغز گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

حضرت شیر ربانی شرقپوری، حضرت ثانی صاحب اور حضرت شبیہ شیر ربانی رحمھم اللہ تعالیٰ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اشاعت کے سلسلہ کو بام عروج تک پہنچائیں گے۔ چنانچہ آپ نے جامعہ حضرت میاں صاحب کی نشاۃ ثانیہ کے لیے سعی فرما کر، جامع مسجد حضرت میاں صاحب شرقپور شریف میں خطبات جمعۃ المبارک کا سلسلہ شروع فرما کر، یوم شیر ربانی، یوم صدیق اکبر، محافل گیارہویں شریف، محافل میلاد النبی ﷺ، محافل معراج النبی ﷺ، عرس شیر ربانی وثانی دیگر اسلامی تقریبات کے انعقاد کے علاوہ (کتاب) شبیہ شیر ربانی، فضائل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور حقائق (عقائد پر عمدہ کتاب) کتب شائع کر کے عملی طور پر اپنے مشن کا آغاز ... اس طرح متوسلین اور مریدین پر بھی شرعی اور اخلاقی ذمہ داری عائد

ہوتی ہے کہ آپ سے ہر ممکن معاونت کی کریں۔

اہم دلی خواہش:

حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ایک نشست میں اپنی اہم دلی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا

ہماری خواہش ہے کہ وطن عزیز میں مکمل طور پر نفاذ نظام مصطفی ﷺ ہوتا کہ حصول پاکستان کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے۔علاوہ ازیں تعلیمات مجدد الف ثانی اور تعلیمات شیرِ ربانی علیہما الرحمہ (جس کی بنیاد قرآن، حدیث اور فقہ حنفی پر ہے) کی ترویج واشاعت عالمی سطح پر ہوتا کہ موجودہ بے دینی قوتوں اور جہالت کا باحسن وجوہ خاتمہ ہو سکے اور انسان کے تزکیہ نفس کی راہ ہموار ہو سکے۔"

اولادامجاد:

اولاد اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔حضرت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے جملہ متوسلین اور خدام روحانی طور پر اولاد کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن آپ کی حقیقی اولاد ایک صاحبزادی اور دو صاحبزادے ہیں صاحبزادگان کے نام یہ ہیں: ☆ حضرت صاحبزادہ میاں عزیز الدین ☆ حضرت صاحبزادہ میاں محمد عبدالرحمٰن۔اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت میں رکھے اور عمر دراز فرمائے۔آمین!

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی وثانی صاحب شرقپوری رحمہما اللہ تعالیٰ کے علم و فضل اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔اور آپ کو "مظہر اتم غلام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ" بنائے آمین۔ثم آمین۔

فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ، شرقپور شریف

ولادت باسعادت:

فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ 23 فروری 1933ء مطابق ۲۷ شوال ۱۳۵۱ھ بروز جمعرات صبح صادق کے وقت حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔

آپ کی پیدائش کے وقت حضرت ثانی صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نماز فجر کی ادائیگی کے لئے مسجد میں تشریف فرما تھے۔ نماز سے فارغ ہوکر جب آپ گھر تشریف لائے تو دائی مائی گاماں (غلام فاطمہ زوجہ رحیم بخش) نے بچے کی پیدائش کی خوشخبری سُنائی۔

یہ خبر سُنتے ہی آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے کھل گیا۔ مائی غلام فاطمہ نے آپ کے حضور بچہ پیش کرتے ہوئے کہا: حضور! میرے شہزادے پیر کے کانوں میں اذان کہیں اور گھٹی دیں۔ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مائی غلام فاطمہ کو دوسرے تحائف کے علاوہ -/60 روپے نقدی بھی دی اور دوسرے دن رحیم بخش ماچھی کو -/25 روپے نقدی عنایت فرمائی۔

نام اور تسمیہ

کسی عورت نے حضرت ثانی صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: ''یہ بچہ تو جمیل (خوبصورت) ہے'' آپ نے فرمایا کہ: جمیل تو صرف احمد کی ذات ہے۔ چنانچہ جمیل اور احمد کو ملا کر شہزادے کا نام ''جمیل احمد'' رکھا گیا۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم واقعی اسم با مسمّٰی (مظہر جمال احمد ﷺ) ہیں۔

سنت مصطفوی ﷺ کے مطابق نومولود شہزادے کی ولادت باسعادت کے ساتویں روز عقیقہ کیا گیا اور ختنہ کیا گیا۔ آپ کا ختنہ لالہ غلام محمد حجام نے کیا۔ یہی لالہ غلام محمد حجام حضرت شیرِ ربانی اور ثانی صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کی حجامت بھی بنایا کرتے تھے۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے تعلیم کا آغاز قرآن پاک سے کیا۔ سات سال کی عمر میں مولانا محمد علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے قرآن مجید ناظرہ پڑھ لیا۔ قرآن مجید ناظرہ مکمل کرنے کے بعد آپ نے علوم اسلامیہ کا آغاز کر دیا۔ والد محترم حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے شیخ سعدی شیرازی کی مشہور زمانہ کتب گلستان اور بوستان باقاعدگی سے پڑھنا شروع کر دیں۔ مذہبی کتب فارسی، عربی اور اُردو کا مطالعہ جاری رکھا۔ اسی ذوق نے آپ کو تصانیف کے میدان میں داخل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ 1940ء میں سات سال کی عمر میں اسلامیہ پرائمری سکول، شرقپور شریف میں داخلہ لیا۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر محمد احمد خان تھے جو باریش ہونے کے ساتھ ساتھ صوم وصلوٰۃ کے پابند بھی تھے۔ یہ وہ دور تھا کہ سکولوں میں ہندو اور مسلمان اساتذہ مشترکہ طور پر کام کرتے تھے لیکن "اسلامیہ پرائمری سکول" کی یہ امتیازی خصوصیت تھی کہ اس میں صرف مسلمان اساتذہ کی تقرری ہوتی تھی۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم کو فخر حاصل ہے کہ آپ کے تمام اساتذہ مسلمان تھے۔15

آپ عام بچوں کی طرح گلی کوچوں اور بازاروں میں گھومنا پھرنا ہرگز پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ سکول سے چھٹی ہونے پر فوراً گھر تشریف لے آتے اور اپنی تعلیم میں مصروف ہو جاتے۔ 1944ء میں نمایاں پوزیشن میں پرائمری کا امتحان پاس کیا اور گورنمنٹ ہائی سکول، شرقپور شریف میں داخلہ لیا۔

بچپن کی عادات واطوار:

آپ کا بچپن عام لڑکوں سے بالکل مختلف تھا۔ قیمتی وقت ضائع کرنا، شرارتیں کرنا، لڑائی جھگڑا کرنا، گالی گلوچ وغیرہ عادات سے آپ کو سخت نفرت تھی اس لئے ایسے امور سے ہمیشہ دُور رہے ہیں۔ اپنے اساتذہ کا دلی احترام کرتے اور ان کی فرمانبرداری کرتے۔ پورے زمانہ تعلیم کے دوران کسی استاد کو آپ سے کبھی شکایت نہیں ہوئی۔

فن طب کا حصول:

آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد اپنی خاندانی روایت برقرار رکھتے ہوئے "طبیہ کالج" لاہور میں داخلہ لیا۔ آپ نے دوسرے فنون میں مہارت کے ساتھ ساتھ "طب" میں بھی مہارت تامہ حاصل کی۔

15- [illegible] شرقپوری ص22

اساتذہ کرام:

آپ کے جملہ اساتذہ کا علم نہیں ہو سکا تاہم چند کے نام یہ ہیں: ☆ حضرت میاں غلام اللہ المعروف حضرت ثانی صاحب ☆ شیخ محمد عثمان قصوری ☆ مرزا محمد طاہر بیگ رحمہم اللہ تعالیٰ

شرفِ بیعت:

آستانہ عالیہ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کسی تعارف کا محتاج نہیں اس آستانہ سے ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ وابستہ ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم نے حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے برادر اصغر اور اپنے والدِ گرامی حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرفِ بیعت حاصل کیا۔16

شفقتِ پدری:

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے جملہ متوسلین، عقیدتمندوں اور مریدوں سے ہمیشہ حسنِ اخلاق کا برتاؤ فرماتے۔ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی جو نظرِ کرم اپنے صاحبزادگان بالخصوص حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم پر تھی، اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔

تصانیفِ مبارکہ:

آپ صاحبِ تصنیف بزرگ ہیں۔ آپ تصنیف و تالیف کی اہمیت کو خوب جانتے ہیں اور صاحبِ تصنیف علماء کرام کا احترام کرتے ہیں۔ عوام الناس کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے بہت سی کتابیں تالیف فرمائیں اور شائع کروا کر تقسیم فرمائیں۔ چند مشہور تصانیف کے نام یہ ہیں:

☆ مسائل نماز ☆ عربی گرائمر ☆ تذکرہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ☆ ارشاداتِ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ ☆ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ (دو جلد) ☆ تذکرہ شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ ☆ مجدد الف ثانی تین جلد ☆ مسلکِ مجدد

علم و علماء سے محبت:

آپ صاحبِ علم ہیں اس لئے علم و علماء کی قدر کرتے ہیں اور ان کا مقام پہچانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کرام سے آپ کے گہرے تعلقات ہیں۔ ماہرِ رضویات مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

16- حازم محمد احمد عبدالرحیم محفوظ، علامہ: میاں جمیل احمد شرقپوری ص22

متوفی 2008ء، حضرت علامہ محمد بخش مسلم، محقق اہلسنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری، مولانا محمد اکرام مجددی، حضرت مولانا غلام محمد ترنم، مولانا محمد عمر اچھروی، سید فیض الحسن شاہ آلومہار شریف، شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی رحمہم اللہ تعالیٰ آپ کے احباب میں سے تھے۔

حُسنِ اخلاق:

آپ بے شمار خوبیوں کے مالک اور نہایت درجہ کے حلیم الطبع ہیں اور سب سے بڑی نمایاں خوبی یہ ہے کہ مہمان نوازی میں سنت مصطفوی ﷺ کے مطابق خاطر و تواضع کیے بغیر جانے نہیں دیتے۔ تکبر و غرور جیسی بیماریوں سے آپ کو سخت نفرت ہے۔ عاجزی وانکساری اوڑھنا بچھونا ہے۔ اپنے حلقہ ارادات میں انکساری اور حسن اخلاق کا درس دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مریدین، متوسلین اور عقیدتمندوں میں بھی یہ اوصاف نمایاں ہیں۔ بیماروں کی عیادت کرنا، بے کسوں کا سہارا بننا، مفلسوں کی اعانت کرنا، جنازے میں خود شرکت کرنا، غلطی پر مؤاخذہ نہ کرنا اور ہر ایک سے شفقت و محبت کا برتاؤ کرنا آپ کی عادات و معمولات میں شامل ہیں۔

انکساری:

آپ عاجزی وانکساری کی تصویر ہیں۔ کسی کے منہ سے اپنی تعریف سُننا پسند نہیں کرتے۔ اگر کوئی مرید یا عقیدتمند ایسا کرنے کی کوشش کرے تو فوراً سختی سے ٹوک دیتے ہیں۔ ایک دن مرشد کامل کے سلسلے میں گفتگو شروع ہوگئی تو آپ نے مخصوص انداز میں فرمایا:

> ''ہم کون سے مرشد کامل ہیں۔ بس سائیں ایک خادم کی حیثیت سے بٹھا گئے ہیں اور آنے والوں کو دال چپاتی کھلا چھوڑتا ہوں۔ مرشد کامل تو وہ ہوتا ہے کہ جو اس کے پاس مرید ہونے کو آئے اپنی نظر باطن سے اس کے سینہ سے تمام کدورت، زنگار، حسد اور گناہ کرنے کی خواہش کو صاف کر دے۔ پھر اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے اور خدا تک پہنچا دے۔''

ایک مدرس کی حیثیت سے:

اسلامی معاشرے میں استاد کو نمایاں مقام حاصل ہے کیونکہ اس کی کاوشوں سے اسلامی قوانین کی معرفت، تجربہ اور ان پر عمل پیرا ہونے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ استاد کی کوششوں سے انسان حیوانات سے ممتاز اور فرشتوں سے افضل بن جاتا ہے۔ ہر نبی علیہ السلام خود اپنے وقت کا بہترین مدرس (استاد) رہا ہے۔ تمام اولیاء کرام اپنے حلقۂ ارادات میں مدرس کی حیثیت سے قرآن، حدیث، فقہ اور تصوف کا درس دیتے رہے۔

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم بھی ایک بہترین تجربہ کار مدرس ہیں۔ آپ حلقہ ارادات میں قرآن، حدیث، فقہ اور تصوف کا درس دیتے رہتے ہیں۔ آپ کی کوشش ہوتی ہے کہ آنے والا مہمان عملی طور پر کچھ سیکھ کر جائے۔ آپ مریدین کے علاوہ ''دارالمبلغین حضرت میاں صاحب'' کے طلباء کو بھی بعض اوقات سبق پڑھاتے ہیں۔

جناب ماسٹر محمد انور قمر شرقپوری کا بیان ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم نے ''دارالمبلغین حضرت میاں صاحب'' کے طلباء کو خوشخطی سکھانے کے لئے مجھے مقرر فرمایا۔ میں سکول وقت سے قبل ان کو خوشخطی کی اصلاح کے فرائض انجام دیتا رہا ہوں۔ میں نے خود دیکھا کہ حضرت قبلہ فخر المشائخ دامت برکاتہم طلباء کو فارسی کی مشہور زمانہ کتب ''گلستان'' اور بوستان'' وغیرہ پڑھا رہے ہیں۔

خوانِ جمیل:

ہر انسان اپنی ہمت و طاقت کے مطابق اپنا دستر خوان بچھاتا ہے۔ کسی کا دستر خوان احباب اور عوام الناس کے لئے ہفتہ میں ایک بار بچھتا ہے، کسی کا مہینے میں ایک بار اور کسی کا سال میں ایک بار بچھتا ہے لیکن فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم کا دستر خوان کسی مقام یا زمانہ سے مقید نہیں ہے بلکہ ہر وقت اور ہر ملک میں بچھا ہوا ہے۔ یہ ہر روز اور ہر ملک میں بچھنے والا دستر خوان دراصل ''خوانِ شیرِ ربانی'' ہے۔ ''شیرِ ربانی دستر خوان'' شرقپور شریف، اسلام آباد، کراچی، لاہور، مدینہ طیبہ، ترکی، عراق، لندن اور دوسرے ممالک میں بچھا ہوا ہے۔ اس دستر خوان سے خواص و عوام مسلم و غیر مسلم سب مستفید ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔ اسی خوان کی بدولت بے شمار بیماروں کو صحت یابی ہوئی اور ہزاروں افراد کی تقدیریں بدل گئیں۔ جو شخص ایک بار اس دستر خوان پر بیٹھتا ہے اس کی دلی خواہش ہوتی ہے اسے یہ سعادت پھر حاصل ہو۔

حلیہ مبارک:

آپ کا قد مبارک دراز، چہرہ مبارک پر رونق، آنکھیں موٹی لیکن جھکی ہوئیں، پیشانی کشادہ و بارعب، بینی مبارک بلند، گفتار میں نرمی لیکن اللہ تعالیٰ اور مصطفےٰ کریم ﷺ کی رضاء کے لئے کسی موقعہ پر جلالت غالب آجاتی ہے۔ قدرتی حسن و جمال خواص و عوام کو دعوت نظارہ دیتا ہے۔

لباس مبارک

قرآن مجید میں اطاعت رسول ﷺ کو اطاعت الٰہی قرار دیا گیا ہے بلکہ اطاعت الٰہی اطاعت مصطفےٰ

ﷺ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔حضور انور ﷺ کی ایک سنت پر عمل کرنے سے سو شہید کا ثواب ملتا ہے۔حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم نہ صرف عاشق رسول ﷺ ہیں بلکہ فنافی الرسول ﷺ ہیں۔آپ کی نشست و برخواست ،گفتار،رفتار،سونا ،جاگنا،کھانا تناول فرمانا،پانی نوش کرنا ،لباس،پاؤں میں جوتے،سر پر عمامہ اور ٹوپی،جبہ مبارک اور پاجامہ سنت کے عین مطابق ہے۔

مذہبی خدمات

حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم کی مذہبی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے جس کا سطور ذیل میں مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

''دارالمبلغین حضرت میاں صاحب'' کا قیام:

شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریک احیاء سنت مصطفیٰ ﷺ کی بنیاد رکھی۔اس تحریک کو مزید ترقی کی شاہراہ پر گامزان کرنے کے لیے حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم نے 1960ء میں شرقپور شریف میں ''دارالمبلغین حضرت میاں صاحب'' کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ کی بنیاد رکھی۔جس میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے کے لئے مستند اور تجربہ کار اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔اس ادارہ میں قرآن،حدیث،تفسیر،فقہ،اصول حدیث،اصول فقہ،منطق،فلسفہ،نحو،ادب اور لغت وغیرہ علوم وفنون کی تعلیم دی جاتی ہے۔اس ادارہ سے ہزاروں حفاظ اور علماء نے فیض حاصل کیا اور دُنیا بھر میں علم وعرفان کی روشنی پھیلانے میں مصروف عمل ہیں۔''دارالمبلغین حضرت میاں صاحب'' کے چند مشہور ترین اساتذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں:

☆ حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور صاحب،پرنسپل جامعہ فاروقیہ رضویہ،باغبانپورہ،لاہور ☆ استاذ العلماء مفتی مزمل حسین شاہ صاحب،پرنسپل جامعہ حسینیہ،سید پورہ،لاہور ☆ حضرت مولانا اکبر علی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ،سابق سفیر دارالمبلغین حضرت میاں صاحب ،شرقپور شریف ☆ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالغفور الوری صاحب،پرنسپل جامعہ فیاض العلوم،رائیونڈ،ضلع لاہور ☆ حضرت مولانا منصب علی صاحب شرقپوری ☆ حضرت مولانا محمد شریف صاحب،ملتان شریف

''جامعہ حضرت شیرِ ربانی برائے طالبات'' کا قیام:

''دارالمبلغین حضرت میاں صاحب'' میں صرف لڑکوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا جاتا تھا۔اس لئے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ شرقپور شریف میں طالبات کے لئے کوئی ادارہ قائم کیا جائے۔حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم نے 1993ء میں ''جامعہ حضرت شیرِ ربانی برائے طالبات'' کی بنیاد رکھ کر اس ضرورت کو پورا کر دیا۔دارالمبلغین حضرت میاں صاحب کی طرح اس ادارہ کی بنیاد خلوص اور للہیت سے رکھی گئی تھی اس ادارہ کو بھی بطفیل مصطفےٰ ﷺ دن دوگنی رات چوگنی ترقی حاصل ہوئی۔اس میں طالبات کو حفظ قرآن، قرأت وتجوید اور عالمہ فاضلہ کے نصاب کے علاوہ دیگر علوم وفنون کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے۔

عرسِ شیرِ ربانی اور عرسِ ثانی صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کا اہتمام:

بزرگانِ دین کا عرس دراصل ایصالِ ثواب کی محفل ہوتی ہے۔علاوہ ازیں ایسی محفل تبلیغ دین اور تعلیم وتربیت کا بھی ذریعہ ہوتی ہے۔فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم شرقپور شریف میں سال میں تین عرس منعقد کرتے ہیں۔پہلا عرس حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے جو ہر سال ۱،۲،۳ ربیع الاوّل شریف کو منعقد ہوتا ہے۔اس موقعہ پر آنے والے ہزاروں افراد کے لئے قیام وطعام کا معقول انتظام کیا جاتا ہے۔عرس مبارک کے دوران حسن قرأت، نعت خوانی اور تقاریر علماء کرام کا اہتمام ہوتا ہے۔دوسرا عرس مبارک حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے یہ عرس ہر سال 18-17 اکتوبر کو شرقپور شریف میں منعقد ہوتا ہے جس میں ملک کے طول وعرض سے ہزاروں عقیدتمند شرکت کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔تیسرا عرس مبارک حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

عرسِ شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا انعقاد اسلام آباد میں:

آپ کی طرف سے ''عرسِ شیرِ ربانی'' کا اہتمام صرف شرقپور شریف تک محدود نہیں ہے بلکہ اسلام آباد اور دوسرے مقامات پر بھی منعقد کیا جاتا ہے۔اسلام آباد میں ہر سال مئی کی پہلی جمعرات اور جمعہ کو ''عرسِ شیرِ ربانی'' منعقد کیا جاتا ہے۔اس موقعہ پر علماء کرام تعلیمات شیرِ ربانی اور سیرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہیں۔

تحریک یوم مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا آغاز کرنا:

حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم کا خیال ہے کہ بزرگانِ دین کے ایام منانا کوئی گھاٹے کی بات

نہیں ہے بلکہ اس میں فوائد ہی فوائد ہیں۔ آپ یہ بات صرف دوسروں کو ہی نہیں کہتے بلکہ خود بھی اس پر عمل پیرا ہیں۔ کہیں آپ یوم شیرِ ربانی منا رہے ہیں تو کہیں یوم ثانی صاحب، کہیں یوم صدیق اکبر منا رہے ہیں تو کہیں یوم نقشبند اور یوم مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا انعقاد کرتے ہیں۔ آپ نے 1960ء میں ''یوم مجدد الف ثانی'' کا آغاز شیخوپورہ سے کیا۔ ''تحریک یوم مجدد الف ثانی'' کے اس ضلع سے آغاز کرنے کی مندرجہ ذیل وجوہات ہوسکتی ہیں:

☆ یہ مسکن و مدفن شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ضلع ہے۔ ☆ شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا پیر خانہ کوٹلہ شریف اسی ضلع میں واقع ہے۔ ☆ حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم کا مولد و مسکن بھی یہی ضلع ہے۔
☆ اس شہر کو شیخو بابا (شیخوپورہ آباد کرنے والے بزرگ) نے آباد کیا تھا۔

علاوہ ازیں آپ عید میلاد النبی ﷺ، یوم صدیق اکبر، یوم عمر فاروق، یوم عثمان غنی، یوم علی، یوم امام حسن، یوم امام حسین، یوم امام اعظم، یوم غوث اعظم اور یوم خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمھم اللہ تعالیٰ کی تقریبات کا بھی عقیدت و محبت سے اہتمام فرماتے ہیں۔ نیز آپ کی اپیل پر لاہور، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، سیالکوٹ، راولپنڈی، پشاور، جہلم، میاں چنوں، اوکاڑہ، ملتان، ڈیرہ غازی خان، فاروق آباد، میر پور خاص، خانیوال، حافظ آباد، سکھر، بہاولپور، حیدرآباد، کراچی، فیصل آباد، آزاد کشمیر، جڑانوالہ، گجرات، قصور اور شرقپور شریف میں عوام اہلسنت یہ ایام مناتے ہیں۔

یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انعقاد کرنا:

آپ جہاں دوسرے بزرگان دین کے ایام منانے کا اہتمام کرتے ہیں وہاں قافلہ نقشبندیہ کے بانی و سالارِ اعظم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ اور کارہائے نمایاں سے عوام الناس کو روشناس کرانے کے لئے ہر سال ''یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' کا انعقاد کرتے ہیں اور اپنے عقیدتمندوں کو منعقد کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ''یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' بھی ملک کے گوشے گوشے میں منایا جاتا ہے۔ دراصل ابتداً تو حضرت صاحبزادہ دامت برکاتہم نے ''یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' منانے کا اہتمام کیا تھا لیکن بعد میں ''یوم صدیق اکبر'' تحریک میں تبدیل ہوگیا۔ اس طرح یوم مجدد الف ثانی کی طرح اس تحریک کے بانی بھی آپ ہی ہیں۔

ماہنامہ ''نور اسلام'' کا اجراء:

آپ صاحب علم ہستی ہیں، اس لیے علماء، تبلیغ دین اور قرطاس و قلم کی اہمیت کو خوب جانتے ہیں۔ آپ

کے خیال کے مطابق کتب و رسائل کی فراہمی تبلیغ دین کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر آپ نے حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیر سرپرستی 1951ء میں ماہنامہ ''نور اسلام'' شرقپور شریف کا اجراء فرمایا۔ زمانہ کے نشیب و فراز کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تا حال یہ رسالہ جاری و ساری ہے۔ یہ رسالہ درس قرآن، درس حدیث، فقہی مسائل، حالاتِ بزرگان دین، افکار شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر اخلاقی و تربیتی مضامین پر مشتمل ہوتا ہے۔ آپ کی ادارت میں کئی ایک نمبر بھی شائع ہوئے جن میں سے چند یہ ہیں:

☆ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نمبر ☆ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نمبر ☆ اولیاء نقشبند نمبر (۲ جلد) ☆ مجدد الف ثانی نمبر (۳ جلد) ☆ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نمبر ☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نمبر ☆ گولڈن جوبلی نمبر (۳ جلد) اور جہان شیرِ ربانی نمبر زیر ترتیب ہے جو کئی جلدوں پر مشتمل ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ کا یہ رسالہ آمدن کا ذریعہ نہیں بلکہ تبلیغ دین کا حصہ ہے۔

مکتبہ نورِ اسلام کا قیام:

موجودہ مادی دور میں تبلیغ کا بہترین ذریعہ معیاری کتب کی فراہمی ہے۔ چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے شرقپور شریف میں ''مکتبہ نور اسلام'' کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم فرمایا۔ اس ادارہ کے زیر اہتمام مفید ترین کتب شائع کی گئیں۔ ادارہ کی طرف سے شائع کردہ چند مشہور کتب کے نام یہ ہیں:

☆ تائید اہلسنت ☆ عربی گرامر ☆ خزینہ معرفت ☆ ارشادات مجدد ☆ مسلک مجدد ☆ تذکرہ اولیاء نقشبند ☆ نماز ☆ تذکرہ شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ ☆ منبع انوار ☆ تذکرہ مجدد الف ثانی ۳ جلد اور ☆ تذکرہ حضرت میاں غلام اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

مندرجہ بالا کتب کے علاوہ آپ کے زیر اہتمام اس ادارہ سے کیلنڈر، بینرز، نقشہ جات (افطاری و سحری) اور تعلیمات مجدد کے اقتباسات پر مشتمل پوسٹرز لاکھوں کی تعداد میں شائع کر کے ملک کے گوشے گوشے میں ارسال کیے گئے اور کیے جارہے ہیں۔

لاہور میں کاشانۂ شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا حصول:

آپ عاشق رسول ﷺ ہیں۔ اسلیے ہمہ وقت اور ہر جگہ ذکر مصطفیٰ ﷺ اور ذکر اولیاء کے ترانوں کی آواز سُننا چاہتے ہیں۔ محفل میلاد، محفل ایصال ثواب، محفل قرآن خوانی، محفل نعت خوانی اور تقاریر علماء کرام وغیرہ کے انعقاد کے لئے داتا کی نگری لاہور میں حضرت داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک سے چند

قدم کے فاصلے پر آپ نے ایک عمارت حاصل کی ہے جس میں ایصالِ ثواب کی مختلف تقاریب کا انعقاد ہوتا رہتا ہے۔اس عمارت کا نام ''کاشانۂ شیرِ ربانی'' رکھا گیا ہے۔ ہر جمعرات اور جمعۃ المبارک کو بعد نماز مغرب'' کاشانۂ شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ'' میں آپ کی سرپرستی میں محفلِ میلاد اور ختم خواجگان کی تقریبات کا انعقاد ہوتا ہے۔اس میں علماء، مریدین اور عقیدتمندوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ان کے قیام و طعام کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

''رباطِ شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ'' کی تعمیر:

حضرت فخر المشائخ دامت برکاتہم کو اولیاء اللہ اور رسول اعظم ﷺ سے والہانہ عقیدت ومحبت اور عشق ہے۔ایک زمانہ تک آپ سال کا اکثر حصہ دیارِ مصطفےٰ ﷺ میں گزارتے تھے اور مدینہ طیبہ میں سرکار مدینہ ﷺ کی محفل نعت کی تقریب کا روزانہ انتظام فرماتے جس میں قراء، نعت خوان، علماء کرام اور عوام اہلسنت محبت وعقیدت سے شرکت کرتے۔آپ نے تقاریب کے انعقاد کے لئے مدینہ طیبہ میں اراضی حاصل کر کے''رباط شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ'' کے نام سے عمارت تعمیر فرمائی۔جس میں مہمانوں کے قیام و طعام کا وسیع پیمانے پر انتظام کیا جاتا ہے۔مدینہ طیبہ میں ''رباطِ شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ'' کی تعمیر آپ کی حضور انور ﷺ سے عشق ومحبت کی واضح اور بین دلیل وعلامت ہے۔

جلسوں کی صدارت کرنا:

حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم کا علماء کرام سے گہرا تعلق ہے اس لئے علماء کرام آپ کی سرپرستی میں دینی، ملی اور مذہبی کام کرنا سعادت تصور کرتے ہیں۔کراچی سے لے کر خیبر تک وطن عزیز کے گوشے گوشے میں منعقد ہونے والی محافل، تقریبات، جلسوں اور کانفرسوں کی آپ سرپرستی اور صدارت فرماتے ہیں۔اجتماعات میں اپنے صدارتی خطاب کے دوران بزرگان دین کے ایام منانے، محفل میلاد منعقد کرنے، قرآن وسنت کا مطالعہ کرنے، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکتوبات کا مطالعہ کرنے، حقوق اللہ وحقوق العباد کا خیال رکھنے اور نماز پنجگانہ کی پابندی کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔

مبلغ اسلام کی حیثیت سے:

حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم ممتاز عالم دین اور بین الاقوامی مبلغ اسلام ہیں۔آپ کے خطبات کا دائرہ پنجاب یا پاکستان تک محدود نہیں بلکہ ترکی، عراق، لندن، مدینہ طیبہ اور دوسرے ممالک تک

پھیلا ہوا ہے۔آپ کا خطاب پُر تاثیر، پُر محبت اور تربیتی امور کے حوالے سے ہوتا ہے۔آپ کئی سال تک ''جامعہ مسجد شیرِ ربانی'' وسن پورہ لاہور میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔آپ کی تبلیغی کوششوں سے کئی لوگوں نے اسلام قبول کیا اور ہزاروں لوگوں کے دل کی دنیا تبدیل ہوگئی جو اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے لگے۔

پیرِ طریقت کی حیثیت سے:

''آستانہ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ'' تمام دُنیا میں متعارف ہے۔حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم نے اپنے والد بزرگوار حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے طریقے کے مطابق بتانے کا سلسلہ شروع فرمایا۔جب حلقہ مریدین میں جلوہ افروز ہوتے ہیں تو حاضرین پر خاص کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔پہلی بار آنے والا عقیدتمند آپ کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

پاسبانِ شریعت کی حیثیت سے:

آپ کا ہر عمل شریعت مطہرہ کے مطابق ہوتا ہے۔جس آستانہ سے حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے احیاء السنہ کی تحریک کا آغاز فرمایا، آپ اس کے امین و وارث ہیں۔حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح آپ بھی بے پردہ عورتوں سے سخت نفرت فرماتے ہیں بلکہ ہر خلاف سنت کام سے پرہیز کرتے ہیں اور دوسروں کو ''سنت مصطفوی ﷺ'' اپنانے کی تلقین فرماتے ہیں۔آپ کے باصفا مریدین میں سنت مصطفوی ﷺ کی عملی کیفیت دیکھی جا سکتی ہے۔

پاسبانِ مسلک اہلسنت کی حیثیت سے:

مسلک اہلسنت کی حقانیت پر قرآن و حدیث میں روز روشن سے بھی زیادہ واضح دلائل موجود ہیں۔کیونکہ یہ مسلک صحابہ، تابعین، تبع تابعین، علماء ربانی اور اولیاء کرام کا مسلک و مشرب ہے۔حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم اسلاف (اہلسنت) کے مسلک کے پیروکار ہیں۔آپ خود مسلک اہلسنت کے حامی اور دوسروں کو اس مسلک کی خوبیاں بیان فرما کر اس پر ڈٹے رہنے کی تلقین فرماتے ہیں۔مسلک اہلسنت کی حمایت اور دفاع میں بے شمار کتب چھپوا کر اور بازار سے خرید کر مفت تقسیم فرمائیں۔ان کتب میں سے چند ایک یہ ہیں: ☆ تائید اہلسنت از مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ ☆ طریق النجات ☆ تتمہ معارج النبوت ☆ مسلک مجدد الف ثانی ☆ سوانح بے بہا سیرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ۔ 17

17- حازم محمد احمد عبدالرحیم محفوظ، علامہ: میاں جمیل احمد شرقپوری ص40

دینی مدارس اور مساجد کی سرپرستی:

آپ کا علم وعلماء سے گہرا تعلق ہے۔ مدرسین اور علماء پر آپ نے ہمیشہ دستِ شفقت رکھا ہے۔ آپ کی سرپرستی میں بہت سی مساجد اور مدارس چل رہے ہیں۔ جن مساجد اور دینی مدارس کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ وہ پاکستان تک محدود نہیں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی پائے جاتے ہیں۔ کثیر مدارس اور مساجد کی تعمیر میں آپ نے مالی معاونت فرمائی اور فرما رہے ہیں۔

آپ نے پاکستان میں جو مساجد تعمیر فرمائیں یا مالی معاونت فرمائی ان میں سے بعض کے نام مع پتہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ جامع مسجد شیر ربانی، محلّہ شیر ربانی، شرقپور شریف
☆ جامع مسجد مدینہ شیر ربانی، عقب سول ہسپتال، شرقپور شریف
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، اکبر روڈ، وسن پورہ، لاہور
☆ جامع مسجد شاہ حسین، نارووال
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، غوث پارک، باغبانپورہ، لاہور
☆ جامع مسجد قادریہ شیر ربانی، ۲۱۔ایکڑ سکیم، نیو مزنگ، چمن آباد۔لاہور
☆ جامع مسجد شیر ربانی، ساندہ کلاں، لاہور
☆ جامع مسجد غوثیہ شیرِ ربانی، چونگی امرسدھو، لاہور
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، شاہدرہ ٹاؤن، لاہور
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، موضع گیڈری نزد کھرڑیانوالہ، ضلع فیصل آباد
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، سلطان ٹاؤن، فیصل آباد
☆ جامع مسجد شیر ربانی، محلّہ منیر آباد، گلزار کالونی، فیصل آباد
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، فیصل آباد
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، سمندری، ضلع فیصل آباد
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، چک نمبر ۲۳، ضلع وہاڑی
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، نزد چونگی نمبر ۹، خانیوال روڈ، ملتان
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، گرہ کوڑا، تحصیل ٹانک، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، پھالیہ، ضلع گجرات
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، ۹ چک لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان

☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، چک نمبر ۸، نزد اڈہ تیرہ ہزاری
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، گیا ئیں گجراں، ضلع کوٹلی، آزاد کشمیر
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، سیکٹر ایف ۔ اسلام آباد
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، الامین پلازہ، صدر، راولپنڈی
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، عقب گورا قبرستان، نزد ملٹری ہسپتال روالپنڈی
☆ جامع مسجد شیر ربانی، قلعہ سوجان سنگھ، نزد خانقاہ ڈوگراں، ضلع شیخوپورہ
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، جھبر، ضلع شیخوپورہ
☆ جامع مسجد حضرت شیر ربانی، محلہ رسول پورہ، شیخوپورہ
☆ جامع مسجد شیرِ ربانی، اڈہ شیر پاک، صادق آباد

دینی کتب کی اشاعت وتقسیم:

دورِ حاضر، قرطاس وقلم کا دور ہے۔ اس زمانہ میں لائبریری قائم کرنا، گھر میں کتب رکھنا اور احباب کو مطالعہ کے لئے فراہم کرنا تبلیغ کا مستقل ذریعہ اور حصہ ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم تبلیغ کے اس طریقے میں بھی عملاً حصہ لیتے ہوئے کبھی کتب چھپوا کر اور کبھی بازار سے خرید کر علماء، عقید تمندوں اور عوام الناس میں تقسیم فرماتے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے ''سوانح بے بہا سیرت امام اعظم ابوحنیفہ'' چھپوا کر مفت تقسیم فرمائی۔ جو کتب اور رسائل آپ نے تقسیم فرمائے ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے مندرجہ ذیل کتب بھی مکتبہ نور اسلام، کی طرف سے شائع کر کے مفت تقسیم فرمائیں:

☆ حضرت مجدد الف ثانی اور ان کے ناقدین
☆ المنتخب من المکتوبات
☆ مقامات مقدسہ سرہند شریف
☆ تتمہ معارج النبوت (فارسی)
☆ دی نقشبندیز (انگریزی)
☆ مراۃ المحققین
☆ مختصر حالات شیر ربانی وثانی صاحب
☆ نعتیہ قصیدہ
☆ تذکرہ میاں غلام اللہ شرقپوری
☆ فضائل عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
☆ ماہنامہ نور اسلام
☆ نور اسلام شیرِ ربانی نمبر
☆ ماہنامہ نور اسلام امام اعظم نمبر
☆ ماہنامہ نور اسلام اولیاء نقشبند نمبر ۲ جلد
☆ ماہنامہ نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر ۳ جلد
☆ فضائل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
☆ مختصر حالات مجدد الف ثانی
☆ مسلک مجدد

☆ مقالات یوم مجدد ☆ صدائے حق

☆الجزیة الشوقیة الی الحضرت المجددیة

☆ تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ تذکرہ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (فارسی)

درج ذیل کتب بازار سے خرید کر مفت تقسیم فرمائیں:

☆ خون کے آنسو ☆ تجلیات امام ربانی

☆ رسائل نقشبندیہ ☆ پیران پیر

☆ سیرت حضرت مجدد الف ثانی ☆ مکتوبات امام ربانی

☆ محبت کی نشانی ☆ پروفیسر حاکم علی

☆تفسیر ضیاء القرآن ☆ سیرت حضرت مجدد الف ثانی

مندرجہ ذیل کتب کی اشاعت میں آپ نے مالی معاونت فرمائی:

☆ خزینہ معرفت ☆ تذکرہ حضرت امام اعظم

☆ طریق النجات ☆ خطبات شیرِ ربانی

☆ رشحات عنبریہ ☆ بزم خیر، از زید فاروقی

☆ تاریخ القرآن ☆ حضرت مجدد الف ثانی اور علامہ اقبال

☆ ارشادات مجدد ☆ ماہ و انجم

☆المولد والقیام ☆ حضرت مجدد اینڈ ہر کرنکس

سیاسی وملی خدمات

آپ کی مذہبی خدمات کی طرح سیاسی وملی خدمات کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے۔ سطور ذیل میں آپ کی سیاسی خدمات کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

''سیاست'' کی تعریف مختصر مگر جامع الفاظ میں یوں کی جاسکتی ہے کہ ''معاشرے کے افراد کی بہتری کی سوچ وفکر اور ملک وملت کو چلانے کے لئے پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرنا''۔ یقینی طور پر یہ کام اہل علم، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور نیک لوگوں کا ہے۔ دورِ حاضر میں اگرچہ سیاست کو نظرِ بد سے دیکھا جاتا ہے لیکن ایسی

سوچ غلط ہے۔ کیونکہ اسلام اور سیاست جُدا جُدا نہیں ہیں، یعنی سیاست اسلام سے جدا نہیں ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا:

جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

علاوہ ازیں ہر نبی اپنے وقت کا حکمران اور سیاست دان رہا ہے۔ البتہ جُھوٹ، فریب اور دھوکہ دہی کسی بھی صورت میں دُرست نہیں ہے۔ آپ نے نظام مصطفےٰ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے سیاست میں بھر پور حصہ لیا اور جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی قائدین میں شمار ہوئے۔ 1971ء میں آپ نے جمعیت علماء پاکستان کے ٹکٹ پر حلقہ قصور سے قومی اسمبلی کا الیکشن لڑا۔ آپ کے مدمقابل تین امید وار تھے۔ ایک عارف افتخار، دوسرے احمد رضا قصوری اور تیسرے خواجہ محمد اسلام۔ حضرت میاں صاحب کے جلسوں میں لوگ کثیر تعداد میں شرکت کرتے۔ انتخابی نتائج میں آپ کو 50,000 ووٹ ملے جبکہ 500 ووٹ مشکوک قرار دیے گئے۔ اور احمد رضا قصوری 1,500 ووٹوں کی زیادتی سے کامیاب ہوئے۔

1977ء میں عام انتخابات میں بھی آپ نے پاکستان قومی اتحاد کے ٹکٹ پر الیکشن میں حِصہ لیا۔ اس موقع پر ملک بھر میں وسیع پیمانے پر دھاندلی ہوئی تھی، اس لئے اس کے نتائج کا سب کو علم ہے۔ سیاسی انتقامی کاروائی کے باعث آپ کو کئی بار جیل بھی جانا پڑا۔ آپ نے سنت یوسفی اور سنت مجددی تصور کرتے ہوئے بڑے فخر سے اسے سعادت قرار دیا۔ 1978ء میں جب جمعیت علماء پاکستان کے انتخابات ہوئے تو حضرت صاحبزادہ صاحب کو مرکزی نائب صدر چنا گیا۔ آپ مقام مصطفیٰ علیہ وسلم کے تحفظ اور نظام مصطفےٰ علیہ وسلم کے عملی نفاذ کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔

چند سال سے مصروفیات اور علالت کے باعث آپ تو میدان سیاست میں کچھ نرم پڑ گئے ہیں لیکن آپ کے صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم نے جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے عملی سیاست میں حِصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ 1993ء کے الیکشن میں پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ 1997ء کے عام انتخابات میں بھی حلقہ 136 سے صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

تحریک ختم نبوت میں حصہ لینا:

قیام پاکستان کے بعد وطن عزیز میں کئی فتنے کھڑے ہوئے ان میں سے ایک ''فتنہ قادیانی'' ہے۔ اس مسئلہ کے حل یعنی مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے دو تحریکیں چلیں پہلی تحریک ختم نبوت 1953ء میں اور دوسری 1974ء میں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم نے ان دونوں

تحریکوں میں حصہ لیا اور کردار ادا کیا۔آپ جلسوں کی صدارت فرماتے ،جلوسوں کی قیادت کرتے اور تقریر فرما کر لوگوں کے دل و دماغ کو ''ناموس رسالت ﷺ'' کے تحفظ کے لئے تیار کرتے ۔ 1974ء میں علماء اہلسنت اور مشائخ اہلسنّت کی مخلصانہ کوششوں اور قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی سربراہ جمعیت علماء پاکستان کی ولولہ انگیز قیادت نے مرزائیوں کو سرکاری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔

تحریکِ نظامِ مصطفےٰ ﷺ میں حصہ لینا:

1977ء میں عام انتخابات ہوئے۔اس وقت مقابلہ پیپلز پارٹی اور پاکستان قومی اتحاد کے درمیان تھا۔مسٹر بھٹو نے پوری طاقت کو استعمال کرتے ہوئے زبردست دھاندلی کا مظاہرہ کیا اور خود ساختہ نتائج کا اعلان کر دیا۔دوسری طرف پاکستان قومی اتحاد کے راہنماؤں نے نتائج تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔قومی اتحاد کی قیادت نے ''تحریک نظام مصطفی ﷺ'' کا آغاز کر دیا۔لوگوں نے اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے زبردست قربانیاں دیں۔ملک کے نامور علماء اور مشائخ نے بھر پور حصہ لیا۔حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم نے بھی اس تحریک میں حصہ لیا اور اپنے مریدین اور عقیدتمندوں کو حصہ لینے کے لئے خصوصی ہدایات جاری فرمائیں۔تحریک کے دوران سینکڑوں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا اور لاکھوں نے جیل کی صعوبتیں برداشت کیں۔

بیرون ملک قابل تقلید خدمات:

بانیِ تحریک یوم مجدد الف ثانی ،فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ ،کی بیرون ملک تبلیغ اسلام اور نشر و اشاعت کے حوالے سے خدمات قابل صد ستائش ہیں۔آپ کی سرپرستی میں برطانیہ میں ''شیر ربانی اسلامک سنٹر'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا جس میں فنون عصری اور علوم اسلامیہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔عصر حاضر کے ماہر علوم قدیمہ و جدیدہ ،مرید و منظور نظر حضرت ثانی صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ایک عرصہ تک اس ادارہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔فی الحال حضرت علامہ خورشید احمد قصوری صاحب مدظلہ العالی ''شیر ربانی اسلامک سنٹر'' میں حفظ و ناظرہ اور امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

جناب خالد اطہر صاحب نے ''برطانیہ کے علماء اہل سنت و مشائخ'' کے نام سے دو جلدوں پر مشتمل کتاب تالیف کی ہے جس میں مختلف مقامات پر حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کی بیرون ملک خدمات کا جائزہ پیش کیا ہے ۔اس کتاب کے چند اقتباسات سطور ذیل میں پیش کیے جاتے

ہیں: جناب خالد اطہر صاحب، جناب عبداللہ کمانی صاحب کے حوالے سے حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب کی انگلینڈ میں مذہبی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اعراس کا مختلف مقامات پر اہتمام کرواتے ہیں، خصوصا حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ مختلف ممالک کے علاوہ انگلینڈ اور سکاٹ لینڈ کے مختلف شہروں میں عرس امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے اہتمام سے کرواتے ہیں۔ تعلیمات مجددیہ کے فروغ کے لیے انہوں نے بڑا کام کیا ہے اور متواتر کر رہے ہیں۔ انہوں نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کے موضوع پر کافی تصنیفات شائع کروائیں۔'' 18

دوسرے مقام پر علامہ خورشید احمد قصوری صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

میں نے اسلامک سنٹر میں ایک سال بسر کیا اور 15 اکتوبر 1996ء کو پاکستان چلا گیا۔ جب میں دسمبر کے آخر میں واپس آیا تو رمضان المبارک قریب تھا۔ میں سلطان باہو ٹرسٹ برمنگھم میں ٹھہر گیا اور رمضان وہیں گزارا۔ عید کے فوراً بعد حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب، علامہ غلام رسول صاحب چک سواری کے ہمراہ تشریف لائے اور فرمایا کہ:

''مانچسٹر میں میرا سنٹر بن گیا ہے تم سنٹر دیکھنے کے لیے آؤ۔ آپ کے شدید اصرار پر میں 17 مارچ 1996ء کو مانچسٹر ''شیر ربانی اسلامک سنٹر'' پہنچا''۔ 19

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ:

یہ سنٹر صحیح العقیدہ سنی مسلمان جناب الحاج محمد عبداللہ کمانی صاحب نے قائم کیا ہے جس کے تمام اخراجات وضروریات وہ خود پوری کرتے ہیں۔ سنٹر کے لیے قطعاً چندہ یا فیس کی اپیل نہیں ہوتی تاہم اگر کوئی نمازی اپنے خلوص سے مالی معاونت کرے تو قبول کر لی جاتی ہے۔ محمد عبداللہ کمانی صاحب کو اولیاء کرام خصوصا غوث صمدانی، قطب یزدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے والہانہ عقیدت ومحبت ہے۔ سنٹر کا نام ہی ان کی عقیدت کا عکاس ہے۔ اگر کوئی محفل ہو تو وہ حضرت غوث پاک کی گیارھویں سے منسوب کر دیتے ہیں۔ نیز ربیع الاول شریف میں حضور اکرم، نبی رحمت ﷺ کے میلاد شریف کا

18- خالد اطہر: برطانیہ کے علماء اہل سنت اور مشائخ، جلد دوم ص 146۔ 19- خالد اطہر: برطانیہ کے علماء اہل سنت اور مشائخ، جلد دوم ص 468

اہتمام وانتظام بھی بے پناہ عقیدت سے کرتے ہیں ۔علماء کرام اور ثنا خوانان کی خدمت دل کھول کر کرتے ہیں ۔اس کے علاوہ انہوں نے اسی نام سے ایک اور سنٹر مانچسٹر ٹاون میں ٹیرف سٹریٹ میں اپنی ذاتی جگہ پر کھول دیا ہے ۔ جہاں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب انگلش میں خطاب کرتے ہیں اور وہاں 400 سے 500 تک نمازیوں کی حاضری ہوتی ہے۔'' 20

مزید لکھتے ہیں کہ:

''ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب تحریر وتقریر پر یکساں عبور رکھتے ہیں ۔انہوں نے مغربی ممالک بالخصوص برطانیہ میں جس طرح دین کے فروغ ،احیاء اور مسلمانوں کی نئی نسل کی تعلیم وتربیت کے لیے خدمات انجام دی ہیں ،وہ لائق ستائش ہیں ۔وہ اس وقت برمنگھم کے قریب ''جامعہ الکرم'' میں دینی وتدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں ۔ برطانیہ میں دینی تعلیم کا یہ مستند اور معیاری ادارہ حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری کے خلیفہ مجاز علامہ پیر سید امداد حسین صاحب نے قائم کیا ہے ۔ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب اس سے پہلے مانچسٹر میں حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کے ادارے شیر ربانی سنٹر میں خدمات انجام دیتے رہے ہیں ،جو عبداللہ کمانی صاحب کی سرپرستی میں کام کر رہا ہے۔'' 21

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے فرمایا:

''شیر ربانی اسلامک سنٹر سیٹھ الحاج عبداللہ کمانی صاحب نے حضرت شیر ربانی کے بھتیجے حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب قبلہ کی سرپرستی میں قائم کیا ہے ۔سیٹھ صاحب ایک راسخ العقیدہ اور دینی مزاج رکھنے والے فراخ دل اور متمول کاروباری شخصیت ہیں ۔ جو انفرادی طور پر سنٹر کے تمام اخراجات برداشت کرتے ہیں ۔طلباء سے کوئی فیس نہیں لی جاتی ۔سنٹر کے امام و خطیب حضرت علامہ خورشید احمد صاحب قصوری ہیں جو خطبۂ جمعہ ،درس حدیث ،محفل ذکر اور بچوں کو حفظ و ناظرہ اور دینی امور کی تدریس وتلقین فرماتے ہیں ۔رانا صاحب اور حاجی نواز صاحب بھی سنٹر کی خدمت سعادت سمجھ کر کر رہے ہیں۔''

سیٹھ عبداللہ کمانی صاحب کا ٹیرف سٹریٹ پر مانچسٹر میں تجارت کا عظیم مرکز ہے ۔ یہاں دو ہالوں پر مشتمل ایک جدید ''شیر ربانی اسلامک سنٹر'' قائم کیا ہے، جہاں جمعہ کا خطبہ

20- خالد اطہر: برطانیہ کے علماء اہل سنت اور مشائخ ،جلد دوم ص 471۔ 21- خالد اطہر: برطانیہ کے علماء اہل سنت اور مشائخ جلد دوم ص 515

انگریزی میں ہوتا ہے اور 400 کے قریب نمازی جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں جن کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ یہاں نوجوانوں کو عربی زبان و ادب تفسیر، درس قرآن، درس حدیث، تصوف، فقہ اور تقابل ادیان پر لیکچرز دیے جاتے ہیں۔ بچوں کو حفظ و ناظرہ کے ساتھ ساتھ نماز، کلمے، احادیث اور چند قرآنی سورتوں کا انگریزی ترجمہ بھی سکھایا جاتا ہے۔''[22]

خلاف شرع امور سے ناراضگی کا اظہار:

آپ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے جگر گوشہ اور آستانہ عالیہ شیر ربانی و ثانی شرقپور شریف کے سجادہ نشین ہیں۔ خلاف شرع امور کا ارتکاب کرنا تو کجا دیکھ کر برداشت بھی نہیں کر سکتے۔

سیدی مرشدی حضرت علامہ مفتی محمد عبد الغفور شرقپوری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 2007ء) جامعہ فاروقیہ رضویہ، گوجر پورہ، باغبانپورہ، لاہور کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مولانا محمد امین شرقپوری (مصنف تذکرہ شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اپنے ماہانہ رسالہ ''ادبی دنیا'' میں اپنے پیر و مرشد حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصویر چھاپ دی جس پر حضرت فخر المشائخ دامت برکاتہم بہت ناراض ہوئے حتی کہ آپ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس حضرت کرمانوالہ شریف میں تشریف لے گئے۔ کھڑے کھڑے شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر تصویر کے حوالے سے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے کہا:

مولوی محمد امین شرقپوری آپ کا مرید ہے، اس نے آپ کی تصویر رسالہ ''ادبی دنیا'' میں چھاپی ہے جو ناقابل برداشت ہے۔ آپ اسے اس حرکت سے منع کیوں نہیں کرتے؟ شاہ صاحب آپ سے بیٹھنے کے بارے میں گزارش کرتے رہے لیکن آپ بیٹھے بغیر شرقپور شریف واپس تشریف لے آئے۔

1998ء کی بات ہے کہ راقم الحروف نے امراء بردر فقراء کے نام سے ایک کتاب ترتیب دی اسے شائع کیا۔ فخر المشائخ دامت برکاتہم العالیہ کی زیر صدارت میں محترم محمد انور قمر صاحب شرقپوری کے مکان پر شرقپور شریف میں مذکورہ کتاب کی تقریب رونمائی منعقد ہوئی۔ تقریب میں مشائخ کرام، علماء عظام، اور عوام اہل سنت نے بھرپور شرکت کی۔ اس دوران چھوٹی چھوٹی نابالغ لڑکیوں کا ایک گروپ پھولوں کی پتیاں شرکاء محفل پر پھینکتا ہوا آیا اور کتاب جو میز پر رکھی گئی تھی، پکڑ کو سٹیج پر تشریف فرما حضرت فخر المشائخ دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں پیش کر دی۔ لڑکیوں کا اس کیفیت میں آنا آپ کے لیے ناقابل برداشت تھا لیکن آپ نے اُس وقت کسی حکمت کے تحت ضبط کر لیا۔ دوسرے دن صبح کو راقم الحروف اور محمد انور قمر شرقپوری دونوں آپ

22- خالد اطہر: برطانیہ کے علماء اہل سنت اور مشائخ، جلد دوم ص 518

کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے تو آپ دولت کدہ سے باہر (چھپر کے قریب) تشریف لاتے ہوئے مل گئے۔ آپ نے جناب قمر صاحب سے مخاطب ہو کر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: ''قمر صاحب! آپ لوگوں نے لڑکیوں کو آنے کی اجازت کیوں دی، کیا ادب محفل اسے کہتے ہیں؟ خبردار آئندہ ایسی حرکت نہ ہو''

آپ کا ارشاد عالیہ سن کر جناب قمر صاحب سراپا ادب بنے ہوئے تھے اور بار بار معذرت و معافی کے خواستگار ہو رہے تھے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ بھی کر رہے تھے۔ آخر کار آپ نے معاف فرما دیا۔

ایک دفعہ راقم الحروف شرقپور شریف میں حاضر ہوا تو حضرت فخر المشائخ دامت برکاتہم العالیہ بیٹھک شریف میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس حاجی فضل احمد صاحب مونگہ شرقپوری (مصنف حدیث دلبراں) اور کچھ دیگر خدام موجود تھے جن کے نام یاد نہیں رہے۔ اسی دوران ایک خاتون نے آپ کے حضور آنے کی اجازت طلب کی لیکن آپ نے اجازت نہیں دی کیونکہ آپ خواتین سے ملاقات کرنا، خواتین کو دم کرنا اور پاس بیٹھنے کی اجازت دینا معیوب اور خلاف شرع سمجھتے ہوئے۔ آپ نے اس کی اجازت نہ دی۔ اجازت نہ دینے کے باوجود وہ خاتون آپ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئیں اور دعا کے لیے عرض کیا لیکن آپ سر جھکائے اور نظریں نیچی کیے تشریف فرما رہے اور اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: اگر آپ کو کوئی کام ہے تو ادھر ہمارے گھر میں جائیں یہاں ہمارے پاس مت کھڑی ہوں۔ آخر آپ نے اس خاتون کے حق میں مختصر دعا فرمائی اور خاتون چلی گئی۔

حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبانی:

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم کو اشاعت دین کا شروع ہی سے شوق تھا۔ ماہنامہ ''نور اسلام'' شرقپور شریف کا اجراء (جو حضرت ثانی صاحب کی موجودگی میں ہوا)، اشاعت کتب اور اشاعت پوسٹرز وغیرہ آپ کے ذوق کا حصہ ہے۔

جامع شریعت و طریقت سیدی و مرشدی حضرت علامہ مفتی محمد عبد الغفور شرقپوری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ہمارے زمانہ طالب علمی کا واقعہ ہے کہ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم نے ''حقوق والدین'' کے عنوان سے اشتہارات چھپوائے۔ ہم طلباء ساتھیوں کو شرقپور شریف کی مساجد، چوکوں اور مرکزی مقامات پر چسپاں کرنے کا حکم دیا۔ ہم لوگوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اشتہارات لگانا شروع کر دیے۔ بعد نماز عشاء، جامع مسجد ٹاہلی والی، شرقپور شریف میں اشتہار چسپاں کر رہے تھے کہ اسی دوران حضرت میاں ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لے آئے۔ آپ نے ہم سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ: آپ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ ہم نے اشتہار چسپاں کرنے کے سلسلہ

میں عرض کیا۔ تو آپ نے بغور تمام اشتہار پڑھا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: میاں جمیل احمد صاحب کو ایسے نیک کاموں کا شروع ہی سے شوق ہے۔

حضرت فخر المشائخ دامت برکاتہم روضۂ رسول ﷺ کے سائے میں

حج بیت اللہ کی سعادت:

حج بیت اللہ کی اہمیت وفضیلت وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جس پر خصوصی فضل وکرم ہوتا ہے اسے یہ سعادت حاصل ہوتی ہے۔ حج بیت اللہ کی ادائیگی سے مسلمان نومولود بچے کی طرح گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے بارہا یہ سعادت حاصل کی اور عمروں کا تو شمار ہی نہیں ہے۔

روضۂ رسول ﷺ پر حاضری:

حضور انور ﷺ کا مشہور ارشاد گرامی ہے:

مَن زَارَ قبرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ — جس نے میرے روضہ اطہر کی زیارت کی (قیامت کے دن) اس کی شفاعت کرنا میرے ذمہ ہے۔

مَنْ زَارَ قَبرِیْ حَلَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ. — جس نے میرے روضہ کی زیارت کی (قیامت کے دن) اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگی۔''

حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ چونکہ عاشق رسول ﷺ ہیں اس لیے آپ تمام سفروں میں اس سفر کو افضل ومتبرک تصور فرماتے ہیں۔ آپ انیس (19) مرتبہ روضہ رسول ﷺ پر حاضری کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

دیارِ محبوب ﷺ کے باشندوں کی دعوت کرنا:

جناب حاجی محمد اسلم صاحب کا بیان ہے کہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم نے مدینہ طیبہ میں ایک بار بدوؤں (دیہاتی لوگوں) کی دعوت فرمائی۔ ان کے ذوق اور مزاج کے مطابق سالم بکرے روست کروائے۔ انہوں نے اپنی پسند کا کھانا کھا کر بڑی فرحت ومسرت کا اظہار کیا۔

سرکار مدینہ ﷺ کے مہمانوں کی خدمت کرنا:

حاجی عصمت اللہ صاحب (دو گنج شریف، لاہور) کا بیان ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں ''بسم اللہ ہوٹل'' میں کام کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب کے تعمیر کردہ ''رباط شیر

ربانی" مدینہ منورہ میں حاضر ہوا۔ رباط شیر ربانی کے خادم سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ جب مہمان یہاں آ کر ٹھہرتے ہیں تو حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ رات کی تاریکی میں اٹھ کر ان کے کپڑے دھو کر خشک کرنے کے لیے تار وغیرہ پر ڈال دیتے ہیں اور بعد میں نماز تہجد اور دوسرے وظائف میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ جب آپ کا قیام مدینہ طیبہ میں ہوتا ہے تو آپ یہ عمل ضرور کرتے ہیں۔ جب آپ سے عرض کیا جاتا ہے کہ حضور! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ بلکہ ہمیں آپ کی خدمت کرنا چاہیے۔ جواب دیتے ہیں کہ یہاں مدینہ طیبہ میں تم سرکار مدینہ ﷺ کے مہمان کی حیثیت سے قیام کرتے ہو اس لیے حضور ﷺ کے مہمانوں کی خدمت کرنا میرے لیے سعادت ہے۔

مدینہ طیبہ کے کتوں کی دعوت کرنا:

جناب حاجی عصمت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران نماز جمعہ مسجد نبوی ﷺ میں ادا فرماتے۔ نماز کے بعد ہر جمعہ کو آپ بازار سے گوشت خرید کر شہر کے باہر تشریف لے جاتے۔ اس وقت پاؤں میں جوتے، سر پر عمامہ وغیرہ نہیں ہوتا اور وہاں کتے آپ کے انتظار میں ہوتے ہیں۔ آپ کتوں کو گوشت ڈالتے ہوئے کبھی دوڑ کر آگے ہوتے ہیں اور کبھی پیچھے۔ اس عمل کے بعد جب واپس تشریف لاتے ہیں تو پاؤں اور چہرہ وغیرہ غبار آلود ہوتا ہے۔ جب آپ سے اس سلسلے میں دریافت کیا جاتا ہے تو فرماتے ہیں کہ یہ کتے حضور ﷺ کے مقدس شہر کے ہیں اس لئے ان کی دعوت کرنا بخشش کا ذریعہ ہے۔

کراماتِ فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم صاحب کرامت بزرگ ہیں۔ آپ کی تمام کرامات کا تحریر کرنا مشکل ہے تاہم ان میں سے چند ایک سطور ذیل میں سپرد قلم کی جاتی ہیں:

اتباع سنت مصطفیٰ ﷺ:

آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ ہر کام میں سنت مصطفیٰ ﷺ کو مدنظر رکھتے ہیں۔ آپ کا ہر عمل شریعت مطہرہ اور سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق ہوتا ہے۔ اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کو بھی سنت نبوی ﷺ اپنانے کی تلقین فرماتے ہیں۔ یہ آپ کی پہلی کرامت ہے۔

گمشدہ رقم کا ملنا:

جناب حاجی عصمت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم کی خدمت میں شرقپور شریف میں موجود تھا۔اچانک ایک عمر رسیدہ شخص پریشانی کے عالم میں حاضر خدمت ہوا۔اور عرض کیا:حضور!میرے پاس نو ہزار،سات سو اور کچھ روپے کی رقم تھی جو گر گئی ہے،دعا فرمائیں وہ مل جائے۔آپ نے فرمایا:تم پہلے کھانا کھاؤ۔حسب ارشاد اس نے کھانا کھایا اور پھر آ کر آپ کے پاس بیٹھ گیا۔حاضرین کی موجودگی میں سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک شخص بیٹھک کے دروازے پر آیا اور آپ کی طرف رومال میں لپٹی ہوئی کوئی چیز پھینک کر تیزی سے غائب ہو گیا۔آپ نے وہ رومال پکڑ کر جلدی سے تکیے کے نیچے چھپا لیا۔کچھ دیر بعد دیگر خدام سے گفتگو فرماتے ہوئے متاثرہ شخص کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا:کیا تمہاری رقم گم ہوئی ہے؟اس نے عرض کیا:حضور!ہاں میری رقم گم ہوئی ہے۔رومال اسے پکڑا دیا اور فرمایا:دیکھو یہی تمہاری رقم ہے؟اس نے رقم ملاحظہ کرنے کے بعد عرض کیا:حضور!یہ میری ہی رقم ہے۔متاثرہ شخص بہت خوش ہوا اور اجازت لے کر گھر روانہ ہو گیا۔

گمشدہ لڑکا ملنا:

جناب حاجی عصمت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ موضع پھلروں ضلع لاہور کا ایک لڑکا گم ہو گیا۔والدین اور عزیز و اقارب نے اسے تلاش کرنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ نہ مل سکا۔اسے تلاش کرتے ہوئے سات مہینے گزر گئے۔ایک دن لڑکے کے والدین اور عزیز و اقارب نے حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کرانے کا پروگرام بنایا۔وہ شرقپور شریف میں پہنچے اور بیٹھک میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور آپ کے قدموں کو مضبوطی سے تھام کر عرض کیا:حضور!ہمیں اپنا لڑکا ابھی چاہیے،جب تک لڑکا نہیں ملے گا ہم قدم نہیں چھوڑیں گے۔آپ نے انہیں بہت سمجھایا کہ دعا کروں گا لڑکا مل جائے گا لیکن انہوں نے قدم نہ چھوڑے۔آپ نے فرمایا:تم اپنی آنکھیں بند کرو۔انہوں نے حسب ارشاد آنکھیں بند کیں اور کھول کر دیکھا تو لڑکا سامنے موجود تھا۔اس کے بعد آپ جلدی سے گھر تشریف لے گئے اور وہ لوگ اپنا لڑکا لے کر خوشی خوشی اپنے گھر روانہ ہو گئے۔

ذہنی الجھن دور کرنا:

جناب ماسٹر محمد انور شرقپوری کا بیان ہے کہ ایک رات میں کوئی مضمون لکھنے بیٹھا،اس وقت جو کچھ لکھنا چاہتا تھا وہ ذہن میں نہیں آ رہا تھا۔میں نے مطلوبہ چیز کتابوں میں تلاش کی لیکن دستیاب نہ ہوئی۔آخر نصف

رات کے وقت ناکامی کے بعد سو گیا۔ صبح کو حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری مدظلہ کے ارشاد کے مطابق کنویں پر موجود لڑکوں کو خوشخطی سکھانے گیا۔ وہاں موجود احباب نے پیغام دیا آپ شاہدرہ تشریف لے گئے ہیں اور ان کا حکم ہے کہ قمر صاحب کو یہاں ٹھہرانا۔ کافی دیر تک انتظار کرتا رہا۔ سکول کا وقت ہوا چاہتا تھا اس لئے میں چل پڑا۔ جب دربار شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقابل پہنچا تو آپ کار پر تشریف لے آئے اور وہاں ملاقات ہوگئی۔ آپ کے پاس ایک کتاب موجود تھی جو کار میں سوار ایک لڑکے کے ہاتھ میں تھی۔ آپ نے ڈرائیور کو حکم دیا کہ ماسٹر صاحب کو سکول چھوڑ آؤ۔ جب ڈرائیور مجھے لے کر چلا تو آپ نے رکنے کا اشارہ فرمایا۔ گاڑی روکنے پر فرمایا: جس مقصد کے لئے میں نے تمہیں روکا تھا وہ یہ کتاب ہے۔ کتاب عنایت کرتے ہوئے فرمایا: اسے پہلے خود پڑھو پھر میاں نور محمد نصرت نوشاہی صاحب کو پڑھنے کے لیے دینا۔ وہ کتاب ''نام ونسب'' (مولف نصیر الدین گولڑوی) تھی۔ یہ کتاب لیکر میں سکول پہنچا، اس کی ورق گردانی سے مضامین دیکھ کر خوشی ہوئی۔ سکول سے میں نے علامہ نصرت نوشاہی صاحب مدظلہ سے فون پر کتاب کے بارے میں گفتگو کی اور انہیں کہا کہ حضرت میاں صاحب نے مجھے کتاب عنایت فرمائی ہے اور حکم دیا ہے کہ اسے پہلے خود پڑھو پھر نصرت نوشاہی صاحب کو پڑھوانا۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے آپ پڑھ لیں۔ نصرت نوشاہی صاحب نے کہا جیسا میاں صاحب کا حکم ہے ویسا ہی کریں کہ پہلے خود پڑھو پھر میں پڑھوں گا۔ جب میں گھر آیا رات کو کتاب ''نام ونسب'' کھولی تو رات کو مضمون نویسی میں جو چیز رکاوٹ بن رہی تھی وہ اس کتاب میں موجود تھی۔ آپ کے تصرف اور نظر عنایت سے مجھے مضمون کی تیاری میں مدد مل گئی۔

خواب میں مرید کرنا:

جناب حاجی عصمت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ مجھے خواب میں شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری کی زیارت ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ نے حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں مجھے مرید کیا درود شریف، نماز، اکل حلال اور والدین کے حقوق وغیرہ کی پابندی کرنے کے سلسلے میں ہدایات ارشاد فرمائیں۔ نیز آپ نے سید طالب حسین گردیزی مہتمم جامعہ برکات العلوم مغلپورہ لاہور کے پیچھے نماز جمعہ پڑھنے کا حکم دیا۔ ایک دفعہ آپ کی خواب میں زیارت ہوئی تو شرقپور شریف آنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا: حضور! میں نے تو راستہ نہیں دیکھا۔ فرمایا: مولانا سید طالب حسین شاہ گردیزی صاحب کے ساتھ آجانا۔ میں حسب ارشاد شرقپور شریف میں حاضری کے لیے شاہ صاحب مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شاہ صاحب اور میں شرقپور شریف پہنچے تو ہم نے اپنی آنکھوں

سے دیکھا کہ آپ ہوا پر سوار ہو کر بیٹھک میں تشریف لائے اور حاضرین کی باتیں سماعت فرمانے لگے۔ جب گفتگو میں ہماری باری آئی تو شاہ صاحب نے عرض کیا: حضور! اس لڑکے کو مرید کرانے کی غرض سے لیکر حاضر ہوا ہوں ۔ آپ نے فرمایا: اس لڑکے کو تو پہلے سے ہم جانتے ہیں جبکہ اس سے قبل میں ظاہری طور پر حاضر خدمت نہیں ہوا تھا اور آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: جو اوراد و وظائف ہم تم کو بتا چکے ہیں ان پر عامل رہو۔ اس عجیب طریقے سے مجھے مرید کرنے پر شاہ صاحب بہت متعجب ہوئے۔

ملفوظاتِ جمیل

آپ کے چند اقوال و ملفوظات بطور تبرک سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ (ایک دفعہ حلقہ مریدین میں جلوہ افروز ہوتے ہوئے فرمایا:) آپ لوگوں میں بیٹھ کر تو میں باتیں کر لیتا ہوں اور تم عقیدت کی بنا پر سن لیتے ہو لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہمارے مخالفین ہمارے اچھے کاموں کی تعریف کریں۔

☆ جو شخص درویشی اختیار کرتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ چار چیزوں میں کمال حاصل کرے۔ 1- تھوڑا سوئے، 2- تھوڑا بولے، 3- تھوڑا کھائے اور 4- تھوڑی صحبت خلق رکھے۔

☆ دوسروں کو دوست بناؤ مگر دوست بنانے سے قبل دوستی کے حقوق کو سمجھو۔ ان حقوق میں ایک میں بتا دیتا ہوں کہ بھید اور اسرار دوسروں پر نہ کھولے۔ اور ایک یہ بھی ہے کہ دوست کی طرف سے جو کچھ بھی آئے خواہ تکلیف ہی کیوں نہ ہو اس پر راضی رہے اور خوشی کا اظہار کرے کہ اس کے دوست نے اسے یاد تو رکھا ہے۔

خلفاءِ جمیل:

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم کے مریدین کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے جو دُنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں لیکن آپ کے مشہور خلفاء تین ہیں جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم ☆ حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب شرقپوری مدظلہ ☆ حضرت صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب شرقپوری مدظلہ۔

اولاد امجاد

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادی اور چار صاحبزادوں سے نوازا۔ صاحبزادگان کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

زینت المشائخ حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ

ولادت باسعادت:

حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ 5 اکتوبر 1955ء کو فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کے ہاں شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔

والد گرامی نے جد الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور خاتم الانبیاء ﷺ کی نسبت سے "خلیل احمد" نام تجویز فرمایا۔ آپ خاندان شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے چشم و چراغ ہیں اور برادر حقیقی شیر ربانی حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا پوتا ہونے کا شرف حاصل ہے۔

تعلیم و تربیت:

آپ کا بچپن منفرد اور صاف ستھرا تھا۔ روحانی اور مذہبی گھرانے میں آنکھ کھولی تھی اس لیے طبیعت شروع ہی سے حصول علم کی طرف مائل تھی۔ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کے حکم سے آپ کو قرآن کی تعلیم کے لیے حضرت حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس داخل کروایا گیا۔ قرآن کی تعلیم کے ساتھ ہی آپ کو سکول میں داخل کروایا گیا۔ سکول کی سطح پر سب طلباء سے محنتی، مؤدب، ہردلعزیز اور اساتذہ کے منظور نظر تھے۔ 1972ء میں گورنمنٹ پائیلٹ سیکنڈری سکول، شرقپور شریف سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

اپنے مشائخ و خاندانی طریقہ کے مطابق طبیہ کالج، لاہور میں داخلہ لیا اور تین سال کے عرصہ میں فن طب کا کورس مکمل کیا۔ فن طب کی تکمیل کے بعد ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے علوم اسلامیہ کی کتب کا درس لیا۔ ذاتی طور پر تاریخی، مذہبی اور تصوف کی کتب کا گہری نظر سے مطالعہ فرما کر اپنی تعلیم مکمل کی۔

پاس شریعت:

تعلیمات شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق بچپن ہی سے آپ شریعت وطریقت پر پابندی کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ فقراء اور اہل اللہ کی عالی جماعت کے ساتھ محبت اُن کی زندگی کا طرۂ امتیاز

ہے۔ جب آپ نے پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد گورنمنٹ پائیلٹ سیکنڈری سکول، شرقپور شریف میں چھٹی جماعت میں داخلہ لیا تو سکول یونیفارم میں پینٹ پہننا ضروری تھا لیکن آپ نے انگریزی لباس استعمال کرنے کو پسند نہ فرمایا۔ اپنے اساتذہ سے مخاطب ہو کر اس بارے میں کہا: ''میں چونکہ ایک مسلمان لڑکا ہوں، اس لیے انگریز کے لباس کی پینٹ نہیں پہنوں گا۔'' اساتذہ نے اظہار تعجب کرتے ہوئے کہا: بیٹا! یہ تو ضرور پہننی پڑے گی۔ اگر آپ نہیں پہنیں گے تو سکول کے اصولوں کی خلاف ورزی ہوگی۔ آپ نے اساتذہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: سکول نے ایسے قواعد کیوں بنائے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں؟ اساتذہ نے کہا: بیٹا! اس معاملہ میں ہمیں مجبور محض اور بے بس تصور فرمائیں۔ آپ نے اساتذہ سے مخاطب ہو کر فیصلہ کن انداز میں فرمایا: ''میں پھر کل سے سکول نہیں آؤں گا''۔

آپ کی گفتگو سے اساتذہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ آخر ماسٹر محمد فاروق صاحب (مرحوم) کی کوشش سے سکول کے پرنسپل جناب میاں عمرالدین (مرحوم) سے آپ کے لیے خصوصی اجازت حاصل کی گئی اور آپ پینٹ نما شلوار استعمال کرنے لگے۔ اس طرح آپ میٹرک کے امتحان تک شلوار قمیض میں سکول تشریف لاتے رہے۔

بیعت وخلافت:

حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے تکمیل تعلیم کے بعد والد گرامی فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ 1972ء میں والد گرامی کی طرف سے خرقہ خلافت سے بھی نوازے گئے۔ تعلیمات مشائخ نقشبندیہ کی ترویج، خدام کی عملی تربیت اور فروغ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے حوالے سے آپ کی خدمات صد ستائش اور قابل تقلید ہیں۔ حضرت فخر المشائخ دامت برکاتہم العالیہ کی خصوصی اجازت اور حکم سے آپ نے 1972ء میں سلسلہ رشد و ہدایت کا آغاز فرمایا۔ اب تک ہزاروں لوگ آپ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔

طریقۂ بیعت:

آپ کا طریقہ بیعت دیگر مشائخ سے بالکل مختلف ہے۔ بیعت کے وقت چلوں، طویل ریاضتوں اور مجاہدوں کی مشقت میں ڈالنے کی بجائے سابقہ گناہوں پر توبہ اور آئندہ گناہ نہ کرنے کے وعدہ پر داخل سلسلہ عالیہ فرماتے ہیں۔ نیز نماز پنجگانہ کی پابندی، نماز کے بعد ایک مرتبہ سورہ فاتحہ، گیارہ بار سورہ اخلاص اور حسب طبیعت درود خضری پڑھنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔

مذہبی خدمات:

آپ کے خدام، ارادتمندوں اور متوسلین کا سلسلہ ملک بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ آپ کی تحریک پر خدام عام طور پر یوم غوث اعظم، یوم صدیق اکبر، یوم مجدد الف ثانی، یوم شیر ربانی، معراج مصطفےٰ ﷺ اور میلاد النبی ﷺ وغیرہ محافل وتقریبات منعقد کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور آپ کو صدرات وخطاب کے لیے دعوت دیتے ہیں۔ آپ تقریبات میں رونق افروز ہوکر اپنے صدارتی خطاب میں عقائد ونظریات اہل سنت و جماعت، تعلیمات اولیاء، تعلیمات شیر ربانی اور اسلامی اعمال کے فضائل و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہیں، انداز خطابت سادہ لیکن دلنشین ہوتا ہے۔ ایک نشست میں اپنے تبلیغی سفر کے حوالے سے فرمایا: اگر کسی شخص کی عمر 200 سال ہو اور اسے بہت زیادہ سفر کرنے کا وقت اور موقع ملا ہو، تو اس کے سفروں کی طوالت میرے سفروں سے کم ہوگی۔

ایک اور نشست میں آپ نے فرمایا: میں نے پاکستان میں رائج الوقت سواریوں میں سے ہر سواری پر سفر کیا ہے۔ گھوڑا، خچر، اُونٹ، کار، لانچ اور ہوائی جہاز وغیرہ سب پر سوار ہو چکا ہوں۔

مذہبی تحریکوں میں حصہ لینا:

آپ مذہبی اور مسلکی ذوق رکھتے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد عوام نے دو زبردست تحریکیں چلائیں، پہلی 1974ء میں تحریک ختم نبوت چلی جبکہ دوسری 1977ء میں تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ چلی، آپ نے ان دونوں تحریکوں میں عملی طور پر حصہ لیا۔ یعنی جلسوں سے خطاب کیا، جلوسوں کی قیادت کی اور مریدین کو حصہ لینے کی ہدایات جاری فرمائیں۔ آپ مقام مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ اور نفاذ نظام مصطفےٰ ﷺ کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار رہتے ہیں۔

عاجزی وانکساری:

اسلامی تعلیمات کے مطابق عاجزی وانکساری مومن کا زیور وزینت ہے حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین شرقپور شریف عاجزی وانکساری کا پیکر ہیں۔ آپ کی زبان سے کبھی بھی کسی نیک کام کرنے کے بعد اس کا ذکر نہیں ہوا۔ آپ کے متعلق خدام کا اعتقاد ہے کہ جو بھی دعا کریں قبول ہوتی ہے اور کام ہوجاتا ہے لیکن آپ یہی فرماتے ہیں کہ میں تو ناچیز ہوں بے کس ولاچار ہوں اور کچھ بھی نہیں ہوں۔ البتہ مشائخ اور بزرگوں کے صدقہ اللہ تعالیٰ سب کام کردیتا ہے۔ آپ متوسلین کو ہاتھ اور پاؤں چومنے کی ہر

گز اجازت نہیں دیتے۔ تاہم خدام اپنا مقصد ضرور پورا کر لیتے ہیں، اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔

حُسنِ اخلاق:

شریعت میں حسن اخلاق کو کلیدی حیثیت حاصل ہے، اس وصف کے باعث ایک مسلمان اپنے دشمن کے دل پر حکومت کر سکتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد دامت برکاتہم اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ ہر آنے والے عقیدتمند سے ایسے اخلاق سے پیش آتے ہیں کہ وہ یقین کر لیتا ہے کہ وہ آپ کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب ہے۔ آستانہ عالیہ پر پہلی بار حاضری دینے والے کے ساتھ بھی حسن سلوک مثالی ہوتا ہے۔ آپ ٹھنڈے مزاج کے مالک ہیں ہر آنے والے شخص کی بات نہایت توجہ سے سماعت فرماتے ہیں اور اس کی خواہش پوری کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

تصویر کشی سے نفرت:

آپ ہر معاملے میں شریعت کی بالادستی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے تصویر کشی حرام ہے اور اس کی وعید میں متعدد احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو تصویر کشی سے سخت نفرت ہے۔ اگر کسی محفل میں کیمرے والے آجائیں تو انہیں تصویر اتارنے سے منع فرما دیتے ہیں یا وہاں سے اٹھ کر تشریف لے آتے ہیں۔ راقم الحروف کا چشم دید واقعہ ہے کہ چند سال قبل شرقپور شریف میں بر موقع سالانہ عرس شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو حضرت ثانی صاحب، حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد، حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب، حضرت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر صاحب اور حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب شرقپوری کی تصاویر فروخت کرتے ہوئے دیکھا گیا۔ جب حضرت میاں خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اس شخص کو طلب فرمایا اور تادیبی کاروائی کے طور پر اس کے دل کو خوب جھنجوڑا اور تصاویر فروخت کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔

تبلیغ و اصلاح کا انوکھا انداز:

حضرت فخر المشائخ دامت برکاتہم العالیہ کے طریقہ کے مطابق آپ کی خواہش ہوتی ہے کہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں حاضر ہونے والا کچھ سیکھ کر جائے۔ جب کوئی داڑھی منڈا بیعت ہونے کے لیے عرض کرتا ہے یا مصافحہ کرنے کی کوشش کرتا ہے یا ملاقات کی کوشش کرتا ہے تو آپ اسے شفقت و محبت سے پوری داڑھی رکھنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ اگر وہ ہدایت کے مطابق پوری داڑھی نہ رکھے تو آئندہ ملاقات میں اس

سے ناراضگی کا اظہار فرماتے ہیں حتیٰ کہ اس کے دل پر خاص تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ نہ صرف سنت رسول ﷺ کو اپنے چہرے پر سجا لیتا ہے بلکہ مکمل طور پر اپنے آپ کو تعلیمات اسلامیہ میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ آپ نے کئی بار خدام سے مخاطب ہو کر دعویٰ سے فرمایا کہ: ''اگر تم داڑھی رکھو تو تمہارا یہ کام خود بخود ہو جائے گا۔ ہاں ہاں داڑھی رکھ کر تو دیکھو اگر داڑھی رکھ لینے سے کام نہ ہوا تو میں ذمہ دار ہوں۔

آپ خواتین سے ہرگز ملاقات نہیں فرماتے اور نہ انہیں بیعت میں قبول فرماتے ہیں۔ مستورات کو مجلس میں آنے کی بالکل اجازت نہیں دیتے۔

اشاعت دین کا جذبہ:

نشر و اشاعت کے میدان میں آستانہ عالیہ شرقپور شریف اپنی مثال آپ ہے۔ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی جانب سے لاکھوں کی تعداد میں مختلف کتب، رسائل، تبلیغی اشتہارات شائع ہوئے اور مسلمانوں میں مفت تقسیم ہوئے۔ آستانہ کی تاریخی خدمات میں سے ایک ماہنامہ ''نور اسلام'' شرقپور شریف کی پچاس سالہ مسلسل اشاعت ہے جس کا اجراء حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم کی ادارت میں آج سے نصف صدی قبل ہوا تھا۔ اس رسالہ کا مقصد محض تبلیغ دین، ترویج تعلیمات نقشبندیہ اور تعلیمات مجددیہ کا فروغ رہا ہے۔ حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ اپنے والد گرامی حضرت فخر المشائخ دامت برکاتہم کی تقلید میں اشاعت دین کا بے پناہ جذبہ رکھتے ہیں۔ آپ کی کاوش سے مکتبہ ''نور اسلام'' شرقپور شریف کی طرف سے کئی کتب شائع ہوئیں۔ آپ ماہنامہ ''نور اسلام'' شرقپور شریف کے دفتری امور کے انچارج، مکتبہ نور اسلام شرقپور شریف کے ڈائریکٹر، آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف کے سجادہ نشین، تعلیمات شیر ربانی کے امین اور ممتاز مبلغ اسلام ہیں۔ آپ کی کوشش سے ماہنامہ ''نور اسلام'' شرقپور شریف نے خوب ترقی کی اور صحافتی میدان میں وطن عزیز کے صف اول کے رسائل میں شمار ہوا۔

مصروفیات کا دائرہ کار:

زینت المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ بے پناہ محنتی، ان تھک اور مصروف ترین واقع ہوئے ہیں۔ آپ کی مصروفیات کا دائرہ کار وسیع تر ہے۔ آپ بیک وقت اپنی اراضی کی بھی نگرانی فرماتے ہیں، گھریلو امور و معاملات بھی نپٹاتے ہیں، ملک بھر میں پھیلے ہوئے خدام کی سرپرستی فرماتے ہیں اور سجادہ نشینی کی خدمات بھی باحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔ آپ بردبار، تحمل

مزاج اور دور اندیش شخصیت کے مالک ہیں۔لڑائی جھگڑا، کذب بیانی، دھوکہ دہی، ترش روئی، بداخلاقی اور دیگر رذائل سے آپ کو سخت نفرت ہے۔قرب و جوار اور دور دراز علاقوں سے لوگ آپ کے پاس باہمی اختلافات اور جھگڑوں کے تصفیے کی خاطر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔آپ اپنی دور اندیشی اور روحانی قوت سے فریقین کے درمیان صلح کروا دیتے ہیں اور وہ شیر وشکر ہو کر واپس پلٹتے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطاء فرمائے۔عمر دراز فرمائے اور آپ کی قابل تقلید خدمات کو قبول فرمائے۔آمین۔

مجاہد اہل سنت حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری مدظلہ العالی

ولادت باسعادت:

آپ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم کے دوسرے صاحبزادے اور سیاسی جانشین ہیں۔ولادت باسعادت ۶ شوال المکرم ۱۳۷۹ھ مطابق 13 اپریل 1960ء کو بروز اتوار شرقپور شریف میں ہوئی۔فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم نے ''سعید احمد'' نام تجویز فرمایا۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے علمی، مذہبی، روحانی اور ادبی گھرانے میں آنکھ کھولی تھی اس لیے شروع ہی سے طبعی میلان حصول علم کی طرف تھا۔قرآن پاک کی تعلیم کے لیے ''جامع مسجد حضرت میاں صاحب'' شرقپور شریف میں حضرت مولانا قاری غلام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ امام مسجد کے سپرد کر دیا گیا۔تو آپ نے خداداد ذہانت کی بنیاد پر نہایت قلیل عرصہ میں قرآن پاک ناظرہ کی تعلیم مکمل کر لی۔دوسری طرف آپ کو سکول میں داخل کروایا گیا تو گورنمنٹ پائیلٹ سیکنڈری سکول شرقپور شریف سے میٹرک کا امتحان پاس کر لیا۔

میٹرک کے بعد آپ نے سلسلہ تعلیم جاری رکھا اور کالج میں داخل ہو کر ایف۔اے کا امتحان پاس کیا۔
شروع ہی سے آپ کا ذہن مذہبی تھا،اس لیے کالج کے زمانہ میں بھی طلباء کے اندر دینی جذبات اور دینی شعار اپنانے کی رغبت پیدا کرنے کے لیے کوشش جاری رہی۔کالج کے طلباء میں انتخابات اور دوسری تحریکات کا سلسلہ دیکھ کر حصہ لینا شروع کر دیا۔آپ کی جدوجہد، سیاسی تدبر اور دور اندیشی سے ایک طرف آپ کے ساتھی کامیابی حاصل کر لیتے اور دوسری طرف کالج کا ماحول مکمل طور پر مذہبی بن جاتا۔اس طرح آپ نے مستقبل کے طلباء کے لیے مذہبی، اخلاقی، سیاسی اور روحانی نقوش چھوڑے ہیں، جن سے طلباء روشنی حاصل کرتے رہیں گے۔

سیاسی خدمات:

مجاہد اہل سنت حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ اپنے والد گرامی حضرت فخر المشائخ دامت برکاتہم کے سیاسی جانشین ثابت ہوئے ہیں۔ آپ نے زمانہ کالج میں طلباء کے انتخابات میں حصہ لیکر ملک وملت کی خدمت کے لیے سیاسی ذہن بنا لیا تھا۔ ایف۔ اے تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے عملی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ 1993ء کے عام انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے صوبائی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔ آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے تعلق رکھنے والے خدام، متوسلین اور عقیدتمند آپ کی کم سنی، ناتجربہ کاری اور عدم وسائل کی بناء پر ناکامی کا خدشہ ظاہر کرتے تھے لیکن آپ عام جلسوں میں لوگوں کو مطمئن کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ: میں حضرت شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے الیکشن لڑ رہا ہوں' اس لیے ان کے مشن کی تکمیل کے لیے کامیابی یقینی ہے۔ چنانچہ آپ اپنے مدمقابل تجربہ کار اور معمر لوگوں کا مقابلہ کرتے رہے اور آپ کے جلسوں کی رونق میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ آخر دنیا نے دیکھا کہ کامیابی نے حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب دامت برکاتہم کے قدم چومے۔

1997ء میں بھی آپ نے حلقہ 136 سے عام انتخابات میں حصہ لیا اور کامیابی حاصل کی۔ آپ نے بحیثیت ایم۔ پی۔ اے صوبائی اسمبلی کے فلور میں نفاذ اسلام کی قرارداد پیش کی جسے متفقہ طور پر پاس کر لیا گیا۔ دوران اجلاس نماز کا وقت ہونے پر آپ کے مطالبہ سے اجلاس نماز کے لیے مؤخر کیا جاتا تھا۔

ایک نشست میں آپ سے موجودہ سیاست کے فوائد و نقصانات کے حوالے سے سوال کیا گیا تو آپ نے بلاتردد' شائستہ اور جامع الفاظ میں جواب میں فرمایا: ''سیاست میں الجھاؤ زیادہ ہیں' سیاست کا زیادہ کاروبار جھوٹ پر چل رہا ہے اور یہ سیاست کا قصور نہیں ہے بلکہ میدان سیاست میں آنے والے لوگوں کا قصور ہے۔ کیونکہ وہ بذات خود اچھے نہیں ہوتے لہٰذا سیاست بدنام ہو جاتی ہے۔ جو اچھے لوگ ہوتے ہیں وہ سیاست میں آنا پسند نہیں کرتے۔ دینی سوچ رکھنے سے لوگ کہتے ہیں کہ آپ غلاظت کی راہ پر کیوں قدم رکھتے ہیں جبکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بڑی عزت و آبرو دے رکھی ہے۔ اگر مذہبی لوگ منتخب ہو جائیں تو اسمبلی کی سیاست کی تطہیر ہو سکتی ہے''۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے بحیثیت ایم۔ پی۔ اے اسمبلی کے اندر اور باہر ملک وملت بالخصوص اپنے حلقہ انتخاب کے عوام کی تاریخی نوعیت کی خدمات سرانجام دیں۔

بیعت وخلافت:

حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب شرقپوری مدظلہ اپنے والد گرامی فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔

1990ء میں خرقہ خلافت سے بھی نوازے گئے۔ گویا آپ کو بیک وقت اپنے والد محترم کے سیاسی وروحانی جانشین ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ لیکن ابھی تک سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا۔

عاجزی وانکساری:

فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کی تقلید میں حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب مدظلہ العالی میں کمال درجہ کی عاجزی وانکساری پائی جاتی ہے۔ آپ نے دور حاضر کے مشائخ سے ہٹ کر: اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ" (یعنی اپنے ہاتھ سے کام کرنے والا اللہ کا دوست ہے) پر عمل کیا۔ آپ نے مٹی کے تیل کی ایجنسی خریدی، سیمنٹ کی ایجنسی خریدی اور پیٹر انجن کی خرید و فروخت کا کام کیا۔

مہمان نوازی:

مہمان نوازی سنت رسول ﷺ ہے جس سے خلوص، رزق اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے، بخل سے نجات ملتی ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب شرقپوری مدظلہ العالی اپنے والد گرامی کی طرح حد درجہ کے مہمان نواز ہیں۔ آنے والے مہمان کی ممکنہ حد تک خدمت وتواضع ضرور فرماتے ہیں بلکہ اپنے ملنے والوں کی مرغن کھانوں سے بھی تواضع کرتے ہیں۔ عموماً مہمانوں کا استقبال کرتے وقت اور الوداع کہتے وقت مسکراتے ہوئے بغلگیر ہو جاتے ہیں جس سے آنے والے کی پریشانی رفع ہو جاتی ہے۔

پیکر ادب واحترام:

بزرگوں کی عزت، ان کی تعلیمات پر عمل اور ان کے تبرکات کا ادب اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے۔ حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب شرقپوری مدظلہ العالی ادب واحترام کی تصویر دکھائی دیتے ہیں۔ آپ راستہ میں چلتے ہوئے سنت رسول ﷺ کے مطابق اپنی نظریں نیچی رکھتے ہیں۔ جب کوئی کاغذ کا پرزہ دستیاب ہو جس پر قرآن پاک کی آیت، حدیث رسول ﷺ کے الفاظ، اللہ ورسول ﷺ کا نام، اولیاء کے اسماء یا ان کے اقوال تحریر ہوں، اسے اٹھا کر محفوظ مقام پر رکھ دیتے ہیں۔ آپ اخبار ورسائل اور کتب کو زمین پر رکھنا ہرگز گوارا نہیں فرماتے۔ آپ علماء کرام، مشائخ عظام اور دینی طلباء کا بھی دلی ادب واحترام کرتے ہیں۔

ملکہ بیان وخطاب:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے تصدق اور رسول اعظم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے بے شمار خوبیوں سے نوازا۔ ان خوبیوں میں سے ایک خوبی ملکہ خطاب وبیان ہے۔ آپ جب کسی مذہبی یا سیاسی یا نجی تقریب میں خطاب شروع فرماتے ہیں تو ایک موضوع پر گھنٹوں گفتگو فرمانے کے باوجود نہ تھکتے

ہیں۔ نہ حاضرین کو بور ہونے دیتے ہیں اور نہ ہی اپنے موضوع سے ہٹتے ہیں۔

درس قرآن:

حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب شرقپوری مدظلہ العالی قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، سیرت اور تاریخ وغیرہ کا مطالعہ جاری رکھتے ہیں۔ آپ جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کے علاوہ "دربار والی چھوٹی مسجد" شرقپور شریف میں گاہے بگاہے درس قرآن دیتے ہیں۔ درس کے دوران علمی، فقہی اور روحانی نکات بیان فرماتے ہیں جس سے حاضرین لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کے علم وعمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ کی سیاسی و مذہبی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

حضرت صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری مدظلہ

حضرت صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری 6 مارچ 1970ء میں شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔ فخر المشائخ دامت برکاتہم نے "جلیل احمد" نام رکھا۔ آپ کو بھی اپنے والد گرامی سے شرف بیعت وخلافت حاصل ہے۔ آپ نے میٹرک کا امتحان گورنمنٹ پائیلٹ سیکنڈری سکول، شرقپور شریف سے پاس کیا۔ پھر ایف۔ اے اور بی۔ اے کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے اکنامکس (معاشیات) کیا۔ اس وقت فیصل آباد میں اپنے تجالینڈ کاروبار میں مصروف عمل ہیں۔

حضرت صاحبزادہ میاں غلام نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کے چھوٹے تھے اور سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ جو بچپن میں وصال فرما گئے۔ مزار پر انوار دربار شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے متصل جانب مغرب مرجع خلائق ہے۔

حضرت صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم رحمہ اللہ تعالیٰ

﴿مکان شریف﴾

ولادت باسعادت:

حضرت صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم رحمہ اللہ تعالیٰ 1881ء میں حضرت سید میر بارک اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مکان شریف میں پیدا ہوئے۔

نام ونسب:

آپ نجیب الطرفین ''سید'' تھے۔ والد گرامی نے آپ کا نام ''سید محمد مظہر قیوم'' تجویز فرمایا۔ آپ کا مختصر نسب نامہ یوں ہے: سید محمد مظہر قیوم بن سید میر بارک اللہ بن سید صادق علی شاہ بن سید امام علی شاہ رحمھم اللہ تعالیٰ۔ 36 درمیانی واسطوں سے آپ کا نسب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔

تعلیم وتربیت:

موصوف نے حضرت امام علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے متصل خاندانی تعلیمی ادارہ مکان شریف میں قرآن پاک سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ آپ نے قرآن حکیم پڑھنے کے بعد اپنے شفیق چچا حضرت علامہ مولانا سید غلام رسول (مدرس درگاہ شریف) سے علوم اسلامیہ کا آغاز کیا اور تکمیل فرمائی۔ حضرت صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم رحمہ اللہ تعالیٰ نے علوم متداولہ خانقاہِ مکان شریف میں موجود جید علماء سے حاصل کیے۔ اس کے بعد خصوصی تعلیم مثلاً کتب حدیث کی سند وغیرہ اپنے والد گرامی حضرت سید میر بارک اللہ اور حقیقی چچا حضرت سید میر غلام رسول رحمہما اللہ تعالیٰ سے فیضاب ہوئے۔ چند واسطوں سے آپ کا سلسلہ تعلیم شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے جاملتا ہے۔

شرف بیعت واعزاز خلافت:

آپ نے شروع میں اپنے والد گرامی حضرت سید میر بارک اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ جب والد گرامی کا وصال ہوا تو ظاہری طور پر فضلِ الٰہی اور نسبت سلسلہ عالیہ کے فیوض و برکات شاملِ حال رہنے کی شدید خواہش آپ کو شرقپور شریف میں سلطان الاولیاء، شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے گئی۔ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ذرا اپنے گریبان میں جھانکیے! بس نسبت میں استحکام پیدا ہو گیا، نسبت قوی ہو گئی اور حصولِ مقصد تک پہنچ گئے۔ صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی وساطت سے حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنا مقصد پیش کیا تو آپ خوش ہوئے اور نسبت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ القاء فرما دی۔ شرف بیعت حاصل ہونے کے بعد شرقپور شریف میں آپ کی آمد ورفت کا سلسلہ تیز رفتاری سے شروع ہو گیا حتیٰ کہ مرشد کامل نے آپ کو خلافت واجازت سے بھی نواز دیا۔ 1

مرشدِ گرامی کی نظر میں مقام:

حضرت سید محمد مظہر قیوم رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعلق حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا دادا پیر خانہ سے تھا، اس لیے آپ صاحبزادہ صاحب کو ہمیشہ پیرزادہ اور سجادہ نشین کی حیثیت سے دیکھتے تھے۔ اس سلسلے میں حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

> ''حضرت صاحبزادہ صاحب والا جاہ آپ کے اخلاص مندوں میں سے تھے لیکن اعلیٰ حضرت ہمیشہ ان کو مرشدزادہ اور سجادہ نشین کے درجہ میں دیکھتے تھے، اور اس اخلاص سے پیش آتے تھے جس طرح ایک اخلاص مند اپنے مرشد زادہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ بلکہ حضرت صاحبزادہ صاحب کا اخلاص مند ہونا اور مرشد سے مجاز ہونا، صحیح اس وقت معلوم ہوا جب کہ صاحبزادہ صاحب نے کلاہ اجازت بذات خود اپنے ہاتھ سے اپنے سر پر رکھی۔'' 2

اہل قلم کی حوصلہ افزائی:

آپ عالم ربانی اور ولی کامل تھے۔ علم اور اہل علم کی عظمت و بزرگی سے بخوبی آگاہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اہل علم وفضل اور اہل قلم کی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔ جناب قاضی قائم الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشائخ سادات مکان شریف کے احوال وآثار پر مشتمل ''ذکر مبارک'' کے نام سے کتاب مرتب کی اور اس کا

1- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیائے نقشبند ص 515۔ 2- محمد عمر بیربلوی، صاحبزادہ: انقلاب الحقیقت ص 201۔

مسودہ حضرت صاحبزادہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور بطور حوصلہ افزائی اس پر تقریظ تحریر فرمائی۔ آپ کی تحریر کردہ تقریظ مندرجہ ذیل ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّنَ"

قاضی قائم الدین کے والد گرامی قاضی غلام علی مرحوم، قیوم عالم حضرت سیدنا امام علی شاہ قدس سرہ العزیز کے خاص متوسلین میں سے تھے۔ اسی خاص تعلق کی وجہ سے قاضی صاحب موصوف کا مدت سے خیال تھا کہ حضرات مکان شریف کے چیدہ چیدہ اور کندہ حالات جو ابھی تک عوام بلکہ خواص کی نظروں سے بالکل اوجھل ہیں اور اکثر حالات ایسے ہیں جو ابھی تک کسی کتاب میں نہیں آئے، ان کو جمع کر کے صفحہ قرطاس پر لایا جاوے۔ چنانچہ انہوں نے نہایت جان فشانی اور کوشش سے ان حالات کو جمع کیا۔ بعض اقتباسات ''آثار قیومیہ'' جو مولانا سید احمد علی مرحوم نے اعلیٰ حضرت، قیوم عالم، سیدنا امام علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات میں قلمبند فرمائی تھی، جو ابھی تک چھپ نہیں سکی اور نہ ہی دوستوں کو اس کی اہمیت کا علم ہے۔ اور بعض دیگر معتبر ذرائع سے حاصل کر کے صرف پہلا حصہ شائع کیا ہے۔ امید ہے کہ جملہ مسلمان اور خاص کر متوسلین مکان شریف اس ''ذکر مبارک'' سے برکت حاصل کریں گے۔" [3]

میر محمد مظہر قیوم (سجادہ نشین' مکان شریف)

تبرکات شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ کو جب حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اجازت وخلافت سے نوازا، اسی وقت بطور تبرک ایک کوٹ عنایت فرمایا، جو تاحیات آپ نے محفوظ رکھا۔ وہ کوٹ اب بھی حضرت صاحبزادہ سید حسام القیوم صاحب دامت برکاتہم سجادہ نشین مکان شریف حال بھولیر شریف (نزد سانگلہ ہل) ضلع شیخوپورہ کے پاس محفوظ وموجود ہے۔

خلفاء شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ میں امتیازی خصوصیات:

حضرت صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم رحمہ اللہ تعالیٰ، خلفاء شیر ربانی شرقپوری میں سے اپنی بعض خصوصیات کی بناء پر فائق ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ آپ کا احترام فرمایا کرتے اور شفقت بھی فرماتے تھے۔

3- قائم الدین، چشتی: ذکر مبارک ص 5

☆ آپ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دادا پیر خانہ مکان شریف کے شہزادے تھے۔

☆ آپ کو حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔

☆ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد آپ کے نامور خلفاء میں سے وصال پانے والے آپ پہلے خلیفہ ہیں۔

اولاد امجاد:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک صاحبزادہ عطاء فرمایا جن کا اسم گرامی حضرت صاحبزادہ سید محمد محفوظ حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ رکھا۔

وصال مبارک:

آپ نے ۱۴ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ مطابق یکم اپریل 1942ء میں وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ راجعون ٥ مکان شریف کو آپ کا مولد، مسکن، وصال گاہ اور مدفن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کا مزار پُر انوار بھی اسی مبارک زمین میں ہے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ کا تمام خاندان ہجرت کر کے پاکستان میں منتقل ہو گیا۔ اور بھولیر شریف (نزد سانگلہ ہل) ضلع شیخوپورہ میں مقیم ہوا۔ ہر سال ۲۲، ۲۳ اکتوبر کو حضرت سید امام علی شاہ، حضرت صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم اور دیگر مشائخ سادات مکان شریف کا مشترکہ عرس مبارک زیر اہتمام حضرت صاحبزادہ سید حسام القیوم صاحب دامت برکاتہم بھولیر شریف میں منعقد ہوتا ہے۔ جس میں ملک بھر سے مشائخ عظام، علماء کرام، قراء، نعت خوان حضرات اور خدام و متوسلین کثیر تعداد میں شمولیت کرتے ہیں۔

★ ★ ★

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

﴿حضرت کرمانوالہ شریف، اوکاڑہ﴾

ولادت باسعادت:

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے رحمہ اللہ تعالیٰ 1883ء میں حضرت سید علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قصبہ کرمونوالہ ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی نے آپ کا نام ''سید محمد اسماعیل شاہ'' تجویز فرمایا۔ والد گرامی عبادت و ریاضت، تقویٰ و طہارت، صداقت و شرافت اور علم و فضل میں یگانۂ روزگار تھے۔ 42 بیالیس واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب سرچشمۂ ولایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

اوصاف بچپن:

موصوف کو زمانۂ بچپن ہی سے کھیل کود، لغو و فحش گوئی اور گالی گلوچ ایسے رذائل سے سخت نفرت تھی۔ اپنے چچا جان حضرت سید قطب الدین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ جس کے سبب شب و روز کا اکثر وقت ان کی خدمت میں گزارتے۔

تعلیم و تربیت:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم کا آغاز قرآن کریم سے کیا اور پرائمری تک تعلیم موضع کرمونوالہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع موضع ''سلطان خاں والا'' کے پرائمری سکول میں حاصل کی۔ بعد ازاں آپ نے علوم اسلامیہ کے حصول کی طرف توجہ فرمائی اور اہل سنت و جماعت کی مشہور دینی درسگاہ ''دارالعلوم نعمانیہ'' لاہور سے علوم و فنون کے حصول کا آغاز فرمایا۔ جلال پور، دہلی، لاہور اور دیگر مقامات

سے علوم وفنون حاصل کرتے رہے۔ آپ کے اساتذہ میں سے ایک حضرت پیر فضل شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں جو عالم فاضل ہونے کے علاوہ ولی کامل بھی تھے۔1

تلاشِ مرشد:

آپ ظاہری علوم فنون کی تکمیل کے ساتھ ساتھ باطنی علوم کی تکمیل بھی چاہتے تھے۔ منازل سلوک طے کرنے کے بعد اپنے قلبی میلان کی تسکین ذکر الٰہی اور ذکر نبوی ﷺ سے چاہتے تھے۔ اس گوہر مقصود کے حصول کے لیے آپ نے مرشد کامل کی تلاش کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مشہور زمانہ ولی کامل حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مجاز حضرت علامہ شرف الدین رحمہ اللہ تعالیٰ اس زمانہ میں فیروز پور میں قیام پذیر تھے اور تشنگان طریقت کی پیاس بجھانے میں مصروف تھے۔ آپ بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گوہر مقصود کے حصول کے لیے سلسلۂ عالیہ چشتیہ سے منسلک ہونے کا شرف حاصل کیا۔

شرف بیعت کے کچھ عرصہ بعد مرشد کامل حضرت علامہ شرف الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہو گیا، تو آپ کو پھر مرشد کامل کی تلاش دامن گیر ہوئی کیونکہ پیشوا کے وصال سے منزل دور دکھائی دینے لگی تھی۔ جس زمانہ میں آپ مرشد کامل کی تلاش میں شب وروز کوشاں تھے، حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولایت کی شہرت پورے برصغیر میں پھول کی خوشبو کی طرح پھیل چکی تھی۔ ہزاروں تشنگان معرفت وتصوف اللہ کے فضل سے آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہو رہے تھے۔ آپ بھی شرقپور شریف میں حاضر ہوئے اور حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر فرط محبت سے فرمایا: ''شاہ جی! کچھ علم بھی پڑھا ہے؟'' عرض کیا: ''حضور! پڑھا تو ہے لیکن سمجھ میں نہیں آیا''۔ آپ نے فرمایا: شاہ جی! فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ سمجھ بھی عطا فرما دے گا''۔2

اعزاز بیعت وشرف خلافت:

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد حضرت شاہ صاحب کا شرقپور شریف میں آمد ورفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آپ نے سالوں کا سفر مہینوں میں، مہینوں کا سفر دنوں میں اور دنوں کا گھنٹوں میں طے کر لیا۔ حتیٰ کہ مرشد کامل نے آپ کو اجازت وخلافت سے نواز دیا۔ اب شاہ صاحب کا کعبۂ منزل شرقپور شریف قرار پا چکا تھا۔ مرشد کامل نے خرقہ خلافت عطا کرتے ہوئے فرمایا: یہ فضلِ الٰہی ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے''۔ اب نظر شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے آپ کو گوہر مقصود (یعنی دولت تسکین

1- محمد اکرام، پروفیسر: معدن کرم ص 557۔ 2- محمد اکرام، پروفیسر: معدن کرم ص 552۔

قلب) حاصل ہو چکا تھا اور نسبت نقشبندیہ نے گوہر مقصود کے حصول میں زیادہ عرصہ نہ لگنے دیا۔3

آغاز سلسلہ رشد و ہدایت:

مرشد کامل کی طرف اجازت وخلافت حاصل ہونے پر آپ نے اپنے آبائی گاؤں کرمونوالہ میں رشد وہدایت کا آغاز کر دیا۔حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح آپ کا فیض بھی صرف مسلمانوں تک محدود نہ تھا بلکہ مسلم اور غیر مسلم سب حاضر خدمت ہوتے اور مستفیض ہوتے۔غیر مسلم لوگوں میں سے ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ حاضر ہوتے۔آپ کی تلقین وارشاد، اصلاح نفس اور انداز تربیت میں اس قدر تاثیر ہوتی کہ غیر مسلم لوگ نماز اور روزہ کے عادی بن جاتے اور بعد میں آہستہ آہستہ ان کے دلوں سے کفر وگمراہی کا مرض حرف غلط کی طرح مٹ جاتا اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے۔

پیر خانہ سے محبت:

پیر خانہ کا ادب کرنا مرشد کامل کا ادب کرنے سے کم نہیں ہوتا کیونکہ یہ احترام بطور پیشوائے طریقت وشریعت کیا جاتا ہے۔حضرت سید بڈھن شاہ کلانوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مرشد خانہ ''مکان شریف'' میں بلا وضو داخل نہیں ہوتے تھے اور نہ اس کی طرف پشت کرتے تھے۔حضرت سید محمد اسماعیل شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے مرشد خانہ شرقپور شریف کا اسی طرح ادب واحترام بجالاتے۔جب آپ حاضری کی غرض سے شرقپور شریف میں آتے تو کرمونوالہ ضلع فیروز پور سے رائیونڈ تک بذریعہ ریل آتے اور وہاں سے شرقپور شریف کا سفر، کبھی کبھی پیدل بھی کیا کرتے تھے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ،حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دوران حاضری بھی جملہ آداب ملحوظ خاطر رکھتے۔آپ کے چہرہ انور کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھتے۔چنانچہ حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیر بلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں: ''شاہ صاحب کی ذات بابرکات نہایت خائف واقع ہوئی ہے۔کیا مجال کہ حضرت کی خدمت میں آنکھ اوپر اٹھا جائیں''۔4

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ،حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا احتراماً نام بھی نہیں لیتے تھے۔آپ کے ایک مرید کا نام ''شیر محمد'' تھا، جب اسے بلانا ہوتا تو اس کا نام لینے کی بجائے اسے ''محمد شریف'' یا ''حکیم جی'' یا ''بڑی سرکار کے نام والے'' کہہ کر مخاطب کرتے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرقپور شریف سے عقیدت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ ہمہ وقت دل ودماغ میں اسی مقدس شہر کا تصور رہتا۔ایک دفعہ مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمت

3- محمد امین شرقپوری، مولانا: اولیائے نقشبند ص472۔ 4- محمد عمر بیر بلوی، صاحبزادہ: انقلاب الحقیقت ص205۔

میں ایسی تسبیح پیش کی جس کے امام سے مدینہ طیبہ نظر آتا تھا، حافظ صاحب نے تسبیح پیش کرتے وقت عرض کیا:
حضور! اس سے مدینہ طیبہ نظر آتا ہے، آپ نے اس کے امام میں دیکھا اور فرمایا: ''بیلیا! مینوں تاں شر قپور شریف نظر آندا اے''۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ شاہ صاحب کے نزدیک مرشد خانہ، مدینہ طیبہ سے افضل ہے بلکہ اس سے عقیدت و محبت کا اظہار مقصود ہے جو ان کے دل اور آنکھوں میں راسخ ہو چکی تھی۔

عادات واطوار:

عادات واطوار کے اعتبار سے آپ رسول کریم ﷺ کی سنت مبارکہ کا عملی نمونہ تھے۔ حاضر ہونے والے متوسلین، مریدین اور عقیدتمندوں کی بات توجہ سے سنتے اور جواب دیتے۔ جس مقصد کے لیے کوئی حاضر ہوتا، گوہر مقصود لیکر واپس ہوتا۔ بعض اوقات آنے والے حضرات کو تعمیر مسجد یا صحن میں مٹی ڈالنے کے لیے تعینات فرما دیتے۔ اس عمل میں بھی اصلاح نفس اور تربیت مقصود ہوتی۔ اور جونہی نماز کا وقت شروع ہوا چاہتا تو خدام تمام کام چھوڑ کر استنجا اور وضو کر کے صفوں میں بیٹھ جاتے۔ اسلوب ترتیب سے متوسلین اور مریدین سنت نبوی ﷺ کا خوگر بن جاتے۔ آپ کے متوسلین شکل وصورت، رفتار وگفتار، لباس ودستار اور دیگر عادات سے پہچانے جاتے ہیں۔

عشق رسول کریم ﷺ:

حضور انور ﷺ سے عشق ومحبت نہ صرف مسلمان کی جان بلکہ روح ایمان اور لازوال دولت ہے۔
حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ولی کامل، عارف ربانی ہونے کے علاوہ نسباً نبی کریم ﷺ کی اولاد سے تھے۔ آپ کا ہر عمل اور ہر بات محبت رسول اور عشق نبوی ﷺ کا مظہر ہوتی۔ دوران نشست بار بار رسول اعظم ﷺ کا نام لیتے اور حاضرین میں سے کسی عالم دین یا دوسرے شخص سے مخاطب ہو کر بایں الفاظ فرماتے:

''کیوں بابو جی! کیوں مولوی جی! ہمارے حضور ﷺ دی بڑی شان اے''۔

آپ کی اس گفتگو سے متوسلین یوں محسوس کرتے گویا آپ حضور پُر نور ﷺ کی ذات ستودہ کا حسن وجمال، عظمت وشان اور محاسن واوصاف اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھ کر بیان فرما رہے ہیں۔

پاسِ شریعت:

اسلام ایک ضابطہ حیات ہے جو مسلمانوں کی زندگی کے تمام شعبوں میں راہنمائی کرتا ہے۔ علماء کرام نے فسادات کی جڑ بے پردگی اور عریانی کو قرار دیتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خواتین وحضرات کے اختلاط کو ناپسند فرماتے اور ایسی خواتین کی تادیب فرماتے جو پردے کو ناپسند کرتیں۔ اپنے حلقہ نشست میں

خواتین کو آنے کی اجازت نہ دیتے اور اپنے متوسلین کو تاکیداً فرماتے: ہمارا وظیفہ اپنی عورتوں کو بتا دیا کرو، وہ یہاں ہرگز ہرگز نہ آئیں۔

موضع ''اچھے والا'' میں قیام:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ قیام پاکستان سے دو سال قبل ''کرمونوالہ'' کو چھوڑ کر موضع ''اچھے والا'' نزد فیروز پور چھاؤنی کے ایک کنواں میں خیمہ زن ہو کر قیام پذیر رہے۔ اور یہاں قیام کے دوران آپ نے اراضی بھی خریدی جس کے عوض قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں اراضی ملی۔

''اچھے والا'' سے ''حضرت کرمانوالہ'' تک:

14 اگست 1947ء میں پاکستان معرض وجود میں آیا تو آپ سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے موضع ''اچھے والا'' کے کنویں سے عازم ہجرت ہو کر براستہ گنڈا سنگھ بارڈر پاکستان میں داخل ہو کر چند یوم قصور شہر میں قیام کرنے کے بعد عارف والا کے چک 57۔B۔E میں منتقل ہو گئے۔ 1950ء تک اس چک میں مقیم رہے۔ 1950ء میں وہاں سے حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے سالانہ عرس مبارک پر حاضری کے لیے خدام کی معیت میں شرقپور شریف پہنچے۔ عرس مبارک سے فارغ ہو کر حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کی نگری لاہور، میں چند یوم قیام کیا اور بعد ازاں اوکاڑہ سے تین میل کے فاصلہ پر برلب ملتان روڈ چک 56-2 ایل (پکا چک) میں مقیم ہو گئے۔ بعد میں یہی چک ''حضرت کرمانوالہ شریف'' کے نام سے مشہور ہوا۔

مسلک ومشرب:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ عقائد ونظریات میں اسلاف مثلاً صحابہ کرام، آئمہ اربعہ، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، ابوالبرکات حضرت سید امام علی شاہ اور حضرت شیرِ ربانی شرقپوری وغیرہم رحمھم اللہ تعالیٰ کے پیرو تھے۔ آپ حلقہ متوسلین اور خطبہ جمعۃ المبارک، محفل گیارہویں شریف، محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ اور دیگر تقریبات میں فضائل وکمالات رسول ﷺ اور معجزات مصطفیٰ ﷺ نہایت عقیدت ومحبت سے بیان فرماتے۔

آپ رسول کریم ﷺ کے حاضر وناظر، علم غیب، نورانیت مصطفےٰ ﷺ اور حیات النبی ﷺ کے قائل تھے۔ متوسلین کو ان عقائد پر پختہ یقین رکھنے کی تلقین فرماتے۔ آپ حضور انور ﷺ کو بے مثل بشر قرار دیتے اور آپ کو اپنی مثل قرار دینے والوں کی تردید میں فرمایا: ''حضور پُر نور ﷺ کو بے مثل جانیے کہ: اِنَّمَا اَنَا بَشَر

"مِثلُکم"، ہم مثلیوں اور ہجو مائیوں نے غلط سمجھا انہوں نے :یُوحیٰ اِلَیَّ" کو چھوڑ دیا اور گمراہ ہوئے۔

آپ نے فرمایا: ہمارے رسول ﷺ کا آسمانوں پر اسم گرامی "احمد" اور زمین پر "محمد ﷺ" ہے۔ فرمایا: بَشَـرٌ مِثلُکُم" کا عقیدہ منکرین انبیاء کرام کا ہے کیونکہ قرآن شاہد ہے کہ صرف کافروں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی مثل بشر قرار دیا ہے۔ "قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثلُکم" میں حکمت وفلسفہ یہ ہے کہ حضور انور ﷺ کے فضائل وکمالات اور معجزات دیکھ کر نصاریٰ کی طرح ابن اللہ نہ کہنا شروع کر دیں"۔ فرمایا: آج کل لوگ "مثلی" ہونے کے عقیدہ پر کس طرح ایمان رکھتے ہیں اور مسلمان کہلاتے ہیں جبکہ حضور پرنور ﷺ کے ہر عضو کی ایک بے مثال شان ہے"۔ آپ نے فرمایا: اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ "یَامُعِینُ"، "یَاچِشتِیُ"، "یَا حضرت شیخ عَبدُالقَادِر جِیلَانِی شَیئًالِلّٰہ"، یابہاؤالدین نقشبند" اور یا شاہ مدار" کا ورد عموماً صبح وشام فرماتے تھے"۔

علمی نکات

آپ عالم ربانی تھے اس لیے آپ کی ہر بات علمی اور قرآن وحدیث کے مطابق ہوتی تھی۔ بطور تبرک آپ کے چند علمی نکات سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

فضیلت استقامت:

آپ نے استقامت کے حوالے سے فرمایا: "اَلاِستِقَامَتُ فِی الشَّرِیعَۃِ وَالطَّرِیقَۃِ فَھِیَ فَوقَ الکَرَامَۃِ" "شریعت اور طریقت کے (اصولوں) پر استقامت سب سے بڑی کرامت ہے"۔

علم کی اقسام:

آپ نے علم کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرمایا: "اَلعِلمُ عِلمَانِ، عِلمُ القَلبِ وعِلمُ اللِّسَانِ، عِلمُ القَلبِ فَذَالِکَ العِلمُ النَّافِعُ، عِلمُ الاَنبِیَاءِ وَالمُرسَلِینَ، وعِلمُ اللّسان فذالک حُجَّۃُ اللّٰہِ عَلٰی بَنِی آدَمَ"

ترجمہ: "علم کی دو قسمیں ہیں ☆ وہ علم جس کا تعلق دل سے ہو، اور ☆ وہ علم جس کا تعلق زبان سے ہو۔ علم قلب ہی مفید ہے۔ اور یہی انبیاء اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کا علم ہے۔ اور علم زبان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولاد آدم پر حجت وبرہان ہے"۔[5]

5- محمد اکرام، پروفیسر: معدن کرم ص 578

تسبیح کی اہمیت:

ایک دفعہ جمعۃ المبارک کے خطبہ کے بعد ایک خادم نے عرض کیا حضور! آپ کی مخالفت کا سلسلہ تیزی سے شروع ہو چکا ہے لہذا بطور حفاظت کوئی ہتھیار اپنے پاس رکھا کریں۔ آپ نے فرمایا: میری تسبیح کا ایک ایک دانہ پستول کی گولی کی حیثیت رکھتا ہے۔ میری تسبیح کا دانہ جس طرف بھی الٹ گیا، دنیا الٹ جائے گی۔

بے مثل نبی ﷺ کا بے مثل کردار:

فرمایا: یارو! اللہ تعالیٰ نے سب سے عمدہ، سب سے حسین اور خوبصورت سراپا جو بنایا ہے، وہ رسول مقبول ﷺ کا کردار ہے۔ پھر ہم بھی کیوں نہ ویسی صورت اور ویسی ہی سیرت بنانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا بھی یہی ذریعہ ہے۔[6]

مزارات اولیاء اللہ پر حاضری:

اہل ایمان کے مزارات پر حاضری دینا، ان کے لیے فاتحہ خوانی کرنا اور دعا مغفرت کرنا سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ آپ ﷺ فاتحہ خوانی کے لئے شہداء احد اور جنت البقیع میں تشریف لے جاتے تھے۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی خدمت میں حاضری دیا کرتی تھیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، اولیاء اللہ اور علماء ربانی رحمھم اللہ تعالیٰ کا بھی مزارات پر حاضری دینا معمول رہا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے جن اولیاءِ کرام کے مزارات پر حاضری دی اور فیوض و برکات حاصل کیے ان میں سے چند ایک کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

☆ مزاراتِ سادات مکان شریف یعنی حضرت سید دانیال، حضرت سید شاہ حسین، حضرت سید امام علی شاہ حضرت سید صادق علی شاہ اور دیگر اکابر رحمھم اللہ تعالیٰ۔

☆ مزار سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری (متوفی ۶۳۳ھ)

☆ مزار حضرت ابوالحسن سید علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش لاہوری (متوفی ۴۶۵ھ)

☆ مزار حضرت علی احمد صابر کلیر شریف (متوفی ۶۹۰ھ)

☆ مزار حضرت بابا فرید الدین والملت مسعود گنج شکر پاکپتن شریف (متوفی ۶۵۹ھ)

☆ مزار حضرت شمس الدین سیالوی، سیال شریف (متوفی ۱۳۰۰ھ)

☆ مزار حضرت خواجہ نور محمد مہاروی، چشتیاں شریف (متوفی ۱۲۰۵ھ)

6- محمد اکرام، پروفیسر: معدن کرم ص 585

☆ مزار حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی، ملتان شریف (متوفی ۶۶۶ھ)
☆ مزار حضرت شاہ محمد غوث لاہوری (متوفی ۱۱۷۷ھ)
☆ مزار حضرت بوعلی شاہ قلندر پانی پتی، پانی پت (متوفی ۷۲۴ھ)
☆ مزار حضرت خواجہ عبدالصمد المعروف حضور صاحب، رینالہ خورد (متوفی 1950ء)
☆ مزار حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، سرہند شریف (متوفی 1624ء)
☆ مزار حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری شرقپور شریف (متوفی 1928ء)
☆ مزار حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب شرقپوری، شرقپور شریف، (متوفی 1957ء)
☆ مزار حضرت ایشاں صاحب لاہور (متوفی ۱۰۵۲ھ)
☆ مزار حضرت پیر مکی لاہور شریف (متوفی ۱۲۱۵ھ)
☆ مزار حضرت سید عبداللہ شاہ المعروف بابا بلھے شاہ (متوفی 1785ء) قصور شریف اور دیگر مزارات اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ہمعصر اولیاء کرام ومشائخ عظام:

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہمعصر اولیاء کرام اور مشائخ کی فہرست طویل ہے جن کا احاطہ تحریر میں لانا دشوار ہے تاہم ان میں سے چند معروف کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت میاں غلام اللہ المعروف حضرت ثانی شرقپوری، شرقپور شریف (متوفی 1957ء)
☆ حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری، قصور شریف (متوفی ۱۳۵۹ھ)
☆ حضرت سید منظور احمد مکان شریف (متوفی 1969ء)
☆ حضرت سید نورالحسن شاہ بخاری (متوفی 1952ء)
☆ حضرت صاحبزادہ سید میر مظہر قیوم شاہ (متوفی ۱۳۶۱ھ)
☆ حضرت صاحبزادہ سید محمد عمر، بیربل شریف (متوفی 1967ء)
☆ حضرت باباجی عبدالغفور، دریائے رحمت شریف، ضلع اٹک (متوفی 1976ء)
☆ حضرت سید محمد ابراہیم شاہ بخاری نارنگ منڈی (متوفی 1967ء)
☆ حضرت سید ولایت علی شاہ، گجرات شریف (متوفی 1971ء)
☆ حضرت صوفی نواب دین موہری شریف (متوفی 1965ء)
☆ حضرت سید محمد چراغ علی شاہ، والٹن روڈ لاہور کینٹ (متوفی 1969ء)

☆ حضرت پیر محمد شفیع، چورہ شریف (متوفی 1922ء)

☆ صدر الا فاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، مراد آباد (متوفی 1948ء)

☆ حضرت پیر حافظ سید جماعت علی شاہ، علی پور شریف، ضلع سیالکوٹ (متوفی 1951ء)

☆ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ ثانی علی پور شریف، ضلع سیالکوٹ (متوفی 1939ء)

☆ ابو البرکات حضرت علامہ سید احمد شاہ، حزب الاحناف، لاہور (متوفی 1981ء)

☆ ابو الحسنات حضرت علامہ سید محمد احمد قادری، لاہور۔

☆ حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی، گجرات شریف۔

☆ حضرت سید دیدار علی شاہ الوری۔

☆ مبلغ اسلام حضرت شاہ محمد عبد العلیم صدیقی، مزار پُر انوار مدینہ منورہ۔

☆ حضرت علامہ عبد الغفور ہزاروی، ہزارہ۔

☆ شیخ الحدیث محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد، فیصل آباد۔

☆ حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

کشف و کرامات

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہزاروں مریدین تھے اور ہر مرید جامع الکرامات یا باب الکرامات تھا۔ آپ کی جملہ کرامات کا جمع کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ تاہم بطور تبرک چند کرامات سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

کائنات کی ہر چیز کا نظروں کے سامنے ہونا:

عالم ربانی، استاذ العلماء، ابو البیان، شیخ القرآن، حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ بانی وناظم اعلیٰ دار العلوم اشرف المدارس، اوکاڑہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے متوسلین، مریدین اور عقیدتمندوں کی موجودگی میں یوں فرمایا: مولوی صاحب! بعض کم فہم لوگ جن کو اپنے علم پر فخر ہوتا ہے، حضور مخبر صادق، محبوب رب العالمین، سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کے علم کو تولنے اور ناپنے لگ جاتے ہیں۔ میں حضور سرکار مدینہ ﷺ کا ادنیٰ خادم ہوں، قیامت کا دعویٰ تو میں نہیں کرتا، اس کے

علاوہ مولا کریم نے مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی"۔ 7

پھانسی سے نجات ملنا:

جناب ماسٹر خوشی محمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ وہ عشاء کی نماز کے بعد حضرت سید محمد اسماعیل شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: آج گھڑی کا وقت بھی درست کرنا ہے۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ گھڑی کی سوئیاں گھماتے جاؤ جب سوئی گیارہ بجنے کے قریب آ جائے تو مجھے بتانا۔ میں گھڑی کی سوئیاں گھمانا شروع کر دیں گھنٹیاں بجتی گئیں اور جب سوئی دس بج کر پچپن منٹ پر پہنچ گئی تو میں نے بتایا: حضور! سوئی گیارے بجنے کے قریب پہنچ گئی ہے۔ آپ نے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا اور خود کھڑے ہو کر تیزی سے سوئی گیارہ بج کر دس منٹ پر کر دی اور فرمایا: اب وقت درست ہو گیا ہے۔ آپ نے ماسٹر صاحب کو آرام کرنے کا حکم دے دیا۔ وہ سوتے وقت، وقت درست کرنے کی حکمت کے بارے میں غور و خوض کرتے رہے لیکن کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔

دوسرے دن ایک شخص اپنے دو لڑکوں کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جن کے سروں پر سرخ رنگ کی پگڑیاں تھیں۔ ان کے حاضر ہوتے ہی حضرت شاہ صاحب نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: مجھے بتاؤ کس طرح ساری بات ہوئی؟ ایک لڑکے نے نہایت ادب و احترام سے عرض کیا: حضور! مجھے تختہ دار پر کھڑا کر دیا گیا تھا، ایک افسر کی نظر گھڑی پر تھی کیونکہ مجھے ٹھیک گیارہ بجے پھانسی دینے کا حکم جاری ہو چکا تھا۔ میری نظریں بھی گھڑی کی سوئی کی طرف تھیں جب سوئی گیارہ بجے کے قریب ہوئی تو اچانک ایک نورانی ہاتھ سوئی کی طرف بڑھا جس نے تیزی سے سوئی گھما کر گیارہ بج کر دس منٹ پر کر دی۔ پھانسی کا وقت گیارہ بجے کا تھا جو گذر چکا تھا۔ گفتگو کے دوران لڑکا آپ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ آخر وہ آپ کے دست اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پکار اٹھا حضور! یہ وہی ہاتھ ہے جس نے سوئی گھمائی تھی۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: کوئی اور ہاتھ بھی تو ہو سکتا ہے"۔ ساتھ ہی آپ نے پُر زور الفاظ میں تاکید فرمائی کہ اس بارے میں کسی کو نہ بتایا جائے۔ لڑکے کی گفتگو سن کر ماسٹر خوشی محمد صاحب کو سوئی گھما کر وقت درست کرنے کا فلسفہ سمجھ میں آ گیا۔

اولیاء را ہست قدرت از الہ

تیر جستہ باز گردانند از راہ 8

7۔ محمد اکرام، پروفیسر: معدن کرم ص 589۔ 8۔ محمد اکرام، پروفیسر: معدن کرم ص 603

گونگوں اور بہروں کی قوت گویائی اور قوت سماعت درست ہونا:

جناب پروفیسر محمد اکرام صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ موضع کرموتوالہ ضلع فیروزپور میں حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ خدام کے جھرمٹ میں تشریف فرما تھے اور ایک خوش الحان نعت خوان سے کتاب "شاہ نامہ اسلام" مصنفہ جناب حفیظ جالندھری صاحب کے اشعار سماعت فرما رہے تھے۔ دوران محفل ایک شخص اپنے دولڑکے لیکر حاضر ہوا، لڑکوں کو اپنی لاٹھی دے کر کچھ فاصلے پر نیم کے درخت کے سائے میں بٹھا دیا اور خود آپ کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ حضرت نے نووارد شخص سے فرمایا: بابو جی! تمہارا نام کیا ہے؟ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے اپنا نام عرض کرنے کے بعد کہا کہ حضور! لدھیانہ سے آیا ہوں۔ فرمایا: کس مقصد کے لیے آئے ہو؟ تو عرض کیا: حضور! وہ درخت کے نیچے میرے لڑکے ہیں اور وہ گفتگو نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا: وہ سنتے بھی ہیں کہ نہیں؟ جواب دیا: حضور! وہ سنتے بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ایک صرف گونگے ہوتے ہیں، یہ تمہارے بیٹے تو پھر گونگے بھی ہوئے بہرے بھی۔ آپ کی یہ بات سن کر وہ شخص بہت پریشان ہوا۔ آپ نے اسے تسلی دیتے ہوئے نہایت ہی مشفقانہ انداز میں فرمایا: بابو جی! گھبراؤ نہیں، اللہ رحم فرمائے گا۔ بعد ازاں آپ نے نعت خوان کو "شاہ نامہ اسلام" کے اشعار پڑھنے کا اشارہ فرمایا اور خود سننے لگے۔ دوران محفل آپ کبھی لڑکوں کی طرف دیکھتے تو کبھی مہربانی کے انداز میں ان کے باپ کی طرف دیکھتے۔ باپ کو بچوں کے صحیح ہونے کے بارے میں یقین نہیں آ رہا تھا اور اس کی گھبراہٹ و پریشانی میں مسلسل اضافہ ہو رہا تھا۔ اسی دوران دونوں لڑکے باہمی زور آزمائی کرتے ہوئے ایک دوسرے سے لاٹھی چھیننے لگے اور ایک دوسرے کو با آواز بلند کہنے لگے یہ لاٹھی تو ابو نے مجھے دی تھی تم کیوں لیتے ہو؟ اور ابو، ابو پکار کر شور کرنے لگے۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: بابو جی! دیکھو وہ تو بول رہے ہیں آپ یوں ہی کہہ رہے تھے کہ نہ بولتے ہیں اور نہ سنتے ہیں" بابو جی فوراً خوشی خوشی اپنے لڑکوں کے پاس گئے اور دونوں کو آپ کی خدمت میں پیش کیا: آپ نے دونوں کے سروں پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور رخصت عطا فرمادی، بابو جی دونوں لڑکوں کو لے کر بخوشی اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ 9

علالت و وصال

آپ زندگی کے آخری ایام میں علیل ہو گئے۔ میو ہسپتال لاہور میں علاج کروایا گیا تو صحت مکمل طور پر بحال ہو گئی۔ آپ حضرت کرماتوالہ شریف میں تشریف لے آئے۔ چند دن گزرنے کے بعد مرض دوبارہ عود کر آیا۔ دوبارہ میو ہسپتال لاہور میں داخل کروایا گیا لیکن رو بصحت ہونے کی بجائے "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" والا معاملہ بنا۔ آپ کے حکم کے مطابق آپ کو حضرت کرماتوالہ شریف میں لایا گیا۔

9- محمد اکرام، پروفیسر: معدن کرم ص 604

آفتاب رشد و ہدایت ستر سال تک اپنی نورانی کرنوں سے ایک دنیا کو مستفیض و مستفید کرتا ہوا، ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ مطابق 20 جنوری 1966ء کو بروز جمعرات چار بجے بعد دوپہر ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ آپ کے وصال کی خبر آناً فاناً ریڈیو پاکستان کے ذریعے دنیا بھر میں پھیل گئی۔ صاحبزادگان حضرت صاحبزادہ سید محمد علی شاہ اور حضرت سید عثمان علی شاہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے خدام اور متوسلین کی معاونت سے غسل دیا اور کفن پہنایا۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کی خبر سنتے ہی علماء، مشائخ، خدام، مریدین، متوسلین اور عوام اہل سنت سیلاب کی طرح حضرت کرمانوالہ شریف کی طرف امڈ آئی۔ صاحبزادگان اور مشائخ کے فیصلہ کے مطابق حضرت صاحبزادہ سید محمد علی شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت کرمانوالہ شریف میں مسجد سے متصل اور آپ کی رہائش گاہ کے قریب خالی پلاٹ میں مزار پُر انوار بنایا گیا۔ صاحبزادگان حضرت صاحبزادہ سید محمد علی شاہ اور حضرت صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے آپ کا تابوت قبر میں اتارا۔ مزار حضرت کرمانوالہ شریف ضلع اوکاڑہ میں مرجع خلائق ہے۔ مزار پُر انوار پر ہمہ وقت خدام، متوسلین اور عقیدتمندوں کی حاضری اور قرآن خوانی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

آپ کے وصال کے تیرہ سال بعد تک مزار کچا رہا۔ بعد میں صاحبزادگان حضرت صاحبزادہ سید محمد علی شاہ بخاری اور حضرت صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ بخاری رحمھما اللہ تعالیٰ نے خدام، متوسلین اور عقیدتمندوں کی معاونت سے عالی شان دربار تعمیر کروایا۔ اس کی زیب و آرائش کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔ دربار عالیہ کی تکمیل و مرمت میں بارہ سال لگے۔ دربار عالیہ کی تعمیر بصورت ہشت پہلو عمل میں لائی گئی ہے۔ اس کے اندرونی حصہ پر آیات قرآنی، اسماء الٰہی، اسماء النبی ﷺ، اسماء عشرہ مبشرہ اور اسماء اولیاء نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ لکھے گئے ہیں۔ اس کے ہشت پہلوؤں پر مندرجہ ذیل اشعار لکھے گئے ہیں:

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردانند از راہ

گفتہ او، گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا

او نشیند در حضور اولیاء

بندگان خاص علام الغیوب

در جہاں جاں جواسیس القلوب

اگر گیتی سراسر باد گیرد

چراغ مقبلاں ہر گز نہ میرد

گر تو سنگِ خارۂ مرمر شوی

چوں پیش صاحب دل رسی گوہر شوی

دربار عالیہ کے اطراف میں چہار پہلو ایک خوشنما برآمدہ تعمیر کیا گیا ہے جس سے دربار عالیہ کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ آپ کے مزار اقدس کے علاوہ دربار عالیہ میں تین مزارات اور ہیں: ☆ مزارِ پُر انوار حضرت سید عثمان علی شاہ بخاری ☆ مزر پُر انوار حضرت سید محمد علی شاہ بخاری اور ☆ مزار پُر انوار حضرت سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اولادِ امجاد

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے دو صاحبزادیاں اور پانچ صاحبزادے عطا فرمائے۔ صاحبزادگان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ بخاری (اوّل جن کا بچپن میں وصال ہوا)۔ ☆ حضرت صاحبزادہ سید محمد علی شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف (متوفی 1993ء)۔ ☆ حضرت صاحبزادہ سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ (اوّل جن کا گیارہ سال کی عمر میں وصال ہوا)۔ ☆ حضرت صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف (متوفی ۹ شعبان ۱۳۹۸ء)۔ ☆ حضرت صاحبزادہ سید غلام جیلانی شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ (ان کا بھی بچپن میں وصال ہوا)

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ عالیہ کی اشاعت اور تبلیغ اسلام کے لیے اپنے دونوں صاحبزادگان، حضرت سید محمد علی شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اور صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کو خلافت عطا فرمائی۔ دونوں صاحبزادگان تاحیات متوسلین کی اصلاح نفس اور تربیت کے لیے کوشاں رہے۔ فی الحال سجادہ نشین حضرات حضرت صاحبزادہ سید صمصام علی شاہ بخاری دامت برکاتہم اور صاحبزادہ سید میر طیب

علی شاہ بخاری صاحب دامت برکاتہم ہیں۔ (جو حضرت سید عثمان علی شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادگان ذی شان ہیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے پیغام کو عام کرنے کے لیے مصروف عمل ہیں) اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور ان کو عمر خضری عطا فرمائے۔ آمین!

ارشادات وتعلیمات

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات وملفوظات کو یکجا جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ تاہم آپ کے چند ایک ارشادات سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ سجادہ نشین پر صاحب مزار کی خاص نظر ہوتی ہے، خواہ اس کا مرتبہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو

☆ اعلیٰ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دفعہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر باغبانپورہ لاہور میں تشریف لے گئے تو صاحب مزار نے فرمایا: پہلے سجادہ نشین کی حاضری دیں''۔

☆ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے ولی کامل کے دل میں ایسے معلوم ہوتی ہے جیسے کٹا ہوا ناخن کسی کونے میں رکھا ہو۔

☆ میرے مرید آج کل کے اکثر بزرگوں کے خلفاء سے افضل ہیں: اگر میں اپنے ادنیٰ غلام (مرید) کا مرتبہ اس پر منکشف کردوں تو وہ خوشی سے مر جائے۔

☆ وہ بھی کوئی پیر ہے جسے اپنے مرید کی خبر نہیں کہ کیسا ہے؟ کہاں ہے؟ اور کس حال میں ہے؟

☆ بیلیو! رب کریم نے اولیاء کرام کو اپنی قدرت کاملہ سے اس قدر روحانی قوت عطا کی کہ اللہ تعالیٰ کے یہ برگزیدہ بندے اللہ کے چلائے تیر، اللہ کی دی ہوئی طاقت سے اللہ ہی کے حکم سے واپس لے آتے ہیں۔ اس میں حیران ہونے کی کوئی بات نہیں۔

اولیاء را ہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

☆ ہر پھل کو چاقو یا چھری سے کاٹتے وقت تین بار ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' پڑھنا چاہیے، خواہ خربوزہ ہی کیوں نہ ہو۔

☆ درود شریف پڑھتے وقت یہ خیال ہو کہ رسول پاک ﷺ اللہ کریم کے حضور ہیں اور ان کی سرکار میں درود شریف پڑھ رہا ہوں، ایک طرف اللہ تعالیٰ، دوسری طرف فرشتے اور ایمان والے جبکہ نبی کریم ﷺ درمیان میں ہیں۔ پس حضور ﷺ بندوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسیلہ ہیں اور رسول کا معنیٰ بھی وسیلہ کے ہیں۔

★ ★ ★

حضرت صاحبزادہ علامہ محمد عمر بیر بلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

﴿بیر بل شریف، ضلع سرگودھا﴾

ولادت باسعادت:

حضرت صاحبزادہ علامہ محمد عمر بیر بلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۳۰۵ھ مطابق 1886ء میں بیر بل شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ آپ والد بزرگوار کے منجھلے صاحبزادے تھے۔ بڑے بھائی کا نام محمد معصوم تھا اور چھوٹے بھائی کا نام حافظ محمد زبیر تھا۔

تعلیم وتربیت:

آپ کا خاندان علم وفضل، حفظ قرآن اور علوم جدیدہ وقدیمہ کی تدریس کا حامل چلا آ رہا ہے۔ آپ نے بھی خاندانی روایت کے مطابق اپنی تعلیم کا آغاز قرآن پاک سے کیا۔ تعلیم قرآن کی تکمیل کے بعد اپنے جد امجد حضرت علامہ غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ سے علوم اسلامیہ کی کتب ''شرح ملا جامی'' تک پڑھیں۔ جد امجد کے وصال کے وقت آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ آپ اپنی تعلیم اور ابتدائی حالات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

''میرے والد بزرگوار اور میرے چھوٹے چچا بہت پختہ حافظ تھے۔ سال بھر قرآن تدریس دیکھتے، ہر رمضان شریف میں بلا تردد مُصلّٰی پر قرآن سنا سکتے تھے اور قاری کے بہت اچھے سامع رہے۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے آٹھ پوتے تھے، تمام پختہ حافظ تھے۔ میرے بڑے بھائی اور مجھ سے چھوٹے دونوں بہت پختہ حافظ تھے۔ رمضان شریف میں کئی جگہ قرآن سنایا جاتا تھا۔ غالباً میں نے گیارہ سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ قاعدہ تھا کہ جو لڑکا حفظ کرتا اسی سال اس کو حضرت اقدس

کے مُصَلّٰی پر کھڑا کیا جاتا تھا۔ بہر صورت جب میں نے حفظ کیا تو مجھے مُصَلّٰی پر کھڑا کر دیا گیا، میرے استاد مرحوم حافظ پیر بخش صاحب بہت طاقتور اور جوان تھے، گو قد متوسط تھا، طاقت اور قوت میں اپنی مثال آپ تھے۔ اس زمانہ میں تعلیم صرف ڈنڈے پر تھی، رات دن بچوں پر ڈنڈا چلتا تھا۔ ہمیشہ لڑکے استاد سے ڈرتے رہتے تھے۔ دن میں ایک موت نہیں تھی، کم از کم مجھ جیسے کے لیے چار موتیں تھیں: ☆ ایک گھاٹی سبق سنانا، ☆ دوسری گھاٹی منزل سنانا، ☆ تیسری گھاٹی نیا جوڑ اور سبق تھی ☆ اور پھر شام کو چوتھی گھاٹی کہ سبق کی منزل ایک پارہ سنانا۔

استاد ڈنڈے سے لیس ہوتا تھا، ایک حرف کیا واؤ کا فرق ہوا تو بلا تحاشا ڈنڈا پڑتا تھا۔ کسی کے اعضاء کا خیال نہ ہوتا تھا۔ یہ سب روزانہ ہوتا تھا۔ میرے باپ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے، بڑے نرم مزاج اور نرم دل تھے۔ لیکن حضرت اعلیٰ کے خوف کی وجہ سے یارائے سخن نہ تھا اور میری مار پر اف تک نہ کرتے تھے۔ بچپن میں بزرگوں کی قبور کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ میں اکثر اپنے مشہور بزرگ حضرت اعلیٰ کے چچا کی قبر پر اپنی موت کی تمنا کیا کرتا تھا۔ اور اس عذاب سے خلاصی کی تمنا ہر آن رہا کرتی تھی۔''1

آپ کی تربیت والد بزرگوار اور جد امجد کی نگرانی میں ہوئی جس کے نتیجے میں آپ کو کھیل کود، گالی گلوچ، کذب بیانی اور دیگر رذائل سے سخت نفرت تھی۔ البتہ حصول علم، تدریس، تحقیق مضمون نگاری، خطابت، تصنیف و تالیف، امانت و دیانت اور شرافت و صداقت سے قلبی لگاؤ تھا۔

خاندانی عظمت:

آپ کا خاندان اپنی امتیازی خصوصیات کے سبب عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اس سلسلے میں حضرت صاحبزادہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

''آباؤ اجداد علیہم الرحمہ کا پیشہ علم و فقر ہو چکا تھا۔ علوم شرقیہ کی علمی سندیں لینے کے بعد گو مجھے اہل علم میں بیٹھنے میں جھجک نہیں رہی تھی لیکن میں خوب جانتا تھا کہ آبائی ورثہ سے مجھے بہت کم حصہ ملا۔ تاہم شکر، مگر باطنی ورثہ سے ابھی تک بالکلیہ محروم تھا۔ تاہم مرشد زادوں کی طرح سلسلہ بیعت جاری ہو گیا اور مخلص بزرگوں کی جماعت میں آنے جانے لگا، لیکن اپنی کمی خوب محسوس ہوتی تھی تا آنکہ مرشد کا داعیہ بھی پیدا ہو گیا۔''2

1- محمد عمر بیربلوی، صاحبزادہ: انقلاب الحقیقت ص 3۔ 2- محمد عمر بیربلوی، صاحبزادہ: حالات خواجہ غلام مرتضیٰ ص 21

بیعت وخلافت:

حضرت صاحبزادہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضور شرقپور شریف میں حاضر ہوئے تو حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف بخوشی بیعت میں قبول فرمایا بلکہ خلافت بھی عطا فرمادی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں لکھتے ہیں:

''تیسری مرتبہ آپ (حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ) نے بالاخانہ پر بلوایا سب سے بیشتر آپ نے فرمایا: آپ جانتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کس طرح بیٹھتے تھے، اور آنحضور ﷺ کو رب العزت کی یاد میں کس طرح بیٹھنے کا طریقہ سکھایا؟ گویا یہ تعلیم تھی ادب کی جو میں سمجھ گیا اور تلقین فرمائی۔ ذکر قلبی کے لیے کئی آیات آپ نے تلاوت فرمائیں۔ اسم ذات اللّٰہ هُوْ'' یک دم دو اسم الگ الگ پڑھنے کو ارشاد فرمایا۔ الم نشرح 81 بار، اور درود شریف بطور وظیفہ 500 بار اور نماز تہجد پڑھنے کے لیے فرمایا۔ ازاں بعد آپ نے فرمایا: نماز تہجد پڑھا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا کہ ہر چیز کا جواب ''نہیں'' ہے۔ اور ذرا تبسم فرما کر چار رکعت نماز تہجد ادا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ میں نے عرض کیا: جاگ نہیں سکتا۔ فرمایا کہ: نماز میں جو درود شریف پڑھتے ہو وہ پڑھ کر سناؤ، اس وقت عجیب حالت تھی میری زبان سے لڑکھڑاتے ہوئے یہ الفاظ نکلے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ۔ فرمایا: بس اتنا ہی کافی ہے لیکن اتنا کیا کرو کہ کلام مجید کی تلاوت سے پہلے یہ درود تین مرتبہ، سورہ توبہ کی آخری دو آیات: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ'' مِّنْ اَنْفُسِكُمْ'' پڑھ لیا کرو، اور: وَصَلِّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ'' کی جگہ: صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ '' اور: وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ'' کی جگہ: وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ'' پڑھنا چاہیے لیکن نماز میں پہلی صورت ہی پڑھنا اولیٰ ہے۔ اور بعد ان آیات: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ'' پڑھ کر تلاوت کلام مجید کیا کرو اور فرمایا: اوراد فتحیہ چالیس دن تو دو بار روزانہ پڑھنا تاکہ طبیعت میں اثر پیدا کرے لیکن بعد میں صرف ایک بار ہی کافی ہے۔ یہ اوراد بڑے ہی بابرکت ہیں۔ فرمایا: درود شریف کی بہت برکات ہیں اور تمام سلسلوں میں الگ الگ معمول ہیں۔ ہمارے بزرگ دور درود شریف خضری پڑھا کرتے تھے۔ اکثر دوست دو ڈھائی ہزار بار روزانہ پڑھتے ہیں لیکن پانچ صد ہی کافی ہے۔ میں کبھی چار پانچ ہزار بھی پڑھتا تھا۔ فرمایا: میں

ہاتھ پکڑ کر بیعت نہیں کرتا، تم ہاتھ پکڑ کر جو طالب حق آئے بیعت کرلیا کرنا۔ پھر فرمایا: صفاتی نام میں بڑی برکت ہے اور خواجہ اللہ بخش صاحب ابتداءً اسی وظیفہ کے لیے فرماتے۔ جو کوئی پوچھے: یا کَرِیم، یَا رَحِیم" بتلایا کرو۔ یہ میری طرف سے نہ سمجھنا بلکہ اپنے آبا وَ اجداد کی طرف سے سمجھنا، اور آپ نے فرمایا: کہ اپنے والد صاحب یا جد امجد صاحب کو اپنا پیشوا خیال کرنا جو کچھ حضرت صاحب کیا کرتے تھے وہی کرتے رہنا، اس میں سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔ اس کے بعد مجھے سینے سے لگایا اور دیر تک بغلگیر رہے اور آپ کے وجود مبارک سے اس طرح آواز آتی تھی جس طرح کوئی چیز اندر سے باہر نکلنا چاہتی ہے اور یہ آواز شاید تین بار آئی۔ پھر ہاتھ ملا کر رخصت فرمایا کہ کل کھانا کھا کر چلے جانا۔ ہاں پھر صبح بھی ملیں گے اور فرمایا: کہ اپنے دادا صاحب کی قبر پر بیٹھنا جتنا ہو سکے اتنا ہی بیٹھے رہنا اور فیوض حاصل کرنا۔ آپ کے حضرت صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ "اویسی نسبت عجیب نسبت ہے۔"[3]

بیعت کے بعد کی کیفیت:

بیعت کے بعد حضرت صاحبزادہ علامہ محمد عمر بیر بلوی رحمہ اللہ تعالیٰ میں حقیقی انقلاب پیدا ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس انقلاب کے بارے میں آپ لکھتے ہیں:

"جب میرا رفیق مجھ سے لالہ موسیٰ آ کر جدا ہوا تو میں نے اپنے اندر نظر دوڑانا شروع کی۔ لیکن میں تمام تبدیل ہو چکا تھا۔ میری تمام خواہشات' میرے خیالات، میرے اطوار حتیٰ کہ میرا جسم سب نے دوسرا رنگ لے لیا۔ جس نے مجھے دیکھا کچھ اور ہی دیکھا۔ اجنبی لوگوں نے تعظیم کرنی شروع کر دی، سچ ہے:

ع نظر جنہاں دی کیمیا سونا کر دے وٹ[4]"

خدمت لوح وقلم

حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیر بلوی رحمہ اللہ تعالیٰ عالم ربانی، راقم الحروف کے علم کی حد تک حسب ذیل تصنیفات یا تالیفات معروف ہیں:

3- محمد عمر بیر بلوی، صاحبزادہ: انقلاب الحقیقت ص 17۔ 4- محمد عمر بیر بلوی، صاحبزادہ: انقلاب الحقیقت ص 21

1- انقلاب الحقیقت:

یہ کتاب آپ کی آپ بیتی اور حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے۔ اس شاہکار کے دو حصے اور 272 صفحات ہیں۔ ''ادارہ تصوف'' لاہور نے اسے پہلی بار شائع کیا تھا۔

2- زنبیل عمر:

یہ کتاب آپ کے مختلف مضامین و مقالات کا مجموعہ ہے۔ مولانا غلام سرور صاحب کے مشورے سے اس مجموعے کا یہ نام تجویز کیا گیا۔ یہ مجموعہ آپ کے علمی، ادبی، تحقیقی اور تاریخی مقالات کا اور معلومات افزا ذخیرہ ہے۔

3- مکتوبات عمر:

آپ نے اپنے مختلف احباب کے نام مکتوبات تحریر فرمائے۔ خدام کے مشورے سے متوسلین کے استفادہ کے لیے ان کو جمع کر کے ''مکتوبات عمر'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔

4- نایاب کتاب:

آپ نے عظمت صحابہ، دفاع صحابہ اور ردِ شیعیت میں قرآن، حدیث، اقوال اکابر اور مخالفین کی کتب کی روشنی میں یہ کتاب تحریر فرمائی لیکن افسوس ہے کہ شائع ہونے سے قبل ضائع ہو گئی۔

5- حالات حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ نے اپنے جدِ امجد حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات پر یہ کتاب ترتیب دی جس میں پیدائش، بچپن، حصول علم، بیعت و خلافت، معمولات، کشف و کرامات، مذہبی خدمات اور وصال مبارک کے بارے میں جامع انداز میں روشنی ڈالی۔ یہ کتاب 116 صفحات پر مشتمل ہے جسے دارالعلوم عطائیہ، تلی ضلع خوشاب نے شائع کیا تھا۔

6- الھویٰ:

یہ کتاب درحقیقت قرآنی حقائق پر مشتمل آپ کا ایک مقالہ ہے جو ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس مقالہ میں خواہش نفسانی کے حوالے سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

7- صراط مستقیم:

یہ کتاب بھی حقائق قرآنی کا مجموعہ ہے جو چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ درحقیقت یہ مقالہ چوہدری نور عالم

صاحب (ضلع گجرات) کے ایک خط کا جواب ہے۔"ادارہ تصوف" نے اسے اپنے ابتدائی دور میں شائع کیا تھا۔

8- سلوک و مقصد سلوک:

یہ کتاب دراصل حافظ سلیمان احمد صاحب کے خطوط کے جواب میں لکھے گئے آپ کے مکتوبات کا مجموعہ ہے۔مکتبہ زاویہ، گنج بخش روڈ، لاہور نے حال ہی میں اسے جدید تقاضوں کے مطابق شائع کیا ہے۔

9- قرآنی نظریات حیات

اس موضوع پر یہ ایک منفرد کتاب ہے جو 56 صفحات پر مشتمل ہے، اسے ''ادارہ تصوف'' لاہور نے شائع کیا تھا۔اس مقالہ میں تصوف پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں۔

10- طریقت کی حقیقت

اس کتاب میں سورہ کہف رکوع 9-8 کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے واقعہ کو دلنشین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔یہ کتاب 156 صفحات پر مشتمل ہے جسے ''ادارہ تصوف'' لاہور نے شائع کیا تھا۔

11- قرآنی حقائق

قرآن پاک کے حقائق و معارف پر مشتمل اس کتاب کے تین حصے ہیں اور ہر حصہ کی ضخامت تقریباً 250 صفحات ہے۔اس کتاب میں قرآن کریم کی روشنی میں تصوف اور اس کے متعلقات کو عمدہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ایک اعتبار سے اس کتاب کو ''تفسیر قرآن'' کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔

آپ کی زیر سرپرستی موہنی روڈ، لاہور میں 1962ء میں ''ادارہ تصوف'' کا قیام عمل میں لایا گیا، جس کے تحت آپکی تصانیف شائع کر کے متوسلین تک پہنچائی گئیں۔علاوہ ازیں اسی ادارہ سے ایک ماہنامہ ''سبیل'' رسالہ کا اجراء ہوا جس میں آپ کے مضامین و مقالات مسلسل شائع ہوتے رہے۔قرآن، حدیث، اقوال اکابر اور تاریخی حقائق پر مشتمل آپ کے مضامین و مقالات آستانہ عالیہ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''نور اسلام'' شرقپور شریف میں بھی شائع ہوتے رہے۔

کشف و کرامات

حضرت صاحبزادہ علامہ محمد عمر بیربلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار کرامات سے چند ایک بطور تبرک سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

پڑھنا لکھنا آنا:

حضرت علامہ مولانا منظور احمد قادری موضع خیرے وال کا بیان ہے کہ میرے والد محترم میاں نبی بخش رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے مرید خاص تھے۔ان پر آپ کی خصوصی نظر اور شفقت تھی،ان کو پڑھنے لکھنے کا بڑا شوق تھا اور فن طب کے حصول کا بھی ذوق تھا لیکن صرف ناظرہ قرآن کریم اور اردو کا صرف ایک قاعدہ آتا تھا۔ایک دن وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: حضور! مجھے علم طب حاصل کرنے کا بڑا شوق ہے لیکن پڑھ لکھ نہیں سکتا۔آپ نے اپنا دست اقدس ان کے سینے پر رکھا اور فرمایا: میاں صاحب! فکر نہ کرو،اس علاقہ میں ایسا کوئی طبیب نہیں جیسا آپ کو بنا دیا ہے،لکھنے پڑھنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی،کتاب پکڑو اور پڑھو کاغذ قلم لو اور لکھو۔حسبِ حکم انہوں نے لکھنا اور پڑھنا شروع کر دیا،مشکل ترین کتاب پڑھ لیتے اور مشکل ترین الفاظ لکھ لیتے تھے۔اور علاقہ بھر میں ان کی مثل کوئی طبیب نہیں تھا۔5

سلب مرض:

چوہدری محمد لطیف آف رحمانپورہ،لاہور کا بیان ہے کہ میں سعودی عرب میں بطور ملازم تعینات تھا کہ اچانک ایک مرض کا شکار ہو گیا۔ڈاکٹروں نے تشخیص کے بعد بتایا کہ آپریشن کے بغیر اس مرض کا علاج ممکن نہیں ہے۔گھر سے دور پھر اکیلا ہونے کے سبب آپریشن کی صورتحال سے پریشان تھا۔ایسی پریشان کن صورتحال میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی طرف متوجہ ہو کر شفا کی دعا کی اور رات کو سو گیا۔آپ خواب میں تشریف لائے اور درد والی جگہ میں اپنے انگوٹھے سے تین بار خوب دبایا۔جب صبح کو میں بیدار ہوا تو نہ مرض تھا اور نہ درد۔آپریشن کا مشورہ دینے والے ڈاکٹر حضرات میرے روبصحت ہونے پر بہت متعجب ہوئے۔6

دور سے مرید کو بلوانا:

میاں متعلی کمہار گھوگھا ضلع گجرات کا بیان ہے کہ جن دنوں حضرت صاحبزادہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مکانات کی تعمیر میں مصروف تھے،ان دنوں عین سحری کے وقت مجھے یوں محسوس ہوا کہ آپ نے مجھے بیربل شریف میں آنے کا اشارہ فرمایا ہے۔میں حضرت مولانا غلام محمود صاحب کی معیت میں آپ کی طرف روانہ ہو پڑا۔ہم تقریباً گیارہ بجے بیربل شریف میں پہنچ گئے۔سب سے قبل اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پُر انوار پر حاضری دی۔جب حاضری کے بعد ہم باہر آئے تو حضرت صاحبزادہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگئی۔آپ نے ہمیں دیکھ کر فرمایا: آ گئے ہو! میں نے عرض کیا: حضور! آپ نے بلوایا تھا تو میں

5-غلام عابد خاں،پروفیسر:انوار عرس279۔ 6-غلام عابد خاں،پروفیسر:انوار عرس286

حاضر ہو گیا ہوں۔ فرمایا: مکان گرانے کے لیے سحری کے وقت یاد کیا تھا، اچھا ہوا جو آ گئے ہو۔" 7

گناہوں سے تائب ہونا:

حاجی شیر محمد آف کھوڑہ کا بیان ہے کہ صوفی محمد اسماعیل میں تمام شرعی عیوب موجود تھے۔ ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کھوڑہ میں تشریف لائے تو صوفی صاحب آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ جب آپ کی نظرِ ولایت اس پر پڑی تو وہ تمام رذائل سے تائب ہو گیا اور احکامِ شرعیہ کا پابند بن گیا۔ وہ پہلے نماز کے نام سے بھی واقف نہیں تھا بعد میں نہ صرف نمازِ پنجگانہ کا پابند بنا بلکہ تہجد گزار بن گیا۔ مسجد کی تعمیر و ترقی میں اس حد تک دلچسپی لینے لگا کہ اپنی مسجد کو علاقہ بھر کی ایک مثالی مسجد بنا دیا۔ 8

علالت کا حملہ:

حضرت صاحبزادہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حسبِ معمول 1967ء میں کھوڑہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں تشریف فرما ہوئے ابھی ایک ہفتہ ہوا تھا کہ مرض کا حملہ ہوا جس کا ڈاکٹروں سے علاج کروایا گیا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ ڈاکٹروں کے مشورہ سے آپ کو سروس ہسپتال، لاہور میں لایا گیا جہاں ڈاکٹروں کے ایک بورڈ نے گیارہ دن تک علاج کیا لیکن پھر بھی افاقہ نہ ہوا بلکہ مرض میں مسلسل اضافہ ہوتا گیا۔

وصال اور اس کی پیشن گوئی:

آپ نے اپنے وصال کی پیشین گوئی بایں الفاظ پہلے ہی دے دی تھی:

> "میں کئی دن سے سوچ رہا ہوں کہ وقت آ گیا ہے کہ میری حالت دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ موت آ رہی ہے، کمزوری اور علالت جب کسی پر ظاہر ہوتی ہے تو آخر اس کا انجام موت ہی ہوتا ہے۔ میاں کرم دین وغیرہ سب دیکھے۔ اگلے دن خواب میں دیکھا کہ قبرستان میں ہوں اور بہت سی قبریں ہیں۔ میری قبر کے موقع کی تلاش ہے۔ قبروں کے درمیان جگہ تھی لیکن میرے والد صاحب نے کہا: یہاں نہیں الگ دوسری جگہ قبر بنائی جائے۔ میں حیران تھا کہ ایک طرف تو قبر تیار ہو رہی ہے اور ایک طرف میں زندہ ہوں۔ میں کیسے زندہ درگور ہو سکتا ہوں؟ بہرصورت شواہد تو ایسے ہیں لیکن دل ہے کہ اپنی جگہ مست، حرص و ہوا سے پُر، ایک گھڑی بھی گناہ نہیں چھوڑتا۔ ایسی حالت میں مریں گے تو کیا مریں گے جئیں گے تو کیا جئیں گے۔" 9

7- غلام عابد خاں، پروفیسر: انوارِ عمر ص 283۔ 8- غلام عابد خاں، پروفیسر: انوارِ عمر ص 271۔ 10- فضل احمد، حاجی: ماہنامہ سلسبیل شیخ طریقت نمبر ص 13

آپ کے مرض کا علاج کرنے میں ڈاکٹر حضرات بھی ناکام ہو گئے اور طبیب حضرات بھی۔ کیوں کہ آپ کا آخری وقت آچکا تھا۔ یہ آفتاب علم و عرفان اسی سال تک اپنی نورانی کرنوں سے تاریک دلوں کو منور کرتا ہوا اور روحانی غذا فراہم کرتا ہوا ۱۹ جمادی الاول ۱۳۸۷ھ مطابق 26 اگست 1967ء کو ابدی طور پر غروب ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o۔ آپ کے خادم خاص و خلیفہ مجاز حاجی فضل احمد رحمہ اللہ تعالیٰ ایڈیٹر ماہنامہ ''سلسبیل'' لاہور آپ کے جسد اطہر کو ایمبولینس کے ذریعے اپنے مکان واقع موہنی روڈ ،لاہور میں لائے جہاں انہوں نے قاضی محمد رضا صاحب، حافظ دوست محمد صاحب اور قاری غلام محمد صاحب فیض پوری کی معاونت سے غسل دیا اور مکہ مکرمہ کے کپڑے سے کفن دیا۔

آپ کو غسل دینے اور کفن پہنانے تک خدام، متوسلین اور عقیدتمند حضرات کثیر تعداد میں جمع ہو گئے اور انہوں نے داتا کی نگری، لاہور میں نماز جنازہ پڑھانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ خدام کی خواہش پر شاہی مسجد سے متصل پلاٹ میں حاجی فضل احمد نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آخری زیارت کروائی گئی۔ بعد ازاں ایمبولینس کے ذریعے آپ کو بیربل شریف ضلع سرگودھا میں لایا گیا جہاں ہزاروں مشائخ، علماء، خدام، اور متوسلین انتظار میں موجود تھے۔ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیرِ ربانی و ثانی صاحب (رحمھم اللہ تعالیٰ) نے بیربل شریف میں نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کی تدفین آبائی قصبہ بیربل شریف ضلع سرگودھا میں عمل میں لائی گئی۔ آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ حاجی فضل احمد صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا: مولوی صاحب (حاجی صاحب) ہمارا روضہ تو بنوا دیں گے۔'' حاجی صاحب موصوف نے خدام کی معاونت سے ''دربارِ عمر'' کی تعمیر کو پائے تکمیل تک پہنچایا اور اس سے متصل اراضی خرید کر ایک دینی تعلیم کے ادارہ کی بنیاد رکھی۔ کمرے تعمیر کیے جہاں دینی طلباء اور اساتذہ قیام کرتے ہیں اور قرآن پاک کی تدریس و تعلیم میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔ آپ کے وصال کے بعد حاجی فضل احمد صاحب جانشین مقرر ہوئے، جنہوں نے آپ کی تعلیمات، ارشادات اور پروگرام کو بامِ عروج تک پہنچایا۔ حاجی صاحب موصوف کا 22 نومبر 1991ء میں وصال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o۔

اس وقت آپ کے لختِ جگر حضرت صاحبزادہ خالد سیف اللہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین ہیں جو اپنے پدر بزرگوار کی تعلیمات، مشن اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت میں بھرپور کوشش فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و فضل، عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

ارشادات وتعلیمات

آپ کے ارشادات عالیہ متوسلین کے استفادہ کے لیے سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ کامل دین وہ ہے جو ہر نیکی کی دعوت دے اور برائی سے روکے۔

☆ دین طہارت اور پاکیزگی کا نام ہے، اول باطن پاک کرے اور پھر ظاہر پاک بنائے۔

☆ دین ان افکار و اعمال کے مجموعہ کا نام ہے جن سے تعلق باللہ پیدا ہوتا ہے اور جزا و سزا آخرت کا قائل کرتا ہے۔

☆ جس طرح حکومت کے بغیر انصاف ناممکن ہے اسی طرح تصور خدا کے بغیر اخلاق کی تکمیل ناممکن ہے، تصور خدا ہی انصاف اور اخلاق کا سر چشمہ ہے۔ اور اس کی محبت سے اخلاق بلند، مروت، احسان، شفقت اور محبت پیدا ہوتی ہے۔

☆ حسن کی روح محبت ہے، اگر حسن محبت سے بھر پور نہیں تو اس کا پرستار بھی کوئی نہیں۔

☆ عشق تن من جلنے کا نام ہے لیکن یہ جلن سراسر لذت ہے۔

☆ کامل فقیر وہ ہے جس کی خودی سے ٹکرا کر بادشاہ کی خودی پاش پاش ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کے نازک تعلق کا نام فقر و تصوف ہے۔

☆ صوفی وہ ہے کہ بیک وقت تمام صفات الٰہیہ کو ذات اقدس کے ساتھ ذہناً، عقلاً اور قلباً متصف دیکھے ورنہ ہر موحد صفات و ذات کو تسلیم کرتا ہے لیکن عقلاً اور بس۔

☆ شخصی عقیدت مذہب کی بنیاد ہے۔ لیکن اگر دین کے ساتھ ٹکرا جائے تو حرام ہے۔

☆ ولی بھی وہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ بنائے اور جو خود دعویٰ ولایت کرے وہ ذلیل وخوار ہوتا ہے، ولایت کے اوصاف اور ولایت کی استعداد ولی بناتی ہے۔

☆ کثرت ذکر بہت ضروری ہے۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ دل خود بخود ذکر میں مصروف رہنے لگتا ہے۔ مگر یہ کافی نہیں ہے بلکہ کثرت ذکر سے جب دل میں محبت کی لہریں اٹھنے لگیں اور ان سے سرشار ہو کر انسان کو ایسی لگن پیدا ہو جائے جسے عشق الٰہی کہتے ہیں۔ اور ایک لمحہ کے لیے بھی ماسوا اللہ کا خیال نہ آئے۔ یہی حالت قابل اطمینان ہوتی ہے۔

☆ اس دور میں گناہ ثواب کی تمیز کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے، سمجھ میں نہیں آتا کہ گناہ کیا ہے اور ثواب کیا ہے، اور اس سے کیسے بچا جائے؟

☆ سالک جب تک ذکر کثیر نہ کرے قدم نہیں اٹھتا اور منزلیں طے نہیں ہوتیں۔ جب بھی اس کٹھن منزل کو عبور کرے گا ذکر ہی سے کرے گا۔

حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

﴿حضرت کیلانوالہ، ضلع گوجرانوالہ﴾

ولادت نور:

حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت باسعادت ۲۷ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ مطابق 30 جنوری 1889ء کو بروز بدھ موضع احمد نگر ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔1

نام ونسب:

حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت سید قربان علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعا سے پیدا ہوئے تھے اور اسم گرامی بھی ''سید نور الحسن'' انہوں نے تجویز فرمایا۔ مرشد کامل حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت ''نور'' کے نام سے یاد فرماتے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب 46 درمیانی واسطوں سے سید الانبیاء، حضور پُر نور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے جا ملتا ہے۔ جو یوں ہے:

حضرت سید نور الحسن شاہ بن سید غلام علی شاہ بن سید حیات علی شاہ بن سید عالم شاہ بن سید سکندر شاہ بن سید عتیق اللہ شاہ بن سید جعفر بن سید جمال بن سید محمد بن سید محسن بن سید عبدالرشید بن سید نصر اللہ بن سید محمد بن سید عبدالوہاب بن سید اللہ داد بن سید احمد بن سید جمال الدین بن سید سلیمان بن سید یونس بن سید صالح الصوت سہروردی سفید فیل مست بن سید صلاح الدین سہروردی دہلوی سفید فیل مست بن سید احمد شیر شکن بن سید محمد بن سید میر عین الملک بن سید میر زین العابدین ثانی بن سید مودود بن سید عبدالعزیز بن سید داؤد بن سید ابو طاہر بن سید جمال الدین بن سید عبدالحمید بن سید ابوالحسن بن سید حامد بن سید میر حمزہ بن سید محمد بن سید طاہر ربانی بن سید شہزادہ جعفر ثانی بن امام علی ہادی نقی بن سید امام محمد تقی بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام

1- منیر حسین شاہ، سید: انشراح الصدور بتذکرۃ النور ص 41

جعفر صادق بن ابو جعفر امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین بن حضرت فاطمۃ الزہراء بنت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔2

آغاز تعلیم:

حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک سے تعلیم کا آغاز کیا۔ پانچ سال کی عمر میں موضع احمد نگر کے سکول میں داخلہ لیا۔ آپ نہایت درجہ ذہین، فطین اور محنتی تھے۔ اساتذہ کے آداب بجالاتے اور ان کی ہر بات پر عمل کرتے تھے۔ آپ نے ساتویں جماعت تک سکول پڑھنے کے بعد گھریلو معاملات کی بنا پر سلسلہ تعلیم چھوڑ دیا۔

ولی کامل کی شفقت:

جب آپ کے والد محترم محکمہ تعلیم سے ریٹائر ہوئے اور برادر اکبر جناب سید حسین شاہ صاحب نے میٹرک کا امتحان میں پاس کر لیا تو والدہ محترمہ موضع احمد نگر میں اپنے مرشد کامل سید فضل شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے صاحبزادے سید حسین شاہ صاحب کو ملازمت ملنے کے بارے میں دعا کرنے کا عرض کیا۔ آپ کی عمر مبارک اس وقت تین چار سال کی ہوگی کہ والدہ محترمہ کے مرشد کے پاس کھڑے ہو کر بلند آواز سے فرمایا: سائیں جی میرے دل بھی دھیان کریا جے" آپ کی یہ بات سن کر سائیں صاحب پر کیفیت طاری ہوگئی اور حالت جذب میں آپ سے متوجہ ہو کر فرمایا: تیرے دل سوہنیاں پہلوں، اور تیرے دل سوہنیاں پہلوں، اور نور، توں ہویوں جی نور"۔ اس کے بعد آپ پر چند ایام تک کیفیت طاری رہی اور حالات دنیا سے الگ تھلگ رہے۔3

پیکر تقویٰ وطہارت:

حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جونہی موضع احمد نگر کے سکول میں داخلہ لیا تو باقاعدگی سے نماز کا آغاز کر دیا۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ تلاوت قرآن بھی بلا ناغہ فرماتے۔ ایک دن نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں تشریف لائے تو آپ کی ہوا خارج ہوگئی اور استنجا کرنے کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ اس پر کچھ خشک طبیعت لوگوں نے باتیں شروع کر دیں کہ استنجا کیے بغیر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، جب آپ کو علم ہوا تو فرمایا ہوا خارج ہونے کے سبب میرا وضو ٹوٹ گیا تھا اس لیے استنجا کرنے کے لیے گیا تھا۔ مسائل پر آگاہی نہیں تھی اس لیے آپ نے سمجھ لیا شاید ہوا خارج ہونے سے استنجا بھی لازم ہو جاتا ہے۔ اس سے آپ کے التزام طہارت کا پتہ چلتا ہے۔ یاد رہے وضو ٹوٹنے سے استنجا لازم نہیں ہوتا۔4

2- منیر حسین شاہ، سید: انشراح الصدور بتذکرۃ النورص 42۔ 3- منیر حسین شاہ، سید: انشراح الصدور بتذکرۃ النورص 45۔
4- منیر حسین شاہ، سید: انشراح الصدور بتذکرۃ النورص 45

التزام صیام:

بچپن کا زمانہ تھا کہ رمضان المبارک کا چاند دیکھ کر حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ خوشی ومسرت میں ڈوبے ہوئے گھر تشریف لائے اور والدہ محترمہ سے روزہ رکھنے کے لیے سحری کے وقت اٹھانے کے بارے میں تاکیداً عرض کیا۔ والدہ محترمہ اور اہل خانہ کے دیگر افراد نے محض اس لیے بیدار نہ کیا کہ روزہ پورا نہ کرسکیں گے اور ویسے بھی نابالغ ہونے کے سبب آپ پر روزہ فرض نہیں۔ جب آپ صبح کے وقت بیدار ہوئے تو کوئی چیز کھائے بغیر روزہ رکھ لیا۔ آپ کی حالت زار پر اہل خانہ کو ترس آرہا تھا۔ کوئی چیز کھلانے یا پلانے کی کوشش کی لیکن آپ نے صاف انکار کردیا۔ آپ نے نہایت خلوص، شوق اور محبت سے روزہ مکمل کیا۔ بعدازاں باقاعدگی سے اہل خانہ سحری کے وقت بیدار کرتے رہے اور رمضان المبارک کے تمام روزے رکھے۔ 5

بچپن کی عادات:

حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بچپن نہایت پاکیزہ اور دوسرے بچوں سے صاف ستھرا تھا۔ آپ صدق مقال، امانتداری اور ایفائے عہد کے خوگر تھے۔ ان عادات واطوار کی بناء پر ہر دلعزیز تھے۔ آپ شیعہ مذہب سے متاثر ہوئے تو اہل تشیع کی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو کبھی بھی برا نہیں کہا تھا اور نہ زنجیر زنی کی تھی۔

پیکر توکل:

آپ ہر معاملہ میں کامیابی کا مرکز اللہ کی ذات کو قرار دیتے تھے، یہی وجہ ہے کہ خالق کائنات نے آپ کو کبھی بھی محروم نہیں کیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اپنے جانوروں کو چرانے کے لیے کھیتوں میں تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو وضو کر کے نہر کی پٹڑی پر کھڑے ہو کر نماز شروع کردی۔ کئی جانور نہر کی جھیل میں اتر گئے جہاں سے ان کا نکلنا محال تھا۔ کیونکہ علاقہ کے کئی جانوروں کے ساتھ خطرناک واقعات پیش آچکے تھے لیکن آپ کے توکل کے باعث ایک جانور بھی ضائع نہ ہوا بلکہ جھیل سے صحیح سالم برآمد ہوگئے۔ 6

بطور خطاط:

''حضرت کیلیانوالہ'' ضلع گوجرانوالہ خطاطی کا گھر اور مرکز ہے۔ حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی زمیندارہ کرنے کے ساتھ ساتھ وقت نکال کر خطاطی سیکھنا شروع کردی۔ مولوی نور الٰہی کی راہنمائی میں خطاطی میں مہارت حاصل کرلی۔ کچھ عرصہ خطاطی کرتے بھی رہے لیکن طبیعت نے اس پیشہ کو پسند نہ کیا لہٰذا اسے چھوڑ

5- منیر حسین شاہ، سید: انشراح الصدور بتذکرۃ النورص45۔ 6- منیر حسین شاہ، سید: انشراح الصدور بتذکرۃ النورص56

دیا۔مرشد کامل شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب ''مرأۃ المحققین''اور''حکایات الصالحین'' کتابوں کی اشاعت کا قصد فرمایا تو ان کی کتابت حضرت شاہ صاحب نے خود کی۔7

عشق رسول کریم ﷺ:

عشق رسول ﷺ مومن کی معراج اور لازوال دولت ہے۔جس کے سبب وہ صالح ،متقی اور اعمال صالحہ کا خوگر بن جاتا ہے۔حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی عاشق رسول ﷺ تھے۔یہی وجہ ہے کہ آپ نعت گو اور نعت خواں بھی تھے۔آپ کی آواز میں قدرت نے جادو،سوز اور درد رکھا تھا۔آپ کو اکبر کی کہی ہوئی نعت بہت پسند تھی۔جس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

جب عرب کے چمن میں وہ نور خدا ہر طرف جلوہ اپنا دکھانے لگا
کفر غارت ہوا،بت گرے ٹوٹ کر ،منہ پہاڑوں میں شیطان چھپانے لگا

کیا بشر،کیا ملک ،کیا زمین ،کیا فلک ،عرش سے فرش تک،شرق سے غرب تک
دیکھ کر نور حق ہر کوئی یک بیک،آمد آمد کا مژدہ سنانے لگا

ہر طرف نور ایزد ہویدا ہوا،جس نے دیکھا وہی دل سے شیدا ہوا
جب عرب میں وہ محبوب پیدا ہوا،سب کو جتنے حسین تھے،گھٹانے لگا 8

آپ بطور شاعر:

اللہ تعالیٰ نے حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو کثیر صفات ومحاسن سے نواز رکھا تھا۔ان میں سے ایک شاعری بھی ہے۔آپ کی شاعری کا مقصد وحید حضور پُر نور ﷺ کی نعت کہنا تھا۔آپ نے جب حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خواہش پر کتاب ''مرأۃ المحققین'' کی کتابت فرمائی تو حضرت حاجی شاہ حسین رحمہ اللہ تعالیٰ کی فارسی نعت کا اردو نظم میں ترجمہ بھی کر دیا۔بطور نمونہ چند اشعار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

ہستم سگِ جنابت ،یا سید المدینہ
جانم فدائے خاکت،یا سید المدینہ

7- منیر حسین شاہ،سید:انشراح الصدور بتذکرۃ النورص 51۔ 3- منیر حسین شاہ،سید:انشراح الصدور بتذکرۃ النورص 52۔

سگ ہوں میں تیرا درباں یا سید المدینہ
مری جاں ہو تجھ پہ قربان، یا سید المدینہ

مسکین و مستمندم ، محزون و دردمندم
سو زندہ چوں سپندم یا سید المدینہ

حاضر ہوں، بے نوا ہوں، درد میں مبتلا ہوں
ہر پل مثل ہوں سوزاں ، یا سید المدینہ

غرقم بہ بحرِ غفلت، در بند حرص و شہوت
دارم جرم بے حساب، یا سید المدینہ

ڈوبا ہوا ہوں بحرِ غفلت حرص و ہوا کا قیدی
پر ہے جرم سے داماں، یا سید المدینہ 9

طبیبِ فیض رساں:

حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جسمانی یا روحانی امراض کے لوگ حاضر ہوتے تو شفایاب ہو کر واپس جاتے۔ آپ جس مرض کے لیے جو دوائی یا علاج تجویز فرماتے اس سے اس مرض کا خاتمہ ہو جاتا۔ کثیر تعداد میں مریض حاضر خدمت ہوتے لیکن کسی کو محروم نہ فرماتے۔ طب کے حوالے سے آپ نے ایک دفعہ فرمایا: ہم نے اپنے ایک بزرگ سے طب کا صرف ایک سبق پڑھا تھا جس کے الفاظ تھے ”طبیعت مدبر است و لے بے شعور“ تو ہم نے ان سے دریافت کیا: جو چیز بے شعور ہو، وہ مدبر کیسے ہو سکتی ہے؟“ لیکن وہ اس کا مفہوم واضح نہ کر سکے اس لیے ہم نے طب پڑھنا ترک کر دیا“۔ 10

تبادلۂ قسمت:

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہونے سے قبل آپ اہل تشیع کے بہت بڑے راہنما تھے۔ ایک دفعہ مجلس پڑھنے کے لیے شرقپور شریف میں آئے آپ کی آواز سن کر شیرِ ربانی شرقپوری

9- منیر حسین شاہ، سید: انشراح الصدور بتذکرۃ النور ص 80۔ 10- منیر حسین شاہ، سید: انشراح الصدور بتذکرۃ النور ص 54۔

رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ آواز کس کی ہے، شاید یہ ہی ہمارے کام آئیں۔ بازار سے گذرتے ہوئے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کا دامن پکڑ لیا اور پوچھا کہ: تمہارا نام کیا ہے؟ عرض کیا: حضور! نور الحسن۔ فرمایا: تم کو حسن کا نور بنا دیں؟ وہ خاموش ہو گئے اور اپنے گھر روانہ ہو گئے۔ اس واقعہ کا ذکر والدہ سے کیا، تو انہوں نے فرمایا: بیٹے تم عرض کر دیتے کہ حضور! مجھے حسن کا نور بنا دیں۔ والدہ کے حکم پر آپ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے۔ 11

شرفِ بیعت:

آپ زمین کے تبادلہ کے سلسلہ میں شرقپور شریف میں آئے تو حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: شاہ جی! زمین کے تبادلہ کی اتنی ضرورت نہیں ہے اور اگر تم خود چاہتے ہو تو تمہارا تبادلہ ہم کر دیتے ہیں، ان الفاظ کا شاہ صاحب پر گہرا اثر ہوا، اجازت لے کر خاموشی سے روانہ ہو گئے۔ بعد ازاں آپ کی خدمت میں آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ 12

اعزازِ خلافت:

حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قسمت کا تبادلہ کر دیا۔ نسبت نقشبندیہ القاء فرما دی۔ اس کے بعد حضرت شاہ صاحب آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے غلام بن کر رہ گئے کیونکہ گھر جاتے تو دل نہ لگتا، فوراً شرقپور شریف کی طرف روانہ ہو جاتے۔ مرشد کامل نے نہ صرف آپ کو شرف بیعت سے نوازا بلکہ خلافت و اجازت سے بھی نواز دیا۔ عرصہ دراز تک مرشدِ کامل کی خدمت میں رہے اور فیوض و برکات سمیٹتے رہے۔ مشہور ہے کہ آپ کو تحریری خلافت عطا ہوئی تھی۔ 13

کشف و کرامات

حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامات کثیر ہیں جن کا احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے البتہ ان میں سے چند ایک بطور تبرک سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

11- منیر حسین شاہ، سید: انشراح الصدور بتذکرۃ النورص 62۔ 12- منیر حسین شاہ، سید: انشراح الصدور بتذکرۃ النورص 64۔
13- منیر حسین شاہ، سید: انشراح الصدور بتذکرۃ النورص 64

تمام احوال سے آگاہ ہونا:

حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ تمام احوال سے آگاہ تھے۔کبھی ان کا انکشاف کر دیا کرتے تھے اور کبھی نہیں۔ جناب سید منیر حسین شاہ جو کالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ شروع شروع میں حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ دلی تصورات واحوال بیان کر دیتے تھے لیکن اس میں آہستہ آہستہ کمی آتی گئی۔ایک دفعہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر تھے ان کے دل میں خیال آیا کہ اب تو دلی تصورات کا انکشاف نہیں کرتے ممکن ہے کہ آپ کو علم نہ ہوتا ہو۔آپ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''شروع شروع میں اعلیٰ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ احباب کو ان کے واردات اور حالات سے مطلع فرمادیا کرتے تھے لیکن جب آپ پر سارے حالات بالکل ہی منکشف ہو گئے تو آپ نے کسی پر ظاہر کرنا ترک فرمادیا تھا''۔14

اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ آپ اپنے مریدین اور متوسلین کے تصورات قلبی سے آگاہ تھے لیکن عمداً ان کا انکشاف نہیں فرماتے تھے۔

کاروں کی سواری حاصل ہونا:

حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے حضرت سید باقر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ والد گرامی سے سواری کے لیے موٹر سائیکل کا مطالبہ کر دیا تو آپ نے شفقت ومحبت سے فرمایا: موٹر سائیکل کی سواری اچھی معلوم نہیں ہوتی لہٰذا اللہ تعالیٰ آپ کو کار کی سواری عطا فرمائے گا''۔آپ کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ صاحب کو کار کی سواری عطا فرمادی۔اب آپ کے ہاں کئی کاریں زیر استعمال ہیں۔

دریا میں ڈوبنے سے بچانا:

حضرت علامہ ظہور احمد صاحب رضوی کا بیان ہے کہ حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک مرید آپ کی اقتداء میں نماز جمعۃ المبارک ادا کر کے واپس لوٹا تو دریا چناب کو عبور کرنے کے لیے کشتی پر سوار ہوا۔ جب کشتی دریا کے وسط میں پہنچی تو وہ دریا میں گر گیا اور کشتی پر سوار لوگ پریشان ہو گئے۔ کچھ دیر بعد وہ بھیگے ہوئے کپڑوں کے ساتھ پانی کی سطح پر ظاہر ہوا اور کشتی پر دوبارہ سوار ہو گیا،لوگوں نے متاثرہ شخص سے صورتحال دریافت کی تو اس نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ: جب وہ دریا میں گرا تو فوراً دریا کی گہرائی میں پہنچ گیا اور قریب تھا کہ ڈوب جائے لیکن بروقت حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لے آئے اور انہوں نے اپنے

14- منیر حسین شاہ، سید: انشراح الصدر بتذکرۃ النورص386۔

دست اقدس سے پکڑ کر باہر نکال کر کشتی پر سوار کر دیا۔15

ڈوبنے سے بچانا:

حضرت علامہ غلام رسول کا بیان ہے کہ وہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں حضرت کیلیانوالہ شریف میں زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ کسی شخص نے مرغ ذبح کرنے کے لیے کہا تو ذبح کرتے ہوئے چھری سے ان کی انگلی زخمی ہوگئی۔ دوسرے دن انگلی کے زخم کے درد نے شدت اختیار کر لی۔ آپ سے اجازت لے کر وہ اپنے گھر روانہ ہوگئے، جب کشتی پر سوار ہوئے تو کسی نے مشورہ دیا کہ انگلی پانی سے بھگوئے رکھو آرام آ جائے گا، چنانچہ انہوں نے دریا کے پانی میں ہاتھ بھگونے کی کوشش کی تو پاؤں پھسل گیا اور وہ دریا میں گر گئے۔ جب دریا کی گہرائی میں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے اور اپنے دست اقدس سے پکڑ کر انہیں کشتی پر دوبارہ سوار کر دیا۔ پھر غائب ہوگئے۔16

★★

وصال حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ عرصہ بیس سال ''وجع المفاصل'' (جوڑوں کے درد) میں مبتلا رہے، کئی بار آپ نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تصور کرتے ہوئے علاج بھی کروایا لیکن ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' والا معاملہ بنا۔ وقت کے ساتھ ساتھ مرض میں بھی شدت آتی گئی حتیٰ کہ آپ میں ضعف وکمزوری اس حد تک آ گئی کہ مسجد میں نماز باجماعت کے لیے آنے کی قوت باقی نہ رہی۔ البتہ ایسے صبر آزما حالات میں تلاوت قرآن، اوراد ووظائف اور دیگر معمولات میں بالکل کمی نہ آنے دی۔ بلکہ بیٹھک شریف میں نماز باجماعت ادا فرماتے رہے۔ جب متوسلین حال دریافت کرتے تو آپ فرماتے کہ پہلے سے آرام ہے، انشاءاللہ العزیز رفتہ رفتہ آرام آ جائے گا۔ جب احباب علاج کرانے کے لیے عرض کرتے تو آپ یوں جواب دیتے: ''میاں! ان حکیموں کے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا، میرا علاج حکیم مطلق (اللہ تعالیٰ) کر رہا ہے۔ اس لیے ان دنیاوی حکیموں کی ضرورت نہیں ہے''۔

15- منیر حسین شاہ، سید: انشراح الصدور بتذکرۃ النور ص386۔ 16- منیر حسین شاہ، سید: انشراح الصدور بتذکرۃ النور ص398

کمزوری کے باعث آپ کو کوئی چیز ہضم نہیں ہوتی تھی، اس لیے کوئی چیز کھانے سے مکمل پرہیز کرتے تھے۔ البتہ بزوری شربت یا شربت روح افزا استعمال کرتے۔ آخری ایام میں مرشد کامل حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا سالانہ عرس مبارک آ گیا تو آپ نے صاجزادگان حضرت صاجزادہ سید باقر علی شاہ صاحب اور حضرت صاجزادہ سید جعفر علی شاہ صاحب کو عرس شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ میں شمولیت کے لیے شرقپور شریف میں بھیجا اور انہیں روانہ کرتے وقت یہ شعر پڑھا:

سپردم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

عرس شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقریب ختم شریف ہفتہ کو تھی جبکہ آپ جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات ۳ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ مطابق 21 نومبر 1952ء کو اپنے خالق حقیقی کے حضور لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بذریعہ تار صاجزادگان کو شرقپور شریف میں آپ کے وصال کی اطلاع دی گئی۔ حضرت صاجزادہ سید محفوظ حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین آستانہ عالیہ مکان شریف دونوں صاجزادوں کو اپنی کار میں بٹھا کر ''حضرت کیلیانوالہ شریف'' ضلع گوجرانوالہ میں لائے۔ عرس شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اختتامی دعا کے ساتھ ہی شرقپور شریف میں آپ کے وصال کا اعلان کیا گیا۔ متوسلین، مریدین اور عقیدتمند حضرات ریلے کی طرح حضرت کیلیانوالہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔

آپ کے صاجزادگان حضرت صاجزادہ سید باقر علی شاہ صاحب اور صاجزادہ سید جعفر علی شاہ صاحب نے خدام کی معاونت سے نماز عشاء کے بعد غسل دیا اور کفن پہنایا۔ آپ کے وصال کی خبر سنتے ہی علماء، مشائخ، خدام اور متوسلین حضرت کیلیانوالہ شریف پہنچ گئے۔ مرتبہ و مقام کے پیش نظر حضرت صاجزادہ سید محفوظ حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

نماز جنازہ کے شرکاء کی تعداد چار ہزار بتائی جاتی ہے۔ ''حضرت کیلیانوالہ شریف'' کی جامع مسجد سے متصل بجانب شرق خالی پلاٹ میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ آپ نے اسی مقام میں آرام گاہ بنانے کا ایک مرتبہ خدام کو اشارہ بھی فرمایا تھا۔ مزار مرجع خلائق ہے۔

عبارتِ لوحِ مزار حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

یَااَللّٰه　　　بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ　　　یَارَسُوۡلَ اللّٰه

اَلَا اِنَّ اَوۡلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَاهُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ○

حضور پُر نور، غوث الاغیاث، قطب الاقطاب، جامع البرکات، شمس العارفین، سراج السالکین، خلیفہ اعظم ونائب غوث صمدانی، قطب ربانی، محبوب سبحانی، شہباز لامکانی، مجدد عصر، حضور پُر نور حضرت میاں شیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز، شرقپور شریف، حضرت سید نور الحسن صاحب قدس سرہ العزیز بخاری نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

تاریخ وصال مبارک: ۳ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ

مطابق 23-22 نومبر 1952ء

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡنَ

مخزن فیض عالم سرچشمۂ جود و سخا
گمراہاں پیر کامل عارفاں را راہنما
نور نبوی نور الحسن مخزن نور خدا
بے کسوں پہ ہو کرم بہر محمد مصطفی ﷺ

اولاد امجاد حضرت کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو صاحبزادوں اور دو صاحبزادیوں سے نوازا، صاحبزادگان کے اسماء گرامی یہ ہیں: ☆ حضرت صاحبزادہ سید محمد باقر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور ☆ حضرت صاحبزادہ سید جعفر علی شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ

★ ★ ★

حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ

﴿قصور شریف﴾

ولادت با سعادت:

حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ 1865ء میں موضع ٹولووالا (جو قصور شہر سے چار کلو میٹر کے فاصلے پر دیپالپور روڈ پر واقع ہے) میں پیدا ہوئے۔ والدین نے آپ کا نام ''پہلوان'' رکھا لیکن مرشد کامل حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''عبدالرحمٰن'' نام تجویز فرمایا۔ آپ کا مختصر سلسلہ نسب یوں ہے: عبدالرحمٰن بن پیر بخش بن محمد یونس بن محمد فاضل بن احمد دین بن نصیر احمد۔

آپ پانچ بھائی تھے دوسرے چار بھائیوں کے اسماء گرامی یہ ہیں: ☆ شیر محمد ☆ نبی بخش ☆ الٰہی بخش ☆ سلطان احمد۔ عمر کے لحاظ سے سب بھائیوں سے چھوٹے اور مرتبہ ومقام کے اعتبار سے بڑے تھے۔

آغاز تعلیم:

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد گورنمنٹ سکول، قصور میں داخلہ لیا۔ آپ نے نہایت محنت اور دلچسپی سے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ ہر سال اپنی جماعت میں پہلی پوزیشن حاصل کرتے رہے۔

خاندانی پیشہ:

خاندانی پیشہ زراعت تھا۔ آپ کا ارائیں برادری سے تعلق تھا اس لئے بڑے ہو کر زراعت کو بطور ذریعہ معاش اختیار فرمایا۔ آپ نے کوئی چیز اجازت کے بغیر گھر لانے کی کوشش نہیں کی بلکہ حصول رزق حلال میں نہایت احتیاط سے کام لیتے تھے۔

بطور پہلوان:

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پیدائشی طور پر جسیم اور طاقتور تھے۔ بڑے ہوکر پہلوانی (کُشتی) کے میدان میں خوب حصہ لیا اور علاقہ بھر میں خوب شہرت حاصل کی۔ جہاں بھی کُشتی ہوتی تو آپ وہاں ضرور حصہ لیتے تھے جس کے سبب بطور ''پہلوان'' مشہور ہو گئے۔

علومِ اسلامیہ کا آغاز و تکمیل:

آپ کی طبیعت شروع ہی سے دینی تعلیم کی طرف مائل تھی۔ آپ کا خیال تھا کہ جیسے قرآن پڑھا۔ اسے سمجھ کر عمل بھی کیا جائے۔ آپ نے والدین کی اجازت سے قصور شہر کے مشہور تعلیمی ادارہ ''دارالعلوم ہمدانیہ'' اندرون گیٹ مراد خاں، قصور میں داخلہ لیا جو حضرت علامہ سید عبدالحق شاہ ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں چل رہا تھا اور شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خود اس ادارہ میں تدریس کی خدمات سرانجام دیتے تھے۔ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس ادارہ میں تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، منطق و فلسفہ، فقہ، اصول فقہ، ادب، معانی، صرف، نحو، لغت اور دیگر علوم فنون کا درس لیا اور علوم اسلامیہ کی تکمیل فرمائی۔

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے پہلی ملاقات:

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو مساجد اور دینی مدارس کی تعمیر و قیام سے بہت محبت تھی۔ آپ جب قصور شہر میں تشریف لاتے تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے ان کے مدرسہ میں ضرور تشریف لاتے۔ ایک دفعہ قصور میں آپ کی آمد ہوئی تو حسبِ معمول دارالعلوم ہمدانیہ میں بھی تشریف لائے۔ ان دنوں میں حاجی صاحب، شاہ صاحب کے ادارہ میں زیرِ تعلیم تھے۔ اس لیے اُن کی وساطت سے حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے پہلی ملاقات ہوئی۔ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حاجی صاحب کا نام دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ: ''پہلوان''۔ آپ نے فرمایا: ''پہلوان'' تو کوئی نام نہیں، آج کے بعد آپ کا نام ''عبدالرحمٰن'' ہے۔ ساتھ ہی فرمایا: کبھی کبھی ہمارے ہاں شرقپور شریف آجایا کریں۔ 1

شرفِ بیعت و اعزازِ خلافت:

حضرت شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کو شرقپور شریف آنے کی دعوت خود دے چکے تھے۔ اس لیے ان کی آمد و رفت کا سلسلہ زمانہ طالب علمی سے شروع ہو گیا۔ علوم اسلامیہ سے فراغت کے بعد حاجی

1- محمد سعید نقشبندی، قاری: ذاتی ڈائری ص 5

صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حاضر خدمت ہوئے تو حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرف بیعت سے نوازا اور اُن کو" جامع مسجد حضرت میاں صاحب" میں بطور مؤذن تعینات فرما دیا۔

حاجی صاحب شب و روز مرشد کامل کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فیوض و برکات سمیٹنے لگے اور منازل سلوک طے کرنے لگے۔ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو شرقپور شریف میں گئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ فنافی الشیخ کے مرتبہ پر پہنچ گئے اور مرشد کامل کی طرف سے تحریری خلافت سے نواز دیے گئے۔

خصوصیات حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلفاء کرام میں سے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشہور امتیازی اوصاف و خصوصیات میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

☆ آپ کا نام حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا رکھا ہوا تھا۔

☆ آپ کو حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پہلے خلیفہ ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

☆ شرفِ بیعت کے بعد آپ تا حیات بطور خادم شرقپور شریف میں رہے۔

☆ آپ نے مرشد کامل کے برادر اصغر حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو" ثانی صاحب" کا لقب پیش کیا تو وہ اس لقب سے مشہور ہو گئے۔

☆ آپ کے بارے میں حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ اے شیرِ محمد! تم دُنیا سے میرے لیے کیا تحفہ لائے ہو؟ تو میں حاجی محمد عبدالرحمٰن قصوری کا بازو پکڑ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کردوں گا اور عرض کروں گا" یہ تحفہ لایا ہوں"۔

☆ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلفاء میں۔ سے سب سے پہلے آپ کا انتقال ہوا۔

☆ آپ کو استاد محترم حضرت سید عبدالحق ہمدانی قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔

شادی خانہ آبادی:

والدین نے آپ کی شادی خانہ آبادی بھی کر دی تھی۔ چونکہ آپ درِ مرشد پر شرقپور شریف کے ہو کر رہ گئے تھے اور فنافی الشیخ کا درجہ حاصل کر چکے تھے۔ اس لیے گھر میں ٹھہرنا اور گھریلو معاملات کا نپٹانا بہت دشوار تھا۔ شادی کے ایک سال بعد آپ نے زوجہ محترمہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"ہمارے ہاں فقر و صبر کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے اور دنیا میں میرے لیے درِ مرشد سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر تم صبر و تحمل سے زندگی گزار سکو گی تو بہتر ہے ورنہ تمہاری خوشی کے

مطابق میں فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہوں''۔ بیوی کی خواہش پر حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے طلاق دے دی۔

بطور نائب مرشد کامل:

کسی معزز و محترم شخصیت کی نیابت بہت بڑا اعزاز ہے۔ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حاجی صاحب کو جامع مسجد شرقپور شریف میں بطور مؤذن تعینات فرمایا تھا۔ آپ کی عدم موجودگی میں امامت، خطبہ جمعۃ المبارک اور دیگر امور میں نیابت کے فرائض حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سرانجام دیا کرتے تھے بلکہ آنے والے مہمانوں کی میزبانی وغیرہ کی خدمات بھی آپ ہی کے ذمہ تھیں۔

درودِ خضری کا وظیفہ:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں درودِ خضری کے وظیفہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ درودِ خضری حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ کو پڑھنے کی تلقین فرمائی تھی اور انہوں نے اپنے متعلقین و متوسلین کو بطور وظیفہ درودِ خضری تلقین فرمایا۔ بعد ازاں مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں یہ درود شریف بطورِ وظیفہ بہت مقبول ہوا۔ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس درود شریف کی تلقین حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرمائی، چنانچہ آپ دلائل الخیرات، اورادِ فتحیہ، قصیدہ غوثیہ، تلاوت قرآن اور دیگر وظائف کے علاوہ درودِ خضری کا پانچ ہزار بار روزانہ وظیفہ کیا کرتے تھے۔

آئینۂ شیرِ ربّانی رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے مرشد کامل اور مرشد خانہ سے نہایت درجہ کی عقیدت و محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ شرفِ بیعت کے بعد شیخ سے عقیدت و محبت کے غلبے میں، حاجی صاحب کو اپنے شیخ کی غلامی کا ایسا استغراق نصیب ہوا جس سے وہ آخری دم تک سرشار رہے۔ حضرت صاحبزادہ قاری محمد سعید نقشبندی، سجادہ نشین آستانہ عالیہ حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان فرمایا کہ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

> حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے، حضرت میاں رحمت علی، حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب، حضرت صاحبزادہ علامہ محمد عمر بیربلوی اور سید میر محمد مظہر قیوم صاحب مکان شریفی وغیرہم کو خلافت عطا کر کے اپنے اپنے مقامات کی طرف بھیج دیا، لیکن حاجی عبدالرحمٰن قصوری کو

آئینہ کی طرح اپنی نظروں کے سامنے رکھا۔ اور حاجی صاحب اب اس درجہ پر فائز ہو چکے ہیں کہ جو شخص ان کو ہاتھ بھی لگائے اس کی بخشش ہو جاتی ہے اور وہ سات پشتوں تک تاثیر ولایت رکھتے ہیں، ہاں اگر بعد ازاں بھی کوئی چلانے والا ہو تو یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہ سکتا ہے۔ 2

مرشد خانے کا ادب:

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیعت کے بعد تاحیات اپنے آپ کو درِ مرشد کی خدمات کے لئے وقف کر دیا تھا۔ شرقپور شریف میں قیام کے دوران آپ سراپا ادب بنے رہے، مرشد کامل کی مرضی کے خلاف کبھی کوئی کام نہیں کیا۔ زندگی بھر ادباً ان کا نام نہیں لیا۔ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد آپ کے برادر اصغر حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین مقرر ہوئے تو آپ حسب سابق آداب کو بجالاتے ہوئے۔ حضرت میاں غلام اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی بجائے ''حضرت ثانی صاحب'' کہہ کر یاد کرتے تھے۔ آپ کی تقلید میں متوسلین آستانہ نے بھی ثانی صاحب کے لقب سے پکارنا شروع کر دیا، اس طرح وہ بجائے اصل نام کے اس لقب سے زیادہ مشہور ہو گئے۔ جو شخص مرید ہونے کے لیے حاجی صاحب سے عرض کرتا تو آپ اسے جواب میں فرماتے کہ بیٹھک میں ہمارے مرشد حضرت ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ موجود ہیں لہٰذا ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کا شرف حاصل کرو۔ 3

جو دم غافل سو دم کافر:

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فیض یافتہ تھے اس لیے زندگی کا ایک لمحہ بھی غفلت میں گزارنا انہیں گوارہ نہیں تھا۔ چلتے پھرتے، سوتے اٹھتے، سفر و حضر الغرض ہمہ وقت یادِ الٰہی میں اور درود پاک میں مصروف رہتے تھے۔ چلتے وقت جب دایاں قدم اٹھاتے تو ''اللہ'' اور جب بایاں پاؤں اٹھاتے تو ''ھو'' فرماتے۔ اور آستانہ عالیہ شیرِ ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خدام، متوسلین اور عقیدت مندوں کو بھی یہ عمل اپنانے کی تلقین فرماتے۔ 4

بیداری میں زیارت رسول کریم ﷺ:

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ شرقپور شریف میں خدمات سرانجام دینے کے لیے قیام پذیر تھے۔ کبھی کبھی مرشد کامل کی اجازت سے اپنے والدین اور عزیز و اقارب کو ملنے کی غرض سے اپنے گاؤں ٹولووالہ

2- محمد سعید نقشبندی، قاری: ذاتی ڈائری ص25۔ 3- محمد سعید نقشبندی، قاری: ذاتی ڈائری ص28۔ 4- محمد سعید نقشبندی، قاری: ذاتی ڈائری ص28

(قصور) میں تشریف لے جاتے۔ ایک دو یوم کے بعد شرقپور شریف میں حاضر ہو جاتے۔ گھر جانے کی صورت میں آپ کا معمول تھا کہ رات کو مسجد میں قیام کرتے تا کہ عبادت و ریاضت، اوراد و وظائف میں کسی قسم کی کمی نہ آئے۔ ایک دفعہ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے آبائی گاؤں ''تولووالہ'' کی مسجد میں فجر کی اذان سے پہلے رسول معظم ﷺ کا ذہن میں تصور جما کر نہایت عقیدت و محبت سے جھوم جھوم کر یوں درود پاک پڑھا:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

تو رسول اعظم ﷺ سامنے تشریف لے آئے۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں نہایت عاجزی و انکساری سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ مدینہ طیبہ میں آپ کی بارہ گاہ میں حاضری دوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''حاجی صاحب! تم وہاں بھی ہمارے پاس آؤ گے۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔[5]

سعادت حج بیت اللہ:

زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ مسلمان کی معراج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس سعادت سے بہرہ ور فرمایا۔ چونکہ رسول معظم ﷺ نے زیارت حرمین کی خوشخبری سنادی تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حج بیت اللہ کا سبب پیدا فرما دیا۔ وہ اس طرح کہ ایک دن آپ اپنے گاؤں ''تولووالہ'' (ضلع قصور) میں فجر کی اذان سے ابھی فارغ ہی ہوئے تھے کہ دیکھتے ہیں کہ آپ کی بھتیجی ہاتھ میں چار صد روپے لیے پاس کھڑی ہے۔ اس نے عرض کیا بابا جی: کیا میں آپ کو حج نہ کرادوں؟ آپ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: ہاں حج کرادو، بھتیجی صاحبہ نے چار صد روپے بغرض حج آپ کی خدمت میں پیش کر دیے اور عرض کیا کہ ضرورت پڑنے پر مزید رقم بھی پیش کر دی جائے گی۔ آپ وہ رقم لے کر شرقپور شریف میں پہنچ گئے اور حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر دی۔ مرشد کامل نے دریافت کیا حاجی صاحب! یہ پیسے کیسے ہیں؟ عرض کیا: حضور! یہ بھتیجی نے حج کے لیے دیئے ہیں، آپ نے فرمایا: ہماری طرف سے بھی تمہیں حج کی اجازت ہے لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ حرمین شریفین کے باشندے قابل احترام ہیں اس لیے تم ان کا احترام کرنا۔ اگر وہ تمہیں کسی معاملے میں پریشان بھی کریں تو مزاحمت ہرگز نہ کرنا۔ حاجی صاحب نے نہایت ادب سے عرض کیا: حضور! ٹھیک ہے ایسا ہی ہوگا۔ جب آپ حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے تو ایام حج میں پہلی جنگ عظیم کا آغاز ہو گیا اور بین الاقوامی تمام راستے بند ہو گئے جس کی بنا پر آپ نے چھ سال تک حجاز مقدس میں قیام فرمایا، اس دوران سات بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔[6]

5- محمد سعید نقشبندی، قاری: ذاتی ڈائری ص35۔ 6- محمد سعید نقشبندی، قاری: ذاتی ڈائری ص464

سنت مصطفیٰ ﷺ سے محبت:

آپ کو سنت رسول ﷺ سے جنون کی حد تک محبت تھی۔ آپ کی کوشش ہوتی کہ زندگی کا کوئی بھی کام خلاف سنت نہ ہو۔ ہر کام کرنے سے قبل اس کے بارے میں سنت کا جائزہ لیتے پھر وہ کام کرتے۔ آپ سراپا سنت تھے یعنی لباس، رفتار، گفتار، دستار اور جوتا وغیرہ تک۔ قدرتی طور آپ کی داڑھی اور مونچھیں نہیں تھیں البتہ داڑھی کا ایک بال تھا۔ آپ سنت مصطفیٰ ﷺ تصور کرتے ہوئے اس کو خوشبو لگاتے، تیل لگاتے اور کنگھی کرتے۔ آپ نہ صرف خود سنت پر عامل تھے بلکہ آستانہ عالیہ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ میں آنے والے متوسلین کو بھی اس کی تلقین و تعلیم ارشاد فرمایا کرتے کیونکہ احیاء سنت مصطفیٰ ﷺ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی اصل تعلیم تھی۔ 7

طریقۂ بیعت:

آپ کا طریقہ بیعت دیگر مشائخ سے مختلف مگر مرشد کامل حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے طریقہ کے عین مطابق تھا۔ آپ ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت نہ فرماتے بلکہ مرید کو اپنے سامنے بٹھا کر اس پر توجہ فرماتے اور اللہ، اللہ کی تلقین ارشاد فرماتے۔ نماز پنجگانہ، جمعۃ المبارک، ہر نماز کے بعد گیارہ بار سورہ اخلاص، پانچ سو بار روزانہ درودِ خضری، گیارہ بار: لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھنے اور نماز تہجد کی پابندی کرنے کی تاکید فرماتے۔

چند مشہور مریدین:

آپ نے بہت کم لوگوں کو بیعت میں قبول فرمایا، کیونکہ بیعت کی خواہش کرنے والے کو حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیج دیتے۔ البتہ جس شخص کا کسی گمراہ پیر کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا خوف ہوتا اس کو گمراہی سے بچانے کے لیے خود بیعت کر لیا کرتے۔ آپ کے مریدین کی تعداد پچاس ساٹھ سے زائد نہیں ہے۔ آپ کے چند مشہور مریدین کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں: ☆صوفی محمد دین قصوری (خادم خاص حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) ☆حاجی محمد شریف شرقپوری، ☆حاجی فضل کریم شرقپوری، ☆حاجی غلام یٰسین لبانہ شرقپوری، ☆ماسٹر محمد ابراہیم شرقپوری وغیرہم۔

قرآن کو یاد رکھنے کا ایک اہم وظیفہ:

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ زندگی کے آخری سالوں میں شدید علیل ہو گئے تھے۔ عیادت

7- محمد سعید نقشبندی، قاری: ذاتی ڈائری ص 464

کے لیے آنے والے حضرات کے لیے آپ دعائے خیر فرماتے۔عیادت کے لیے حافظ عبدالواحد بن غلام یسین شرقپوری حاضر ہوتے اور وہ آپ کی خدمت بھی خوب کرتے۔ایک دن حاجی صاحب نے حافظ صاحب موصوف سے مخاطب ہو کر فرمایا: حافظ جی! تم نے ہماری خوب خدمت کی ہے۔ہمارے پاس دینے کے لیے تو کوئی چیز نہیں ہے البتہ ہم تم کو ایک وظیفہ بتاتے ہیں کہ آپ ہر نماز کے بعد یہ وظیفہ پڑھا کریں گے تو آپ کو زندگی بھر قرآن پاک نہیں بھولے گا۔انشاءاللہ۔وہ وظیفہ یہ ہے:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

یَااَللّٰہُ،یَارَحۡمٰنُ،یَارَحِیۡمُ،یَامَالِکُ،یَاقُدُّوۡسُ،

یَاسلامُ، یَامُؤۡمِنُ،یَامُھَیۡمِنُ یَاعَزِیۡزُ،یَاجَبَّارُ،یَامُتَکَبِّرُ۔

حافظ صاحب کا کہنا ہے کہ یہ وظیفہ میں باقاعدگی سے ہر نماز کے بعد پڑھتا رہا ہوں جس کے سبب نہ تو منزل یاد کرنے میں مجھے کوئی دقت پیش آئی اور نہ بھولی۔

مقامِ حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ:

خلفاءِ شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ میں حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقام بہت بلند و بالا اور ممتاز ہے۔اس حقیقت کو ملک حسن علی جامعی اپنی کتاب ''حیات جاوید'' میں بایں الفاظ تحریر کرتے ہیں:

''آپ حضرت میاں صاحب کی مفارقت کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔سچ تو یہ ہے کہ حضرت میاں صاحب کے درد دل سننے والا اور حضرت میاں صاحب کا سچا رازدان اور صحیح آشنا سارے شرقپور میں حاجی صاحب (حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری) کے سوا اور کوئی نہ تھا۔اور نہ ہی ان کے سوا حضرت میاں صاحب کے اصل مقام تک کسی کی رسائی ہوئی۔حاجی صاحب اس قدر صفات کے مالک تھے کہ اس جگہ بیان نہیں ہو سکتیں۔حضرت میاں صاحب نے اپنی زندگی میں ہی حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو تلقین و ارشاد کی اجازت فرما دی تھی۔مرض الموت میں بھی وصیت کی تھی کہ اگر لوگ آئیں اور اصرار کریں تو انہیں اسم ذات اور درود شریف کے وظیفہ کی تلقین کریں''۔8

حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مشہور زمانہ کتاب ''انقلاب الحقیقت'' میں لکھتے ہیں کہ:

''حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری خلیفہ مجاز شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو مرتبہ صدیقیت حاصل تھا''۔9

8-حسن علی جامعی، ملک: حیات جاوید ص 122۔ 9-محمد عمر بیربلوی، صاحبزادہ: انقلاب الحقیقت ص 109

کشف وکرامات

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا شمار اولیاء کبار میں ہوتا ہے۔صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔آپ کی چند ایک کرامات بطور تبرک سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

نرینہ اولاد پیدا ہونا:

حضرت صاحبزادہ قاری محمد سعید نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کیا کہ جب مرشد کامل سے اجازت ملنے پر حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ایام حج میں پہلی جنگ عظیم چھڑ گئی جس کے نتیجے میں بین الاقوامی راستے بند ہونے کے سبب حجاز مقدس میں آپ کے قیام میں اضافہ ہو گیا۔وہ دور تنگدستی کا تھا،آپ پھلوں کے چھلکے اور درختوں کے پتے کھا کر گذارا کرتے رہے۔ایک دفعہ ایک جنگل کی طرف نکل گئے تو وہاں چند بدوؤں نے جسم مبارک کے تمام کپڑے اتار لیے اور آپ عریاں حالت میں ایک غار میں چھپ گئے۔ایک دن غارِ سے باہر نکلے تو کسی شخص نے دیکھا تو ستر پوشی کے لیے دوڑ کر غار کے اندر چھپ گئے۔آنے والے شخص نے باآواز بلند صورتحال دریافت کی تو آپ نے اس کی وضاحت فرمادی۔وہ شخص باپردہ کر کے اپنے گھر لے گیا اور آپ کی خوب خدمت کی۔صاحب خانہ نرینہ اولاد سے محروم تھا۔اس نے آپ سے دعا کرائی تو نو مہینے گذرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے نرینہ اولاد عطا فرمادی جس پر وہ آپ کا مزید معتقد بن گیا۔

پانی کا چشمہ جاری ہونا:

حضرت قاری محمد سعید نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کیا کہ جن دنوں حجاز مقدس میں حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ غار میں عریاں حالت میں زندگی گزار رہے ان دنوں ایک روز پیاس اور بھوک کا شدید غلبہ ہو۔آپ مرشد کامل حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے تصور سے مراقب بیٹھ گئے اور دلی تصورات کا یوں اظہار کیا: حضور! حجاز مقدس کے بدوؤں نے میرے کپڑے اتار لیے ہیں لیکن میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق بالکل مزاحمت نہیں کی۔شدید پیاس اور بھوک میں مبتلا ہوں،نظر کرم فرمائیں''۔مرشد

کامل نے بروقت ارشاد فرمایا: حاجی صاحب! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، تم اپنے سامنے دیکھو چنانچہ حاجی صاحب نے جب آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا تو مختلف کھانے پینے کی اشیاء کے علاوہ پانی کا ابلتا ہوا چشمہ نظر آیا۔ چشمہ کا پانی پی کر اور اشیاء کھا کر آپ نے پیاس اور بھوک بجھائی۔ 10

چوری شدہ مال واپس ہونا:

حضرت قاری محمد سعید نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد بزرگوار کے حوالے سے بیان کیا کہ جب حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حجاز مقدس میں ایک عقیدتمند کے ہاں قیام پذیر تھے۔ ان دنوں صاحب خانہ کا مال چوری ہو گیا جس کے سبب وہ بہت پریشان ہوئے۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں مال کی واپسی اور دستیاب ہونے کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دعا فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا: عزیزم! تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، تمہارا لوٹا ہوا مال خود بخود تمہارے گھر آ جائے گا۔ جب چور مال لے کر ایک منزل پر پہنچے تو وہ عجیب آزمائش میں مبتلا ہو گئے۔ وہ یوں کہ جب آگے جاتے تو نابینا ہو جاتے اور جب پیچھے آتے بینا ہو جاتے، وہ کئی بار آگے پیچھے ہوئے اور نابینا و بینا ہوئے۔ آخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ جس شخص کا مال ہے وہ برگزیدہ آدمی معلوم ہوتا ہے لہٰذا اپنی آنکھوں کا نقصان کرنے کی بجائے یہ مال مالک کو واپس کر دینا چاہیے۔ چنانچہ وہ مالک کے گھر خود واپس آئے اور مال واپس کر دیا۔ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق صاحب خانہ کا مال واپس ہو گیا اور وہ آپ کے شکر گزار ہوئے۔ 11

علالت:

حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کا صدمہ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے قیامت سے کم نہیں تھا۔ حضرت شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال تو حق تھا مگر فراقِ مرشد حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک مرض کی صورت اختیار کر گیا کہ اس واقعہ کے پانچ سال بعد فالج کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ فالج کے حملہ کے بعد صاحب فراش ہو کر رہ گئے۔ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشورہ سے خدمت کے لیے حاجی محمد دین قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو شرقپور شریف میں بلایا گیا۔ انہوں نے تمام زمانہ علالت میں آپ کی خوب خدمت کی۔ علالت کے باوجود حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ اور دیگر اوراد و وظائف بھی باقاعدگی سے پڑھتے رہے۔

10- محمد سعید نقشبندی، قاری: ذاتی ڈائری ص 31۔ 11- محمد سعید نقشبندی، قاری: ذاتی ڈائری ص 32

قصور میں مراجعت:

آپ کا مرض دائمی صورتحال اختیار کر گیا، اسی کیفیت میں کچھ عرصہ شرقپور شریف میں رہے۔ آپ کے خادم خاص حاجی محمد دین رحمہ اللہ تعالیٰ کے کچھ گھریلو مسائل بھی تھے اور حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خادمیت کے فرائض بھی تھے جن کی انجام دہی میں مشکلات پیش آتی تھی۔ آخر حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشورہ سے آپ شرقپور شریف سے قصور میں تشریف لے آئے اور اپنے استاد محترم حضرت علامہ سید عبدالحق شاہ ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ "دارالعلوم ہمدانیہ" اندرون کوٹ مراد خاں قصور کے نزدیک اپنے خادم خاص حضرت حاجی محمد دین نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکان میں قیام پذیر ہوئے۔12

وصال مبارک:

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ قصور شہر میں مراجعت کے بعد چھ ماہ تک بقید حیات رہے۔ آخر 78 سال کی عمر میں ۲۴ محرم الحرام ۱۳۵۹ھ مطابق 1940ء میں بروز پیر وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ o آپ کے وصال کی خبر تیزی سے ملک بھر میں پھیل گئی۔ خدام، متوسلین اور عقیدتمندوں کی آمد کا سلسلہ تیز رفتاری سے شروع ہو گیا۔ مشائخ، علماء، قراء اور عوام الناس کثیر تعداد میں قصور شہر میں جمع ہو گئے، بالخصوص حضرت ثانی صاحب شرقپوری، حضرت سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری حضرت کیلیانوالہ شریف، حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی، حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے، حضرت صاحبزادہ سید میر محمد مظہر قیوم شاہ مکان شریفی اور حضرت میاں رحمت علی گھنگ شریف تشریف لے آئے تو مرشد کامل کے برادر اصغر حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپوری نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خواہش کے مطابق آپ کے استاد محترم حضرت علامہ سید عبدالحق شاہ ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے جد امجد حضرت سید چراغ علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار سے چند قدم کے فاصلے پر بستی چراغ شاہ، قصور کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ مزار بستی چراغ شاہ، قصور میں مرجع خلائق ہے۔ ہر سال ۲۴ محرم الحرام کو بستی چراغ شاہ، قصور میں عرس مبارک منعقد کیا جاتا ہے۔

12- محمد سعید نقشبندی، قاری: ذاتی ڈائری ص 35

عبارتِ لوحِ مزارِ حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ

یا اللہ جل شانک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

تاریخ وفات حسرت آیات، حضرت حاجی الحرمین الشریفین قبلہ صوفی عبدالرحمٰن قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ

دریغا! برجہاں آمدہ سیاہی — شدہ مستور آں نور الٰہی
کہ ذاتش مصدر فضل و ھدیٰ بود — وجودش سر فیض لاتناہی
حاجی الحرمین ذوالجود — محمد عبدالرحمٰن قبلہ اگاہی
مقرب بارگاہ شرقپوری — خلیفہ خاص آں شیر الٰہی
شاہ شیر محمد اہل افضال — کہ عالم داد برفضلش گواہی
بسال انتقالش ہاتفم گفت — بجنت رفت مقبول الٰہی

۱۳۵۹ھ بروز دوشنبہ، ۲۴ محرم الحرام

جانشین:

آپ نے اپنے خادمِ خاص حضرت حاجی محمد دین رحمہ اللہ تعالیٰ کو خلافت سے نوازا۔ وہ تاحیات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت میں مصروف رہے۔ حتیٰ کہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ مطابق 17 جون 1975ء بروز منگل وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○

حضرت حاجی محمد دین نے اپنے صاحبزادے حضرت علامہ قاری محمد سعید نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کو خلافت عطا فرمائی۔ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نوجوان، جوان ہمت اور ممتاز عالم دین تھے۔ جو شب و روز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت میں سرگرم عمل رہے۔ اور قصور شہر میں اپنے والدگرامی اور حضرت حاجی عبدالرحمٰن رحمھما اللہ تعالیٰ کا مشترکہ عرس منعقد کرتے رہے۔ 26 جولائی 2002ء میں قاری صاحب کا وصال ہوا۔ وصال سے قبل انہوں نے صوفی مشتاق احمد ولد محمد احمد صاحب کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قاری صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ جانشین کو اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

★ ★

حضرت سید محمد ابراہیم شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

نارنگ منڈی، ضلع شیخوپورہ

ولادت باسعادت:

حضرت سید محمد ابراہیم شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ 1897ء کو حضرت سید نظام الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں موضع ''چونی کلاں'' میں پیدا ہوئے۔

نام ونسب:

والد گرامی نے آپ کا نام مشہور پیغمبر اسلام حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کی نسبت سے ''محمد ابراہیم'' تجویز فرمایا1۔ آپ کا مختصر نسب نامہ یوں ہے: سید محمد ابراہیم بن سید نظام الدین بن سید کریم بخش شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ آپ کا نسب نامہ 38 درمیانی واسطوں سے خلیفہ چہارم حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔

تعلیم وتربیت:

قرآن پاک کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد علوم اسلامیہ کے حصول کی طرف توجہ فرمائی۔ ابتدائی کتب رائے پور گجراں ضلع جالندھر میں پڑھیں۔ بعد ازاں اہل سنت وجماعت کی مشہور اور تاریخی درسگاہ ''جامعہ نعمانیہ'' لاہور میں داخلہ لیا اور اپنی تعلیم مکمل کی۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا مرحلہ بھی والدین اور شفیق اساتذہ کی نظر کرم سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔2

1- محمد یٰسین قصوری، ناچیز: ذکر ابراہیم ص21۔ 2- محمد یٰسین قصوری، ناچیز: ذکر ابراہیم ص25۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بطور مدرس:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تکمیل تعلیم کے بعد مختلف مقامات و مساجد میں تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ تدریس و تبلیغ کے میدان میں نہایت شوق اور محبت سے کام کیا۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں سے چند ایک کے اسماءِ گرامی مندرجہ ذیل ہیں: ☆ حضرت صاحبزادہ سید امیر محمد شاہ صاحب دامت برکاتہم ☆ حضرت صاحبزادہ سید محمد فاضل شاہ صاحب دامت برکاتہم ☆ حضرت صاحبزادہ سید محمد طیب حسین شاہ صاحب ☆ مستری محمد دین صاحب اور ☆ حضرت علامہ محمد شفیع صاحب وغیرھم۔

اول الذکر تین علماء آپ کے صاحبزادے ہیں جنھوں نے تمام علوم اسلامیہ کی کتب کا درس آپ سے لیا صرف دورہ حدیث کی تکمیل اہل سنت و جماعت کی مرکزی دینی درسگاہ "دارالعلوم حزب الاحناف" لاہور میں مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات حضرت علامہ سید احمد شاہ اشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کی اور سند فراغت حاصل کی۔[3]

خاندانی پیشہ:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا خاندانی پیشہ زراعت (کھیتی باڑی) تھا لیکن آپ نے حفظ قرآن اور تکمیل علوم اسلامیہ کے بعد آبائی پیشہ کی بجائے تدریس و تبلیغ کو اپنا مطمحِ نظر بنایا۔ تاحیات اسی شعبہ سے منسلک رہے اور نہایت محنت، دلچسپی اور شوق سے تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

تلاشِ مرشد کامل:

خاندان کے اکثر بزرگ حضرت خواجہ عبدالخالق رحمہ اللہ تعالیٰ جہانخیلی ضلع ہوشیار پور کے دست اقدس پر بیعت تھے۔ عزیز و اقارب کا خیال تھا کہ آپ بھی ان کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کریں۔ آپ کا فیض کسی دوسری جگہ تھا اس لیے ان کے دست اقدس پر بیعت نہ کر سکے تاہم مرشد کامل کی تلاش دامن گیر رہی۔

شرقپور شریف میں حاضری اور شرف بیعت:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مرد صالح اور مرشد کامل کی تلاش میں تھے۔ اسی زمانہ میں حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولایت و قطبیت کی شہرت پورے برصغیر میں پھیل چکی تھی۔ خاص و عام اور مسلم و غیر مسلم کی زبان پر آپ کا تذکرہ تھا۔ شاہ صاحب بھی قلبی طور پر آپ کی طرف مائل ہو گئے اور شرقپور شریف میں حاضر ہو کر حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔

3- محمد [illegible] 27

اعزازِ خلافت:

شرف بیعت حاصل کرنے سے ایک ولی کامل کے ساتھ آپ کی نسبت قائم ہوگئی۔ حضور شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر فیض سے منازل سلوک طے کرنا شروع کر دیں اور فیوض و برکات سمیٹنے کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔ مرشد کامل نے قلیل عرصہ میں تمام منازل طے کروادیں اور خرقہ خلافت عطا فرمادیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب دوسری یا تیسری بار شرقپوری شریف میں حاضر ہوئے تو حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے مخاطب ہوکر فرمایا: شاہ جی! اب گھر ہی میں لوگوں کو اللہ اللہ بتادیا کریں۔ رب کریم برکت فرمائے گا، اس موقع پر مرشد کامل نے ایک رومال بھی عطا فرمایا جو اب تک آستانہ ابراہیمیہ نارنگ منڈی، ضلع شیخوپورہ میں محفوظ ہے۔ 4

شادی خانہ آبادی:

شادی کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ تحفظ نفس، تحفظ نسلِ انسانی اور کثرتِ امت ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ابھی حصول تعلیم میں مصروف تھے کہ والدین نے 1912ء میں شادی خانہ آبادی کردی۔ شادی کا عمل حصول تعلیم اور تدریس کے مسئلہ کو متاثر نہ کرسکا، بلکہ آپ نے باقاعدہ تعلیم حاصل کی۔ پھر تاحیات تدریس و تبلیغ میں مصروف عمل رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین صاحبزادے عطا فرمائے جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں: ☆ حضرت صاحبزادہ سید امیر محمد شاہ صاحب دامت برکاتہم ☆ حضرت صاحبزادہ سید محمد فاضل شاہ صاحب دامت برکاتہم اور ☆ حضرت صاحبزادہ سید محمد طیب حسین شاہ مرحوم۔

آپ نے صاحبزادگان کو بھی علوم اسلامیہ سے بہرہ ور کیا اور تدریس و تبلیغ کے شعبہ میں تاحیات کام کرنے کی تلقین و تاکید فرمائی۔ صاحبزادگان آپ کے مشن کی اشاعت میں مصروف عمل ہیں۔

عبادت و ریاضت:

گھرانہ مذہبی ہونے کے سبب آپ والدین کی تقلید میں بچپن ہی سے عبادت و ریاضت کی طرف مائل تھے۔ جوں جوں بڑے ہوتے گئے عبادت و ریاضت میں بھی اضافہ ہونے کے علاوہ پختگی آتی گئی۔ حتیٰ کہ نماز پنجگانہ و جمعہ کے علاوہ نماز تہجد، نماز اشراق، نماز چاشت، نماز اوابین اور دیگر نوافل و اوراد و وظائف کو اپنے معمولات میں شامل فرمالیا۔ جن پر تاحیات باقاعدگی سے عمل پیرا رہے۔

اپنے مریدین، خدام اور متوسلین کو بھی ان معمولات کے اپنانے کی ہدایات جاری فرماتے۔ حضرت

4- محمد یٰسین قصوری، ناچیز: ذکر ابراہیم ص 35

شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے زندگی کے آخری ایام میں علالت کے باوجود نماز اور دیگر معمولات روزمرہ میں ہرگز کمی نہیں آنے دی۔

مرشد کامل کی نظر میں مقام:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت بڑی خوبیوں کی مالک تھی۔ آپ کی خوبیوں کا اعتراف نہ صرف تلامذہ، مریدین اور عقیدتمندوں نے کیا بلکہ مرشد کامل حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی کیا ہے۔ ایک دفعہ مرشد کامل نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''شاہ صاحب! ہم آپ کی کس کس صفت کو بیان کریں اور کس کس وصف کا احترام کریں؟ سید آپ، عالم آپ، حافظ آپ اور مفتی آپ''۔ 5

عشقِ رسول کریم ﷺ:

حضور انور ﷺ کا عشق اور محبت نہ صرف لازوال سرمایہ ہے بلکہ روح ایمان ہے جس کے بغیر کوئی شخص صاحب ایمان نہیں کہلا سکتا۔ آپ ولی کامل اور خلیفہ مجاز حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ اس لیے آپ نہ صرف عاشق رسول ﷺ تھے بلکہ امام العشاق تھے۔ آپ نے سوءادبی سے بچنے کے لیے تاحیات مدینہ طیبہ کا کپڑا استعمال نہیں کیا۔ ایک مرید نے مدینہ طیبہ کے کپڑے کا کرتا سلوا کر خدمت میں پیش کیا اور اصرار کی حد تک زیب تن فرمانے کے لیے عرض کیا۔ آپ اس کرتے کو صرف نماز عیدین کے موقع پر زیب تن فرماتے اور بعد میں فوراً اتار دیتے۔ 6

زیارت حرمین شریفین:

انسان زندگی میں ہزاروں سفر کرتا ہے لیکن دیار محبوب ﷺ کا سفر سب سے افضل و ممتاز تصور کرتا ہے۔ کیونکہ محبوب کی طرف اٹھنے والا ہر قدم بارگاہ الٰہی میں درجہ قبولیت حاصل کر لیتا ہے۔ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے زیارت حرمین شریفین کا شرف عطا فرمایا۔ آپ اپنی اہلیہ سمیت 1950ء میں حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے اور بارگاہ مصطفوی ﷺ میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ 7

علمی مقام:

آپ کو علوم اسلامیہ پر مکمل عبور حاصل تھا کیونکہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد مسلسل سلسلہ تدریس جاری رکھا۔ جس زمانہ میں آپ موضع ''کھوکھر'' تشریف فرما ہوئے تو موضع ''دودھے'' متصل سدھیانوالی میں

5- محمد یسین قصوری، ناچیز: ذکر ابراہیم ص 38۔ 6- محمد یسین قصوری، ناچیز: ذکر ابراہیم ص 40۔ 7- محمد یسین قصوری، ناچیز: ذکر ابراہیم ص 43

ایک شاہ صاحب قیام پذیر تھے جو بہت بڑے عالم دین اور صحیح العقیدہ سنی مسلمان تھے۔حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری پر وہ بہت خوش ہوئے۔ایک دفعہ شاہ صاحب نے آپ کو''دودھے'' میں ایک دعوت پر بلایا اور بطور آزمائش ایک مسئلہ دریافت کیا۔آپ نے بلا تردد صحیح اور درست مسئلہ بیان فرمادیا جس پر میزبان شاہ صاحب بہت خوش ہوئے اور اظہار خیال کرتے ہوئے یوں فرمایا:''مجھے فکر تھا کے میرے بعد کیا بنے گا؟ کیونکہ اس علاقہ میں کوئی عالم نظر نہیں آتا تھا۔اب میں بے فکر ہوں کیونکہ اب خدا نے اس سرزمین میں اپنے دین کا عالم بھیج دیا ہے''۔8

انکساری:

عاجزی وانکساری اولیاء اللہ کا طرہ امتیاز ہوتا ہے، کیونکہ عاجزی کے سبب انسان کے درجات بلند ہوتے ہیں اور انکساری کے باعث مراتب عالیہ حاصل ہوتے ہیں۔حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ عاجزی وانکساری کا پیکر تھے۔ایک دفعہ اپنے ایک خادم کی دعوت پر اس کے گھر تشریف لے گئے۔صاحب خانہ نے بہت سے پُر تکلف کھانے تیار کر رکھے تھے تو آپ نے خادم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اتنا خرچ مت کیا کریں،صرف ایک سادہ کھانا کافی ہوتا ہے''۔

خدمت لوح وقلم:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تدریس وتبلیغ کے علاوہ تحریری میدان میں بھی کام کیا ہے۔اس سلسلہ میں اردو، فارسی اور عربی زبان میں آپ نے فتاوی جات تالیف فرمائے جو حضرت صاحبزادہ سید میر محمد شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ ابراہیمیہ ،نارنگ منڈی کے پاس محفوظ ہیں۔آپ نے ردمرزائیت، اشیاء محرمہ،نماز ظہر بعد از جمعہ اور مسئلہ طلاق وغیرہ موضوعات پر مقالات ورسائل تالیف فرمائے۔اگر ان تمام مقالات کا اردو ترجمہ کر کے دور جدید کے مطابق ترتیب دیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔آپ کے صاحبزادگان کو اس طرف توجہ دینی چاہیے، تاکہ آپ کی تحریری خدمات ہمیشہ کے لیے محفوظ ہوسکیں۔9

تعمیر مساجد:

تعمیر مساجد حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین مشغلہ تھا اور یہی شوق آپ کے خلفاء میں بدرجہ اتم موجود تھا۔حضرت سید محمد ابراہیم شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی مختلف مساجد کی تعمیر ومرمت فرمائی جن میں سے چند مشہور مساجد یہ ہیں: ☆ جامع مسجد کھوکھر، ضلع شیخوپورہ ☆ دو مساجد ہردو سیہول مُسلم، ضلع شیخوپورہ اور ☆ جامع مسجد موضع''کوٹلی سیہول''، ضلع شیخوپورہ۔

8- محمد یٰسین قصوری، ناچیز: ذکر ابراہیم ص 43۔ 9- محمد یٰسین قصوری، ناچیز: ذکر ابراہیم ص 41

ابطال باطل:

آپ کی نگرانی میں مشہور تین مناظرے ہوئے جن کا مختصر خاکہ مندرجہ ذیل ہے:

پہلا مناظرہ:

پہلا مناظرہ موضع ''سدھانوالی'' ضلع شیخوپورہ میں منعقد ہوا، جو اہل سنت اور غیر مقلدین کے درمیان ہوا۔ اس مناظرہ کا موضوع ''بیس رکعت تراویح'' تھا۔ اہل سنت کی طرف سے حضرت علامہ نظام الدین ملتانی مناظر تھے جبکہ غیر مقلدین کی جانب سے مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہ تھے۔ اس مناظرہ میں اہل سنت کو فتح ہوئی جبکہ غیر مقلدین کو شکست ہوئی۔

دوسرا مناظرہ:

آپ کی نگرانی و سرپرستی میں دوسرا مناظرہ 1935ء میں موضع ''یارپورہ'' ضلع شیخوپورہ میں منعقد ہوا۔ اس مناظرہ کا موضوع ''حیات النبی ﷺ'' تھا۔ یہ مناظرہ بھی اہل سنت اور غیر مقلدین کے درمیان ہوا۔ اہل سنت کی طرف سے صدر مناظر حضرت علامہ مظہر الدین مدراسی اور مناظر حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی صاحب تھے جبکہ غیر ملقدین کی طرف سے صدر مناظر مولوی عبدالقادر روپڑی اور مناظر مولوی احمد دین گکھڑوی تھے۔ اس مناظرہ میں اہل سنت کے 365 علماء کرام نے شمولیت کی جبکہ فریق مخالف کے ایک سو علماء موجود تھے۔ یہ مناظرہ کئی گھنٹے جاری رہا آخر اہل حق، اہل سنت کو فتح ہوئی جبکہ غیر مقلدین کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

تیسرا مناظرہ:

تیسرا مناظرہ موضع ''نین'' ضلع شیخوپورہ میں ہوا۔ یہ مناظرہ بھی اہل سنت اور غیر مقلدین کے مابین ہوا۔ اس مناظرہ کا موضوع ''فاتحہ خلف الامام'' تھا۔ اہل سنت کی طرف سے مناظر حضرت علامہ مفتی مہر دین نقشبندی جماعتی رحمہ اللہ تعالیٰ صدر مدرس مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور تھے جبکہ غیر مقلدین کی طرف سے مناظر مولوی عبدالقادر روپڑی تھے۔ اس مناظرہ میں بھی علماء اہل سنت کو فتح ہوئی جبکہ غیر مقلدین کو شکست فاش ہوئی۔

وجہ شہرت:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو شہرت عامہ حاصل ہوئی۔ اس شہرت کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

☆ نظر مرشد کامل حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ☆ علم و فضل اور عمل ☆ فقر و تصوف ☆ عاجزی و انکساری اور ☆ تدریسی و تحریری خدمات۔

کشف و کرامات

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کثیر کرامات میں سے چند مشہور ترین سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹکٹ عطا ہونا:

حضرت صاحبزادہ سید محمد فاضل شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ ابراہیمیہ، نارنگ منڈی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ عرس مجدد الف ثانی سرہند شریف میں حاضری کے لیے تیار ہوئے، روانگی سے قبل قیلولہ کے لیے لیٹ گئے۔ گاڑی آنے کا وقت ہو گیا لیکن کسی خادم میں آپ کو بیدار کرنے کی جرات نہیں تھی، جب بیدار ہوئے تو گاڑی کا وقت گزر چکا تھا۔ خدام سے فرمایا: ''چلو سٹیشن پر چلیں''۔ ہم نے نہایت ادب سے عرض کیا: حضور! گاڑی کا وقت گزر چکا ہے اب سٹیشن پر جانے کا کیا فائدہ؟ آپ نے سٹیشن پر جانے کے لیے دوبارہ فرمایا تو ہم نے پھر پہلے کی طرح عرض کیا کہ گاڑی کا وقت گزر چکا ہے۔ آپ نے جوش میں آکر با آواز بلند فرمایا: ابھی مجدد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خواب میں ملے تھے وہ ٹکٹ عطا فرما گئے ہیں، گاڑی نہیں جا سکتی۔ ہم اسٹیشن پر پہنچے تو سگنل ہوا اور گاڑی سٹیشن پر آئی تو ہم سب آپ کی معیت میں گاڑی پر سوار ہو کر سرہند شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ 10

جانوروں کا مرنا بند ہونا:

جناب انجینئر بابر سعید صاحب گوجر پورہ، لاہور کا بیان ہے کہ قصاب شاہ دین صاحب بھوگیوال، لاہور کے ہاں کثیر تعداد میں چھترے تھے۔ صبح کے وقت جب چند جانوروں کو ذبح کرنے کے لیے لینا چاہتے تو ایک چھترا ضرور مرا ہوا ملتا، اس کی بیوی مریم قصائن کو میری والدہ محترمہ سیہول شریف میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لے گئیں اور آپ کی خدمت میں روزانہ ایک جانور کے مرنے کے بارے میں عرض کیا گیا۔ آپ نے اپنے دست اقدس سے ایک تعویذ عنایت فرمایا اور فرمایا: اسے جانوروں کے داخل ہونے کے دروازے کی دہلیز پر باندھ دینا اللہ تعالیٰ کرم کرے گا۔ حسبِ ارشاد تعویذ دروازے کی دہلیز پر باندھ دیا گیا۔ اس کے بعد کسی جانور کے مرنے کا کبھی بھی واقعہ پیش نہیں آیا۔ 11

10- محمد یٰسین قصوری، ناچیز: ذکر ابراہیم ص 62۔ 11- محمد یٰسین قصوری، ناچیز: ذکر ابراہیم ص 62

رزق حرام سے اجتناب کرنا:

جناب بشیر احمد صاحب منج پورہ نزد نارنگ منڈی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کے لیے جانے کا پروگرام بنایا اور لنگر کے لیے کچھ مقدار میں چھولیا بھی لے لیا۔ راستہ میں مجھے خیال آیا کہ اتنی مقدار میں چھولیا لنگر کے لیے ناکافی ہوگا لہٰذا چھولیا زیادہ ہونا چاہیے۔ تو میں نے راستے کے کھیت سے مالک کی اجازت کے بغیر چھولیا کاٹ لیا اپنے چھولیے کے ساتھ ملا کر باندھ لیا اور آستانہ پر پہنچ گیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''بشیر احمد صاحب! اپنا چھولیا علیحدہ کر و اور چوری کا چھولیا علیحدہ کردو۔ اور جو چوری کا چھولیا ہے وہ صبح واپس لیتے جانا، ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔''

بدعقیدگی سے بچانا:

جناب ماسٹر محمد اسلم صاحب کا بیان ہے کہ یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جب میں سیہول میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتا تھا۔ ایک دن ایک جنازے کے ساتھ قبرستان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے دیکھا کہ قبر سے ہڈیاں نکلی ہیں۔ دل میں فوراً خیال آیا کہ ہم تو اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ والے (اولیاء کرام) زندہ ہوتے ہیں تو پھر یہ ہڈیاں کیسی؟ اسی وقت میں نے قسم کھالی کہ حیات اولیاء کے مسئلہ کو کبھی بیان نہیں کروں گا کیونکہ یہ غلط ہے۔ اسی پریشان حالت میں سو گیا۔ خواب میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی کہ آپ کی داڑھی مبارک سرخ ہے گویا تازہ مہندی لگائی ہے۔ آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا کہتے ہو کہ اللہ کے ولی مرجاتے ہیں؟ میرے منہ پر مہر سکوت تھی، جسم پانی پانی ہوئے جارہا تھا۔ آپ نے مزید فرمایا: اللہ کے بندے مرتے نہیں لیکن انہیں دیکھنے کے لیے کوئی آنکھ چاہیے۔ جب میں بیدار ہوا تو دل و دماغ میں بدعقیدگی کے جتنے بھی تصورات تھے سب کے سب حرف غلط کی طرح مٹ چکے تھے۔ مجھے سو علماء بھی دلائل سے قائل نہ کرسکتے مگر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو جملوں نے مجھے بدعقیدگی سے بچالیا۔ 12

عقیدے کا تحفظ کرنا:

حضرت صاحبزادہ سید امیر محمد شاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ ابراہیمیہ، نارنگ منڈی کا بیان ہے کہ محمد صدیق ڈوگر موضع ''سبز پورہ'' نزد پسرور حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرید تھا جو ائیر فورس میں ملازم تھا اور وہ نرینہ اولاد سے محروم تھا۔ اس کا علاج کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ایک لڑکا بھی عطا فرمایا۔ وہ اپنی بیوی سے دلی طور پر خوش نہیں تھا۔ اس کا تبادلہ کراچی میں ہوگیا اور کچھ عرصہ گذرنے پر ملازمت

12- محمد یٰسین قصوری، ناچیز: ذکر ابراہیم ص 69

سے ریٹائر ہو گیا۔ ایک دن اچانک شادی کے بارے ایک مرزائی سے اس کی گفتگو ہوئی جس میں قادیانی کی طرف سے یہ پیشکش کی گئی تھی کہ اگر تم مرزائیت قبول کرلو تو تمہاری شادی ایک خوبصورت مرزائن لڑکی سے ہو سکتی ہے۔ دونوں کے درمیان یہ بات طے پا گئی کہ کل نماز مغرب کے بعد محمد صدیق ڈوگر صاحب، قادیانی کے گھر آئیں گے جہاں مرزائیت کا فارم پُر کر کے اپنے مرزائی ہونے کا اعلان کریں گے اور ساتھ ہی ایک مرزائن لڑکی سے ان کی شادی کر دی جائے گی۔ ڈوگر صاحب پروگرام کے مطابق نماز مغرب کے بعد اپنے گھر سے نکلنے کی کوشش کرنے لگے، کیا دیکھتے ہیں کہ مرشد کامل حضرت پیر سید محمد ابراہیم شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہاتھ میں لاٹھی لیکر دروازہ کے پاس کھڑے ہیں اور آپ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر بلند آواز سے فرمایا: اے خبیث! میرا مرید ہو کر ایک مرزائن کے لیے اپنا ایمان ضائع کرنے لگا ہے۔ خبردار ایسا مت کرنا۔"

دوسرے روز محمد صدیق ڈوگر صاحب کی مذکور مرزائی سے ملاقات ہوئی تو اس نے دریافت کیا کہ ہم طے شدہ پرگرام میں تمہارا انتظار کرتے رہے لیکن تم کیوں نہیں آئے؟ ڈوگر صاحب نے نظریہ کی تبدیلی کا ذکر کرتے ہوئے جواب دیا: "اگر میرے مرشد نہ ہوتے تو میں یقیناً (مرزائیت قبول کر کے) کافر ہو جاتا۔"13

وصال مبارک

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی زندگی کے آخری ایام میں شدید علالت کا شکار ہو گئے لیکن عبادت و ریاضت، تلاوت قرآن، اوراد و وظائف اور دیگر معمولات میں بالکل کمی نہیں آنے دی۔ حتیٰ کہ یہ آفتاب ولایت ستر سال تک خدام، متوسلین اور عقیدتمندوں کے دلوں کو منور کرتا ہوا 30 ستمبر 1967ء مطابق ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ کو بروز ہفتہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o

آپ کے صاحبزادگان حضرت صاحبزادہ سید امیر محمد شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت صاحبزادہ سید محمد فاضل شاہ صاحب مدظلہ العالی نے خدام کی معاونت سے غسل دیا اور کفن پہنایا۔ بعد میں خدام، مریدین اور عقیدت مندوں کو آخری دیدار کروایا گیا۔ آپ کا آخری دیدار کر کے دو غیر مقلد تائب ہو کر صحیح العقیدہ سنی مسلمان بن گئے تھے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کی خبر ملک کے طول و عرض میں تیزی سے پھیل گئی، مشائخ اہل سنت، علماء کرام، خدام اور عقیدتمند ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو چکے تھے۔ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں

13- محمد یٰسین قصوری، ناچیز: ذکر ابراہیم ص 71

جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کی مسجد سے متصل جانب مشرق نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ مزار مرجع خلائق ہے۔

آپ کے صاحبزادگان حضرت صاحبزادہ سید امیر محمد شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور صاحبزادہ سید محمد فاضل صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین نارنگ منڈی نے خدام اور متوسلین کی معاونت سے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ کی تعمیر فرمائی۔ صاحبزادگان شب و روز آپ کے مشن اور تعلیمات کی اشاعت میں مصروف عمل ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اشاعت دین اور اشاعت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے حوالے سے ان کی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور انہیں بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

خلفاء کرام

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جاری و ساری رکھنے اور اشاعت کے لیے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار حضرات کو خلافت و اجازت سے نوازا جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

1- حضرت صاحبزادہ علامہ پیر سید امیر محمد شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ ،سجادہ نشین آستانہ عالیہ ابراہیمیہ ،نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ۔ 2- حضرت صاحبزادہ علامہ سید محمد فاضل شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ ،سجادہ نشین آستانہ عالیہ ابراہیمیہ ،نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ۔ 3- حضرت صاحبزادہ علامہ سید محمد طیب حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نارنگ منڈی ،ضلع شیخوپورہ۔ 4- جناب صوفی غلام محمد صاحب ،ساکن موضع ''تھوواں'' ،تحصیل بورا منڈی ،ضلع وہاڑی۔

ارشادات و تعلیمات

آپ کے چند ارشادات مریدین کے استفادہ کے لیے سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

☆ جاہل پیر، بے عمل عالم، بے علم اور بے عمل پیر قوم کے ڈاکو ہیں۔

☆ جو شخص معاملات یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال کرتا ہے، وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔

☆ ہمارے پیر و مرشد حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ہم پیری فقیری نہیں جانتے، ہم تو صرف سنت رسول ﷺ جانتے ہیں۔

حضرت سید حاکم علی شاہ المعروف ابوالرضا رحمہ اللہ تعالیٰ

﴿سمن آباد بالمقابل طبیہ کالج، لاہور﴾

ولادت باسعادت:

حضرت سید حاکم علی شاہ المعروف ابوالرضا رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲۹۷ھ مطابق 1880ء کو سادات گھرانے میں سید شہاب الدین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صبح صادق کے وقت موضع ''کوٹلی منو'' ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔1

نام ونسب:

والد بزرگوار سید شہاب الدین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ''سید حاکم علی'' تجویز فرمایا۔ آپ صحیح النسب سادات گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ مختصر نسب نامہ یوں ہے: سید شہاب الدین بن سید پیر بخش بن میاں امیر بخش رحمھم اللہ تعالیٰ، 18 درمیانی واسطوں سے آپ کا نسب نامہ حضور غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے۔

حلیہ مبارک:

آپ کا حلیہ مبارک کچھ یوں بیان کیا جاتا ہے: چہرہ انور سفید، بال سیاہ اور گھنگریالے، رفتار و گفتار میں میانہ روی، حلیم الطبع و بردبار، جسم مبارک پر گوشت اور قد مبارک میانہ تھا۔

مادرزاد ولی اللہ:

آپ مادرزاد ولی اللہ تھے جس کا ظہور وقت کے ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔ خدام کا کہنا ہے کہ جب آپ تین دن کے تھے تو بلا ساختہ زبان مبارک سے اسم ''اللّٰہ'' نکلا۔ عمر کے اس حصہ میں آپ کی زبان مبارک

1- محمد یوسف رضا، صاحبزادہ سید: ذاتی ڈائری ص 5

سے یہ کلمہ نکلنے پر لوگ بہت متعجب ہوئے۔

ابوالرضا کی وجہ تسمیہ:

بچپن کی طرح آپ کی جوانی کی عادات واطوار دوسرے لوگوں سے مختلف تھیں۔ ذکر و فکر، تقویٰ و طہارت، زہد و عبادت، اخلاص واخلاق اور دیگر خوبیاں دیکھ کر لوگ آپ کی قدم بوسی اور دست بوسی کرنے کی کوشش کرتے۔ جبکہ یہ کیفیت آپ کو ہرگز پسند نہ تھی۔ آپ لوگوں سے مکمل طور پر الگ تھلگ ہو کر دریائے بیاس کے کنارے جا کر یاد الٰہی اور عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ ہمہ وقت ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت میں مصروف رہنے کے سبب آپ میں کمزوری اور نقاہت آ گئی۔ اسی دوران ہاتف غیبی نے آپ کو تین بار پکارا "ابوالرضا" اور اس موقع پر آپ کو زیارت حرمین شریفین اور پکی ٹھٹھی (نزد مَن آباد، لاہور) میں قیام کا اشارہ بھی ملا۔ اس واقعہ کے بعد آپ لوگوں میں "ابوالرضا" کی کنیت سے مشہور ہو گئے۔ دوسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہر کام میں رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھتے یعنی آپ کا نظریہ یہ تھا کہ ہر کام صرف رضائے الٰہی کے لیے ہونا چاہیے۔ اپنے متوسلین، احباب اور عقیدتمندوں کو بھی ہر معاملے میں رضائے الٰہی پیش نظر رکھنے کی تلقین وہدایت فرماتے۔[2]

تعلیم وتربیت:

اپنی تعلیم کا آغاز قرآن سے کیا۔ آپ ذہین وفطین تھے اس لیے نہایت قلیل عرصہ میں قرآن پاک حفظ کر لیا اور سکول کی ابتدائی تعلیم (یعنی حصہ پرائمری تک) بھی مکمل کر لی۔ بعد ازاں علوم اسلامیہ کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے تو صرف، نحو، فارسی، فقہ، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث، تفسیر، اصول تفسیر، لغت، ادب اور دیگر علوم وفنون کی تحصیل فرمائی۔

شفقت پدری سے محرومی:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ابھی زیر تعلیم تھے کہ والد بزرگوار حضرت سید شہاب الدین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہو گیا۔ والد گرامی کے وصال کے بعد آپ کے لیے تعلیم ومعاش کا حصول بہت بڑا مسئلہ اور امتحان بن گیا۔ آپ نہایت استقامت سے ایک طرف معاش کی کوشش فرماتے رہے اور دوسری طرف حصول تعلیم میں مصروف رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس امتحان میں کامیابی سے ہمکنار فرمایا کہ آپ متبحر عالم دین بن گئے۔ اور باطنی علوم کے حصول کے لیے شرقپور شریف میں حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رسائی حاصل ہوئی۔

2- محمد یوسف رضا، صاحبزادہ سید، ذاتی ڈائری ص 8

قرآن میں مہارت:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ چونکہ عالم دین تھے، اس لیے قرآن فہمی میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔ جب جمعۃ المبارک یا دیگر مواقع پر خطبہ ارشاد فرماتے تو قرآن کے اسرار و رموز اس انداز میں بیان کرتے کہ سامعین داد دیے بغیر نہ رہتے۔ خدام کا کہنا ہے کہ آپ قرآن کی ایک آیت کی چودہ چودہ تفسیریں بیان کیا کرتے تھے، سامعین پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی اور اُن پر دوران خطاب یوں محسوس ہوتا گویا علم و عرفان کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔ 3

جامع الصفات شخصیت:

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں کو کثیر اوصاف و محاسن عطا فرما دیتا ہے جن کے باعث وہ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتے ہیں اور خدمت خلق کے جذبہ سے ان کے دل معمور ہوتے ہیں۔ گویا جسمانی یا روحانی بیماری کا حامل کوئی فرد ان کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو گوہر مقصود حاصل کر لیتا ہے۔ آپ حافظ قرآن، مفسر قرآن، عالم ربانی، محدث، فقیہہ، طبیب حاذق، خوشنویس اور سب سے بڑھ کر ایک ولیِ کامل۔ الغرض جامع الصفات شخصیت کے مالک تھے۔

قرآن پاک سے محبت:

آپ کو قرآن پاک سے جنون کی حد تک محبت تھی۔ سب سے بڑا وظیفہ تلاوت قرآن پاک تھا۔ شب و روز کا اکثر حصہ مسجد میں بیٹھ کر تلاوت قرآن پاک میں مصروف رہتے۔ ایک دفعہ مسجد میں تلاوت قرآن پاک میں مصروف تھے کہ آپ کے صاحبزادے سید اکبر علی شاہ صاحب شدید علیل ہو گئے۔ والدہ صاحبہ نے پیغام بھیجا لیکن آپ مسلسل تلاوت قرآن میں مصروف رہے حتیٰ کہ جب گھر آئے تو صاحبزادہ صاحب خالق کائنات کے حضور پہنچ چکے تھے۔ والدہ صاحبہ نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: اب تم کیا لینے آئے ہو؟ جاؤ قرآن تمہارا اور تم قرآن کے''۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ خواہ والدہ صاحبہ نے یہ کلمات اظہار ناراضگی کی بنا پر ارشاد فرمائے تھے لیکن میرے لیے دعا ثابت ہوئے۔ 4

تلاشِ مرشد کامل:

آپ جوان ہوئے تو جنگل یا قبرستان میں جا کر یادِ الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ جب گھر تشریف لانے کے لیے عرض کیا جاتا تو جواب میں فرماتے: ''میں اپنا گھر آباد کر رہا ہوں تم بھی اپنا گھر آباد کرو''۔ اسی

3- محمد یوسف رضا، صاحبزادہ سید: ذاتی ڈائری ص 13۔ 4- محمد یوسف رضا، صاحبزادہ سید: ذاتی ڈائری ص 15۔

دوران مرشد کامل کی تلاش کا سلسلہ شروع کر دیا۔ تلاش مرشد کامل کے لیے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ شرقپور شریف میں حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا اشارہ ملا۔

شرقپور شریف میں پہلی حاضری اور شرف بیعت:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مرشد کامل کی تلاش میں مصروف تھے کہ خواب دیکھا کہ کوئی شخص بازو پکڑ کر شرقپور شریف کی طرف لے جارہا ہے۔ صبح کے وقت جب بیدار ہوئے تو اشارہ پاکر شرقپور شریف حاضری کا سوچنے لگے۔ بالآخر شاہ صاحب، حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت میاں صاحب نے فرط محبت سے فرمایا: ''شاہ جی! ہم کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہے تھے، آخر آپ آ ہی گئے''۔ مزید شفقت فرماتے ہوئے شاہ صاحب کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ القاء نسبت سے نوازنے کے لیے اپنے دست اقدس پر شرف بیعت بخشا، بعد ازاں اجازت ملنے پر شاہ صاحب واپس تشریف لے گئے۔

شرقپور شریف میں سلسلہ آمد و رفت:

جب شاہ صاحب نے حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کر لیا تو شرقپور شریف میں آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جمعۃ المبارک کا سلسلہ اپنے گاؤں سے منقطع کر دیا اور حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضور جمعۃ المبارک پڑھنے کے لیے حاضر ہونا شروع کر دیا۔ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر کرم سے سلوک کی منازل بھی تیزی سے طے ہونا شروع ہو گئیں۔

اعزازِ خلافت:

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر فیض سے جب آپ نے تمام منازل سلوک طے کر لیں تو مرشد کامل نے خرقہ خلافت سے بھی نواز دیا۔ خلافت عطا ہونے کے بعد شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت میں کافی حد تک تبدیلی آ گئی۔ مجذوبانہ کیفیت طاری ہو گئی، ہر وقت تلاوت قرآن، ذکر الٰہی، درود و سلام، تصورِ شیخ، عبادت و ریاضت اور دیگر اوراد و وظائف میں مصروف رہنے لگے۔[5]

شفقت مرشد کامل:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر مرشد کامل کے احسانات و انعامات کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ خدام کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جامع مسجد متصل قبرستان ڈھرانوالہ، شرقپور شریف میں حضرت شیرِ ربانی شرقپوری

5- محمد یوسف رضا، صاحبزادہ سید، ذاتی ڈائری ص 17

رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے کپڑے میں کسی کو چھپائے بیٹھے تھے۔ چھپا ہوا شخص بلند آواز سے پکار رہا تھا کہ میں نے فلاں کام کیا، میں نے ایسا کیا، میں نے ویسا کیا۔ بعدازاں حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور وہ شخص مسکرانے لگے۔ جبکہ حاضرین یہ پہلا اور انوکھا منظر دیکھ کر متعجب اور حیران ہو رہے تھے۔ جب حضرت میاں صاحب نے اپنا کپڑا اٹھایا تو چھپی ہوئی شخصیت حضرت ابوالرضا سید حاکم علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی تھی۔ حضرت مرشد کامل شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب کو اپنے رنگ میں ایسے رنگا کہ ان کو مرشد کامل بنا دیا اور ان کی زبان پر بھی حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تاثیر ظاہر ہونے لگی۔ 6

فراستِ کاملہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو فراست کاملہ عطا فرمائی تھی جس کا ظہور گاہے بگاہے ہوتا رہتا تھا۔ ایک دفعہ سیر و سیاحت کرتے ہوئے موضع کھمبہ نزد علاقہ نواب صاحب (علی رضا آباد، ضلع لاہور) میں تشریف لے گئے۔ جب گاؤں میں داخل ہونے لگے تو چند آدمی نمبردار کے ڈیرے پر بیٹھ کر حقہ نوشی میں مصروف نظر آئے۔ ان میں سے ایک سمجھدار آدمی محمد بخش تھا۔ اس نے دور سے آپ کو آتے دیکھ کر ایک چارپائی پر تکیہ لگا دیا اور بیٹھنے کے لیے عرض کیا۔ آپ عاجزی وانکساری کی تصویر بن کر چارپائی پر جلوہ افروز ہو گئے۔ محمد بخش صاحب نمبردار کا ہاتھ پکڑ کر دور لے گیا اور بطور مشورہ اسے کہا: اس مہمان سے ادھر ادھر کی بات نہ کرنا یہ خفیہ پولیس کا اہلکار معلوم ہوتا ہے۔ جب دونوں شخص ڈیرے میں آپ کے پاس آ کر بیٹھ گئے تو آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں سرکاری ملازم ہوں اور ملازم بھی خفیہ پولیس کا ہوں لیکن جس پولیس کا تم سمجھتے ہو اس کا نہیں ہوں''۔ یہ گفتگو ان لوگوں پر بجلی بن کر گری، وہ اس کی وضاحت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ کے دست اقدس پر تائب ہو گئے۔ گناہوں کو ترک کر دیا، آپ کی ولایت و درویشی کے قائل ہو گئے اور اپنی باقی ماندہ زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گذارنے کے لیے پکا عہد و پیمان کیا۔ 7

سلسلہ رشد و ہدایت:

مرشد کامل حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو خلافت واجازت عطا ہو چکی تھی۔ مختلف مقامات کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے موضع پکی ٹھٹھی (نزد مَن آباد لاہور) کو اپنا مسکن وقیام گاہ بنا لیا۔ جہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ کا سلسلہ رشد و ہدایت بھی مرشد کامل حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے طریقے کے مطابق تھا یعنی متوسلین، مریدین اور عقیدتمندوں کی اصلاح نفس، تربیت

6- محمد یوسف رضا، صاحبزادہ سید: ذاتی ڈائری ص 18۔ 7- محمد یوسف رضا، صاحبزادہ سید: ذاتی ڈائری ص 20

اور عمل میں انقلاب لانا۔ آپ کی ارادت میں ہزاروں لوگ داخل ہوئے اور فیوض و برکات حاصل کیے۔

زیارت حرمین شریفین:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو زیارت حرمین شریفین کا شرف بھی حاصل ہوا۔ آپ کے خادم خاص محمد دین صاحب جب عازم حج ہونے لگے تو ایک طرف انہوں نے آپ سے اجازت طلب کی اور دوسری طرف اپنے ساتھ لے جانے کے لیے عرض کیا۔ آپ نے انہیں اجازت عطا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی دعوت کو بھی قبول فرمالیا۔ گویا اپنے خادم خاص محمد دین کی معیت میں حج بیت اللہ اور بارگاہ مصطفی ﷺ کی حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے نہایت شفقت سے اپنے خادم سے قیامت کے دن معیت کا وعدہ فرماتے ہوئے یوں فرمایا: ''تم قیامت کے روز میرے ساتھ ہو گے''۔

منظوم کلام:

ابوالرضا حضرت سید حاکم علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ شاعر بھی تھے لیکن شاعری میں اہل دول کی تعریف یا کسی کی ہجو بیان کرنے کی بجائے حضور پُر نور، شافع یوم النشور، حضرت محمد مصطفی ﷺ کی نعت و توصیف اور حمد الٰہی بیان فرماتے۔ اس سلسلے میں بطور نمونہ آپ کے چند اشعار سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

گر چہ خواہی معرفت رب العلیٰ
گیر دامن حضرت خیر الوریٰ
اللہ ہو کا ذکر کر اے محترم
کثرت ووحدت میں ہر جا دم بدم
فیض ہے اس کا سدا اکمل اتم
کیونکہ ہے وہ اسم اعظم لاجرم
ایں شریعت، ایں طریقت، ایں حقیقت معرفت
ابتداء وہم توسط، انتہا تیری رضا
سب خلائق، سب طرائق، ہر وجود و ہر عدم
عرش سے تا فرش، ہے تحت الثریٰ تیری رضا

کشف وکرامات

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کثیر کرامات میں سے چند ایک بطورِ تبرک سطورِ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

پانی کا دودھ بننا:

جناب حنیف شاہد صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ابوالرضا سید حاکم علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ اعتکاف سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے فرمایا کہ میں پانی کی ٹینکی میں پانی ڈالتا ہوں اور تم ٹونٹیاں کھول دو تا کہ صفائی کا عمل مکمل ہو جائے۔ آپ نے ڈول کے ساتھ ٹینکی میں پانی ڈالنا شروع کر دیا اور لوگوں نے ٹونٹیاں کھولیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ٹونٹیوں سے پانی کی بجائے دودھ بہہ رہا ہے۔ یہ کرامت دیکھ کر لوگ آپ کی قدم بوسی اور دست بوسی کے لیے جمع ہو گئے۔ آپ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: میں نے تمہارا جنازہ پڑھ دیا ہے اور تم بھی میرا جنازہ پڑھ دو، ہاں تم اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم ﷺ کی پیروی کرنا تا کہ قیامت کے دن کامیاب ہو جاؤ''۔ یہ واقعہ ''کوٹلی منو'' ضلع گوجرانوالہ کا ہے۔ اس کے بعد آپ نے گاؤں کو چھوڑ دیا۔ 8

درندوں کا آداب بجالانا:

اللہ تعالیٰ درندوں کو اپنے بندوں کا مطیع کر دیتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک مرید کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت سید حاکم علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو جنگل میں اس حالت میں دیکھا گیا کہ جنگلی درندے آپ کے تمام آداب بجالاتے ہوئے حلقہ بنا کر آپ کے اطراف میں بیٹھے ہوئے ہیں اور جب لوگ حاضر خدمت ہوئے تو درندے سر جھکا کر نہایت خاموشی سے جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔

آنکھوں کی بینائی کا بحال ہونا:

کثیر اولیاء اللہ کی دعاؤں سے نابینا لوگوں کو آنکھوں کی روشنی ملی ہے۔ حضرت سید حاکم علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی اسی طرح کی ایک کرامت مشہور ہے کہ سائیں فضل دین صاحب کھمبہ نزد علاقہ نواب صاحب ضلع، لاہور آخری عمر میں آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو گئے۔ متعدد ڈاکٹروں سے علاج کروایا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ ایک دفعہ شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنکھوں کی بینائی کی محرومی کے بارے میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: ''بھائی میں کوئی ڈاکٹر تو نہیں یا میں نے کوئی آنکھوں کا ہسپتال تو نہیں کھول رکھا اور رب العزت کے حضور دعا مانگنے والا منہ نہیں، کیسے دعا مانگوں؟'' سائیں صاحب

8- محمد یوسف رضا، صاحبزادہ سید: ذاتی ڈائری ص 30

نے اصرار کیا تو آپ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا: انہیں چار آنے کے پیسے دو تا کہ گلقند لیکر استعمال کریں"۔ سائیں صاحب نے حسب ارشاد چند دن تک گلقند استعمال کی تو ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ 9

وصال مبارک

ابوالرضا حضرت سید حاکم علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ تریسٹھ سال کی عمر میں ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۵۹ھ مطابق 22 جنوری 1940ء کو بوقت ساڑھے بارہ بجے شب اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ○ آپ کا مزار پُرانوار بکی ٹھٹھی بالمقابل طبیہ کالج (نزد من آباد) لاہور میں مرجع خلائق ہے۔

ارشادات و تعلیمات

آپ کے ارشادات متوسلین کے استفادہ کے لیے سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ اگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے ملنا ہو تو اس کی نشانی قرآن پاک سے دل لگاؤ اور محبت ہے۔

☆ بندہ وہ ہے جو اپنے مالک کے ہر حکم پر جان نثار کر دے۔

☆ نفس کی اصلاح کے لیے روزہ اور سلوک اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔

☆ موجودات کی ہر چیز ذکر الٰہی میں مصروف ہے۔ جب دل روشن ہوتا ہے تو ہر حقیقت منکشف ہو جاتی ہے۔

☆ ولایت ہزار، ہزار دانوں والی تسبیحوں، دستاروں، عماموں اور لمبے چوڑے دبیز چولوں سے نہیں ملتی بلکہ ولی کامل وہ ہے جس طرف سے گذرے یا نظر کرے اس طرف خوشبو پھیلتی جائے۔

☆ ولی کامل وہ ہوتا ہے جو امر الٰہی سے گفتگو کرے، اس کی خوراک ذکر الٰہی ہو، ماسوا اللہ سے اس کا تعلق نہ ہو اور نفس پر اس کی گرفت مضبوط ہو۔

اولاد امجاد

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوالرضا شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو دو صاحبزادے عطا فرمائے۔ پہلے صاحبزادہ کا انتقال بچپن میں ہوا۔ اس لیے ان کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ دوسرے صاحبزادے کا اسم گرامی سید محمد صدیق شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ تھا، ان کا مختصر تعارف سطور ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

9- محمد یوسف رضا، صاحبزادہ سید: ذاتی ڈائری ص 35

حضرت صاحبزادہ محمد صدیق شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت صاحبزادہ سید محمد صدیق شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ 1932ء کو موضع ''کوٹلی منو''، ضلع گوجرانوالہ میں سادات گھرانے میں پیدا ہوئے۔

قرآن کی تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ نے اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ، لاہور میں داخلہ لیا اور وہاں سے دسویں جماعت تک تعلیم مکمل کی۔ آپ نہایت ذہین، محنتی اور مؤدب طالب علم تھے۔ میٹرک کے امتحان کے بعد آپ نے ایف۔اے اور بی۔اے کی ڈگریاں امتیازی پوزیشن میں حاصل کیں۔ اور مسلسل پہلی یا دوسری پوزیشن حاصل کرتے رہے۔ تعلیم کا عمل مکمل کرنے کے بعد آپ نے تدریس کا آغاز فرمایا۔ ایک عرصہ تک گورنمنٹ ہائی سکول ملتان روڈ نزد یتیم خانہ، لاہور میں بطور عربی معلم خدمات سرانجام دیتے رہے۔

اپنے والد بزرگوار حضرت ابوالرضا سید حاکم علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ انہیں کے خلیفہ مجاز قرار پائے اور ان کے دست اقدس سے خرقہ خلافت عطا ہوا۔ والد گرامی کے وصال کے بعد ایک عرصہ تک بیت الرضا کی مسجد میں امامت و خطابت کی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔ حضرت صاحبزادہ سید محمد صدیق شاہ خلیفہ اوّل حضرت سید ابوالرضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1974ء میں بیت الرضا پکی ٹھٹھی (نزد سمن آباد) لاہور میں وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ○ حضرت ابوالرضا کے خادم خاص جناب حاجی فیروز الدین صاحب باغبانپورہ، لاہور نے دیگر خدام کی معاونت سے غسل اور تجہیز و تکفین کے فرائض انجام دیئے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کے انتقال کی خبر ملک کے طول و عرض میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ جب مشائخ، علماء، قراء، خدام اور عوام الناس کی آمد کا سلسلہ مکمل ہو چکا تو حضرت صاحبزادہ سید محمد علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1993ء) سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ ضلع اوکاڑہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کی تدفین حضرت ابوالرضا کے دربار عالیہ سے چند قدم کے فاصلے پر جانب مشرق عمل میں لائی گئی۔ مزار ''بیت الرضا سمن آباد، لاہور'' میں مرجع خلائق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ سید محمد صدیق رحمہ اللہ تعالیٰ کو تین صاحبزادے عطا فرمائے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں: ☆ حضرت صاحبزادہ سید محمد یوسف رضا صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ بیت الرضا ☆ حضرت صاحبزادہ سید معصوم رضا صاحب ☆ حضرت صاحبزادہ سید شہباز رضا صاحب۔ حضرت صاحبزادہ سید محمد یوسف رضا شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ، حضرت ابوالرضا رحمہ اللہ تعالیٰ کے موجودہ سجادہ نشین ہیں۔ آپ نوجوان ہونے کے ساتھ ساتھ جوان ہمت بھی ہیں، آستانہ بیت الرضا اور مسجد بیت الرضا کے نظام کو نہایت کامیابی کے ساتھ چلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ

﴿گھنگ شریف، ضلع لاہور﴾

ولادت باسعادت:

حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ 1899ء کو جناب چراغ دین رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں گھنگ شریف میں پیدا ہوئے۔ دادا جان (جو حضرت شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید بھی تھے) نے آپ کا نام رحمت علی تجویز فرمایا۔ مختصر نسب نامہ یوں ہے: ☆ میاں رحمت علی بن چراغ دین بن باغ علی رحمھم اللہ تعالیٰ۔ آپ کل پانچ بھائی تھے دیگر بھائیوں کے اسماء گرامی یہ ہیں: ☆ میاں جلال دین ☆ میاں عمر دین ☆ میاں احمد دین ☆ میاں فتح محمد رحمھم اللہ تعالیٰ۔

آپ کا تعلق جٹ برادری سے تھا جو بہادر، محنتی، علم دوست، مذہبی اصولوں کی پابند اور دیگر اقوام میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

آغاز تعلیم:

آپ سن شعور کو پہنچے تو تعلیم کا آغاز کر دیا۔ تعلیم کا آغاز قرآن پاک سے کیا اور جلد ہی ناظرہ قرآن پڑھ لیا۔ اور صوم وصلوٰہ کی پابندی کرنے لگے۔

بچپن کی عادات واطوار:

آپ کو گالی گلوچ، کذب بیانی، لڑائی، جھگڑا، والدین کی نافرمانی اور دیگر رذائل سے سخت نفرت تھی۔ راست باز، اخلاق حسنہ کے مالک، صوم وصلوٰۃ کے پابند، والدین اور اکابر کے مؤدب تھے۔

شرف بیعت واعزاز خلافت:

حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ شرقپور شریف میں حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں مرشد کامل کی خدمت میں آمدورفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ منازل سلوک طے کرتے ہوئے فنافی الشیخ کے درجہ پر فائز ہوئے تو مرشد کامل نے آپ کو خلافت سے بھی نواز دیا۔ یہ روایت مشہور ہے کہ حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ کو پیرومرشد رحمہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں خلافت عطا ہوئی۔

مرشد کامل سے محبت:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے مرشد کامل حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے جنون کی حد تک محبت تھی۔ ہمہ وقت مرشد کامل کا تصور آنکھوں کے سامنے رہتا۔ متوسلین میں جلوہ افروز ہو کر آپ نے فرمایا: میرے مرشد کامل کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں جن کا میں زندگی بھر بدلہ نہیں چکا سکتا۔"

مرشد خانہ سے محبت:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ محبّ کو محبوب کی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے۔ اس کی رفتار، گفتار، لباس، طرز عبادت، مولد، مسکن، مدفن، طرز معاملات، طرز حیات، عقائد و نظریات اور معمولات سے بھی عشق و محبت ہوتی ہے۔ حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے مرشد کامل کے مقدس شہر "شرقپور شریف" سے اس قدر محبت تھی کہ گھنگ شریف سے شرقپور شریف تک حاضری و نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے عرصہ بارہ سال تک پیدل سفر کرتے رہے۔

عقائد و نظریات:

آپ عقائد و نظریات میں اپنے مرشد کامل حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیرو تھے۔ اہل تشیع، گستاخ اولیاء اور منکرین شان انبیاء سے آپ کی سرپرستی میں کئی ایک مناظرے بھی ہوئے جن میں اہل سنت و جماعت کو فتح اور اہل باطل کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ مناظر اسلام حضرت علامہ محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی فرمایا کرتے تھے۔

حج بیت اللہ:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت عطا فرمائی۔ 1954ء میں آپ نے چالیس افراد کی قیادت فرماتے ہوئے زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ تمام سفر حج میں بلکہ حرمین شریفین میں بھی وفد آپ کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتا رہا۔

عرس امام حسین رضی اللہ عنہ کا اہتمام:

گھنگ شریف کے علاقہ میں اہل تشیع، اہل سنت کو شیعہ بنانے کی مقدور بھر کوشش کرتے اور صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف تبرا بازی بھی کرتے ۔آپ نے عوام اہل سنت کے عقائد کے تحفظ کے لیے دس محرم الحرام کو گھنگ شریف میں عرس امام حسین رضی اللہ عنہ کا آغاز فرمایا اور یہ عرس باقاعدگی سے ہر سال منعقد ہوتا رہا اور ہو رہا ہے۔جس میں علماء اہل سنت اور مشائخ اہل سنت تشریف لاتے ہیں ۔عقائد اہل سنت ،فضائل حسنین کریمین اور فضائل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر روشنی ڈالتے ہیں ۔

خصوصیات حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ:

خلفاء شیرِ ربانی شرقپوری رحمھم اللہ تعالیٰ میں حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ کو چھ امتیازی خصوصیات حاصل تھیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

☆ آپ خلفاء حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ میں سب سے کم عمر خلیفہ تھے۔آپ کو اٹھارہ سال کی عمر میں خرقہ خلافت عطا ہوا۔

☆ آپ خلفاء شیرِ ربانی شرقپوری رحمھم اللہ تعالیٰ میں سے وصال فرمانے والے آخری خلیفہ ہیں آپ کا وصال 1970ء میں ہوا۔

☆ صرف آپ کو شرقپور شریف میں بھی بیعت کرنے کی اجازت تھی ۔یہی وجہ ہے کہ آج بھی آپ کے مریدین شرقپور شریف اور اس کے گردونواح میں پائے جاتے ہیں ۔

☆ آپ عرس شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ میں حاضری کے لیے گھنگ شریف سے شرقپور شریف پیدل حاضر ہوتے ۔

☆ آپ واحد خلیفہ ہیں جن کو حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت میاں غلام اللہ المعروف حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی خلافت عطا فرمائی ۔

تعمیر مسجد:

گھنگ شریف میں جہاں اب جامع مسجد موجود ہے وہاں ایک بالکل چھوٹی سی مسجد تھی جو نمازیوں کے لیے ناکافی تھی ۔آپ نے اس مسجد کو شہید کرکے اطراف والے مکانات خرید کر مسجد کو باقاعدہ نقشہ کے تحت خوبصورت اور وسیع وعریض تعمیر کروایا جو علاقہ بھر کی سب سے بڑی اور خوبصورت مسجد ہے ۔

بطور خطیب:

حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر فیض سے آپ کو علم لدنی حاصل تھا ،مذکورہ مسجد جس کا نام ''جامع مسجد الرحمت'' رکھا گیا ،میں امامت وخطابت کے فرائض خود سرانجام دیتے تھے ۔خطابت کا سلسلہ حضرت

شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی ظاہری زندگی میں شروع کیا اور 1970ء تک تا حیات جاری رکھا۔ آپ کا خطاب قرآن، حدیث، اقوال اکابر اور فقہ حنفی کے مسائل و نکات پر مشتمل ہوتا۔ خطاب کی ہر بات اتنی پر تاثیر ہوتی کہ سامعین کے دل و دماغ میں اترتی جاتی۔ آپ اولیاء کرام کے احوال و آثار، کرامات و تعلیمات اور پیغامات و ملفوظات کو بھی قرآن و حدیث کے تابع کرتے ہوئے بہترین انداز میں بیان فرمایا کرتے۔

مدرسۃ الرحمت کا قیام:

گھنگ شریف میں ''جامع مسجد الرحمت'' سے متصل عیسائی برادری کے مکانات تھے جو دل آزار ہونے کے علاوہ عظمت مسجد کے بھی خلاف تھے۔ حضرت میاں صاحب نے ان گھروں کو خرید کر وہاں ''مدرسۃ الرحمت'' کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ کی بنیاد رکھی جس کا اہتمام آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اس ادارہ میں حفظ قرآن کے علاوہ تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق، فلسفہ، صرف، نحو، ادب، لغت اور دیگر علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہ ادارہ اب بھی موجود ہے اور اس میں صرف حفظ قرآن کا شعبہ باقی ہے جبکہ علوم اسلامیہ کا شعبہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا اس ادارہ کی نشاۃ ثانیہ کی شدید ضرورت ہے تاکہ دور حاضر میں نوجوانوں کے دل کو علوم اسلامیہ کے نور کی روشنی سے منور کیا جا سکے۔ کاش سجادہ نشین حضرات اور آستانہ عالیہ گھنگ شریف سے متعلق خدام اس طرف توجہ فرمائیں۔

دوران خطبہ رسول اعظم ﷺ کی زیارت ہونا:

گھنگ شریف میں آپ کی تعمیر کردہ ''جامع مسجد الرحمت'' میں امامت کے علاوہ جمعۃ المبارک کا خطبہ بھی آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ ایک جمعۃ المبارک میں ''حسن یوسف علیہ السلام'' کے موضوع پر خطاب فرما رہے تھے کہ اچانک بیداری میں رسول اعظم ﷺ سامنے تشریف لے آئے۔ آپ حضور انور ﷺ کی قدم بوسی کے لیے ادباً جھک گئے۔ اس خطبہ کے بعد تا حیات خاموش رہے، شاذ و نادر کسی سے گفتگو کی ہو گی۔

عبادت و ریاضت:

آپ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے منظور نظر اور خلیفہ مجاز تھے اس لیے عبادت و ریاضت میں بھی آپ کے نقش قدم پر تھے۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز اوابین، نماز اشراق، نماز چاشت اور نماز تہجد وغیرہ باقاعدگی سے ادا کیا کرتے۔ علاوہ ازیں شماروں پر درود پاک، سورہ اخلاص کا وظیفہ، اوراد فتحیہ، دلائل الخیرات اور درود خضری وغیرہ وظائف و اوراد بھی باقاعدگی سے پڑھا کرتے تھے۔

"میاں صاحب" کا لقب:

حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب سے اپنے مرشد کامل کی بارگاہ میں حاضر ہو کر منازل سلوک طے کیں اور فیوض و برکات سمیٹے تو آپ اس تعلق و علاقہ کی بنا پر "میاں صاحب" کے معزز لقب سے مشہور ہو گئے بلکہ اب بھی آپ کے عزیز و اقارب اس لقب سے پکارے جاتے ہیں۔

کشف و کرامات

حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامات کا دائرہ بہت وسیع ہے جن کا احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے تاہم بطور تبرک چند ایک سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

ان پڑھ کا معلم قرآن اور امام و خطیب بننا:

جناب حاجی نور محمد صاحب خانپور ضلع شیخوپورہ کا بیان ہے کہ میں آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا۔ سالانہ امتحانات دینے کے بعد گھنگ شریف میں حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں زیارت اور شرف بیعت حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: نور محمد! تم خانپور میں لوگوں کو قرآن پڑھایا کرو!" میں نے عرض کیا: حضور! مجھے تو خود قرآن پڑھنا نہیں آتا تو دوسروں کو کیا پڑھاؤں گا؟ آپ نے فرمایا: "نور محمد تم شروع کرو گے تو قرآن تمہیں پڑھنا بھی آ جائے گا اور پڑھانا بھی، سننا بھی آ جائے گا اور سنانا بھی"۔ آپ کے ارشاد کے مطابق میں نے تدریس قرآن کا سلسلہ شروع کر دیا تو مجھے قرآن پاک پڑھنا بھی آ گیا اور پڑھانا بھی۔ میرے پاس بچوں سے لے کر اسی سال کے بزرگوں نے قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ کی نظر کرم اور نگاہ ولایت سے نہ صرف میں معلم قرآن بنا بلکہ بہترین واعظ اور خطیب بھی بنا۔ اب تک منڈی فاروق آباد کی مرکزی مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتا ہوں۔ 1

دل کی بات معلوم کرنا:

اولیاء اللہ خدام کے دلی رازوں سے باخبر ہوتے ہیں۔ جناب صوفی احمد علی صاحب آف موضع "شیخم" ضلع قصور کا بیان ہے کہ ہم تین ساتھی حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں گھنگ شریف میں نماز جمعہ ادا کرنے اور شرف بیعت حاصل کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے۔ دوران سفر ایک دوست نے کھیت میں ایک نئی ہل دیکھی اور وہ اٹھا کر فصل میں چھپا دی تاکہ واپسی پر اٹھا کر گھر لے آئے۔ جب تینوں گھنگ شریف میں پہنچے تو

1- ارشاد حسین، میاں: ذاتی ڈائری ص 15

آپ مسجد میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔نماز جمعہ کے بعد جب بیعت کے لیے عرض کیا گیا تو آپ نے دو دوستوں کو بیعت کر لیا جبکہ تیسرے کو بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: یہ گھر سے بیعت ہونے کے لیے چلا اور راستہ میں اتنا بھی برداشت نہ کر سکا کہ کسی کی چیز اٹھا کر نہ چھپائے ،لہٰذا یہ انسان بیعت کرنے کے قابل نہیں ہے۔

نرینہ اولاد پیدا ہونا:

جناب بشیر احمد ہوئی ضلع لاہور کا بیان ہے کہ میرے ہاں صرف دو بیٹیاں تھیں اور نرینہ اولاد سے محروم تھا۔ایک دن دوستوں کے ساتھ مل کر حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری کے لیے گھنگ شریف روانہ ہوئے۔تو راستہ میں خیال آیا کہ آپ کی خدمت میں نرینہ اولاد کے سلسلے میں دعا کرنے کے لیے عرض کروں گا۔ جب ہم گھنگ شریف پہنچے تو آپ کی خدمت میں مدعا عرض نہ کر سکا۔البتہ آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اللہ قادر مطلق ہے۔اگر چاہے تو صرف لڑکیاں عطا فرما دیتا ہے اور اگر چاہے تو صرف لڑکے عطا فرما دیتا ہے۔اور وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ ایک لڑکا عطا فرما دے،دو لڑکے عطا فرما دے، تین لڑکے عطا فرما دے، چار لڑکے عطا فرما دے اور پانچ لڑکے عطا فرما دے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو جامہ قبولیت عطا فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یکے بعد دیگرے پانچ لڑکے عطا فرمائے جن کے نام بالترتیب یہ ہیں:

☆محمد یوسف ☆محمد یونس ☆محمد یٰسین ☆مقبول احمد ☆محمد شبیر۔2

دور سے اعانت کرنا:

حضرت صاحبزادہ میاں عارف حسین صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ گھنگ شریف کا بیان ہے کہ جب حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہونے لگے تو مسجد کی خدمت اور نگرانی کے لیے حاجی محمد شریف صاحب کو تعینات فرمایا۔آپ جب مدینہ طیبہ میں پہنچے تو رات کے وقت گھنگ شریف میں طوفانی بارش شروع ہو گئی۔خادم مذکور مسجد کے اندر غفلت کی نیند سو رہا تھا جبکہ پرنالے کا پانی باہر گرنے کی بجائے اندر کی طرف گرنا شروع ہو گیا اور ایسی صورتحال پر قابو نہ پانے پر مسجد کا نا قابل تلافی نقصان ہو سکتا تھا۔آپ نے خادم کا ہاتھ پکڑ کر خوب جھنجھوڑ کر فرمایا: ''ہم نے تو تیری ڈیوٹی مسجد کی نگرانی کے لیے لگائی تھی لیکن بارش کا پانی پرنالے کے ذریعے باہر گرنے کی بجائے مسجد کے اندر گر رہا ہے''۔خادم حاجی محمد شریف کا کہنا ہے کہ قسم بخدا! میں فوراً بیدار ہوا دیکھا کہ واقعی پرنالے کا پانی باہر گرنے کی بجائے مسجد کے اندر گر رہا تھا، تو میں نے اس پر قابو پا لیا۔3

2- ارشاد حسین ،میاں: ذاتی ڈائری ص18۔ 3-عارف حسین ،میاں: ذاتی ڈائری ص19

لکڑی کے کاروبار میں برکت ہونا:

جناب مستری محمد اسحاق صاحب خانپور ضلع شیخوپورہ کا بیان ہے کہ 1967ء کا واقعہ ہے کہ ہم نے بس خریدنے کا پروگرام بنایا اور اس بارے میں حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: مستری صاحب! بس کو چھوڑو، اس سے نقصان بھی ہو سکتا ہے، اگر تم لکڑی کا کاروبار شروع کر دو تو ان شاء اللہ العزیز تمہیں کوئی کمی نہیں آئے گی"۔ ہم نے لکڑی کا کاروبار شروع کر دیا، اس کاروبار میں بہت برکت ہوئی حتیٰ کہ ہم نے اپنا آرا لگا لیا اور دور دراز علاقوں سے لوگ لکڑی لے کر ہمارے ہاں آنے لگے۔4

وصالِ مبارک

زندگی کے آخری ایام میں آپ علالت کا شکار ہو گئے تھے۔حتیٰ کہ یہ آفتابِ ولایت بہتر سال تک تاریک دلوں کو منور کرتا ہوا ۲۳ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ مطابق 1970ء میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حجابِ قبر میں چھپ گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○ آپ کے خدام نے باہمی معاونت سے غسل دیا، کفن پہنایا اور بزمِ شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے آخری مبلغ کو تدفین کے لیے تیار کر دیا۔ آپ کے وصال کی خبر وطنِ عزیز کے کونے کونے میں پہنچ گئی، مشائخ، علماء، خدام، عقیدتمندوں اور عوام کی آمد کا سلسلہ تیز رفتاری سے شروع ہو گیا تاکہ آخری دیدار کر سکیں اور نمازِ جنازہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کر سکیں۔ شمس المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1997ء) سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کی تعمیر کردہ مسجد اور مدرسۃ الرحمت سے متصل آپ کی پسند فرمودہ جگہ پر گھنگ شریف، ضلع لاہور میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ مزار مرجع خلائق ہے۔

خدام، متوسلین اور عقیدتمندوں نے باہمی معاونت سے دربارِ عالیہ کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا اور اسے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ عظیم الشان دربارِ عالیہ آپ کی شان کا مظہر اور دیدنی ہے جو زائرین کو دعوت نظارہ دیتا ہے۔

★ ★ ★

4- ارشاد حسین، میاں: ذاتی ڈائری ص19

﴿تیرھواں باب﴾

احوال وآثار

جامع شریعت وطریقت، مبلغ تعلیماتِ رضا، مصلح اعظم عصر حاضر

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

(گوجر پورہ، باغبانپورہ، لاہور)

1938ء 2007ء

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

خاندانی پس منظر:

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا خاندان صدیوں سے داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کی نگری لاہور سے متصل جانب مشرق دو گیج ٹاؤن (نزد رینجر ہیڈ کوارٹر، غازی روڈ صدر) کا رہائشی چلا آ رہا ہے۔ آرائیں برادری سے متعلق ہونے کے باعث زمینوں کا مالک اور زراعت پیشہ تھا اور ہے۔ آپ کا خاندان روحانیت، حسن اخلاق، عدل وانصاف، خدمت خلق، زہد وریاضت اور علم وعرفان وغیرہ محاسن واوصاف کے باعث عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دادا جان حضرت میاں جلال دین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1984ء) اور والد گرامی حضرت میاں تاج دین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1998ء) کے زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت اور مہمان نوازی کا تذکرہ آج بھی علاقہ کے خواص وعوام کی زبان کا وظیفہ بنا ہوا ہے۔ حضرت میاں جلال دین، حضرت شیر ربانی شرقپور شریف رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید وفیض یافتہ تھے۔ ان بزرگوں کو کئی بار رسول اعظم ﷺ کی (خواب میں) زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت شیر ربانی شرقپوری، حضرت ثانی صاحب شرقپوری اور حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری (حضرت کرمانوالے) رحمہم اللہ تعالیٰ کی ان بزرگوں پر خصوصی نظر تھی۔ عاشق رسول حضرت مولانا ... محدثین نقشبندی صاحب دامت برکاتہم العالیہ اسی معزز خاندان کے رجل اعظم (ایک اہم فرد) ہیں۔ پیدائشی طور پر اللہ تعالیٰ کا ان پر فضل، رسول اعظم ﷺ کی نظر عنایت اور اولیاء کرام کی نظر فیضان ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی بھی ان پر خاص شفقت تھی۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں صاحبزادگان حضرت صاحبزادہ علامہ محمد عبدالرؤف نورانی صاحب اور حضرت صاحبزادہ علامہ محمد فاروق نورانی صاحب کو علوم اسلامیہ دینیہ کی تعلیم سے آراستہ کیا جو آپ کے مشن کی تکمیل کے لیے کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عمر خضری عطا فرمائے اور ان کی

مقاصد کے حصول کے لیے کامیابی عطا فرمائے۔

ولادت باسعادت:

''انسان'' میں ''نسیان'' کا عنصر تخلیقی طور پر موجود ہے تو عقل و دانش کا تقاضا تھا کہ اس کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کا مستقل بنیادوں پر اہتمام ہونا چاہیے، تاکہ وہ نسیان کی کانٹے دار جھاڑیوں سے اپنے آپ کو بچا کر نشانِ منزل تک رسائی حاصل کر کے اپنا مقصد تخلیق حاصل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور احسان عظیم سے انسان کی تربیت و اصلاح کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے بنی نوع انسان کی تعلیم و تربیت فرما کر معراج کمال تک پہنچایا۔ انبیاء کرام کے بعد ان کے مشن کی تکمیل کا فریضہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انجام دیا۔ ان نفوس قدسیہ کے بعد ہر دور میں علماء ربانیین اور اولیاء کرام نے نہایت جانفشانی سے یہ سلسلہ جاری رکھا۔

جن صوفیاء کرام اور علماء ربانیین نے چودھویں صدی ہجری کے ربع آخر اور پندرھویں صدی کے ربع اوّل میں نام و نمائش اور شہرت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے محض رضائے الٰہی اور خوشنودی مصطفےٰ ﷺ کے لیے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کا بیڑا اُٹھایا، ان میں سے ایک عاشق رسول، ولی کامل، عالم ربانی حضور مفتی محمد عبد الغفور نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

استاد العلماء، مفتی وقت، عالم ربانی حضرت مفتی محمد عبد الغفور نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ 1938ء کو دو گنج ٹاؤن، لاہور میں حضرت میاں تاج دین نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ آرائیں برادری کے چشم و چراغ تھے۔

آپ چار بہنیں اور پانچ بھائی تھے۔ دوسرے چار بھائیوں کے اسماء گرامی یہ ہیں: جناب محمد ایوب مرحوم، جناب محمد اسحاق صاحب، جناب حافظ محمد مشتاق صاحب اور جناب حاجی محمد عبد الرزاق صاحب۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے سب بھائیوں سے بڑے تھے۔ آپ نہ صرف پیدائش کے لحاظ سے بڑے تھے بلکہ علم و فضل، تقویٰ و ورعہ، عبادت و ریاضت، تبلیغ و خدمت، امانت و دیانت اور دیگر اوصاف و محاسن کے اعتبار سے بھی بڑے تھے۔

حلیہ مبارک:

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا حلیہ مبارک کچھ یوں ہے: قد میانہ، جسم مبارک ہلکا پھلکا (Smart)، آنکھیں شرم و حیا سے معمور، رنگ گندمی، داڑھی مبارک سفید، لباس سنت کے مطابق (تہبند،

کرتا، ٹوپی اور دستار پر مشتمل)، گفتار و رفتار میں میانہ روی، چہرہ روشن و خوبصورت، نعلین مبارکہ سادہ، کھانا سادہ وقلیل، خواب و بیداری میں توازن اور ہمہ وقت ذکرِ الٰہی و ذکر مصطفیٰ ﷺ میں رطب اللسان تھے۔

تعلیم وتربیت اور اساتذہ کرام:

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالی نے تعلیم کا آغاز قرآن کریم سے کیا۔ جامع مسجد دو گیج ٹاؤن کے قاری صاحب سے قرآن مجید ناظرہ پڑھا۔ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول، صدر لاہور سے پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ 1952ء میں اپنے دادا جان حضرت میاں جلال دین رحمہ اللہ تعالی کی رفاقت میں شرقپور شریف میں حاضر ہوئے حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالی کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا اور ''جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' میں داخل ہوکر باقاعدہ دینی تعلیم (درس نظامی) کا آغاز کیا۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی تکمیل اسی ادارہ سے کی البتہ دورہ حدیث اہل سنت کے مرکزی ادارہ دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور سے کیا اور سند فراغت حاصل کی۔

اپنے طلباء ساتھیوں میں سب سے زیادہ محنتی، لائق وفائق اور پرہیزگار تھے۔ اگر آپ کسی مجبوری (چھٹی یا علالت) کی بنا پر اسباق سے غیر حاضر ہوتے تو آپ کی وجہ سے دوسرے طلبا، کو بھی درس لینے سے محروم ہونا پڑتا تھا، کیونکہ جماعت کی روح رواں آپ ہی تھے۔ اساتذہ اور طلباء ساتھی آپ کو ''صوفی صاحب'' کے معزز لقب سے یاد کرتے اور پکارتے تھے۔ گویا قدرت نے پیدائشی طور پر آپ میں بہت سے اوصاف، محاسن اور خوبیاں ودیعت کر رکھی تھیں جن کا ظہور گاہے بگاہے ہوتا رہتا تھا۔ اساتذہ کے کمرے کی صفائی کرنا، کھانا پیش کرنا، کپڑے دھونا اور مہمان نوازی وغیرہ خدمات انجام دینا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔ آداب وخدمات کے حوالہ سے اساتذہ بھی متعجب ہوتے تھے۔

فارغ وقت میں اپنے پیر ومرشد حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالی کی خدمت میں زیارت کیلئے حاضر ہوتے۔ اساتذہ کی شفقت کی طرح مرشد کامل کی بھی آپ پر خصوصی نظر تھی۔ شیخ کی میٹھی میٹھی باتیں سنتے اور اپنے قلب و ذہن کے دریچوں میں محفوظ کر لیتے۔

آپ نے جن نامور اساتذہ سے علمی وروحانی فیضان حاصل کیا ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:
مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ قادری اشرفی، حضرت علامہ مفتی محمد مہر الدین جماعتی نقشبندی، حضرت علامہ حافظ محمد علی پسروری، حضرت علامہ اللہ بخش، حضرت علامہ قاضی محمد یوسف پاغستانی حضرت علامہ قاضی عبدالسبحان، حضرت حاجی احمد شاہ گجراتی اور حضرت علامہ نور محمد (میانوالی) رحمہم اللہ تعالیٰ۔

آپ کے ہم سبق علماء کرام میں سے چند ایک کے اسماء گرامی یہ ہیں:

☆ حضرت علامہ محمد عبدالغفور الوری صاحب ناظم اعلیٰ: جامعہ فیاض العلوم، راۓ ونڈ

☆ حضرت علامہ مفتی مزمل حسین شاہ صاحب، ناظم اعلیٰ: جامعہ فیض حسینیہ، سبزہ زار سکیم، لاہور

☆ حضرت علامہ سید طالب حسین شاہ گردیزی صاحب، ناظم اعلیٰ: جامعہ برکات العلوم، لاہور

☆ حضرت علامہ محمد اسحاق صاحب، ناظم اعلیٰ: جامعہ احیاء العلوم، بھائی پھیرو

☆ حضرت علامہ حافظ محمد اکبر صاحب، مدرس: مدرسۃ الرحمت، گھنگ شریف

تدریس وتلامذہ:

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے علوم اسلامیہ کی تکمیل اور سند فضیلت حاصل کرنے کے بعد ''جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' شرقپور شریف میں تدریس کا آغاز کیا۔ جامعہ میں پانچ سال تک محنت شاقہ سے صدر المدرسین کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین شرقپور شریف کی خواہش کے احترام میں چند سال تک ''دار المبلغین حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' میں تدریس فرماتے رہے۔ حضرت میاں رحمت علی رحمہ اللہ تعالیٰ (خلیفہ مجاز حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ) کے حکم پر ''مدرسۃ الرحمت'' گھنگ شریف میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ علاوہ ازیں جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں بھی کچھ عرصہ تک تدریس فرماتے رہے۔ آپ کا نظریہ تھا کہ طلباء میں علمی ذوق کے ساتھ ساتھ عملی وتربیتی جذبہ بھی پروان چڑھنا چاہیے کیونکہ تربیت وعمل کے بغیر حصول علم کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ از فراغت علوم اسلامیہ تا وصال تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کے چند ایک تلامذہ کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

استاذ العلماء، حضرت علامہ مفتی محمد اشرف نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 2004ء)، حضرت علامہ مولانا دلاور حسین صاحب صدر مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ لاہور، حضرت مولانا محمد عارف صاحب اوکاڑوی، حضرت مولانا حاجی محمد جمیل نقشبندی صاحب (دوگیچ شریف)، حضرت صاحبزادہ علامہ محمد عبدالرؤف نورانی صاحب، حضرت صاحبزادہ علامہ محمد فاروق نورانی صاحب،

حضرت مولانا محمد امین نقشبندی صاحب (خطیب اعظم قصور)، حضرت مولانا محمد امین نقشبندی صاحب (دوگیچ شریف)، حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ صحرائی صاحب، حضرت مولانا محمد عارف صاحب

(جامعہ عثمانیہ، داروغہ والا لاہور)، حضرت مولانا حافظ محمد جمیل نورانی صاحب، حضرت مولانا حافظ محمد طارق نقشبندی صاحب اور محمد یٰسین قصوری نقشبندی (راقم الحروف)۔

اسلوبِ تدریس:

اسلاف کا مقصد حصول علم، تدریس اور عمل تھا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی انہی مقاصد کے پیش نظر علوم اسلامیہ کی تحصیل فرمائی۔ سند فراغت حاصل کرتے ہی آپ نے تدریس کا آغاز کیا اور تقریباً نصف صدی تک یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ کا انداز تدریس ممتاز و منفرد تھا۔ طلباء کو زیر تدریس کتب کے متعلقہ مقام کا خوب مطالعہ کرنے کا حکم دیتے۔ تدریس کے وقت طلباء سے عبارت پڑھواتے، اغلاط کی اصلاح کرتے، صرف ونحو کے قواعد کا اجراء کراتے، متعلقہ مقام کی تقریر کرتے، اصل مسئلہ کی مثالوں سے وضاحت کرتے، طلباء کو اعادہ کرنے کا حکم دیتے، مسئلہ پر پیدا ہونے والے شبہات کے جوابات بیان کرتے۔ جب ایک مسئلہ طلباء کو ذہن نشین ہو جاتا اور آپ بھی مطمئن ہو جاتے تو اسی طرح دوسرے مسئلہ کا آغاز کرتے۔ طلباء کو اول تا آخر دوران درس ہی سبق یاد ہو جاتا، تاہم بعد نماز ظہر تا عصر متعلقہ سبق کے تکرار و اعادہ پر خوب زور دیتے۔ بعد نماز مغرب تا عشاء بلکہ بعد از عشاء دوسرے دن میں پڑھے جانے والے سبق کا مطالعہ کرنے کی تلقین بھی فرماتے تھے۔ آپ کا اسلوب تدریس سادہ، عام فہم، جامع، مؤثر اور طلباء کی ذہنی استعداد کے مطابق ہوتا تھا۔ آپ تدریس میں ناغہ کو ناپسند کرتے اور رخصت پر جانے والے طلباء کو بھی جلدی واپس آنے کی ہدایات جاری فرماتے۔ آپ کے انداز تدریس سے طلباء میں ذوق حصول علوم، ذوقِ مطالعہ، اوقات کار کی پابندی اور ہمہ وقت کتب کے ساتھ ذہنی رشتہ استوار رکھنے کا ملکہ حاصل ہو جاتا۔

ذوقِ مطالعہ:

ذخیرہ کتب، ذوقِ مطالعہ، تصنیف و تالیف، درس و تدریس، تحریر و تحقیق اور علمی تربیت و تبلیغ علماء کا زیور اور مقصد حیات ہوتا ہے۔ ذوق مطالعہ علماء کی ترقی و کامیابی کا زینہ ہے اور اگر ساتھ ساتھ عملی اقدام ہو تو یہ نور' علیٰ نور ہے۔ استاذ العلماء حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذوق مطالعہ کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ اساتذہ کی شفقت و تربیت سے زمانہ طالب علمی سے آپ کو ذوق مطالعہ تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: زمانہ طالب علمی میں اکثر ایسے ہوا کرتا کہ رات کو بعد نماز عشاء مطالعہ شروع کیا تو جب نماز فجر کی اذان سنی اس وقت پتہ چلا کہ ساری رات گزر چکی ہے۔ آپ تدریس کے لیے نہ صرف اصل کتب کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے بلکہ کتب کی متعلقہ شروحات اور حواشی کا بھی عمیق نظر سے مطالعہ کرتے۔ طلباء میں بھی ذوق مطالعہ کی

روح پھونکنے کی سعی فرماتے اور انہیں مطالعہ کی ترغیب دیتے۔ آپ کی لائبریری میں ہزاروں کتب ہیں جو آپ کے مطالعہ کی زینت بن چکی تھی۔ کتب درس نظامی کے علاوہ قرآن کریم، کتب احادیث، فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت اور دیگر فقہی وعلمی کتب کا مطالعہ آپ کے معمولات میں شامل تھا۔

طلباء پر شفقت ومہربانی:

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ طلباء پر نہایت درجہ کی شفقت ومہربانی کرتے تھے۔ آپ کی شفقت ومہربانی کے چند واقعات سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

جون 1973ء کی ایک صبح تھی کہ برادرم حضرت علامہ حاجی محمد امین نقشبندی صاحب اپنی رفاقت میں جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ، لاہور میں لے گئے۔ ادارہ میں قدم رکھتے ہی علمی فضا سے دل ودماغ معطر ہوگیا اور ایسا روحانی سرور حاصل ہوا جس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ زندگی میں پہلی مرتبہ ایک ایسی شخصیت سے باریابی حاصل ہوئی جو علم وعمل کی جامع، عجز وانکسار کا مجسمہ، اعلیٰ سیرت وکردار کی تصویر، اسوۂ رسول ﷺ کی مظہر، یادگار اسلام اور سنت مصطفوی ﷺ کی حامل تھی۔ وہ شخصیت عالم ربانی، صوفی باصفا حضرت مفتی علامہ محمد عبدالغفور نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 2007ء) کی ذات گرامی تھی۔

آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھے تدریس فرمارہے تھے۔ طلباء میں گھل مل کر تشریف فرماتے تھے کہ صرف عجز وانکساری اور شفقت بھرے لہجے میں گفتگو شان امتیاز تھی۔ طلباء پر آثار تربیت تھے، جو طالب علم گفتگو کرتا یا کچھ عرض کرتا نظریں جھکا کر پست آواز میں بات کرتا۔ آپ نہایت شفقت ومہربانی سے پیش آئے، راقم کے داخلہ کا سن کر بہت خوش ہوئے اور حصول علم دین کی اہمیت وفضلیت کے حوالہ سے گفتگو فرمائی۔ ایک طالب علم کو ٹھنڈے مشروب اور کھانے سے تواضع کرنے کا حکم فرمایا اور خود تدریس میں مشغول ہوگئے۔

آپ شفیق ومہربان تھے، شفقت ومہربانی جزوی نہیں بلکہ ہمہ وقت تھی جو طلباء، علماء، اساتذہ اور عوام سب پر موسلادھار بارش کی طرح ہوتی تھی۔ داخلہ کے دن آپ نے شفقت سے کئی بار دریافت فرمایا کہ آپ کا دل لگ گیا ہے اور کوئی مایوسی تو نہیں ہورہی؟ عرض کیا: حضور! دل لگ گیا ہے اور مایوسی بھی نہیں ہے۔ کیونکہ سفینہ بحر عرفان کا کامل ناخدا میسر آچکا تھا، جو منزل تک پہنچائے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ اسی دن عصر کی نماز کے بعد آپ نے حافظ مشتاق احمد ڈوگر (طالب علم) کا باغبانپورہ کے بڑے بازار میں حاجی شیخ مقبول احمد نقشبندی سے جامعہ کا چندہ لانے کے لیے بھیجا تو ان کے ساتھ مجھے بھی بھیج دیا۔ حافظ صاحب کو پیسے عنایت فرماتے ہوئے فرمایا: "ان کو ساتھ لے جاؤ تاکہ سیر کر آئیں اور بازار سے ان کو شربت پلا دینا۔ دوسرے روز صبح کے وقت قانونچہ کھیوالی،

نحو میر اور گلشانِ سعدی کا درس شروع کر دیا۔ (ابتدائی کتب دوسرے ادارہ میں پڑھ چکا تھا۔)

سیدی مرشدی حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے احسانات وعنایات اور نوازشات کی بارش خواص وعوام سب پر ہوتی تھی۔ جب کوئی طالب علم جامعہ میں داخلے کے لیے حاضر ہوتا تو آپ بہت خوش ہوتے، اسے مہمان رسول قرار دیتے اور مفید ترین ہدایات سے نوازتے تھے۔ جب راقم داخلہ کے لیے حاضر ہوا تو حسب معمول مسرت کا اظہار فرمایا اور کچھ مفید ہدایات سے نوازا۔ اسی موقع پر سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: آپ کا گاؤں ''بھالہ'' ہم نے دیکھا ہوا ہے۔ نیاز علی نامی ایک ذہین وفطین لڑکا'' جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' شرقپور شریف میں پڑھتا تھا لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر دلبرداشتہ ہو کر اس نے پڑھنا چھوڑ دیا۔ عالم دین بننے کی صلاحیت اس میں موجود تھی۔ اسے لانے کے لیے ہم موضع بھالہ (ضلع قصور) گئے، البتہ نیاز علی کو'' جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' میں لانے میں ہم کامیاب نہ ہو سکے جس کا اب تک افسوس ہے کیونکہ اس کا ذہن طالب علم کا نہیں رہا تھا بلکہ کاروباری بن چکا تھا۔

آپ کا لہجہ محبت سے معمور ہوتا تھا، جس سے یوں محسوس ہوتا گویا مشفق باپ اپنے ہونہار بیٹے کو تعلیم دے رہا ہے۔ دوران تدریس طلباء کی حوصلہ افزائی فرماتے تاکہ ان میں ذوق مطالعہ پیدا ہو۔ صرف کی کچھ کتب پڑھنے اور نحو میر از اول تا آخر ایک ہی نشست میں کئی بار زبانی سنانے کے بعد'' شرح مائۃ عامل'' شروع کی۔ راقم نے پہلی نوع سے از خود ترکیب کرنے کا آغاز کر دیا۔ ایک دن آپ نے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے مشفقانہ انداز میں فرمایا:'' جب سے ہم نے تدریس کا آغاز کیا اس وقت سے لے کر اب تک کسی طالب علم نے آپ جیسی ترکیب از خود ہمارے سامنے بیان نہیں کی''۔

1983ء کا واقعہ ہے کہ راقم جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور میں تدریسی خدمت انجام دیتا تھا۔ زمانہ طالب علمی کے ایک ساتھی مولانا منظور حسین رضوی مدرسہ میں پڑھتے تھے۔ نشست وبرخاست اور خورد ونوش کا سلسلہ باہمی ہوا کرتا تھا۔ مدرسہ میں چھٹی کے وقت کھانا منگوایا اور کھانے میں شامل کرنے کے لیے مولانا صاحب کو بلانے کے لیے ایک طالب علم کو بھیجا۔ وہ مولانا صاحب کو بلانے کی بجائے غلطی سے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو بلا لایا۔ آپ تشریف لائے تو دریافت فرمایا: کیا کام ہے، کس مقصد کے لیے یاد کیا ہے؟ بندہ بہت نادم ہوا اور معافی کا خواستگار بھی، نیز طالب علمی کی غلطی کی وضاحت کی۔ آپ نے اظہار شفقت کرتے ہوئے فرمایا: پریشان ہونے کی بات نہیں بعض اوقات غلطی سے ایسا ہو جاتا ہے۔''

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو درس وتدریس سے جو شغف اور جو [illegible]

کیفیت بیان سے باہر ہے۔ آپ طلباء کو رسول اعظم ﷺ کے مہمان قرار دیتے تھے۔ جب داخلہ کے لیے نیا طالب علم حاضر ہوتا تو آپ اظہار مسرت کرتے اور محنت کرنے کی ترغیب و تلقین کرتے۔ شعبہ حفظ و تجوید کی نسبت شعبہ درس نظامی میں داخلہ کو زیادہ پسند کرتے۔ آپ نے کئی بار اپنے گاؤں (موضع بھالہ، ضلع قصور) سے طلباء لانے کا حکم دیا، جس کی تعمیل میں بہت سے طلباء کو جامعہ میں داخل کروایا جن میں سے کچھ عالم دین بنے اور کچھ حفاظ قرآن بھی۔

محمد صدیق نامی ایک طالب علم جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور میں جمعۃ المبارک کے موقع پر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطاب سے قبل تقریر کیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے طلباء میں گفتگو کرتے ہوئے کہہ دیا: حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کی نسبت لوگ میری تقریر زیادہ پسند کرتے ہیں۔ آپ کو اس بات کا علم ہوا تو اس کی گرفت کرنے کی بجائے مسکراتے ہوئے فرمایا: وہ ٹھیک کہتا ہے۔

1978ء کا واقعہ ہے کہ ایک دن حاجی محمد جمیل نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ اور راقم بعد نماز عصر حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1642ء) کے مزار اقدس پر فاتحہ کے لیے گئے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نماز عصر کے بعد کچھ وقت تک وظیفہ کرتے پھر کبھی کبھی حضرت ایشاں رحمہ اللہ کے مزار پر حاضری و فاتحہ کے لیے جاتے تھے۔ ہم لوگ فاتحہ سے فارغ ہو کر جامعہ کی طرف آرہے تھے جبکہ آپ فاتحہ کے لیے جارہے تھے۔ راستے میں آپ ہمارے پاس سے گذرے جبکہ ہم سے یہ غفلت ہوئی کہ سلام عرض کیے بغیر خاموشی سے آگے بڑھ گئے۔ اس غفلت پر آپ رُک گئے اور ہمیں اپنے پاس طلب کیا اور ناصحانہ انداز میں شفقت سے فرمایا: کیا آپ لوگوں کی یہی تربیت ہوئی ہے کہ کسی کو سلام نہ کہیں اور کیا مدرسہ میں یہی تعلیم حاصل کرتے ہو؟ اپنی غفلت پر ہم بہت نادم ہوئے اور آپ سے معافی کے خواست گار ہوئے۔

نزلہ زکام یا بخار آنے کی صورت میں طلباء کو دوائی مہیا کرتے، مناسب غذا عنایت فرماتے اور آرام کرنے کا حکم دیتے۔ زمانہ طالب علمی میں بخار آنے پر راقم کو آپ رخصت عنایت فرماتے اور کمرے میں آرام کرنے کا حکم دیتے لیکن ناچیز کمرے میں جا کر بھی مطالعہ کتب میں مصروف ہو جاتا۔ آپ کمرے میں تشریف لا کر مطالعہ میں مشغول پاتے تو بہت خوش ہوتے اور ارشاد فرماتے: جو طلباء مطالعہ کتب کو اپنا معمول بناتے ہیں وہ کبھی ناکام نہیں ہوتے۔ کاش عصر حاضر کے طلباء بھی اپنی عمر عزیز کی قدر کرتے ہوئے ذوق مطالعہ پیدا کریں، تدریس کو نشانِ منزل قرار دیں اور تبلیغ و اصلاح قوم کو مقصد حیات قرار دیں۔

امامت و خطابت کی خدمات:

امامت و خطابت کی خدمات انجام دینا سنت ہے۔ ایک عالم ربانی سے بعید ہے کہ وہ ان خدمات کو

انجام دینے سے راہِ فرار اختیار کرے۔ زمانہ طالب علمی میں جب رخصت پر اپنے گاؤں ''دو کیچ شریف'' (لاہور) جاتے تو مسجد میں فقہی مسائل کا درس دیتے اور وعظ فرماتے۔ سند فراغت حاصل کرنے کے بعد جب ''جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ'' شرقپور شریف میں تدریس کا آغاز کیا تو خطبہ جمعۃ المبارک ''جامع مسجد شیر ربانی'' دھدل پورہ، شرقپور شریف میں ارشاد فرماتے۔ ''مدرستہ الرحمت'' گھنگ شریف میں تدریس کے دوران مرکزی جامع مسجد کاہنہ نو، ضلع لاہور میں جمعتہ المبارک کا خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔ جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور کے زمانہ تدریس میں جامع مسجد لال، وسن پورہ، لاہور میں امامت و خطابت کی خدمات انجام دیتے رہے۔ مرکزی جامع مسجد سید والی، نزد چوک شوالہ، باغبانپورہ، لاہور میں امامت و خطابت فرماتے رہے۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ، گوجر پورہ، باغبانپورہ لاہور کی تاسیس کے بعد جامعہ سے متصل مسجد میں امامت و خطابت فرماتے رہے۔ پھر تاحیات جامع مسجد فاروقیہ رضویہ میں یہ خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کا خطاب سادہ مگر مدلل و پرتاثیر ہوتا تھا۔ آپ کے خطاب میں تربیتی عنصر غالب ہوتا، اسی خصوصیت کی بنا پر دور دراز علاقوں سے لوگ آپ کا خطاب سننے کے لیے آتے تھے۔ خطبہ جمعہ کے بعد کچھ لوگ آپ کے حضور ٹھہرتے، تو آپ ان سے محبت بھرے اسلوب میں تربیتی گفتگو کرتے۔ آپ نے تاحیات امامت و خطابت کی خدمات عوض و معاوضہ سے بے پرواہ ہو کر انجام دیں۔

جامعہ فاروقیہ رضویہ کا قیام:

دینی مدارس میں علوم و فنون کی تدریس کے ذریعے طلبا کو عالم و فاضل تو بنایا جاتا ہے لیکن تربیت و عمل کو ثانوی حیثیت بھی نہیں دی جاتی جس کے باعث حصول علوم اسلامیہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی مقصد کے پیش نظر ''جامعہ فاروقیہ رضویہ'' لاہور کی بنیاد رکھی۔ یہ ادارہ بے سروسامانی کے عالم میں 1968ء کو ''جامع مسجد سید والی'' باغبانپورہ، لاہور میں قائم کیا گیا۔ ادارہ کی تاسیس حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، مولوی محمد ابراہیم مرحوم اور عاشق رسول حضرت مولانا حاجی محمد جمیل نقشبندی صاحب دامت برکاتہم العالیہ (دو کیچ شریف، لاہور) کے مقدس ہاتھوں سے عمل میں لائی گئی۔ حضرت مولانا حاجی محمد جمیل نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کو اس جامعہ کا پہلا طالب علم ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ دو سال تک یہ جامعہ مسجد میں رہا لیکن بعد میں گوجر پورہ، مخدوم بہاء الدین روڈ (گھوڑے شاہ روڈ) میں مستقل اراضی خریدی گئی اور جامعہ کو اس میں منتقل کر دیا گیا۔ بعد ازاں خود بھی جامعہ میں تشریف لے آئے اور وہاں درس و تدریس اور امامت و خطابت کا سلسلہ شروع کر دیا جو تاحیات جاری رہا۔ آپ کی شبانہ

روز محنت شاقہ، دعاؤں اور فیضان سے جامعہ نے تعلیمی، تبلیغی اور اشاعتی میدان میں خوب ترقی کی۔ آج جامعہ فاروقیہ رضویہ، گوجر پورہ، باغبانپورہ لاہور کا شمار وطن عزیز کے ممتاز مدارس میں ہوتا ہے۔

انداز اصلاح و تربیت:

حصول علوم اسلامیہ کا بنیادی مقصد خود عمل پیرا ہونا اور دوسروں کی اصلاح و تربیت ہوتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تدریس کی طرح طلباء اور متعلقین و متوسلین کی اصلاح و تربیت کی طرف بھی توجہ دیتے۔ آپ کی حیات مستعار جہد مسلسل سے عبارت ہے۔ طلباء، خدام، متعلقین اور متوسلین پر آپ کی اصلاح و تربیت کے آثار نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ اگر کوئی قابل اصلاح شخص حاضر ہوتا تو آپ اسوۂ اسلاف کی روشنی میں اس کی تربیت کی کوشش کرتے اور اس مقصد کے حصول کے لیے گھنٹوں گفتگو کرتے رہتے۔ اصلاح و تربیت کے لیے کتب احادیث، فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت اور کتب سیرت و تصوف سے حوالہ جات پیش کرتے۔ آپ کا انداز اصلاح مؤثر اور قابل تقلید تھا، جس سے ہزاروں لوگوں کی اصلاح نفس اور تربیت ہوئی۔

شرف بیعت:

حصول فیض کے لیے مرشد کا کامل ہونا اور مرید کا محبّ صادق ہونا شرط اوّلین ہے۔ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے کمال میں شک نہیں اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے محبّ صادق ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے۔ آپ کو حضرت شیر ربانی شرقپوری اور حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے نہایت درجہ عقیدت و محبت تھی جس کا اظہار گاہے بگاہے آپ کے عمل و گفتار سے ہوتا رہتا تھا۔

1957ء میں حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوا تو آپ گاہے بگاہے مزار مرشد پر فاتحہ خوانی اور کسب فیض کے لیے حاضری دیتے رہے۔ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے اعراس کے موقع پر آپ کی حاضری یقینی ہوتی تھی۔ دونوں بزرگوں کے حالات، کرامات اور تعلیمات کو بڑی عقیدت سے بیان کرتے۔ راقم نے حضرت شیر ربانی شرقپوری اور حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے احوال و آثار اور ارشادات و تعلیمات پر مشتمل ''چشمہ فیض شیر ربانی'' کے نام سے کتاب تالیف کر کے آپ کے حضور پیش کی تو بہت خوش ہوئے، دعاؤں سے نوازا، تقریظ تحریر فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی اور کتاب کا نام بھی تجویز فرمایا۔ ارشادات شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو الہامی تعلیمات قرار دیتے، اس پر خود عمل کرتے اور متعلقین کو عمل کرنے کی تلقین فرماتے۔ مرشد کامل کے صاحبزادگان حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1997ء) اور حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کا دلی احترام کرتے۔

اجازت وخلافت:

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالی نے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالی کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد شاہ قادری اشرفی (امیر دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور) اور حضرت علامہ مفتی عزیز احمد قادری بدایونی (سابق مدرس جامعہ نعیمیہ، مراد آباد، خطیب جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو، لاہور) رحمہما اللہ تعالی کی طرف سے سلسلہ قادریہ اور سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت وخلافت کا اعزاز حاصل کیا۔ قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالی کی طرف سے ''دلائل الخیرات'' کی اجازت کا شرف حاصل ہوا۔

خدام پر احسانات وعنایات:

آپ شیخ شریعت تھے اور شیخ طریقت بھی۔ 1984ء میں ارادت میں داخل کرنے کے لیے آپ کی خدمت میں عرض کیا تو کچھ سکوت کرنے کے بعد فرمایا: ''میں بہت کم لوگوں کو بیعت کرتا ہوں کیونکہ مرشد تو باکمال ہوتا ہے جبکہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ البتہ کچھ لوگوں کو اصلاح نفس، تربیت اور تبلیغ کی غرض سے ارادت میں داخل کر لیتا ہوں۔'' بندہ نے جب اصرار کیا تو آپ نے از راہ شفقت داخل سلسلہ فرمایا۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور میں ''موقوف علیہ'' کی کتب کا درس مکمل کر لیا تو آپ کے حکم سے 1981ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور میں دورہ حدیث میں داخلہ لیا۔ دورہ حدیث کی تکمیل کرتے ہی آپ نے جامعہ فاروقیہ رضویہ میں تدریس کے لیے طلب فرمالیا۔ حسب ارشاد 1982ء تا 1986ء جامعہ کے شعبہ درس نظامی میں تدریسی خدمات انجام دیتا رہا۔ ایک دن حاضر خدمت ہوا تو آپ نے شفقت سے فرمایا: کسی دن ''دلائل الخیرات'' لے کر آئیں''۔ تعمیل ارشاد کرتے ہوئے 28 ستمبر 1995ء کو ساڑھے تین بجے بعد دوپہر ''دلائل الخیرات'' لے کر حاضر خدمت ہوا۔ کمال شفقت سے آپ اپنی نشست سے اٹھے بندے کے ساتھ آکر بیٹھ گئے۔ ''دلائل الخیرات'' کی اجازت سے نوازا اور اپنے قلم سے نشانیاں لگا دیں۔ ''دلائل الخیرات'' کا روزانہ وظیفہ پڑھنے کے علاوہ مندرجہ ذیل امور کی تلقین فرمائی:

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ سَلَّمَ

بعد نماز عشاء تین تسبیح۔ الا قل شریف (ہر نماز کے بعد)

سوتے وقت: آیت الکرسی۔ اَللّٰهُ، اَللّٰهُ، اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

کھانے کے بعد: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○

مسجد میں داخل ہوتے وقت: اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

مسجد سے باہر آتے وقت: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ

28 جولائی 1987ء میں راقم اور برادر اصغر محمد لطیف نقشبندی صاحب کی شادی خانہ آبادی ہونا قرار پائی۔ شادی کی تقریب میں تشریف آوری کے لیے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو دعوت دی جو آپ نے قبول فرمائی۔ مقررہ تاریخ میں آپ مع حضرت مفتی محمد اشرف نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 2004ء) اور دیگر خدام و احباب کے موضع بھالہ (ضلع قصور) میں تشریف لائے۔ سنت طریقہ کے مطابق "جامع مسجد انوار مدینہ" (بھالہ) میں نکاح مسنون پڑھایا اور خیر و برکت کی خصوصی دعا فرمائی۔ بعدازاں بندہ کی خواہش پر والد گرامی مہر احمد دین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1971ء) کی قبر اطہر پر فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے گئے۔

1999ء میں اپنے برادر اصغر محمد لطیف نقشبندی صاحب کو لے کر جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ لاہور میں حاضر ہوا اور بیعت میں قبول کرنے کے بارے میں عرض کیا، تو آپ نے کمال شفقت سے درخواست قبول کی اور چھوٹے بھائی کو داخل سلسلہ کیا۔

2001ء میں "الحزب الاعظم" کے وظیفہ کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: مجھے تو کسی شیخ کی طرف سے اس کی اجازت نہیں ہے اور نہ کسی شیخ سے اس کی اجازت حاصل کرنے کی کوشش کی البتہ آپ کو ہماری طرف سے اجازت ہے۔ لہذا آپ "دلائل الخیرات" کے ساتھ "الحزب الاعظم" کا وظیفہ بھی پڑھ لیا کریں۔ الحمد للہ! "دلائل الخیرات" کی طرح "الحزب الاعظم" کے وظیفہ کا بھی کبھی ناغہ نہیں ہوا۔ یہ سب کچھ مرشد کامل کا فیضانِ نظر ہے۔

24 جون 2006ء میں طویل علالت کے بعد نوے (90) سال کی عمر میں والدہ محترمہ کا وصال ہوا، تو بندہ کی دلی خواہش تھی کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نماز جنازہ پڑھائیں۔ اس سلسلے میں بذریعہ فون حضرت صاحبزادہ علامہ محمد عبدالرؤف نورانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے رابطہ کیا گیا، تو انہوں نے جواب دیا: "آپ علیل ہیں اور شدید گرمی ہے جس وجہ سے جنازہ کے لیے بروقت پہنچنا مشکل ہے"۔ دوسرے دن بروز اتوار صبح نو بجے 9:00 آپ مع مدرسین و خدام موضع بھالہ (ضلع قصور) میں تشریف لائے۔ آپ نے فاتحہ خوانی کی۔ بندہ کی خواہش کے مطابق والدہ محترمہ کی قبر پر بھی فاتحہ کے لیے تشریف لے گئے۔ جونہی آپ نے فاتحہ کی تو ہلکی پھوار کی شکل میں بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ بارش دراصل آپ کے تصدق سے

رحمت کا نزول تھا۔

اس موقع پر طویل سفر، علیل، شدید بھوک اور موسم گرم ہونے کے باوجود آپ نے مع دیگر مہمانوں نے ہرگز کھانا نہ کھایا۔ جبکہ کھانا تیار تھا اور اصرار کی حد تک کھانا کھانے کے لیے عرض بھی کیا گیا۔ واپسی پر شہر کے ایک ہوٹل میں کھانا کھایا۔ آپ نے مع دیگر مہمانوں نے حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1921ء) کے فتویٰ (دعوت میت منع ہے) پر عمل کرتے ہوئے کھانا نہیں کھایا تھا۔

8 ستمبر 2007ء کو بروز ہفتہ بوقت 3:45 بجے بعد دوپہر (وصال سے دو روز قبل) حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی عیادت کے لیے راقم مع اہل خانہ کا شانہ مرشد پر حاضر ہوئے۔ آپ شدید علالت و تکلیف کی حالت میں اپنے گھر کی بیٹھک میں لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت صاحبزادہ مولانا محمد فاروق نورانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ پاس موجود تھے۔ راقم مع اہل خانہ نے عیادت کی۔ اس موقع پر اہل خانہ کو داخل سلسلہ کرنے کے لیے عرض کیا تو آپ نے محمد احمد نورانی اور محمد اعظم نورانی (دونوں راقم کے بیٹے ہیں) کو بیک وقت داخل سلسلہ کیا اور اہل خانہ (بیٹیوں اور اہلیہ محترمہ) کو اللہ، اللہ بتا کر داخل سلسلہ فرمایا اور خصوصی دعاؤں سے نوازا۔

حاضری برمزارات اولیاء:

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذہبی گھرانے میں آنکھ کھولی، ولی کامل کے دست اقدس پر بیعت کی اور علماء ربانی سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ آپ کو اولیاء کرام سے نہایت درجہ کی عقیدت و محبت تھی جس کا اظہار آپ کے قول و فعل سے ہوتا رہتا تھا۔ آپ نے بے شمار اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دی اور کسب فیض کیا۔ ان اولیاء کرام میں سے چند ایک کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت داتا گنج بخش ہجویری (متوفی ۴۶۵ھ)، لاہور

☆ حضرت شاہ محمد غوث لاہوری (متوفی 1750ء)، لاہور

☆ حضرت شاہ رکن عالم ملتانی (متوفی 1335ء)، ملتان شریف

☆ حضرت شاہ بہاؤالحق زکریا ملتانی (متوفی 1267ء)، ملتان شریف

☆ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری (متوفی 1928ء)، شرقپور شریف

☆ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری (متوفی 1957ء)، شرقپور شریف

☆ حضرت بابا سید بلھے شاہ قصوری (متوفی 1758ء)، قصور شریف

☆ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر (متوفی 1271ء)، پاکپتن شریف

☆ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری (متوفی 1966ء)، حضرت کرمانوالہ شریف

☆ حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری (متوفی 1952ء)، حضرت کیلیانوالہ شریف

☆ حضرت میاں رحمت علی (متوفی 1970ء)، جنگ شریف

☆ حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں (متوفی 1642ء)، لاہور

☆ حضرت شاہ بلاول قادری (متوفی 1632ء)، حاجی کیمپ کالونی، لاہور

☆ حضرت مادھو لال حسین (متوفی 1600ء) وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ

احترامِ علم وعلماء:

مسلمان پر احترام علم ضروری ہے کیونکہ علماء کی توہین و بے ادبی کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علم و علماء کے مقام سے خوب واقف تھے۔ جس وجہ سے علماء کا دلی احترام کرتے تھے۔ علماء کرام اور مشائخ عظام ملاقات کے لیے آتے تو آپ استقبال کرتے اور آداب بجالاتے۔ اپنے اساتذہ کرام اور مرشد کامل کے صاحبزادگان کے لیے تو چشم براہ ثابت ہوتے۔ ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1997ء) جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور میں تشریف لائے تو انہوں نے ''استاذ العلماء علامہ محمد اشرف نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ'' کو جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، شرقپور شریف میں تدریس کے لیے جانے کا حکم دیا تو مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعمیل حکم کرتے ہوئے علامہ صاحب کو شرقپور شریف میں تدریس کے لیے جانے کی اجازت دے دی۔ آپ کے ہم سبق علماء کرام جب ملاقات کے لیے آتے یا آپ کبھی ان کی دعوت پر تشریف لے جاتے تو بے تکلفی ہونے کے باوجود ادب و احترام اور اخلاقیات کو نظر انداز نہ کرتے تھے۔ دینی طلباء کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرتے اور سہولیات مہیا کرنے کی جدوجہد کرتے۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کے سالانہ جلسہ کے لیے علماء و مشائخ کو دعوت دینے کے لیے خود جاتے۔ جلسہ کے موقع پر ان کے قیام و طعام کے علاوہ زیادہ سے زیادہ مالی خدمت کرنے کی کوشش کرتے۔ جب آپ کو کسی جلسہ، عرس یا دوسری تقریب میں دعوت خطاب دی جاتی تو عوض و معاوضہ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تشریف لے جاتے۔ آپ کا ہر خطاب رضائے الٰہی اور مسلمانوں کی اصلاح و تربیت کے حوالہ سے ہوتا تھا۔ آپ علماء و مشائخ کی موجودگی میں عجز و انکسار کی تصویر بنے رہتے۔ علماء و مشائخ آپ کی علمی، عملی اور سراپا سنت شخصیت سے متاثر تھے۔ طلباء، علماء اور مشائخ سے جو وعدہ کرتے وہ پورا کرتے۔ جامعہ کے جلسہ کے اشتہار پر علماء و مشائخ کے اسماء گرامی نمایاں اور شایانِ شان لکھتے لیکن اپنے اسم

کے ساتھ مفتی یا مولانا نہ لکھتے تھے بلکہ "خادمِ جامعہ فاروقیہ رضویہ" کے الفاظ تحریر کرتے تھے۔

بدعات ورسومات کے خلاف جہاد:

آج انسان گود سے لے کر گور تک بدعات ورسومات کا شکار ہے، جس وجہ سے اس کی اصلاح از بس ضروری ہے۔ بدعت سیئہ کی مذمت وممانعت میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ تھوڑی سی غفلت کی بنا پر انسان حرام کا مرتکب ہوکر حدودِ الٰہیہ کو تجاوز کر سکتا ہے۔ فقہاء، صالحین اور اسلاف نے اس کے قریب جانے سے بھی منع کیا ہے۔ اس باب میں ان کی تحریری اور تحقیقی خدمات قابل تحسین ہیں۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تاحیات بدعات ومنکرات کے خلاف تحریری وتقریری طور پر علم جہاد بلند کیے رکھا۔ علوم اسلامیہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ قرآن، سنت اور تعلیمات اسلاف کی ترویج واشاعت کا خوب درس دیا۔ اس بارے میں مزید معلومات کے لیے آپ کی علمی، ادبی اور تحقیقی تصانیف کا مطالعہ مفید رہے گا۔

حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت:

حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات تجدید واحیاءِ دین کو علماءِ ربانی نے خراج تحسین پیش کر کے اظہار عقیدت کیا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نہایت درجہ کی عقیدت تھی۔ آپ نے تعلیمی ادارے کی تاسیس فرمائی تو ان کی نسبت سے "رضویہ" کا لفظ تجویز فرمایا۔ آپ، امام اہلسنّت کی تصانیف مبارکہ بالخصوص "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" اور "فتاویٰ رضویہ" کا مطالعہ باقاعدگی سے کرتے تھے۔ نیز جامعہ سے متصل مسجد تعمیر کروائی اس کا نام "جامعہ مسجد فاروقیہ رضویہ" تجویز فرمایا۔ علاوہ ازیں آپ لوگوں کو امام اہلسنّت کی تعلیمات وفتاویٰ رضویہ مبارکہ کا درس دیتے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرماتے۔ اپنے خطاب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اشعار پڑھ کر نعتیں سن کر اور تصانیف مبارکہ کے حوالہ جات پیش کر کے اظہار عقیدت کرتے تھے۔

زیارت حرمین شریفین:

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خواب میں زیارت مصطفی ﷺ سے کئی بار مشرف ہوچکے تھے لیکن دلی خواہش تھی کہ ظاہری طور پر بھی زیارت حرمین شریفین اور بارگاہِ مصطفی ﷺ سے باریاب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ خواہش پوری کر دی۔ آپ نے ایک حج اور دو عمرے ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ 1983ء میں حج بیت اللہ ادا کرنے کا شرف حاصل کیا جبکہ عمرے بعد میں کیے۔

سیاسی وقومی خدمات:

اکابر اہل سنت کی جدوجہد سے نظریہ نفاذِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا۔اس کے حصول کے لیے قائدین اور عوام کو جہد مسلسل کرنا پڑی اور بے شمار قربانیاں دینا پڑیں۔تحریک پاکستان میں حصہ لینے والوں میں صدرالافاضل حضرت علامہ مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی (متوفی 1948ء)،سفیر اسلام حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (متوفی 1954ء)،امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (متوفی 1951ء)،حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب شرقپوری (متوفی 1957ء)،قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی (متوفی 2003ء) اور مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی (متوفی 2001ء) وغیرہ اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی نمایاں ہیں۔

نفاذِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے اپنے اکابر کی تقلید میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سیاست میں دلچسپی لیتے تھے۔آپ نے ہمیشہ جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے گفتگو کی کیونکہ جمعیت علماء پاکستان کا منشور دونکات پر مشتمل ہے: مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ اور نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا مکمل نفاذ۔ایک دفعہ راقم نے آپ سے دریافت کیا: حضور! آپ کب سے جمعیت علماء پاکستان میں ہیں اور قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 2003ء) سے مخلصانہ تعلقات قائم ہوئے؟ جواب میں فرمایا: جب سے جمعیت علماء پاکستان میدانِ سیاست میں اتری اسی زمانہ سے ہم اس کے رکن ومعاون ہیں۔قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ جونہی جمعیت کے پلیٹ فارم سے سیاسی منظر پر متعارف ہوئے،اسی وقت (1970ء) سے ہمارے اُن سے تعلقات قائم ہوئے۔جمعیت علماء پاکستان کے قائد ہونے کی حیثیت سے امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ''لبیک'' کہا۔آپ کا خیال تھا کہ قائد اہل سنت کی قیادت کا تقاضا ہے کہ ان کے ہر اعلان کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائے۔

1974ء میں قادیانیوں کو ''غیر مسلم اقلیت'' قرار دلانے کے لیے امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوششوں سے وطن عزیز کی تمام مذہبی جماعتوں پر مشتمل ''مجلس عمل ختم نبوت'' کا اتحاد وجود میں آیا۔جس نے حصول مقصد کے لیے تحریک چلائی۔حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علاقہ میں دفتر کھولا،جلسے کیے اور جلوس نکالے۔اس موقع پر آپ نے جامعہ میں جلسہ عام منعقد کیا جس سے مفتی محمد حسین نعیمی،علامہ احمد علی قصوری اور علامہ قاری غلام رسول نعیمی نے خطاب کیا۔

1977ء میں پاکستان کی نو (9) مذہبی و سیاسی جماعتوں پر مشتمل ''پاکستان قومی اتحاد'' کے نام سے حضرت امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جدوجہد سے اتحاد وجود میں آیا، پیپلز پارٹی کی حکومت نے عام انتخابات میں خوب دھاندلی کروا کر اپنے امیدواروں کو کامیاب کروایا جبکہ مخالفین کو چند نشستوں کے علاوہ سب نشستوں سے محروم کر دیا۔ ''پاکستان قومی اتحاد'' کی طرف سے نتائج تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا اور ''تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ'' کا آغاز کیا گیا۔ یہ تحریک اس قدر منظم و فعال تھی کہ حکومت کو اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے عوام کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک میں بھی حصہ لیا اور کردار ادا کیا۔ آپ کی کوشش سے تحریک کا پہلا احتجاجی جلسہ مدرسہ کے پاس خالی پلاٹ میں منعقد ہوا جس سے چوہدری رفیق احمد باجوہ، علامہ احمد علی قصوری اور پیر محمد اشرف نے خطاب کیا۔

1978ء میں قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اعلان کے مطابق ''سنی کانفرنس'' ملتان منعقد ہوئی۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے خوب محنت کی۔ اپنے ادارہ کی طرف سے اشتہار شائع کیے، بسوں کا انتظام کیا اور کانفرنس میں شمولیت کے لیے عوام کو دعوت دی۔ قائد اہل سنت نے کانفرنس کی آخری نشست سے خصوصی خطاب فرمایا اور شرکاء کو سٹالوں سے رسائل و کتب خریدنے کا حکم دیا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اعلانِ قائد کی تعمیل میں کتب خریدیں۔ ان کتابوں سے دو کتابوں کے نام یہ ہیں: 1- معاشیات نظامِ مصطفیٰ ﷺ، مصنف: مفتی غلام سرور قادری، 2- ''انتظارِ سحر'' مصنف جناب ظہور الحسن بھوپالی۔

1979ء میں امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام ''میلادِ مصطفیٰ ﷺ کانفرنس'' رائے ونڈ منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے بھی حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حسبِ معمول اشتہار شائع کروائے، بسوں کا انتظام کیا اور شمولیت کے لیے خواص و عوام سب کو دعوت دی۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ جمعیت علماء پاکستان و فعال بنانے اور ان کی قیادت سے وفاداری کا مظاہرہ کیا۔ امام نورانی کا دلی احترام کرتے اور بغیر وضو یا تیمم کے امام نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ نہ کرتے تھے۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کے ''جلسہ دستار فضیلت'' کے مواقع پر امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دعوت خطاب دیتے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے امام نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مخلصانہ اور دوستانہ تعلقات تھے جن میں کبھی تعطل نہیں ہوا۔ آپ جمعیت علماء پاکستان شمالی، لاہور کے صدر

رہے اور بعد ازاں جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن بنے۔ آپ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ولی کامل، ان کی قیادت کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رسول کریم ﷺ کے دربارِ اقدس میں حضوری والے بزرگ قرار دیتے تھے۔ الغرض حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے وطن عزیز کی قومی وسیاسی خدمت کی۔

جذبۂ خدمت خلق:

رسول کریم ﷺ نے مہمان نوازی، غلاموں کے ساتھ حسن سلوک، مزدوروں کے ساتھ نرمی اور حقوق العباد کا درس دے کر مسلمانوں میں جذبۂ خدمت خلق اجاگر کیا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بے پناہ جذبۂ خدمت خلق رکھتے تھے۔ آپ طلباء کی مالی اعانت کر کے، بھوکوں کو کھانا کھلا کر، لوگوں کے درمیان صلح کروا کر اور ان کی اصلاح کر کے خدمت خلق کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ آپ دینی طلباء کی ضروریات پوری کرتے، ان کے لیے بہتر سے بہتر تدریس کا اہتمام کرتے، اوقات تدریس میں اپنے آپ کو پابند کرتے اور طلباء کو غیر حاضر ہونے سے منع فرماتے۔ ایک دفعہ راقم نے آپ کو مدرسہ کی بند شدہ لائٹرین اپنے ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا: ''حضور! آپ رہنے دیجیے یہ خدمت میں انجام دیتا ہوں۔'' تو آپ نے فرمایا نہیں، یہ خدمت مجھے انجام دینی چاہیے تاکہ دینی طلباء کی حقیر سی خدمت ہو سکے۔

حق گوئی و بے باکی:

علماء ربانی کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ حق گو اور بے باک ہوتے ہیں۔ بڑی سے بڑی قوت ان کی حق گوئی میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حق گو تھے اور شفاف گوئی کو پسند کرتے تھے۔ کذب بیانی، خلاف واقع بات اور حقائق کے خلاف بات کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے بلکہ برموقع اس کی تردید کر کے اصلاح فرما دیتے تھے۔

عفوودرگذر:

کسی معاملہ میں شدت وگرفت سے کام لینے کی بجائے عفوودرگذر کا پہلو اختیار کرنا صالحین کا طریقہ اور نشانی ہے۔ شدت کے صرف نقصانات ہیں جبکہ درگذر کے فوائد ہیں۔ ماتحت شخص اگر ایک دن میں ستر بار بھی غلطی کا اعادہ کرے تو اسلام نے اس کے ساتھ بھی درگذر کرنے کی ہدایت کی ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نائب و عاشق رسول ﷺ اور ولی کامل تھے۔ آپ کے ہاں ذاتی مقاصد کے لیے شدت وگرفت کا تصور بھی

نہیں تھا۔ آپ کی شفقت کے سائے میں رہنے والے آپ کی نرم مزاجی اور عفو و درگذر کو خوب جانتے ہیں۔

1973ء کا واقعہ ہے کہ استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد اشرف نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے گاؤں سے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت و ملاقات کے لیے جامعہ فاروقیہ رضویہ لاہور میں حاضر ہوئے۔ آپ نے بندہ کو چائے تیار کرنے کا حکم دیا۔ حکم کی تعمیل میں چائے تیار کی اور پتی صاف کرنے کے لیے سبز کپڑا استعمال کیا جس کے نتیجہ میں چائے میں سبز رنگ نمایاں ہوگیا۔ یہ نادانستہ طور پر ایک ایسی غلطی تھی جس پر گرفت کی جاسکتی تھی لیکن آپ نے عفو و درگذر سے کام لیتے ہوئے فرمایا: خواہ چائے میں سبز رنگ نمایاں ہوگیا ہے لیکن بنانے والے کی حسن نیت پر شک نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے ڈرتے ڈرتے عمدہ کر کے پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور ڈرتے ہوئے ان سے یہ غلطی ہو جانا مجھے بہت پسند ہے۔

امانت و دیانت:

ہمارے اسلاف امانت و دیانت کے باب میں غفلت سے ہرگز کام نہیں لیتے تھے بلکہ امانت و دیانت کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرتے کو دو جیبیں لگا رکھی تھیں۔ ایک جیب میں ”جامعہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ“ کا فنڈ ہوتا جبکہ دوسری جیب میں عام لنگر کی رقم ہوتی تھی۔ جامعہ کی رقم کو کبھی بھی ذاتی مقاصد کے لیے یا عام لنگر کے لیے استعمال میں نہ لاتے البتہ اگر مدرسے کو ضرورت پڑتی تو ذاتی رقم سے وہ ضرورت پوری کر دیتے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی امانت و دیانت مثالی تھی۔ آپ مدرسہ کی رقم کو ذاتی استعمال میں ہرگز نہ لاتے البتہ مدرسہ کی ضروریات کو ذاتی رقم سے یا قرض حسنہ لے کر ضرور پورا کرتے۔

قیام مدرسہ کے وقت اراکین جامعہ نے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو تجویز پیش کی کہ آنے والے وقت میں ممکن ہے کہ اراکین آپ کے ذہن کے مطابق نہ ہوں اور جامعہ میں رہتے ہوئے کام کرنا دشوار ہو، لہٰذا ادارہ کی رجسٹری اپنے نام کروا لیجیے۔ آپ نے جواباً فرمایا: ”چونکہ یہ پلاٹ جامعہ کے نام وقف ہے اور شرعی نقطہ نظر سے وقف زمین کسی فرد واحد کی ملکیت نہیں ہوسکتی، لہٰذا آنے والے وقت میں اراکین مدرسہ جیسے بھی ہوں میں اپنے نام مدرسہ کی رجسٹری نہیں کرا سکتا۔ طلباء کی اجازت کے بغیر آپ مدرسہ کی کوئی معمولی سے معمولی چیز بھی اپنے استعمال میں نہ لاتے تھے۔ زکوٰۃ، صدقات اور عطیات کی رقوم طلباء سے تملیک کرائے بغیر تصرف میں نہ لاتے۔

زمانہ طالب علمی کا واقعہ ہے کہ راقم عرس شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے فراغت کے بعد شرقپور

شریف سے لاہور آ رہا تھا۔ دوران سفر بس میں مشہور نعت خواں جناب تاج دین شرقپوری (متوفی 2008ء) سے ملاقات ہوگئی۔ وہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے حلقہ احباب سے تھے۔ انہوں نے دریافت کیا: "آپ کہاں رہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟" میں نے جواب دیا: جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ، لاہور میں حضرت مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھتا ہوں۔" انہوں نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا: "حضرت مفتی صاحب سے شرقپور شریف کے حوالہ سے ہماری پرانی دوستی ہے۔ جب وہ لاہور میں مدرسہ کی بنیاد رکھنے والے تھے، ان دنوں میں بھی ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ قیام مدرسہ کے حوالہ سے بطور مشورہ میں نے ان سے کہا تھا: "آپ مدرسہ نہ بنائیں کیونکہ اس کی کامیابی کے لیے چندے کی ضرورت ہوتی ہے اور چندہ صرف چالاک آدمی (مروجہ طریقہ کے مطابق) جمع کرسکتا ہے جبکہ آپ بالکل سادہ، حق شناس اور حق گو ہیں"۔ مفتی صاحب نے تبلیغ و اشاعت دین اور اہلسنّت و جماعت کے فروغ کی غرض سے ادارہ قائم کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے خلوص نیت، امانت و دیانت اور للّٰہیت کی بنا پر کامیابی عطا فرمائی"۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کا پلاٹ خریدنے سے لے کر تعمیر تک اور طلباء کی تعلیم و طعام اور دیگر ضروریات پر کروڑوں روپے آپ کے دست اقدس سے صرف ہوئے لیکن ایک پیسہ کی بھی بے احتیاطی یا خیانت نہیں ہوئی۔

صبر و استقامت:

اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم ﷺ کی بارگاہ میں جتنا کسی کا مقام اور قدر و منزلت ہوتی ہے اتنا ہی اس میں صبر و تسلیم اور استقامت کا جوہر کارفرما ہوتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ صبر و استقامت کی مضبوط چٹان تھے۔ اپنی ذات کے لیے کسی سے ناراض ہوتے اور نہ غصہ میں آتے، البتہ دین اسلام کے معاملے میں کسی کو برداشت نہ کرتے اور اسلاف کی تعلیمات کے خلاف بھی کسی کی بات نہ سنتے۔ جسم مبارک کے نحیف و کمزور ہونے کا سبب ایک مستقل مرض تھا جس کا حملہ وقفے وقفے سے ہوتا رہتا تھا۔ مرض شدید کے باوجود زبان پر "ہائے" یا "اُف" وغیرہ بے صبری کے الفاظ کبھی نہیں سنے گئے۔ صحت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو آپ کا ایک ہی جواب ہوتا تھا: "الحمد للہ! اب قدرے آرام ہے اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمادے گا۔" زندگی کے آخری ایام میں مرض کا شدید حملہ ہوا تو آپ کو شالیمار ہسپتال میں داخل کروادیا گیا، بعض اوقات ڈاکٹر علاج سے مایوس ہوجاتے اور گھر منتقل کرنے کا مشورہ دیتے لیکن آپ مایوس ہوتے اور نہ ہی بے صبری کے الفاظ زبان پر لاتے۔ ان پریشان کن دنوں میں صحت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو استقامت سے آپ کا جواب ہوتا: "آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے کیونکہ مرض و صحت اور موت

وحیات اسی کے ہاتھ میں ہے۔"

معمولاتِ شبانہ روز:

انسان اس وقت تک ضیاع وقت سے نہیں بچ سکتا جب تک اپنے معمولات کے لیے اوقات کا تعین نہیں کر لیتا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے شبانہ روز معمولات کچھ یوں تھے:

رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوتے نماز تہجد ادا کرتے پھر درود خضری اور دیگر وظائف میں مصروف ہو جاتے۔ والدین تہجد گزار تھے اس لیے آپ نے تہجد گزاری کا سلسلہ اوائل عمر میں ہی شروع کر دیا تھا جو تاحیات جاری رہا۔ صبح صادق کا وقت ہونے پر تلاوت قرآن میں مصروف ہو جاتے۔ نماز باجماعت ادا کرتے۔ بعد ازاں "دلائل الخیرات" وغیرہ پڑھتے۔ پھر مطالعہ کتب میں مشغول ہو جاتے۔ ناشتہ کر کے تدریس علوم اسلامیہ میں مصروف ہو جاتے۔ تدریس کا سلسلہ تقریباً بارہ بجے تک جاری رہتا۔ بارہ بجے کے بعد کھانا تناول کرتے، پھر قیلولہ کرتے۔ نماز ظہر کا وقت ہونے پر مسجد میں باجماعت نماز ادا کرتے۔ نماز سے فارغ ہو کر مطالعہ کتب میں مشغول ہو جاتے۔ نماز عصر کا وقت ہونے پر نماز عصر باجماعت ادا کرتے۔ نماز عصر سے فراغت پر مختصر وقت کے لیے وظائف میں مصروف ہو جاتے اور پھر آئے ہوئے خدام کے پاس بیٹھتے۔ بعض اوقات تبلیغ دین کے سلسلہ میں مختلف احباب کے پاس چلے جاتے اور کسی قسم کی عار محسوس نہ فرماتے۔ نماز مغرب کا وقت ہونے پر نماز باجماعت ادا فرماتے۔ نماز عشاء کا وقت ہونے پر باجماعت نماز ادا کرتے۔ نماز عشاء کے بعد رات گئے تک مطالعہ کتب میں مصروف رہتے۔ مطالعہ کتب کے بعد محو استراحت ہو جاتے۔ آپ نے سنت رسول ﷺ کے مطابق سادگی سے زندگی گزار دی۔ آپ کا لباس اور خوراک سادہ تھی بلکہ ہر معاملے میں سادگی کو اختیار فرمایا۔

خدمتِ لوح و قلم:

درس و تدریس و فتویٰ نویسی کی طرح تصنیف و تالیف بھی خدمت دین کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ مصروفیات کے باوجود حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی گراں قدر اور قابل تقلید خدمات انجام دیں۔ طبیب حاذق مرض کے مطابق علاج تجویز کرتا ہے۔ عالم ربانی بھی معاشرے کے قابل اصلاح مسائل کا حل تلاش کرنے کے لیے میدان تصنیف میں اترتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو اہم مسائل پر دو کتابیں تالیف فرمائیں: 1- کیا نمازی کے پاس با آواز ذکر جائز

ہے؟ اس کتاب میں تفسیر، احادیث اور فقہ اسلامی بالخصوص فتاویٰ رضویہ کے دلائل اور براہین کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ نمازی کے پاس با آواز ذکر، درود شریف اور تلاوت قرآن منع ہے، کیونکہ ایسی صورت میں نمازی کی نماز میں خلل آئے گا۔ آپ کی اس کتاب کے مطالعہ سے ہزاروں لوگوں کو نماز میں خشوع وخضوع کی دولت میسر آئی اور آتی رہے گی۔ قلیل عرصہ میں اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ 2-درودِ ابراہیمی کی افضلیت'' یہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی دوسری قابل قدر تالیف ہے۔ جس میں احادیث مبارکہ، فقہ اسلامی اور فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں ''درودِ ابراہیمی'' کو تمام درودوں سے افضل واعلیٰ ثابت کیا ہے، اسی وجہ سے نماز میں پڑھنے کے لیے اس کا انتخاب کیا گیا ہے۔ آپ کی یہ دونوں تصانیف باعمل علماء بالخصوص محققین کے لیے بیش بہا تحفہ ہیں۔

مکشوفات وکرامات:

ولی اللہ سے ظہور کرامت ضروری نہیں ہے البتہ اگر کرامت ظاہر ہو جائے تو متعلقہ شخصیت سے لوگوں کے حسن اعتقاد اور محبت کا باعث بن جاتی ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی چند کرامات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

1- حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی کرامت علم دین کا حصول اور اس پر عمل کرنا ہے۔ جن لوگوں نے آپ کو قریب سے دیکھا ہے وہ اس حقیقت سے خوب آگاہ ہیں کہ آپ عالم ربانی، عاشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا تھے۔ آپ کا کوئی عمل خلاف سنت نہ ہوتا بلکہ آئینہ سنت ہوتا جو سب سے بڑی کرامت ہے۔

2- یہ 1974ء کا واقعہ ہے کہ راقم جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور میں نور الایضاح، ہدایۃ النحو، شرح مائۃ عامل اور مجموعہ منطق پڑھ چکا تھا۔ برادر اکبر مولانا محمد امین نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ موضع برکت پورہ (نزد علی رضا آباد، رائے ونڈ روڈ، لاہور) میں امامت کی خدمت انجام دیتے تھے۔ انہوں نے والدہ محترمہ کی معیت میں حج کی ادائیگی کا پروگرام بنایا۔ وہ جامعہ میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آئے تاکہ ان کی حج سے واپسی تک موضع برکت پورہ میں نمازیں پڑھانے کے لیے میری رخصت حاصل کریں۔ اجازت پر وہ حج پر روانہ ہو گئے جبکہ میں موضع برکت پورہ میں امامت کی خدمت انجام دینے لگا۔ تعلیم کا سلسلہ معطل ہونے کے سبب پریشانی لاحق ہوگئی جس کے باعث عمر عزیز کا ایک ایک لمحہ پہاڑ کی طرح ثقیل و مایوس کن ثابت ہو رہا تھا۔ اسی دوران حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خواب میں زیارت کا شرف حاصل ہوا،

تو آپ نے راقم سے مخاطب ہو کر فرمایا: آپ پریشان نہ ہوا کریں، عالم دین بنیں گے اور دین کی خدمت کریں گے''۔ مولانا صاحب کی حج سے واپسی پر راقم فوراً مدرسہ میں حاضر ہو گیا اور سلسلہ تعلیم بحال ہو گیا۔ آپ کی نظر فیضان سے درس نظامی کی تکمیل کی، دستار فضیلت حاصل کی اور جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور میں تدریسی خدمات انجام دیتا رہا۔ یہ آپ کی عظیم الشان کرامت وتصرف ہے۔

-3 14 نومبر 2007ء کی شب کا واقعہ ہے کہ رات کا آخری حصہ یعنی اذان فجر سے چند منٹ قبل خواب میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ آپ جامعہ کی لائبریری کے دروازہ پر خوش وخرم تشریف فرما ہیں۔ جونہی آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ مشفقانہ انداز سے ملے اور بغلگیر ہوئے۔ پھر دفتر میں تشریف فرما ہوئے اور میں بھی پاس بیٹھ گیا۔ گفتگو کرتے ہوئے آپ حسب معمول صف پر لیٹ گئے، تو بندہ بطور خدمت مٹھیاں بھرنے لگا۔ آپ نے اہل وعیال کی عافیت دریافت کی اور ساتھ ہی محمد احمد نورانی (راقم کے بڑے بیٹے کا نام ہے، جس کا بظاہر تعارف بھی نہ تھا) کا نام لے کر فرمایا: ''کیا محمد احمد نورانی از خود لکھ لیتا ہے؟'' عرض کیا گیا: ''حضور! اچھے طریقے سے نہیں لکھ پاتا۔'' فرمایا: مولانا صاحب! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، آئندہ سال سے وہ از خود خوشخطی سے لکھنا شروع کر دے گا''۔ آپ کے ارشاد کے مطابق بفضلہ تعالیٰ چند ماہ بعد نور نظر محمد احمد نورانی کی لکھائی از خود بہتر سے بہتر ہونا شروع ہو گئی، حتیٰ کہ اب خوشخطی سے لکھتا ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

-4 اولیاء کرام، خدام کو نیکی کی تلقین وترغیب دے کر ان کے لیے نشان منزل متعین کر دیتے ہیں۔ راقم کے ماموں زاد بھائی جناب حاجی رؤف احمد (بھالہ، قصور) کا بیان ہے کہ یہ 2003ء کا واقعہ ہے وہ رات کو سوئے ہوئے تھے۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ لاہور اسٹیشن پر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مغرب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہیں جبکہ وہ بھی پاس موجود ہیں۔ آپ نے حاجی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا ''بیٹا! آپ ہمارے مدرسہ (جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور) میں پانچ سو روپے جمع کرائیں اور پکی رسید حاصل کریں''۔ بیدار ہوئے خواب کا نقشہ آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔ وہ پہلی ہی فرصت میں جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور میں پہنچے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے اپنا خواب بیان کیا اور ساتھ ہی پانچ سو روپے مدرسہ کے لیے پیش کر دیے اور پکی رسید وصول کر لی۔ ساتھ ہی حاجی صاحب نے اپنا خواب بیان کر دیا۔ خواب سن کر آپ خاموش رہے لیکن

پاس موجود ایک خادم رو پڑا۔ جناب حاجی صاحب کو اولیاء کرام سے بالخصوص آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے گہری عقیدت و محبت ہے۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور بھی درحقیقت فیضان شیر ربانی و ثانی صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کا تسلسل ہے۔

-5 آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ، شرقپور شریف ہمارا روحانی مرکز اور خاندانی پیر خانہ ہے۔ سن شعور کو پہنچنے سے لے کر تا حال چند دنوں، یا چند ہفتوں اور یا چند مہینوں کے بعد آستانہ عالیہ پر حاضری و فاتحہ خوانی کرنا معمولات میں شامل ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر بیعت کے بعد عموماً یہی ہوا کہ شرقپور شریف میں حاضری کے لیے روانہ ہوا، راستہ میں خیال آیا کہ حاضری کے موقع پر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہو جائے گی، تو وہاں ملاقات ہو جاتی۔ جبکہ آپ نے حاضری کے لیے تاریخ و دن مقرر کیا ہوا تھا نہ وقت۔ یہ آپ کا تصرف و کرامت ہے۔

اولاد امجاد:

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو تین صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے عطا فرمائے۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں: حضرت علامہ محمد عبدالرؤف نورانی صاحب مدظلہ العالی اور حضرت صاحبزادہ علامہ محمد فاروق نورانی صاحب مدظلہ العالی۔ دونوں صاحبزادگان کا مختصر تعارف سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

-1 حضرت صاحبزادہ علامہ محمد عبدالرؤف نورانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ 1972ء میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کے دیگر اساتذہ سے علوم اسلامیہ کی تحصیل فرمائی۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ 2002ء میں شادی خانہ آبادی ہوئی۔ نکاح مسنون قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 2003ء) نے پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادے سے نوازا۔ صاحبزادہ کا نام میاں محمد اجمل نورانی (اللہ تعالیٰ انہیں اسم بامسمّٰی اور عالم دین بنائے۔ آمین) ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد 2007ء سے جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کے ناظم اور والد گرامی کے جانشین ہیں۔ جامعہ میں تدریس و تربیت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ سادہ لباس، سادہ مزاج اور سادہ گفتار ہیں۔ آپ خوش اخلاق، ملنسار اور مہمان نواز ہیں۔

-2 حضرت صاحبزادہ علامہ محمد فاروق نورانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ 1980ء میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کے دیگر اساتذہ سے علوم

اسلامیہ کی تکمیل کی۔ والد گرامی کے ہی دست اقدس پر اعزاز بیعت حاصل کیا۔ 2006ء میں شادی خانہ آبادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دو صاحبزادوں سے نوازا ہے، جن کے اسماء گرامی یہ ہیں: صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر نورانی اور صاحبزادہ میاں ابوسفیان نورانی (اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت فرمائے اور انہیں عالم دین بنائے۔)

آپ خاموش طبع، اعلیٰ اخلاق کے مالک اور نہایت درجہ کے محنتی ہیں۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کے نائب ناظم اعلیٰ ہیں۔ نہایت کامیابی کے ساتھ جامعہ میں تدریس و خطابت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ تدریسی سرگرمیوں کو مؤثر ترین بنانے کے لیے ہمہ وقت مطالعہ کتب میں مصروف رہتے ہیں۔ امید واثق ہے کہ آپ اپنی علمی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کو معراج کمال تک پہنچائیں گے۔

وصایا شریف:

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ زندگی کے آخری سالوں میں شدید علالت کا شکار رہے۔ آپ نے ہر معاملہ میں شرعی احکام کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ ان پر خود عمل کیا اور دوسروں کو عمل کرنے کی تلقین و تبلیغ فرمائی۔ وصال سے چند لمحے قبل بطور وصیت آپ نے فرمایا:

☆ میری تدفین مدرسہ میں نہ کی جائے کیونکہ مدرسہ کی اراضی میری ملک نہیں بلکہ وقف ہے اور وقف چیز میں شرعی نقطۂ نظر سے تصرف درست نہیں۔ البتہ ملک کے ممتاز علماء کرام جواز کا فتویٰ دیں تو اس کے مطابق عمل کیا جا سکتا ہے۔

☆ میری قبر کچی رکھی جائے اور جسم کے ساتھ پکی اینٹ نہ ہو۔

☆ میری قبر ایک بالشت سے بلند ہو اور نہ اس پر پھول وغیرہ ڈالے جائیں۔ یہ بوجہ انکساری فرمایا۔
حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وصایا پر عمل کیا گیا۔

وصال مبارک:

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے طویل علالت کے بعد 10 ستمبر 2007ء مطابق ۲۷ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ میں بروز پیر (69 سال کی عمر میں) وصال فرمایا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون○ قبرستان شاہ بدر دیوان برلب گھوڑے شاہ روڈ (نزد جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ) لاہور میں مدفون ہوئے۔ مزار اقدس چاردیواری میں مرجع خلائق ہے۔

ارشادات وتعلیمات

متوسلین، تلامذہ، عقیدتمندوں اور عوام الناس کے استفادہ کے لیے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے چند اقوال وفرمودات سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ کچھ لوگ صرف ''توحید'' بیان کرتے ہیں اور کچھ لوگ صرف ''رسالت'' بیان کرتے ہیں بلکہ دونوں امور بیان ہونے چاہیے۔ کلمہ اسی وقت مکمل ہوتا ہے جب ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کے ساتھ ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' پڑھا جائے۔

☆ جو لوگ حضور اقدس ﷺ کو مردہ قرار دیتے ہیں، وہ خود مردہ ہیں۔ آپ ﷺ اپنے ہر امتی کے احوال سے واقف ہیں۔

☆ سنت رسول ﷺ کے سانچے میں زندگی کو ڈھالنا کرامت سے کم نہیں ہے۔

☆ بدعقیدہ کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے، اگر ایسی غلطی سرزد ہو جائے تو نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

☆ مسلک علماء کا ہوتا ہے نہ کہ جہلاء کا کیونکہ جاہل اور بے وقوف کی بات کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

☆ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ دونوں کے فضائل بیان کرنے چاہیے۔ نیز دونوں جگہوں میں جانے کی سعادت حاصل کرنی چاہیے۔ کیونکہ دونوں مقامات مقدسہ کو آپ ﷺ سے نسبت ہے۔

☆ قحط الرجال ہے۔ اب تو کوئی تربیت کرنے والا ہے اور نہ تربیت کرانے والا۔

☆ بت (تصویر) کا بنانا حرام ہے۔ پھر اس کا بزرگانِ دین کے مزارات پر چڑھانا اور زیادہ گناہ ہے۔

☆ گناہ سے نفرت ہونی چاہیے، گناہگار سے نہیں۔ کیا پتہ اس کا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور باعث نجات بن جائے۔

☆ ناگزیر صورت میں طالب علم کو مناسب سزا صرف اس کی اصلاح وتادیب کے لیے دینی چاہیے نہ کہ اپنا غصہ نکالنے کے لیے۔

☆ ایصال ثواب کی محفل میں بلند آواز سے قرآن خوانی کرنا منع ہے۔

☆ مساجد سادہ ہونی چاہییں۔ کئی مساجد تو لکھائی کے اعتبار سے مکمل پُر ہوتی ہیں یعنی آیات، کلمہ طیبہ، اسماء الحسنیٰ اور اسماء النبی ﷺ تحریر ہوتے ہیں۔ پشت کے محاذی ہونے کے سبب ادب بھی نہیں رہتا۔ آخر یہ تحریر شدہ

پتھر وغیرہ خراب ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور بوسیدہ ہونے کے باعث تحریری الفاظ پھیکے پڑنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جو صرف بے ادبی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ نمازی کی توجہ ان چیزوں سے ہٹ جاتی ہے۔ آج سے دو سو سال پہلے کی مساجد دیکھیں وہ بالکل سادہ ہیں اور اگر کہیں کوئی فرق نظر آتا ہے تو یہ سب کچھ بعد کی چیزیں ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے جس کو دولت عطا فرمائی ہو تو خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے۔

☆ جس شخص کا کسی اللہ کے بندے کے ہاں آنا جانا ہو تو وہ شخص جدھر سے گزرے تو دیکھنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ فلاں جگہ کا تربیت یافتہ ہے۔ آدمی خود اپنے آپ کو ''نقشبندی'' نہ کہتا پھرے بلکہ اس کے معمولات و آثار کو دیکھ کر لوگ خود کہیں کہ یہ ''نقشبندی'' جا رہا ہے۔

☆ ہر مرض کا علاج ہوتا ہے لیکن موت کا کوئی علاج نہیں ہے۔ موت کے وقت کوئی دم وغیرہ اثر نہیں کرتا بلکہ موت سے کچھ دیر پہلے بیماری انسان کو چھوڑ دیتی ہے اور وہ بالکل روبصحت ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد انسان موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔

☆ اصل پیر وہ ہے جس کی ارادت میں علماء کرام شامل ہوں۔

☆ مالک اپنی چیز میں جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے۔ نیز عالم اور غیر عالم اولاد میں اہمیت کی بناء پر جائیداد کے ہبہ کرنے میں کمی بیشی کر سکتا ہے تاکہ خدمت دین زیادہ سے زیادہ ہو سکے۔

☆ بیعت اس لیے کرتے ہوں کہ تبلیغ و اصلاح کا موقع میسر آئے گا یعنی متوسلین کو نماز اور روزہ وغیرہ سے متعلق احکام و مسائل بتائیں گے۔ نیز اگر بیعت نہ کیا تو کسی خلاف شرع وجاہل پیر کے مرید نہ بن جائیں۔ 1

❁❁❁❁❁

1- حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے تفصیلی احوال و آثار، سیرت و کردار، تبلیغی و تدریسی مساعی، تصوف و کرامات، تبلیغی، اصلاحی اور قومی و ملی خدمات کے حوالے سے مکتبہ فاروقیہ، باغبانپورہ، لاہور کی شائع کردہ کتاب ''نور چراغ'' مؤلف جناب انجینئر بابر سعید سیہول نقشبندی صاحب کا مطالعہ فرمائیں۔ (قصوری غفی عنہ)

﴿چودھواں باب﴾

دستورِ تصوّف

علمِ تصوّف کے راہنما اصول مثلاً تعریف علم تصوف، تعریف صوفی، ضرورت واہمیت تصوف، شرائط مرشد، حقیقتِ روح، اغذیہ روحانی، امراضِ روحانی، تزکیہ قلب، توبۃ النصوح، سلوک نقشبندیہ مجددیہ کے لطائف عشر، مراقبۂ احدیت، آداب المریدین، شرائط وفرائض مریدین، استمداد از ارواح صالحین، زیارت قبور کا شرعی طریقہ کار اور مکانات و احوالِ ارواح وغیرہ کے احکام ومسائل کا مرقع۔

دستورِ تصوّف

تصوف اقوال اکابر کی روشنی میں:

''تصوف'' کی تعریف کے حوالے سے اکابر کے اقوال قدرے مختلف ہیں۔ چند ایک ارشادات سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

حضرت داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''صفا ہر حال میں قابل تعریف ہے اس کی ضد اورالٹ کدر (میل کچیل) ہے۔ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ذَهَبَ صَفْوُ الدُّنْيَا وَبَقِيَ كَدرُهَا — دنیا کی صفائی جاتی رہی اور اس کی میل باقی رہ گئی۔

ہر چیز کے عمدہ اور لطیف حصے کو صفا اور اس کے کثیف اور غلیظ حصے کو کدر کہا جاتا ہے۔ چونکہ صوفیائے کرام اپنے اخلاق اور معاملات ٹھیک رکھتے ہیں اور اپنے باطن کو ہر قسم کی آلائش اور آفت سے پاک کر لیتے ہیں، اس لیے وہ ''صوفی'' کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ یہ لفظ صوفیاء کے لیے اسم علم بن گیا ہے حالانکہ ان کے باطنی احوال اور معاملات اس سے کہیں بلند ہیں کہ انہیں ظاہر کرنے کے لیے ان کے نام کو کسی لفظ سے مشتق قرار دیا جائے''۔

دوسرے مقام پر فرمایا: ''میں نے بیان کیا کہ صفا کدورت یعنی تیرگی اور کثافت کی ضد ہے اور تیرگی بشری اوصاف میں سے ہیں اور حقیقی صوفی وہی ہے جو کدورت و تیرگی سے دست بردار ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے مشاہدہ جمال میں استغراق کے وقت مصر کی عورتوں پر بشریت کا غلبہ ہو گیا اور یہ غلبہ جب اپنی انتہا کو پہنچا، تو بالکل الٹ ہو گیا اور بالآخر اختتام کو پہنچا۔ جب اختتام کو پہنچا تو وہ اس سے گزر گئیں اور یہاں ان کی بشریت فنا ہو گئی، چنانچہ پکار اٹھیں:

ماھٰذابشرًا (یوسف،۳۱)

یہ شخصیت بشر نہیں ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

التَّصوفُ نعت قيم العبدفيه قيل نعت للعبدام للحق فقال نعت الحق حقيقة ونعت العبدرسم"

تصوف ایک ایسی صفت کا نام ہے جس میں بندے کا قیام ہے۔ پوچھا گیا کہ یہ صفت بندے کی ہے یا اللہ تعالیٰ کی؟ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میں اس صفت کا وجود حقیقتاً ہے جبکہ بندے میں ظاہراً ہے۔

حضرت سید ابوالحسن نوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

التصوف ترک کل حظ لنفس

تصوف تمام نفسانی لذتوں کے ترک کرنے کا نام ہے۔

حضرت ابن الجلاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

التصوف حقيقة لارسم له

تصوف ایسی حقیقت کا نام ہے جس کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔

حضرت ابوعمرو دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

التصوف رؤية الكون بعين النقص بل عض الطرف عن الكون.

تصوف دنیا کو نقص کی نظر سے دیکھنے کا نام ہے بلکہ دنیا سے آنکھیں بند (پھیر لینے) کر لینے کا نام ہے۔

حضرت حصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

التصوف صفاء السرمن كدورة المخالفة.

دل کو مخالف کی میل سے پاک کرنے کا نام تصوف ہے۔

حضرت علی بن بندار صیرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

التصوف اسقاط الرؤية للحق ظاهراً و باطناً.

تصوف ، اپنے آپ کو ظاہر و باطن کے اعتبار سے ختم کر دینے اور اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف مبذول رکھنے کا نام ہے۔

حضرت محمد بن احمد المقری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

التصوف استقامة الحوال مع الحق.

اللہ تعالیٰ کے ساتھ استقامت کا حال پیدا کرنے کا نام تصوف ہے۔

حضرت مرتعش رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

التصوف حسن الخلق. تصوف حسن اخلاق کا نام ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

التصوف مبنی علی ثمان: خصال السخاء والرضاء والصبر والاشارۃ والغربۃ و لبس الصوف والسیاحۃ والفقر. اماالسخاء فلابراھیم علیہ السلام واماالرضاء فلاسحاق علیہ السلام واماالصبر فلایوب علیہ السلام واماالاشارۃ فلزکریاعلیہ السلام، واما الغربۃ فلیحیٰ علیہ السلام واما لبس الصوف فلموسیٰ علیہ السلام واماالسیاحۃ فلعیسیٰ علیہ السلام واماالفقر فلمحمد المصطفی صلوات اللہ علیہم اجمعین.

تصوف کی بنیاد آٹھ چیزوں پر رکھی گئی:

1- سخاوت 2-رضا 3-صبر 4-اشارہ 5-مسافری 6-اونی لباس 7-سیروسیاحت 8- فقر۔صوفی سخاوت حضرت ابراہیم سے،رضا حضرت اسحاق سے،صبر حضرت ایوب سے،اشارہ حضرت زکریا سے،مسافری حضرت یحیٰ سے،لباس صوف حضرت موسیٰ سے،سیروسیاحت حضرت عیسیٰ سے اور فقر حضرت محمد مصطفیٰ علیہم السلام والتسلیمات سے حاصل کرتا ہے۔

صوفی کی تعریف:

''تصوف'' کی طرح ''صوفی'' کی تعریف کے بارے میں بھی اکابر کے مختلف اقوال ہیں۔ چند ایک اقوال سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الصوفی اذانطق بان نطقہ من الحقائق و ان سکت قطعتہ الجوارح بقطع العلائق

صوفی وہ ہے جس کی گفتگو حقائق پر مشتمل ہوتی ہے اور اس کی خاموشی دنیا اور متعلقات دنیا سے قطع تعلقی کی ترجمان ہوتی ہے۔

حضرت سید ابوالحسن نوری میاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الصوفی الذی لایملک و لایملک

صوفی وہ ہے جس کی ملکیت میں نہ کوئی چیز ہو اور نہ وہ کسی چیز کی ملکیت میں ہو۔

حضرت شیخ شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الصوفی لایری فی الدارین مع اللہ غیر اللہ صوفی وہ ہے جو دارین (دونوں جہاں میں) اللہ تعالیٰ کی ہستی کے سوا کچھ نہ دیکھتا ہو۔

حضرت مرتعش رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الصوفی لا یستبق ھمۃ خطوتہ البتۃ. صوفی وہ ہے جس کا دلی ارادہ بھی اس کے قدم سے آگے نہ بڑھتا ہو۔

حضرت امام حصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الصوفی لایوجد بعدعدمہ ولایعدم بعدوجودہ. صوفی وہ ہے جس کی نیستی کو ہستی اور ہستی کو نیستی نہ ہو۔

لفظ ''صوفی'' کے اشتقاق کے بارے میں مختلف اقوال نقل کر کے اور ان کی تردید کے بعد سلطان الاولیاء حضرت داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لغوی اعتبار سے لفظ صوفی کا مشتق ہونا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ اس میں اہم بات یہ ہے کہ اشتقاق کی صورت میں اس کی جنس ماننا پڑے گی جس سے یہ مشتق ہو رہا ہو گا۔ کیونکہ ایک چیز کا دوسری چیز سے اشتقاق جنسیت چاہتا ہے اور یہاں پر تو جو کچھ ہے وہ صفا کی ضد ہے اور ظاہر ہے کسی شی کا اشتقاق درست نہیں ہو سکتا۔ اہل طریقت کے ہاں صوفی کی تعریف الفاظ اور اشاروں کے ذریعے نہیں ہو سکتی۔ تو جب عبارت اور الفاظ اس کی حقیقی تعریف کرنے سے قاصر ہیں تو چاہے تمام جہاں اس کی تعریف و توضیح کرتا پھرے، وہ اس کی حقیقت سمجھے یا نہ سمجھے لفظ صوفی پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اہل تصوف کی اقسام کے بارے میں فرمایا: اہل تصوف کی تین اقسام ہیں: 1- صوفی، 2- متصوف اور 3- مستصوف

صوفی:

وہ ہے جو اپنے وجود سے فانی ہو کر حق کے ساتھ باقی ہو گیا ہو، طبعی خواہشات اور ان کے تصرف سے آزاد ہو کر حقیقت الحقائق کے ساتھ باقی ہو گیا ہو۔

متصوف:

وہ ہے جو مجاہدے کے ذریعے اس مقام کے لیے کوشاں ہے اور راہ حقیقت کی تلاش میں اپنے آپ کو صوفیاء کے طریقے پر کاربند رکھتا ہے۔

مستصوف:

وہ ہے جو دنیوی مال و متاع کے حصول اور جاہ و مرتبہ کے حصول کے لالچ میں صوفیاء کی نقالی

کررہا ہو۔ اسے نہ تو اوپر والے دونوں گروہوں سے تعلق وعلاقہ ہوتا ہے نہ اسے طریقت کے بارے میں کوئی ادنیٰ سی آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

فقہ اور تصوف کے امتیازی احکام:

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فقہ وتصوف کے امتیازی احکام ومسائل کے حوالے سے لکھتے ہیں:

فقہ کا حکم عام ہے۔ اس میں تمام مخلوق شامل اور خواص وعوام سب اس کے محکوم ہیں۔ اس لیے کہ اس کا مقصد شریعت کے مراسم کا قیام اور دین وملت کے جھنڈوں کو بلند کرنا ہے۔ فقہ کی بنیاد علم پر ہے۔ اس لیے اس کے قواعد وضوابط کلیہ کا حکم رکھتے ہیں اور افراد واشخاص کے اختلاف کی وجہ سے بدلتے نہیں۔ تصوف کا حکم خاص ہے یعنی وہ مخصوص ہے صرف اہل قرب وخصوص کے لیے اس لیے کہ وہ پروردگار اور بندہ کے درمیان ایک معاملہ ہے۔ اس کا مدار ذوق اور حال پر ہے۔ اس کے احکام ایسے جزئیات ہیں جو حال، وجد اور ذوق کے اختلاف سے بدلتے رہتے ہیں۔ اور اسی لیے یہ بات ہے کہ فقیہ کا صوفی کو کسی بات کا حکم دینا اور کسی بات سے منع کرنا صحیح ہے۔ لیکن صوفی کا فقیہ کی کسی بات سے انکار درست نہیں ہے بلکہ صوفی کا احکام کے لیے فقیہ سے رجوع کرنا ضروری ہے تاکہ وہ ان پر عمل کرے۔ اور حقائق کے بارے میں بھی تاکہ وہ شریعت کے خلاف نہ چل پڑے۔ چنانچہ یہ حکم ہے کہ ہر وہ حقیقت جو شریعت کو رد کرتی ہو سراسر زندقہ ہے۔ فقیہ کے لیے ضروری نہیں کہ وہ احکام میں صوفی سے رجوع کرے۔ پس تصوف شریعت کا محتاج ہے اور فقہ تصوف سے مستغنی ہے۔ اگرچہ تصوف مرتبہ کے لحاظ سے فقہ سے اعلیٰ وارفع ہے لیکن فقہ مصلحت میں اسلم اور اعم (جس کو سب جانتے ہیں) ہے۔ اور اسی بنیاد پر کہا گیا ہے کہ: كُنْ فَقِيْهًا صُوْفِيًّا وَلَا تَكُنْ صُوْفِيًّا فَقِيْهًا (یعنی اے فقیہ صوفی بن اور اے صوفی تو فقیہ نہ بن) یعنی پہلے فقاہت اور شریعت کے عمل اور ظاہر کی حفاظت کر، اس کے بعد مقام تصوف، حقیقت اور باطن کی صفائی کی طرف ترقی کر۔ اس لیے کہ یہ چیز سب سے مکمل، سب سے زیادہ پوری اور سب سے زیادہ مسلّم ہے، عملاً بھی حالاً بھی اور ذوقاً بھی۔ اور صوفی فقیہ نہ بن، یعنی اول ہی سے تعلق حقیقت وتوحید سے مت قائم کر۔ اس لیے کہ اس کے بعد ظاہر کی رعائت اور شریعت کے اتباع میں مضبوطی پیدا نہیں ہوگی۔ جیسا کہ فرمایا ہے: وَلَا يُقَدَّمُ الْبَاطِنُ عَلَى الظَّاهِرِ وَلَا يُكْتَفَى بِالظَّاهِرِ (یعنی: باطن کو ظاہر پر مقدم نہ رکھا جائے اور نہ کافی سمجھ ظاہر کو باطن کے بغیر)۔ اس میں یہ وصیت کی گئی ہے کہ مرید کو چاہیے کہ حقیقت کے باطن کو شریعت کے ظاہر پر مقدم نہ رکھے تاکہ مذہب باطنیہ میں نہ

چلا جائے اور الحاد میں نہ مبتلا ہو جائے (معاذ اللہ) اور باطن کے بغیر ظاہر پر اکتفا نہ کرے تا کہ اہلِ قشر وتقشف میں شامل نہ ہو اور صرف فقاہت پر توقف نہ کرے اور انوار و اسرار سے محروم نہ رہے۔ فقہ سے تصوف کی جانب رجوع زیادہ طلب اور ترقی کے شوق اور کمال کے حصول کی پیاس کے باعث آسان ہے لیکن تصوف سے فقہ کی جانب رجوع ذوق باطن کے استیلا اور حقیقت کے غلبہ کے بعد دشوار ہے۔ پس پہلے شریعت کے عروۃ الوثقیٰ اور فقاہت کے ساتھ تمسک کرے اس کے بعد حقیقت اور تصوف کی بلند ترین چوٹی تک رسائی پائے۔ فقاہت اسلام کا مرتبہ ہے، کلام ایمان کا درجہ ہے اور تصوف مقام احسان ہے۔ چنانچہ حدیث جبرئیل علیہ السلام میں یہ تینوں مقام بیان کئے اور تفصیل سے دیئے گئے ہیں: اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ رَبَّکَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ (یعنی: احسان یہ ہے کہ عبادت کر اپنے رب کی گویا تو اسے دیکھ رہا ہے) اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جو صوفی ہو اور فقیہ نہ ہو وہ زندیق ہے۔ اور جس کسی نے فقہ حاصل کیا لیکن تصوف اختیار نہ کیا اس نے فسق کیا۔ اور جس کسی نے ان دونوں چیزوں کو ملایا وہ تحقیق کی منزل پر جا پہنچا"۔ حاصل کلام یہ ہے کہ کمال کا مرتبہ فقہ صحیح اور ذوقِ صحیح ہے۔ اور دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دینا زوال اور نقصان کا موجب ہے۔ چنانچہ علم طب ہی لے لیجئے بغیر تجربہ کے یہ علم کافی نہیں ہے۔ اور طب کا تجربہ بغیر اس کے علم کے کام نہیں دیتا۔ واللہ اعلم"

حضرت شیخ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: فقیر عبدالحق بن سیف الدین قادری دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عرض ہے کہ یہ ایک رسالہ ہے جس کا نام مرج البحرین ہے اور جو دو طریقوں کا جامع ہے جس میں ایک فقہ ہے اور دوسرا تصوف، ایک شریعت ہے اور دوسرا طریقت، ایک ظاہر ہے اور دوسرا باطن، ایک صورت ہے اور دوسرا معنی، ایک چھلکا ہے اور دوسرا مغز، ایک علم ہے دوسرا حال، ایک ہوشیاری ہے دوسرا مستی، ایک مذہب ہے دوسرا مشرب (طریقہ)، ایک عقل ہے دوسرا عشق۔ اور اگر اس کو سیدھا راستہ اور راہِ استوا کا نام دیا جائے تو جائز ہوگا۔ نیز اگر دین خالص اور سلامتی کے راستہ کے لقب سے یاد کیا جائے تو روا ہوگا۔ اگر دعوت حق اور راہِ نجات (سبیل اللہ) کہیں تو درست، اور میزانِ عدل اور دستور العمل گردانیں تو صحیح ہے۔ یہ طریقہ فقہ کے ماننے والوں کو طریق تصوف کے انکار سے روکتا اور اہل تصوف کو مذہب فقہ کے دائرہ کے اندر رکھتا ہے۔"

حضرت علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ تعالیٰ "تصوف" کی تعریف، وجہ تسمیہ، اہمیت اور تاریخ کے حوالہ سے اپنے ملے جلے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: علمِ تصوف بھی جدید علومِ شرعیہ میں شمار ہوتا ہے۔ اس کی اصلیت یہ ہے کہ طریق تصوف کو صحابہ کرام، تابعین عظام اور سلف صالحین کے دور میں ہمیشہ وقعت کی

نظر سے دیکھا گیا، اور اس کو حق و ہدایت کا راستہ سمجھا گیا۔ تصوف کے مقاصدِ اصلیہ یہ ہیں کہ انسان عبادت الٰہی میں جان کھپائے۔ پوری طرح اللہ کا ہو جائے، دُنیا اور دنیا کی لغویات و زخرفات سے بالکل منہ موڑ لے اور عام دنیا دار جن چیزوں پر مٹے پڑے ہیں، یعنی لذّات دنیویہ اور مال و جاہ سے قطعی کنارہ کش ہو جائے۔ عبادت کے لیے عزلت نشینی و گوشہ نشینی پسند کرے، وغیرہ وغیرہ۔ صحابہ کرام و سلفِ عظام میں یہ خوبیاں عام تھیں لیکن قرنِ ثانی میں یا اس کے بھی بعد جب لوگ دنیا کی طرف سمٹے اور دنیا سے پورا دل لگا بیٹھے تو اب عبادات میں اپنی زندگی گزارنے والے اور گوشہ نشین لوگوں کے لئے ''صوفیہ'' اور ''متصوفہ'' کا لفظ طرّہ امتیاز بنا۔ قشیری کی تحقیق ہے کہ عربیت کے لحاظ سے لفظ ''صوفی'' کے اشتقاق کا پتہ نہیں چلتا نہ قیاس اس میں رہنمائی کرتا ہے۔ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ لقب ہے۔ اب جو کہتے ہیں کہ صوفی ''صفا'' یا ''صفت'' سے مشتق ہے تو قیاس لغوی کے پیش نظر ان کا خیال بھی بعید از حقیقت معلوم ہوتا ہے، اس طرح اگر کہا جائے کہ صوفیاء صوف (اُون) پوش تھے، اور یوں ان کو صوفیاء کہا جاتا تھا تو یہ بات بھی اپنے اندر واقعیت نہیں رکھتی۔ کیونکہ اُون صوفیاء ہی نہیں پہنا کرتے تھے کہ یہ ان کی صفتِ امتیازی ٹھہرتی۔ مگر میرا جہاں تک خیال ہے اگر اس لفظ کو صُوف (اُون) سے مشتق مانا جائے تو اس کا اس طرف اشارہ ہوگا کہ صوفیہ نے دنیاداروں کی طرح زرق برق لباس سے اجتناب کر کے اُن کے مقابلہ میں اپنا مخصوص لباس صوف یا موٹا جھوٹا لباس اختیار کیا تھا۔ یہی لباس ان کے لئے امرِ فارق ہو گیا تھا اور طرّۂ امتیاز بھی۔ جب یہ دنیا سے بالکل کٹ کر زہد و عبادت کو اپنا شعار بنا کر فنافی اللہ ہوئے تو لامحالہ خاص خاص ادراکات ان کو حاصل ہونے لگے۔ اس حقیقت کا راز یہ ہے کہ انسان بحیثیتِ انسان، حیوان سے ادراک کے ذریعہ ممتاز ہے۔ اس ادراک کی دو قسمیں ہیں: ایک ادراک وہ جو علم و معرفت سے تعلق رکھتا ہے مثلاً یقین، ظن، شک اور وہم وغیرہ۔ دوسرے وہ جو حالات کی کیفیات سے وابستہ ہو مثلاً خوشی، غمی، قبض و بسط، رضامندی و ناراضگی، صبر و شکر وغیرہ۔ پس روح عاقل متصرف فی البدن انہیں ادراکات، ارادات واحوال سے پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی ادراکات انسان کو حیوان سے ممتاز کرتے ہیں اور وہ ایک دوسرے سے پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً علم ادلہ سے پیدا ہوتا ہے۔ خوشی خوشی کی چیز سے، غمی غم کی چیز سے، فرحت حمام سے اور کسل تکان کے کام سے۔ اسی طرح سالک و مرید جب اپنی جان کو مجاہدہ وعبادت میں کھپاتا ہے تو لامحالہ مجاہدہ وعبادت سے ایک خاص حالت نتیجہ کے طور پر اس پر طاری ہو جاتی ہے۔ یہ حالت یا تو از قبیلِ عبادت ہوتی ہے مثلاً اندوہ، مسرت، بشاشی، پژمردگی وغیرہ۔ مرید انہیں مقامات سے گزرتا ہوا منزل بمنزل آخری منزل توحید و معرفت تک پہنچتا ہے۔ بس سعادت و نیک بختی کا یہی وہ آخری زینہ ہے جہاں مرید کی تمام

آرزوئیں ختم ہوتی ہیں اوراس کوخوش بختی کی سند عطا ہوتی ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کا اقرار کرتا ہوا مرا وہ جنت میں داخل ہوا۔غرض جب مرید مدارجِ ارتقاء طے کرتا ہوا توحید کی طرف جاتا ہےتو ان مدارج کے لئے اصل اصول طاعت واخلاص ہوتا ہے۔اورایمان ساتھ ساتھ رہتا ہےاوراس کی رہنمائی کرتا جاتا ہے۔پھراسی اثنا میں نتیجہ کے طور پر خاص خاص حالات وصفات طاری ہوتے رہتے ہیں اورایک دوسرے کا سبب بنتے رہتے ہیں۔یہاں تک کہ سالک ومرید اپنی آخری منزل مقامِ توحید وعرفان پالیتا ہے۔ ترقی کرتے کرتے اگرکسی نتیجہ میں خلل وقصور واقع ہوتو سمجھ لیجئے کہ پہلے والے مرحلہ ومنزل میں کوئی خلل پیدا ہوا ہے جو یہاں رنگ لایا۔ان مقامات کے طے کرنے میں نفس وقلب پر خاص خاص خطرات وارد ہوتے ہیں۔اسی لیے مرید کے لئے ضروری ہے کہ اپنے تمام اعمال میں اپنے نفس کی پوری پوری جانچ پڑتال کرتا رہےاوراعمال کے حقائق سے باخبر رہے کیونکہ اعمال کے نتائج کا بہر حال حصول ضروری ہےاورنتائج کا قصورونقص اعمال کےخلل وکوتاہی کا پتہ دیتا ہے۔

ان سب باتوں کا پتہ ذوق سے ہوتا ہےاوراسی ذوق کے تحت سالک اپنےنفس کے محاسبہ میں رہتا ہے،اوراس سے کبھی غفلت نہیں برتتا۔گوایسا ذوق رکھنے والے کمیاب ہیں۔زیادہ تر لوگوں پرغفلت چھائی ہوئی ہے کیونکہ جن لوگوں کوتصوف کی ہوانہیں لگتی وہ اپنی عبادات کی دیکھ بھال محض فقہی نقطۂ نظر سے کرسکتے ہیں کہ اس لحاظ سے وہ عبادات قابلِ اجروثواب ہیں یانہیں۔بخلاف صوفیاء کے کہ یہ اپنے ذوق کی روشنی میں اپنی عبادات کے صحیح حالات کا کھوج لگالیتے ہیں اوردیکھ لیتے ہیں کہ اس میں کوئی قصوروخلل ہے یانہیں۔پورے کلام کا خلاصہ یہ نکلا کہ صوفیاء کا اصل طریق یہی ہے کہ نفس کے اعمال کا محاسبہ کریں اورمجاہدہ سے جو وجدوذوق حاصل ہواس پر بحث وگفتگو کریں کیونکہ انہیں باتوں سے مریدوسالک کوترقی مدارج نصیب ہوتی ہے۔

ضرورت واہمیت علم تصوف:

علم تصوف کی ضرورت واہمیت کے بارے میں مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ (والدگرامی حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ) تحریرفرماتے ہیں: وہ مقدس ومبارک علم جو قلب کوذمائم کی نجاست سے پاک بنانے کی ترکیب سکھائے اورصفائی باطن کا طریق بتا کرروح کواس کی معراج کمال تک پہنچائے اوررفیق اعلیٰ سے وصال حقیقی پانے کی طرف دال ہو،تصوف کہلاتا ہے۔تزکیہ وعروج کے طریقہ کوسلوک،اس راہ کے چلنے والے کوسالک یامتصوف اورمنتہی کوصوفی کہتے ہیں۔

بقول اے ع عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

وہ روح جو اس رب قدیر کے ساتھ خاص نسبت رکھتے ہوئے اس عالم ناسوت میں جسم انسانی کے قفس میں مقید ہوئی۔ ہر آن و ہر لحظہ بے چین ہے اپنے مطلوب کے وصال کے لیے، بے تاب ہے اپنی اصل تک پہنچنے کے لیے۔کما قال الشیخ المعنوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

بشنو از نے چوں حکایت میکند　　　　وز جدائی ہا شکایت میکند

جب یہ دولت لازوال وصال سے مالا مال ہوتی ہے تو اس حی و قیوم، قادرِ مطلق سے وصال، سوچو کہ روح کو کن کمالات کی طرف دال ہوگا؟ بلا تمثیل قطرات آب، بصورت سحاب، بحر نا پیدا کنار سے اٹھ کر زمین پر برس کر دریا کی صورت میں کوہ و بیاباں کی سیر کرتے اپنی اصل اور اپنے مطلوب کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں تا کہ وہی منبع و مخزن، وہی سمندر کی ہر طوفان خیز موج انہی قطروں کا وجود اپنے اندر رکھتی ہے۔ مگر حاشا تمثیل کو حقیقی تمثیل نہ سمجھنا، وہاں تجزی ہے یہاں تجزی محال۔ اس ذات بے چون و چگون کے انوار کی ایک تجلی، اسی کے ارشاد کن کا ایک جلوہ ہے جب اپنی حقیقت میں گم ہوا تمام عوالم اس کے ماتحت، سب اشیاء اسی کے تحتِ تصرف۔

شرائط و ضرورت مرشد:

حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرائط مرشد کے حوالہ سے فرمایا: ☆ وہ صحیح العقیدہ سُنی مسلمان ہو۔ ☆ اس کا سلسلۂ طریقت رسول اعظم ﷺ تک پہنچتا ہو۔ ☆ وہ صاحبِ علم ہو، اگر اس سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جائے تو مذہبی کتب سے تحقیق کر کے بتا سکتا ہو۔ ☆ اس کا کوئی عمل ظاہری طور پر شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو۔

حضرت مبلغ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرائط و ضرورت مرشد کے بارے میں فرمایا: اگر امراضِ روحانی میں مبتلا ہو، خطرات ماسوی اللہ کا ہجوم ہو اور ہلاکت کا اندیشہ، طبیب کو ڈھونڈو جو خود تندرست ہو، صحیح الدماغ والحواس ہو، مرض کی حقیقت جاننے والا ہو اور مزاج کو بھی پہچاننے والا ہو۔ صرف عقل کے گھوڑے دوڑا کر آپ کو طبع آزمائی کا آلہ بنانے والا نہ ہو بلکہ تجربہ کار اساتذہ طِب، حکماء مشہور کے اقوال سے تمسک رکھنے والا اور اس شاہ راہ پر چلنے والا جس پر چل کر بہت سے مریض تندرست ہو چکے ہوں۔ وہ زبردست طبیب جن کے پاس نہ صرف دوا ہے بلکہ نسخہ شفاء، جن کے علاج نے کبھی خطا نہ کی، ایک دو نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں لاتعداد و لاتحصی ایسے زبردست بیماروں کو جو یا بگور تھے، جن کے قلوب زنگارِ معاصی سے اس قدر سیاہ ہو چکے تھے کہ مہرِ منیر ایمان کی تجلیات کا منعکس ہونا ہی ازقبیل محالات تھا۔ آناً فاناً نہ صرف صحیح وتندرست بنایا بلکہ ایسا زبردست پہلوان بنا دکھایا کہ بڑے بڑے شہ زوران کے نام سے تھراتے اور بڑے بڑے بادشاہ ان کے

ڈرسے لرزہ میں آتے۔وہ عالی مرتبت سید کونین ،رسول الثقلین،طبیب القلوب،شفیع الذنوب، سرکار مکہ، مولائے مدینہ ہیں ﷺ ۔اس لیے سب سے مقدم یہ امر کہ ان کے دربار کے سند یافتہ ،ان کی درس گاہ کے تعلیم یافتہ ایسے شخص کی طرف رجوع کریں جس کا سلسلہ حضور نبی کریم ﷺ تک صحیح ہو،صحیح الحواس ہو، نہ کہ مجذوب ۔مرض ومزاج کی پہچان رکھتا ہو، عالم بکتاب اللہ ہو اور خود صحیح المزاج یعنی متبع سنت سنیہ اور معرض عن الآثام والمعصیۃ ہو۔اگر اس میں یہ صفات موجود نہیں ہیں تو خود بھی ڈوبے گا اور تم کو بھی لے ڈوبے گا۔اگر مکار ہے اور بندۂ شکم تو وہ شیروں کے لباس میں گدھا ہے۔بچو بچو! تم متردد ہو گے کہ ہم پہچانیں کیوں کر؟ کرامتوں پر نہ بھولنا اور مکاشفات پر نہ ریجھنا۔بزرگوں نے فرمایا کہ اگر کسی کو ہوا پر اڑتا دیکھو اور پانی پر چلتا لیکن سنت کے خلاف پاؤ سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے:

ایسا بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نہ باید داد دست

ان شرطوں کو دیکھ لو کتاب وسنت کی کھلی ہوئی کسوٹی پر رکھ لو،نسبت صحیح اگر حضور اکرم روحی فداہ ﷺ سے رکھتا ہے ضرور ان کے دربار میں مؤدّب ہوگا۔اگر گستاخ و بے ادب ہے،دولت علم الٰہی سے محروم ہے اور بدنصیب ،زنہار زنہار اس کے قریب نہ جانا:

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب تنہا نہ خود راداشت بد
بلکہ آتش درہمہ آفاق زد

اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَایُضِلُّوْنَکُمْ وَ لَایُفْتِنُوْنَکُمْ
تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ تا کہ وہ تم کو گمراہ نہ کردیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔

وہ خود مریض ہے تمہیں کیا شفا دے گا؟ ہاں جو ان شرائط میں کامل ہے وہی تمہارے لیے فاضل ہے،اس کی ذات کو غنیمت سمجھو،اعتقاد شرط ہے۔اگر طبیب ظاہر سے بدعقیدہ ہو،دوا کے متعلق پہلے ہی سے یہ سمجھ لو گے کہ فائدہ نہ دے گی تو مشہور بات ہے کہ اثر نہ ہوگا ، یا ہوگا تو بدیر۔لہٰذا صحیح اعتقاد کے ساتھ اسی کو اپنا ہادی اور رہبر سمجھ کر مؤدبانہ حاضر ہو۔شرمندگی کے آنسو بہاتے ہوئے سچے دل سے توبہ واستغفار کا منضج ومسہل استعمال کرو اور قدرتِ الٰہی کا تماشا دیکھو۔

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهٗ. (حدیث)۔ یعنی گناہ سے توبہ کرنے والے کے ذمہ ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا۔

1 ۔مرشد اس کو بناؤ جس کا چہرہ پرنور ہو، جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے۔

2۔ پیر اپنی روزی خود کماتا ہو کیونکہ رزق حلال کھانے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

3۔ مرشد نمازی ہو اور شریعت کی خاص باتوں کو جانتا ہو۔

4۔ پیر ہاتھ کا سخی ہوتا کہ بوقت ضرورت کسی اور کو بھی روٹی کھلا سکے۔

5۔ پیر ہرگز لالچی نہ ہو کیونکہ لالچ محبت کو کاٹ دیتا ہے۔

حقیقت روح:

حضرت مبلغ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ حقیقت روح کے بارے میں تفصیلی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: حیات کا دارومدار ایک چیز پر ہے جب تک وہ جسم میں ہے، اور جب وہ علیحدہ ہوئی جسم مردہ ہوا، بے کار شمار کیا گیا۔ کسی نے زمین میں دفنایا، کسی نے جلایا، غرض کسی نہ کسی طرح جلد سے جلد خاک میں ملایا۔ کیا کبھی اس پر غور کیا کہ آن کی آن اور لحظہ کے لحظہ میں کیا ہو گیا؟ وہ پیاری چہیتی صورت کیوں ایسی دوبھر ہو گئی کہ ایک لحظہ کے لیے گھر میں رکھنی بھی ناگوار ہے؟ سڑنے کا احتمال ہوا، خراب ہونے کا ڈر، بدبو پھیلنے کا خوف، کوئی چیز تو تھی جس کے جاتے ہی یہ جسم کسی قابل نہ رہا، وہ کیا تھی؟ ہوا تھی؟ پانی تھا؟ مٹی تھی؟ آگ تھی؟ کوئی کہتا ہے حیات تھی، جان تھی، گیس تھی، اسپرٹ تھی، آتما تھی، روح تھی، تھی ضرور کوئی چیز، نام کچھ رکھ لو مگر یہ تو بتاؤ کہ اس کی تعریف کیا ہے؟ وہ تھی کیا؟ کہاں سے آئی؟ اور کہاں گئی؟۔

فلسفی حیران ہیں اور سائنٹسٹ پریشان۔ نہ کسی آرٹ میں اس کا سراغ، نہ سائنس میں اس کا پتہ، جانیں تو کیوں کر جانیں، پہچانیں تو کس طرح پہچانیں؟ بڑے بڑے رشی، بڑے بڑے اوتار، اسی دھن میں جنگلوں کی خاک چھانتے ہوئے پہاڑوں کے غاروں میں پناہ گزیں ہو کر غور میں مصروف ہیں۔ قابل قابل پروفیسر علمی کتب خانوں میں اسی جستجو میں لگے ہوئے ہیں کہ کچھ اس کا پتہ چلے۔ عالم و جاہل تک اسی کی تلاش میں سرگرداں ہیں کہ آخر وہ کیا ہے؟ کسی نے کچھ کہا، کسی نے کچھ لکھا مگر حقیقت کا کسی کو بھی پتہ نہ چلا۔

جولین ہکسلے (JULIAN HUXLY) جو سائنس کا ایک جلیل القدر امام مانا گیا ہے، اپنے عجز علم روح کا کس سادگی کے ساتھ ان الفاظ میں اعتراف کر رہا ہے کہ: ''ہم اس روح کی نسبت اس سے زیادہ کیا جانتے ہیں کہ وہ بھی ہمارے احوال و کوائف شعور کی نامعلوم اور فرضی علت کا نام ہے''۔

جب کسی کو پتہ نہیں چلتا تو چھپی باتوں کے بتانے والے، غیب کی خبریں لانے والے، عرش سے فرش تک کے حالات بیان فرمانے والے، مکہ کے چاند، مدینہ کے تاجدار، احمد مختار، محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی لوگ آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ روح کیا ہے؟ وہ سرکار جو اپنی طرف سے ایک حرف بھی نہیں بولتے بلکہ جو

ان کا رب ان سے کہلواتا ہے کہتے ہیں، جو وہ بلواتا ہے بولتے ہیں۔ اس بات میں بھی اپنی رائے نہیں بتاتے، اپنا خیال ظاہر نہیں فرماتے، بلکہ وحی الٰہی و فرمان ربانی صاف صاف لفظوں میں اس طرح سناتے ہیں:

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ؟ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا. (القرآن۔ ۱۷:۸۵)

(اے محبوب ﷺ) ''لوگ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ ان سے فرمادیجئے کہ روح تو میرے رب کے امر سے ہے اور تمہیں تو علم تھوڑا ہی سا دیا گیا ہے''۔

رب کے حکم سے، رب کے امر سے کیا مطلب نکلا، کیا سمجھے؟ کوئی یوں کہے کہ ارشاد ''کُــــنْ'' کی تجلیات میں سے ایک تجلی ہے۔ کوئی یہ کہے کہ عالم امر کی ایک خاص مخلوق۔ تجلی کی حقیقت خود ایک اجمال، عالم امر کی کیفیت خود مغلق۔ پھر سمجھیں تو کس طرح سمجھیں؟ آیت یقیناً مغلق نہیں، بیان بالیقین مجمل نہیں۔ علم کی کمی سبب ظاہر بیان کر ہی دیا گیا اس لیے یوں سمجھ لو کہ ''جناب رب العزت جل وعلا کے ساتھ خاص نسبت و تعلق ورابطہ رکھنے والی ایک ایسی شے ہے جس کے متعلق جب تک اس رب تک رسائی نہ ہو، عالم امر سامنے نہ آئے۔ تجلیات پر توفگن نہ ہوں حقیقت و تعریف کا منکشف ہونا محال۔

اطباء، طلبائے طب کو علم طب سکھانے کے لیے چیر پھاڑ کر بدن دکھائیں، تب تشریح بدن کا کچھ عقدہ کھلے۔ علم کیمیا کا ماہر، متعلم کیمسٹری کے سامنے مادہ کی تفریق کرے تب اس کی ماہیت کی کچھ خبر ملے۔ اسی طرح بلاتمثیل جب اس دریائے روح میں غوطہ زن ہو، تب گوہرِ مقصود ہاتھ آئے اور حقیقت جلوہ نما ہو۔ ہاتھ نہ ہلاؤ کچھ نہ بنا سکو گے، کان نہ لگاؤ کچھ نہ سن سکو گے، زبان نہ چلاؤ کچھ نہ بول سکو گے، بلاتمثیل اسی طرح روح کو کام میں نہ لاؤ اس کی صفات نہ معلوم کر سکو گے، تابہ ذات چہ رسد۔ کام میں لانے کے لیے پہلے قوت کی ضرورت، قوت کے لیے تغذیہ کی حاجت، فاقہ پر فاقہ کرو، بدن کو خوراک نہ پہنچاؤ۔ ضعف ونقاہت بڑھتے بڑھتے اس حد کو پہنچادے گی کہ ہاتھ ہلانا اور زبان چلانا بلکہ پلک تک جھپکانا دشوار ہو جائے گا۔ بلاتمثیل اسی طرح روح کو کام میں لانے کے لیے بھی روح میں قوت کی ضرورت اور قوت کے لیے غذا کی حاجت۔ جسم، مادہ کا جزو ہونے کے اعتبار سے مادی اغذیہ کا محتاج ہے تو اس نسبت خاص کے سبب جو روح کو رب جل وعلا سے حاصل، وہ بھی ایسی غذا کی ضرورت مند جو اس رب کے ساتھ خاص مناسبت رکھتی ہو۔ اس لیے پہلے مجمل طریق سے ان غذاؤں کو معلوم فرمائیے جو روح کو قوت دینے والی اور اس کو اس کی حقیقی معراج کمال تک پہنچانے والی ہیں''

روحانی غذائیں:

مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ روحانی غذاؤں کے بارے میں لکھتے ہیں

کہ: رب عظیم جل وعلا کے ساتھ یوں تو کون سی چیز ہے جو نسبت نہیں رکھتی:

ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے

ہر مخلوق مظہر ہے اور مظہر صفات الٰہیہ کسی نہ کسی رنگ میں، بلا تمثیل اس میں اسی طرح جلوہ نما جیسے آئینہ میں کوئی صورت۔ اس لیے اسماءِ صفات کو اس ذات کے ساتھ ایک خاص نسبت حاصل ہے اور ہر اسم صفت میں ایک خاص کیفیت تغذیہ روح موجود ہے لیکن اسم ذات اس نسبت میں اخص اس لیے تغذیہ میں اعظم۔ اسی لیے ارشاد ہے کہ:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ○ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الآیۃ)

''یقیناً آسمان وزمین کی پیدائش اور رات اور دن کے لوٹ پھیر میں سمجھ داروں کے لیے نشانیاں ہیں (سمجھ داروہ ہیں) جو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے ہوئے یعنی ہر حالت میں) اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور آسمان وزمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں''

عقلمند اور سمجھ دار وہی سمجھا جاتا ہے جو اسم ذات کے ذکر اور اسمائے صفات میں فکر کی مبارک اغذیہ کا سبب بنے اور ان سے اپنی روح کو قوت پہنچائے۔ پس ذکر وفکر یہ دو غذائیں ہیں۔ آؤ ان اغذیہ کے بنانے اور کھانے کی ترکیب سنو۔ اور اللہ ہمت دے تو استعمال کر کے روحانی پہلوان بنو۔

امراض روحانی:

حضرت سفیر اسلام رحمہ اللہ تعالیٰ روحانی امراض کے بارے میں یوں خامہ فرسائی فرماتے ہیں:

غذائیں اچھی سے اچھی کھاؤ لیکن پرہیز نہ کرو، یا عمدہ و بہترین کھانے میں تھوڑی غلاظت بھی ملا دو تو محنت برباد ہو جائے گی، معدہ کبھی قبول ہی نہ کرے گا۔ لہٰذا اس سے پہلے کہ غذا کا استعمال کرو اس کو اچھی طرح دیکھ لو کہ اس کے ساتھ کوئی بری چیز تو نہیں ملی۔ اس کے ساتھ ساتھ سوچ لیجئے کہ اگر جسم بیماری میں مبتلا ہے اور امراض صعبہ میں گرفتار ہے تو کیسی ہی عمدہ غذا ہو، دودھ ہو، یا انڈا کیوں نہ کھائیے نفع دینا تو درکنار، الٹا نقصان ہوگا۔ مرض کی تعریف علم طب میں ملاحظہ کیجئے: ''مزاج کا نقطہ اعتدال سے ہٹنا یا کسی امر غیر طبعی کا پیش آنا، مرض کہلاتا ہے''۔

تزکیۂ قلب:

حضرت مبلغ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ تزکیۂ قلب کے بارے میں علمی بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے

ہیں:

روح حیوانی کا مولد قلب ہے، روح حقیقی کے ساتھ بھی قلب کو ایک خاص تعلق ہے اس لیے کہا گیا ہے کہ:

اِنَّ فِیْ جَسَدِ آدَمَ لَمُضْغَۃٌ لَوْفَسَدَتْ فَسَدَ کُلُّہٗ وَلَوْصَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَاوَھِیَ الْقَلْبُ اَلَاوَھِیَ الْقَلْبُ۔

آدمی کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، اگر وہ خراب ہوگا تو تمام جسم خراب ہوگا ہے۔ اگر وہ درست ہوگا تو تمام جسم درست ہوگا۔ خبردار! وہ ٹکڑا قلب (دل) ہے، غور سے سن لو وہ دل ہے۔

احادیث میں یہ مضمون موجود ہے کہ ایک معصیت قلب پر ایسا کام کرتی ہے جیسے زنگار کا ایک نقطہ چمک دار لوہے پر۔ پس غور کرو کہ چمک دار لوہا جس میں تمہارا منہ نظر آتا ہے کچھ دنوں کیچڑ میں پڑا رہا زنگ کے نقطے لگتے لگتے اس کو کالا بنا دیں گے تب اس کی اصلاح کی کیا تدبیر؟ کسی لوہار کو تلاش کرو وہ اس زنگ آلود سیاہ لوہے کو بھٹی میں ڈال کر دھونکنی سے آگ دھونکے گا۔ یہاں تک کہ لوہا اچھی طرح تپ جائے اور حرارت اس کے رگ وپے میں اس طرح سرایت کر جائے کہ خود انگارہ معلوم ہونے لگے، اس وقت لوہار اہرن پر رکھ کر ہتھوڑے سے کوٹے گا زنگ دور ہوگا، پانی میں غوطہ دے کر دھوئے گا، پھر صیقل کرے گا۔ وہی زنگ آلود سیاہ لوہا آئینہ سکندری کی طرح شفاف ہو کر جمال محبوب دکھانے کے قابل ہو جائے گا۔ بلا تمثیل اسی طرح وہ مصفّٰی مجلّٰی قلب جو زنگار معاصی وتکدرات ماسوی اللہ سے آلودہ ہو کر سیاہ پڑ گیا ہے، قلوب پر صیقل کرنے والے یعنی تزکیۂ باطنی فرمانے والے (جن کی شان میں فرمایا گیا، یُزَکِّیْھِمْ وہ ان کا تزکیہ فرماتے ہیں) سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر کرو۔ ان کے دربار کے خادم ان کے ساتھ صحیح نسبت رکھنے والے اسی صیقل گری کے سند یافتہ شیخ کی خدمت میں لاؤ۔ وہ محبت الٰہی وایمان کی چنگاری باطنی قوت سے تمہارے قلب میں ڈالیں گے اور تمہیں سکھائیں گے کہ: لَا اِلٰہَ کی دھونکنی سے اسے دھونکو، اِلَّا اللّٰہُ کی ضربوں سے اسے کوٹو اور: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے مبارک ذکر کے آبِ رحمت میں اسے غوطہ دو، پھر ذکر اسم ذات سے اس پر صیقل کرو، کفر وشرک کے جلی داغ اس طرح جائیں گے۔ لَا کو قلب سے اٹھاؤ دائیں شانہ تک لاؤ، اِلٰہَ کے ہمزہ کو شانہ سے اٹھاؤ اور لَا کو دماغ تک کھینچ کر، ھا دماغ سے نکال کر عرش تک پہنچاؤ کہ تمام معبودین باطلہ فنا ہوں: لَا مَعْبُوْدَ کا تصور ذہن میں رہے، وہاں سے فیوض الٰہیہ کو لیے ہوئے الٰہی جلال وقوت کی ضرب: اِلَّا اللّٰہُ قلب پر دو تا کہ خدائے قدوس کی تجلیاتِ قلب پر، پرتو فگن ہوں اور دل میں بیٹھ جائے کہ ''بس وہی ایک معبود ہے''۔

جب یہ مضمون دل پر جم جائے شرک وکفر، کذب وزور وغیرہ کا مجموعہ نفاق یا ریا کا شائبہ بھی باقی نہ رہ جائے اس وقت :لَامَعْبُوْدَاِلَّااللّٰهُ کے تصور کے بجائے :لَامَقْصُوْدَاِلَّااللّٰهُ کا تصور کرو، یہ ہے انقطاع ماسوی اللہ۔ جب تک تن دہی سے ایک ہی جانب رجوع کر کے یک سوئی (CONCENNTRATION) کے ساتھ متوجہ نہ ہو گے مطلب حاصل نہ ہوگا۔

لہٰذا اچھی طرح دل میں جما یئے کہ میرا مقصود سوائے اللہ کے کوئی نہیں ہے اور جس کا وسوسہ دل میں باقی ہے۔ تکبر جس کا نقطہ قلب پر لگا ہے، بلکہ خود اپنی ہستی جو ایک پردہ بن کر راہ میں حائل ہے انانیت کی صورت میں کہیں رنگ نہ لائے ۔اس لیے اس حقیقت پر غور کرو کہ وہی تھا اور کچھ بھی نہ تھا، وہی رہے گا اور کچھ بھی نہ ہوگا۔ یہ تماظل ہو یا ظہور فی نفسہ کچھ بھی نہیں۔ اس کو بھی ہٹاؤ اور :لَامَقْصُوْدَاِلَّااللّٰه کے بجائے تصور کرو :لَامُوْجُوْدَاِلَّااللّٰه، یہ ہے وہ زبردست تنقیہ جس کو اصطلاحِ صوفیاء میں جاروبِ قلب کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

تا بہ جاروب لا نہ روبی راہ نہ رسی در سرائے اِلَّا اللّٰہ

اس میں دوا بھی ہے اور غذا بھی۔ مرض بھی جائے گا اور قوت بھی آئے گی۔ اس کے مختلف طریق ہیں، چہار زانو یا دوزانو بیٹھ کر، بلند آواز سے، خواہ پست آواز سے خواہ سانس کے ساتھ تصور ہی تصور میں، خواہ حبس دم کے ساتھ محض تخیل سے، خواہ بلا حبس دم خیال ہی خیال میں۔ اس لیے کہ اصل مطلب دھیان کا جمانا اور یکسوئی پیدا کرنا ہے۔ جس مریض کے لیے جیسا مناسب ہو یہ طبیب بتا سکتا ہے، اسی تنقیہ کو ''تزکیۂ قلب'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔''

توبۃ النصوح (صدق دل سے توبہ):

مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ توبۃ النصوح کے بارے میں اصولی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: توبہ و استغفار کرنے اور معاصی و منہیات سے بچنے کا ارادہ قوی کرنے کے بعد روحانی ارتقاء وترقی کی ورزشوں کو علی الترتیب عمل میں لایے۔ پہلے اس خدائے جلیل و جبار کی حمد، اس کی جلالت وجبروت کے اقرار اور اپنے مقصود کے اظہار کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھ کر بجا لایے، پھر اس کا تصور سورۃ اخلاص تین بار پڑھ کر اس طرح جمایئے کہ وہ ایک ہے، بے نیاز ہے، نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ وہ کسی کا بیٹا، نہ کوئی کسی عنوان سے اس کا شریک وسہیم۔ روحِ حقیقی اس جسدِ خاکی کے بن بن (بال کی جڑ) مو میں پرتو فگن لیکن ہر اس مقام کو جہاں اس کے جلوے اپنا خاص رنگ دکھاتے ہیں اصطلاح مشائخ وصوفیائے نقشبند یہ میں ''لطائف'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔''

سُلوکِ نقشبندیہ مجدّدیہ

مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم قادری صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ سلوک نقشبندیہ مجددیہ کے حوالے سے لطائف عشر پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: اس مشرب مبارکہ میں عالم امر و خلق دس (10) لطائف پر مشتمل ہے۔ بلاتمثیل جیسے ڈمبل (ورزش کرنے کا آلہ) کے ذریعہ ورزش کرنے والا ورزش کے وقت اعصاب و اعضاء کا خاص لحاظ رکھتا ہے، جن کو اس مشرب مبارکہ کے شیخ الشیوخ، زمان جدید کے صحیح نبض شناس، حضرت سرکار امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ترتیب سے مدون فرمایا: ان دسوں لطیفوں سے اول علیحدہ علیحدہ کام لیجئے اور اس ورزش اور کام لینے کی ترکیب یہ ہے:

☆ دوزانو یا چہارزانو قبلہ رو بیٹھیے خدائے ذوالجلال کی طرف متوجہ ہوکر نہایت تضرع وزاری کے ساتھ غفلت ومعصیت پر نادم ہوکر پچیس بار یا کم از کم تین بار یہ پڑھیے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ سُبْحَانَہٗ.

☆ پھر پانچ مرتبہ اس سرکار والا تبار احمد مختار علیہ السلام کے دربار میں ہدیۂ درود وسلام پیش کیجئے۔

☆ اس کے بعد خدائے جل وعلا کی حمد وثنا کرتے ہوئے اپنی عبودیت کا اقرار اور مقصد کا اظہار سورۃ فاتحہ ایک بار پڑھ کر، سورۃ اخلاص تین بار تلاوت فرما کر کیجئے اور اس کا ثواب تمام انبیاء ومرسلین ومشائخ وصوفیاء: عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ وَرِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ کی ارواح طیبہ کو پہنچا کر ان کے صدقہ میں مالک جل وعلا سے دعا مانگیے کہ: ''خداوندا! اپنے ان مقربین کے صدقہ میں مجھ پر بھی فیض ورحمت ومعرفت کا دروازہ کھول۔''

مشق اول: ذکر لطیفۂ قلب:

زبان کو تالو سے لگایئے، (سانس بند نہ کیجئے) اور یہ دھیان جمایئے کہ بائیں پستان سے دو انگشت نیچے قلب اللہ اللہ کر رہا ہے۔ اول اول ویسے ہی دھیان جمایئے، پھر تسبیح پر شمار کرنا شروع کیجئے، جب سو (۱۰۰) مرتبہ اس طرح ذکر کر چکیں تو ٹھہر جایئے اور دل ہی دل میں اس طرح دعا مانگیں کہ:

اِلٰھِیْ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَ مُرَادِیْ وَ رِضَاکَ مَطْلُوْبِیْ وَ اِلَیْکَ اسْتِنَادِیْ، فَاَتْمِمْ عَلَیَّ نِعْمَتَکَ بِفَضْلِکَ، وَارْزُقْنِیْ اِلٰی حَضْرَتِکَ وُصْلَۃً کَامِلَۃً وَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ مُحَبَّۃً جَامِعَۃً وَّ مَعْرِفَۃً شَامِلَۃً.	اے اللہ! میرا مقصود ومراد تو ہی ہے، تیری ہی رضا مندی مجھے مطلوب ہے تو ہی میرا سہارا ہے پس اپنے فضل سے مجھ پر اپنی نعمتوں کو پورا کر، مجھے اپنی جناب میں کامل وصل عطا فرما اور مجھ کو اپنی خاص جامع محبت اور ہر حال میں معرفت کاملہ نصیب فرما۔

ہر سو مرتبہ ذکر کے بعد اسی طرح دعا مانگتے جایئے، جس قدر دیر تک دل لگے اور گھبراہٹ نہ پیدا ہو ذکر کرتے رہیے۔ بتدریج اس مشق کو بڑھایئے، دن رات میں جتنی بار بیٹھ سکیں بیٹھیے اور جس قدر ذکر کر سکیں کیجیے یہاں تک کہ پچیس ہزار کی تعداد پوری ہو جائے۔ پھر اسی طرح لطیفۂ روح کی طرف متوجہ ہو جایئے۔

مشق دوم: ذکر لطیفۂ روح:

دائیں پستان سے دو انگشت نیچے محل روح ہے۔ جس طرح مشق اول میں قلب کے ذکر کرنے کا تصور باندھا تھا، اب بہ ترکیب مذکورہ زبان کو تالو سے لگایئے اور یہ دھیان جمایئے کہ لطیفہ روح کر رہا ہے۔ سو (۱۰۰) بار ذکر کر لینے کے بعد ٹھہر جایئے، دعائے بازگشت پڑھیے۔ اس لطیفہ سے پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) بار تعداد ذکر کو پورا فرما کر پھر مشق اول کو دھرایئے اور قلب سے دس ہزار (۱۰۰۰۰) بار تعداد ذکر فرمایئے۔ اب لطیفہ سر کی طرف توجہ کیجیے۔

مشق سوم: ذکر لطیفۂ سر:

بائیں پستان سے دو انگشت اوپر محل لطیفہ سر ہے۔ جس طرح مشق اول و دوم میں قلب و روح سے ذکر کیا، اب یہ دھیان جمایئے کہ لطیفہ سر کر رہا ہے، جس کا اثر لطائف آب و آتش و خاک و باد (عناصر اربعہ جن سے قالب انسانی مرکب ہے) پر اس طرح پڑ رہا ہے کہ تمام بدن کے رونگٹے سے ذکر اسم ذات جاری ہے جب اچھی طرح یہ کیفیت جم جائے، تب شمار شروع کیجیے اور ہر سینکڑہ پر دعائے بازگشت پڑھتے رہیے۔ اور اسی انداز پر پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) تک ذکر کی تعداد پہنچایے، پھر قلب سے دو ہزار (۲۰۰۰)، روح سے دو ہزار (۲۰۰۰) مرتبہ ذکر فرمایئے۔

مشق چہارم: ذکر لطیفۂ خفی:

بائیں پستان کے درمیان سینہ کے وسط میں محلِ لطیفہ خفی ہے۔ جس طرح سابقہ مشقوں میں قلب، روح و سر سے دھیان جمایا تھا اب یہ تصور باندھیے کہ لطیفۂ خفی اللہ کر رہا ہے۔ ذکر جاری ہونے کے بعد شمار کیجیے۔ ہر سینکڑہ پر دُعائے بازگشت پڑھتے رہیے تا آنکہ کُل تعداد ذکر اس لطیفہ سے پندرہ ہزار بار ہو جائے۔ پھر قلب سے چار ہزار (4000) اور روح سے تین ہزار (3000) مرتبہ ذکر فرمایئے۔ اب لطیفہ اخفی کی طرف توجہ کیجیے۔

مشق پنجم: ذکر لطیفۂ اخفیٰ:

دونوں پستانوں کے درمیان سینہ کے وسط میں محل لطیفہ اخفی ہے۔ جس طرح سابقہ مشقوں سے

مصروفِ ذکر ہے اسی طرح اب یہ خیال جمایئے کہ لطیفہ اخفیٰ اَللّٰہ کر رہا ہے۔ ذکر جاری ہونے کے بعد شمار شروع کیجیے۔ ہر سینکڑہ پر دعائے بازگشت پڑھتے رہیے اور اس لطیفہ سے تعداد ذکر کو تیرہ (13000) ہزار تک پہنچایئے۔ پھر قلب سے تین ہزار (3000)، رُوح سے تین ہزاز (3000)، سر سے تین ہزار (3000) اور خفی سے تین ہزار (3000) دفعہ ذکر فرمایئے۔ اب لطیفۂ نفس کی طرف توجہ کیجیے۔

مشقِ ششم: ذکر لطیفۂ نفس:

اس کا محلِ خاص پیشانی کے وسط میں ہے۔ عالم خلق کے بقیہ تمام لطائف بھی اس کے ساتھ منسلک ہیں، جس طرح سابقہ مشقوں سے لطائف عالم امر سے فرداً فرداً ذکر کا دھیان جمایا تھا اب تصور باندھیے کہ لطیفۂ نفس کر رہا ہے، جس کا اثر لطائف آب و آتش، خاک و باد (اربعہ عناصر جن سے قالب انسانی مرکب ہے) پر اس طرح پڑ رہا ہے کہ تمام بدن کے رونگٹے سے ذکر اسمِ ذات جاری ہے۔ جب اچھی طرح یہ کیفیت جم جائے، تب شمار شروع کیجیے۔ اور ہر سینکڑہ پر دُعائے بازگشت پڑھتے رہیے اور اسی انداز پر پندرہ ہزار (15000) تک ذکر کی تعداد پہنچایئے، پھر قلب سے دو ہزار (2000)، سر سے دو ہزار (2000)، خفی سے دو ہزار (2000) اور اخفیٰ سے دو ہزار (2000) مرتبہ ذکر فرمایئے۔

ہدایت:

جب اچھی طرح تمام لطائف سے ذکر جاری ہو جائے اور یہ حالت پیدا ہو جائے کہ جس لطیفہ کی طرف خیال کریں فوراً ذکر کا دھیان جما ہوا معلوم ہو، تب مستقل طور پر روزانہ اندازاً جس تعداد میں ذکر کرنا ہے کیجیے۔ اس کے علاوہ تھوڑا سا وقت نفی و اثبات کے لیے بھی وقف کیجیے اب مشق ہفتم عمل میں لایئے۔

مشقِ ہفتم: ذکر نفی و اثبات:

بہ ترکیب مذکور بیٹھ کر زبان کو تالو سے لگا کر دھیان جما کر ناف سے لَا کو اٹھایئے اور خیال ہی خیال میں کھینچتے ہوئے شانے تک لایئے، وہاں سے اِلٰہَ کو اٹھا کر دماغ تک پہنچایئے اور لَا کو دماغ سے نکال کر عرش تک لے جایئے، وہاں سے بذریعہ قوت متخیلہ انوار الٰہی لئے ہوئے اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب خصوصاً قلب پر دیجیے، جس کا اثر تمام لطائف پر پہنچے۔ ایک سو ایک بار تسبیح پر گن کر اس کی مشق کیجئے اور پھر زبان سے کہیے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور سمجھیے کہ میں اس سرکار کی غلامی میں داخل ہوا اور حضور ﷺ کا فیض میرے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا۔ پھر وہی مذکورہ دعائے بازگشت پڑھیے۔

مراقبہ احدیت:

مراقبۂ احدیت کے بارے میں یوں اظہارِ خیال فرماتے ہیں: باوضو، چہار زانو، روبقبلہ زبان کو تالو سے لگا کر آنکھیں بند کر کے قلب کی طرف متوجہ ہوں اور صورت شیخ کو سامنے تصور کر کے یہ دھیان کریں کہ "بے چوں و بے چگوں بے شبہ و بے نموں تمام صفات سے موصوف اور تمام نقصانات سے منزہ ذات کی طرف سے اس شیخ کے واسطہ سے فیض آتا ہے۔ کم از کم پندرہ دن تک دس منٹ سے تیس منٹ تک اندازاً بتدریج بڑھاتے ہوئے اس مراقبہ کو کیجئے اور فیض الٰہی کے آثار قلب پر مشاہدہ فرمائیے (اس مراقبہ کو مشق اول، دوم اور سوم کے ذکر کے ساتھ ساتھ بھی کر سکتے ہیں تا کہ ذکر میں امداد ملے) نیز اس مراقبہ کے دوران باوقات مختلف کلمۂ طیبہ اکثر چلتے پھرتے وردِ زبان رہے۔"

آدابِ مریدین

حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسودراز رحمہ اللہ تعالیٰ نے "آداب المریدین" کے حوالے سے اصول وقوانین بیان فرمائے۔ مختلف سلاسل سے متعلق مریدین کے استفادہ کے لیے ان میں سے چند ایک سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا مریدین کے لیے ضروری ہے کہ انہیں ہمہ وقت پیشِ نظر رکھیں:

☆ جب مرید، پیر کی خدمت میں حاضر ہو تو اس کے جمال با کمال پر نظر رکھے۔ عاشق کی طرح منہ تکتا رہے یا اپنے پیروں پر نگاہ رکھے کھڑا رہے اور اگر بیٹھے تو سینہ پر نظر رکھے۔

☆ پیر کے سامنے دوڑ کر نہ چلے اور نہ بالکل آہستہ چلے۔

☆ اگر قرآن شریف یا کوئی دعا یا بزرگوں کا تبرک پیش کرنا ہو تو نہایت ادب سے پیش کرے۔

☆ جب شیخ کی خدمت سے واپس ہو تو شیخ کی طرف پشت نہ کرے اور جس طرح دل شیخ کی طرف متوجہ ہے، چہرہ بھی متوجہ رہے۔ جو شخص ہر وقت شیخ کی خدمت میں کاروبار (خدمات) کے لیے آمد و رفت رکھتا ہے، اس سے یہ اہتمام نہ ہو سکے گا مگر اس کو بھی اتنا ضرور چاہیے کہ پیر کے سامنے تو دو تین قدم الٹا چل کر پشت کرے، پہلے ہی قدم پر پشت نہ کرے۔

☆ پیر کے سامنے بیٹھے تو ادھر ادھر نہ دیکھے اور بار بار اٹھنے کی کوشش بھی نہ کرے۔

☆ جب پیر و مرشد اٹھیں تو ان کی موافقت کرے اور جب واپس آئیں تب بھی کھڑا رہے۔

☆ اگر پیر کے سامنے کھانا کھانے کا اتفاق ہو تو نہایت تمیز سے چھوٹا چھوٹا لقمہ لیکر کھائے اور انگلیاں سالن میں

نہ پھیرے۔

☆ پیر کی مجلس سے بغیر کسی ضروری کام کے باہر نہ جائے۔ جب پیر اس کی طرف دیکھیں تو اپنی نظریں نیچی کرے اور پیر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گفتگو نہ کرے۔

☆ پیر سے بجز دعا کے کوئی مطالبہ نہ کرے بلکہ اپنی طبیعت کا حال بھی بیان نہ کرے۔

☆ پیر کے حضور زیادہ آمد و رفت اچھی نہیں ہے (کیونکہ اس سے ادب و احترام میں کمی آئے گی)۔

☆ پیر جو کچھ فرمائیں اس پر غور کرے۔ اگر بات شریعت کے موافق ہو تو فوراً عمل کرے، اگر سخت ناجائز ہے تو تامل سے کام لے اور اگر کچھ وہم پیدا ہو جائے تو بے دھڑک کر بیٹھے کیونکہ پیر ایسے علوم سے واقف ہوتا ہے جن کی اسے (مرید کو) خبر نہیں۔

☆ خوب سمجھ لو پیر سے غافل ہونا پوری محرومی ہے۔

☆ ہر شخص اپنے کام کا ماہر ہوتا ہے۔ پیر، حق کے راستے کی طرف راہنمائی کرنے کا استاد و ماہر ہوتا ہے۔

☆ جس جگہ تم سو سال کے مجاہدے سے نہیں پہنچ سکتے پیر تم کو ایک بات سے وہاں پہنچا سکتا ہے کیونکہ وہ راستہ کی دوری و نزدیکی اور نشیب و فراز سے خوب واقف ہوتا ہے۔

☆ گفتار، رفتار اور دستار وغیرہ امور میں پیر کی اتباع کرے۔ اکثر مرشد کا نام ورد زبان رکھے اور تصور مرشد کے لیے کوئی وقت خاص نہ کرے بلکہ ہمہ وقت تصور شیخ میں غرق رہنا چاہیے۔

☆ مرید ہر وقت پیر کو غیب کے مشاہدہ میں تصور کرے اور اپنے اوپر پیر کی نظر کرم اور تجلی کا تصور ذہن میں بٹھائے کیونکہ اگر ایسا کرتا رہا تو ایک وقت وہ آئے گا کہ پیر اس کی خلوت میں سامنے آموجود ہوں گے اور پیر کے دل پر جو تجلی حق ہو رہی ہے اس کا عکس اس کے دل پر جلوہ گر ہو گا۔

☆ مرید ہمیشہ اپنے آپ کو پیر کی حراست میں تصور کرے اور اپنے ہر کام کو پیر اور خدا کی عنایت و اعانت پر موقوف جانے۔ اگر اس پر مداومت کی تو چند روز میں جدھر دیکھے گا پیر ہی پیر نظر آئیں گے۔

☆ پیر سے بڑھ کر کوئی ولی نہیں ہے۔ اگر پیر کے پیر بھی موجود ہوں تب بھی یہی سمجھو کہ مجھ کو جو فیض اپنے پیر سے پہنچ سکتا ہے وہ پیر کے پیر سے بھی نہیں پہنچ سکتا۔

☆ اگر پیر نے کسی کام کا حکم دیا اور نماز کی جماعت تیار ہے تو پہلے پیر کا حکم بجالائے کیونکہ جماعت دوبارہ بھی مل سکتی ہے مگر پیر کے حکم میں حرج پڑے گا تلافی نہیں۔ (البتہ اگر نماز قضا ہو جانے کا امکان ہو تو پہلے نماز ادا کرے)۔

☆ دوستوں اور ہم نشینوں کو کسی قسم کا رنج نہ دو کیونکہ آخر وہ کب تک تمہارا لحاظ کریں گے؟ نتیجہ یہ ہو گا کہ تم

خراب ہو گئے۔

☆ اگر تم سے پیر کو تکلیف واذیت پہنچی تو پیر نے معاف بھی کر دیا تو بتقاضائے بشریت مرشد کے دل میں ایک گرہ سی لگ جائے گی، کبھی نہ کبھی ان کے دل میں یہ خیال آئے گا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے میرے ساتھ ایسا کیا تھا۔

☆ پیر اگر اپنا پہنا ہوا کپڑا (بطور تبرک) مرید کو عنایت کریں تو اس کو بہت احتیاط سے محفوظ رکھے، کبھی عید وغیرہ ایام میں اس کی زیارت کرے اور اس کو اپنا شفیع جانے۔

☆ پیر سے ایسی محبت ہونی چاہیے کہ اپنے زن و فرزند اور جان و مال سب سے زیادہ اس کو عزیز جانے اور مرتے وقت پیر ہی کی یاد میں دم نکلے تو زہے سعادت۔ پیر خدا کا سفیر (ترجمان) اور اس کے خزانہ کا امین ہے، تم کو جو کچھ ملے گا اسی کے ہاتھ سے ملے گا۔

☆ پیر کی خدمت میں جو کچھ خرچ کرے اس کا شکریہ بجالائے اور اسے پیر کا اپنے اوپر احسان خیال کرے کہ اس کو قبول فرمایا۔

☆ جو شخص پیر کے فرمان کی تفاوت ومخالفت کرے، اس کو نیک بخت تصور نہ کریں۔

☆ اپنی ہر بات پیر سے عرض کرے بشرطیکہ پیر کو اتنی فرصت ہو۔ اپنے دل کو پیر کے سپرد کرے اور دل کی خیریت پیر سے چاہے۔

☆ پیر کی خدمت جان و دل، ہاتھ پیر سے بجالائے اور شکر کرے کہ پیر ہی کی عنایت سے اس خدمت کی مجھ کو توفیق ہے۔

☆ مرید پر سب سے پہلے دو فرض ہیں، اول پیر کی تلاش اور دوم اس کے حکم کی پیروی کرنا ہے۔

☆ اگر مرید ایک بار کہہ دے کہ میں پیر کا مرید نہیں ہوں تو وہ ارادت سے خارج ہو گیا اگرچہ اس کے بعد کتنا ہی اعتقاد ظاہر کرے کیونکہ ارادت مرید کی صفت ہے نہ کہ پیر کی۔

☆ اگر مرید اپنے پیر کی حیات میں یا ان کی وفات کے بعد کسی دوسرے بزرگ سے ملاقات کرے اور ان کا کشف وکرامات دیکھے تو اپنے پیر سے بدعقیدہ نہ ہو۔ کیا خبر ہے کہ اس کے پیر زیادہ کشف وکرامات رکھتے ہوں اور اس کا ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا ہو۔

☆ اگر کسی بزرگ سے کچھ حاصل ہو یا خانہ کعبہ میں حصول مقصود میں کامیابی ہو تو اسے اپنے پیر ہی کی طفیل سمجھے۔

☆ جہاں تک ہو سکے مرید، پیر کا بوجھ اٹھائے اور سمجھے کہ جیسے پیر دینی معاملات میں اس کے محتاج نہیں ایسے ہی

دنیاوی معاملات میں بھی اس کے محتاج نہیں ہیں۔ اگر مرید خوشحال اور پیر تنگدست ہو تو مرید اپنی خوشحالی کو پیر ہی کی بخشش تصور کرے۔

☆ اگر مرید کسی ایسی مجلس میں حاضر ہو جہاں خضر، ابدال، اوتاد جیسے اولیاء اور اس کے پیر بھی تشریف رکھتے ہوں تو یہ اپنے پیر ہی کی طرف متوجہ رہے اور ان ہی سے غرض رکھے۔

☆ مرید اپنے پیر سے حضرت جنید بغدادی اور حضرت بایزید بسطامی رحمہما اللہ تعالیٰ کو بھی بہتر نہ سمجھے۔ اگر اپنے پیر پر کسی اور شخص کی فضیلت ظاہر ہو بھی جائے تب بھی اپنا ہاتھ پیر کے دامن سے نہ ہٹائے۔ باپ ہی اپنے بچہ کی پرورش کرتا ہے، غیر خواہ کتنا ہی رحیم و کریم ہو پرورش نہیں کرے گا۔

☆ جب تک مرید، پیر کی صحبت سے فیضیاب نہ ہو، علیحدگی اختیار نہ کرے ورنہ اس کے عقیدے میں خلل پڑنے کا خدشہ ہے۔

☆ اگر مرید کو علم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو یا پیر اس کو حکم دیں تو فقہ، تفسیر اور حدیث کا علم حاصل کرے، معقولات میں اپنا وقت ضائع کرنے کی کوشش نہ کرے (یعنی منقولات کو معقولات پر ترجیح دے)۔

☆ مزار کے آگے زیادہ دیر نہ بیٹھے۔ صرف اتنی دیر ٹھہرنا چاہیے جتنی دیر میں سورۃ یٰسین پڑھتے ہیں۔ زیادہ دیر ٹھہرنے کے سبب ادھر ادھر نظر پڑنے سے مزار شریف کی بے حرمتی کا اندیشہ ہے۔ جتنی دیر بیٹھے مزار کو دیکھتا رہے یا آنکھیں بند کر کے تصور شیخ میں مصروف رہے۔ مزار شریف کے سامنے کسی شخص کی تعظیم نہ کرے البتہ اس شخص کی تعظیم کر سکتا ہے جس کی شیخ اپنی حیات میں تعظیم کرتے تھے۔

☆ مریدوں کے دل میں اپنے شیخ کا ادب اس درجہ تک چاہیے کہ پیر کی مجلس میں بغیر اجازت بات نہ کرے۔ پیر کی طرف بے باکانہ نظر سے نہ دیکھے۔ دنیا کی ہر چیز سے پیر کی محبت اس کے دل میں زیادہ ہو۔ جس شخص کی زبان یا کسی اعضاء سے پیر کے ادب کے خلاف کوئی فعل یا کلام سرزد ہو یا مرید کے دل میں پیر کے آداب کے خلاف خیال بھی پیدا ہو تو وہ مرید منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔

☆ تصوف سارے کا سارا ادب ہے، جس مرید کے دل میں پیر کامل کے خلاف خیال بھی پیدا ہو، وہ پیر سے دشمنی رکھتا ہے اور دشمن کبھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا کیونکہ شیخ کامل مریدوں کے نہیں بلکہ تمام جہاں کے اندیشوں سے واقف ہوتے ہیں۔ بقول مولانا:

شیخ واقف گشت از اندیشہ اش — شیخ ہمچو شیر دولہا بیشہ اش

اس لیے بے ادب مرید دین و دنیا کی نعمتوں سے محروم رہتا ہے۔

☆ مرید کو چاہیے کہ شیخ کی مجلس میں اگر کوئی تذکرہ یا کلام شروع ہو تو شیخ کی گفتگو ہمہ تن گوش ہو کر سنے اور شیخ کے ارشاد سے استفادہ کرے۔

☆ پیر کی مجلس میں گفتگو کرنے کی ضرورت ہو تو نہایت نرم اور مؤدب آواز و طریقہ سے کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضور انور ﷺ کی بارگاہ میں چلا کر باتیں نہ کرو جس طرح ایک دوسرے کے سامنے بات کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جو آداب حضور اقدس ﷺ سے متعلق بیان فرمائے وہی شیخ کے لیے بجالائے کیونکہ شیخ حضور اقدس ﷺ کا قائم مقام، نائب اور خلیفہ ہے۔

☆ جب کبھی پیر کی خدمت میں کوئی بات دینی یا دنیوی عرض کرنے کی ضرورت ہو تو وقت کا خیال رکھے۔ جس وقت شیخ کو فارغ معلوم کرے اور اپنی طرف متوجہ پاوے تو عرض کرے کیونکہ ایسے وقت میں عرض کرنے سے شیخ کی طبیعت زیادہ راغب ہوگی اور حصول مطلب میں جلد کامیابی ہوگی۔ اور عرض کرنے سے قبل ادب اور قبولیت کے لیے دعا کرے۔

☆ مرید کو چاہیے کہ کوئی کام دین یا دنیا کا شروع کرنے سے پہلے شیخ سے اجازت ضرور حاصل کرے، یہاں تک کہ کھانا پینا، سونا جاگنا، کپڑے پہننا، چلنا پھرنا، پیر کے حکم کے مطابق ہو۔ نیز عبادات میں سے نفل نماز، روزہ اور تلاوت قرآن مجید پیر کے حکم کے مطابق عمل میں لائے۔

☆ جس چیز کو شیخ مکروہ جانتا ہو یا جس سے نفرت کرتا ہو مرید کو چاہیے کہ اس سے پرہیز کرے خواہ اس کے نزدیک وہ چیز کتنی ہی مرغوب کیوں نہ ہو اور اس میں اپنا فائدہ تصور کرتا ہے۔

☆ پیر کی مجلس میں کبھی اوراد و وظائف و نوافل میں مشغول نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہمہ تن پیر کے آداب اور نسبت کی طرف متوجہ رہنا چاہیے کیونکہ بقول مولانا روم:

یک زمانہ صحبت با اولیاء　　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

☆ جب مرید صادق، مرشد کامل کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فیوض و برکات پیر پر نازل ہوتے ہیں، وہی انوار مرید پر بھی چمکتے ہیں۔ جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

”مَاصَبَّ اللّٰهُ فِيْ صَدْرِيْ شَيْأً اِلَّا صَبَبْتُهٗ فِيْ صَدْرِ اَبِيْ بَكْرٍ“　”جو چیز اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈال دی وہی چیز میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں ڈال دی۔“

☆ مرید وہ ہے جس میں اوصاف ذیل موجود ہوں:

1- محبت اور شوق کی آگ اس کی نفسیاتی خواہشات کو جلا دے۔ 2- محبت کا درد اس کے دل کو بے قرار رکھے۔
3- صبح اٹھے تو حسرت اور افسوس کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہوں۔ 4- ہمیشہ عاجزی اس کا شعار اور عادت ہو۔ 5- گذشتہ زمانہ کے اعمال سے ہمیشہ شرمندہ رہے اور آئندہ سے ہمیشہ ڈرتا رہے۔
6- نیک کاموں کے لیے تقسیم اوقات کا پابند رہے۔ 7- جو مصائب، تکالیف اور سختیاں پہنچیں صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصور کرے۔ 8- اپنے گناہگار اور قصوروار ہونے کا اقرار کرتا رہے۔
9- کوئی سانس ذکر الٰہی کے بغیر ضائع نہ کرے، کیا خبر وہی سانس آخری سانس ثابت ہو۔

☆ مرید کو چاہیے کہ پیر و مرشد کے ارشاد کی تعمیل کو دین و دنیا کی بہتری کا سبب جانے۔ اگر حضوری میں ہو تو صحبت سے فیض یاب ہونا غنیمت جانے۔ صحبت سے دور ہو تو ارشاد کی تعمیل میں کوشش کرے۔ ذکر و مراقبہ کی حالت میں تصور کے طریقہ سے صحبت حاصل کرے۔ سوتے جاگتے، کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، حتیٰ کہ کسی حالت میں بھی ذکر سے غافل نہ رہے۔

☆ مرید کو ہر حالت میں متوکل رہنا چاہیے، کام کاج میں مشغول رہے اور بے کار نہ بیٹھے مگر رازق پروردگار کو ہی سمجھے بلکہ خیال رہے کہ مولا کریم رزق ہر حالت میں پہنچاتا ہے۔

☆ سب عبادتوں کا مغز اور مقصود اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، مرید کو چاہیے کہ کسی حالت میں بھی ذکر سے غافل نہ رہے کیونکہ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ ''نماز دین کا ستون ہے'' اور مقصود اس سے بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

☆ عادات و عبادات میں کتاب و سنت کو علماء حنفیہ کی رائے کے مطابق اپناؤ اور عزیمت پر عمل کرو۔ شریعت و طریقت میں بدعتِ سیئہ سے پرہیز کرو۔

☆ ظاہر و پوشیدہ ہر حال میں خدا سے ڈرتے رہو۔ دولتمندوں کی مجلس اختیار کرنے سے بچو اور اپنے تمام اوقات کو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی فرمانبرداری اور عبادت سے آباد رکھو۔

☆ پیر کے مکان یا مزار کی سمت کی حرمت کو پیش نظر رکھے۔ نہ اس طرف پاؤں پھیلائے اور نہ تھوکنے کی کوشش کرے۔ بغیر وضو کے پیر کا جوتا یا کپڑا ہاتھ میں نہ لے اور اگر اس کے پاس رکھا ہو تو بھی کبھی کبھی اس کی زیارت کرے آنکھوں پر ملا کرے۔

☆ جب پیر کا وصال ہو جائے اور ان کے خلیفہ و جانشین ہوں تو ان کی خدمت و اطاعت بجالائے، اگر وہ اپنی توجہ کا حکم دیں تو اسے اختیار کرے کیونکہ یہ پیر سے روگردانی نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ بات ہے کہ پہلی صف سے دوسری صف میں آ گیا ہے۔ حقیقت یہ توجہ پیر ہی کی طرف ہے۔

مرشد کامل کے آداب کے حوالہ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

☆ جان لے کہ طالب کو چاہیے کہ اپنے دل کی توجہ تمام اطراف سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف کر لے۔ اس کی اجازت کے بغیر نوافل واذکار میں مشغول نہ ہو۔ اس کے حضور میں سوائے نماز فرض وسنت کے نہ پڑھے۔ جہاں تک ہو سکے مرید ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا پیر کے سایہ پر پڑے۔ پیر کے مصلیٰ پر پاؤں نہ رکھے۔ اس کے وضو کی جگہ میں وضو نہ کرے۔ اس کے برتنوں کو استعمال نہ کرے۔ اس کے سامنے پانی نہ پیے اور کھانا نہ کھائے۔ کسی کے ساتھ بات نہ کرے بلکہ کسی اور کی طرف توجہ بھی نہ کرے۔ پیر کی غیر حاضری میں جس طرف کہ وہ ہو اس طرف پاؤں دراز نہ کرے اور لعاب دہن اس طرف نہ پھینکے۔ جو کچھ پیر سے صادر ہوا سے درست سمجھے خواہ ظاہر میں درست معلوم نہ ہوتا ہو۔ پیر جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے باذن الٰہی کرتا ہے اس صورت میں اعتراض کی گنجائش نہیں۔ اگر بعض صورتوں میں اس کے الہام میں خطا واقع ہو جائے تو یہ الہامی خطا مثل خطا اجتہادی کے ہے اس پر ملامت واعتراض جائز نہیں۔ نیز چونکہ مرید کو پیر سے محبت پیدا ہو جاتی ہے، محب کی نظر میں محبوب سے جو کچھ صادر ہوتا ہے محبوب معلوم ہوتا ہے۔ پس اعتراض کی گنجائش نہیں۔ کلی وجزوی امور کھانے پینے، سونے اور طاعت کرنے میں پیر کی پیروی کرے۔ پیر کی طرز پر نماز کو ادا کرنا چاہیے اور فقہ کو اس کے عمل سے سیکھنا چاہیے۔

☆ پیر کی حرکات وسکنات میں کسی اعتراض کو دخل نہ دے خواہ وہ اعتراض رائی کے دانے کی مقدار کے برابر ہو کیونکہ اعتراض کا نتیجہ سوائے محرومی کے اور کچھ نہیں، تمام مخلوقات میں سب سے بدبخت اس طائفہ عالیہ کا عیب بین ہے، حق سبحانہ وتعالیٰ ہم کو اس بڑی بلا سے نجات دے۔ اپنے پیر سے خوارق وکرامات طلب نہ کرے۔ اگرچہ وہ طلب بطریق خطرہ ووسوسہ دل میں آئے۔ کیا تو نے کبھی سنا ہے کہ مومن نے کسی پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہو؟ کفار ومنکرین ہی معجزے کے طالب ہوا کرتے تھے۔

☆ اگر دل میں شبہ پیدا ہو تو بغیر توقف کے عرض کرے۔ اگر حل نہ ہو تو اپنا قصور سمجھے، کوئی نقصان پیر کی طرف عائد نہ کرے اور جو واقعہ پیش آئے پیر سے پوشیدہ نہ رکھے۔ واقعات کی تعبیر اسی سے طلب کرے۔ جو تعبیر کا طالب ہوا سے بھی عرض کرے اور صواب وخطا کو اس سے دریافت کرے۔ اپنے مکاشفات پر ہرگز اعتماد نہ کرے، کیونکہ اس دنیا میں حق و باطل اور صواب وخطا ملے جلے ہیں۔ بغیر ضرورت اور اذن کے پیر سے جدا نہ ہو کیونکہ غیر کو اس پر اختیار کرنا ارادت کے خلاف ہے۔ اپنی آواز کو اس کی آواز پر بلند نہ کرے اور بلند آواز سے اس سے بات نہ کرے کیونکہ یہ بے ادبی ہے، جو فیوض وبرکات حاصل ہوں ان کو پیر کی وساطت سے

تصور کرے، اگر واقعہ میں دیکھے کہ کوئی فیض دوسرے مشائخ سے پہنچا ہے تو اس کو بھی اپنے ہی پیر کا فیض سمجھے اور جان لے کہ چونکہ پیر کمالات و فیوض کا جامع ہے وہ خاص فیض پیر سے مرید کی خاص استعداد کے مناسب مشائخ میں سے ایک شیخ کے کمال سے ظاہر افاضہ ظہور میں آیا ہے مرید کو پہنچا ہے۔ پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ جو اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے اس شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے لیکن مرید نے بسبب ابتلاء کے اس لطیفہ کو دوسرا شیخ خیال کیا ہے اور فیض کو اس کی طرف سمجھا ہے یہ بڑی غلطی کھانے کی جگہ ہے۔ حق سبحانہ قدم کی لغزش سے بچائے اور پیر کے اعتقاد و محبت پر قائم رکھے۔ بحرمت سید البشر علیہ ﷺ۔ حاصل کلام:

اَلطَّرِیْقَۃُ کُلُّھَا اَدَبٌ یعنی طریقت ساری کی ساری ادب ہے

کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچتا اور اگر مرید آداب کما حقہ ادا نہ کر سکے تو بعض کی رعائت میں اپنے تئیں کوتاہ جانے۔ اگر کوشش سے بھی اسے پورا نہ کر سکے تو معاف ہے لیکن کوتاہی کا اقرار ضروری ہے۔ اگر پناہ بخدا! آداب کی رعایت نہ کرے اور اپنے تئیں کوتاہی بھی نہ جانے تو طالب ان بزرگوں کی برکتوں سے محروم رہے گا''۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول)

انبیاء، اولیاء اور شہداء سے بعد از وفات استمداد و حاجت روائی کے جواز و عدم جواز کا مسئلہ، اولیاء کرام کے اعراس کے لیے تعیین یوم کا مسئلہ، قبر پر پانی چھڑکنے اور پھول ڈالنے کا شرعی حکم، اموات کی نذر ماننے کا شرعی حکم، کسی مرد صالح کو بعد از وفات ولی اللہ اور قطعی جنتی قرار دینے کا شرعی حکم، مزاراتِ اولیاء کرام کی زیارت کے لیے تعیین یوم کا مسئلہ، انبیاء، اولیاء اور شہداء کے نام پر جانور ذبح کرنے کا مسئلہ، طواف قبور کا شرعی حکم، بزرگوں کی ارواح سے استمداد کا مسئلہ، زیارتِ قبور کا شرعی طریقہ کار، صاحب قبر کو کامل قرار دینے کا مسئلہ، استخارہ کا شرعی طریقہ کار اور اموات و ارواح کے احوال و مکانات کے حوالہ سے علی الترتیب امام اہل سنت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

☆ استمداد، اموات سے بلاشبہ بدعت ہے خواہ قبر کے پاس استمداد کی جائے یا غائبانہ ہو۔ صحابہ اور تابعین کے زمانے میں یہ امر نہ تھا لیکن اس بارے میں اختلاف ہے کہ استمداد کرنا بدعت حسنہ ہے یا بدعت سیئہ۔ طریقۂ استمداد کے مختلف ہونے سے استمداد کے بارے میں حکم بھی مختلف ہوتا ہے۔ اگر استمداد اس طریقہ سے کی جائے کہ جو سوال میں مذکور ہے (اے فلاں بزرگ! حق تعالیٰ سے میری حاجت روائی کے لئے آپ عرض کریں اور میری سفارش کریں اور میرے لئے دعا کریں) ظاہراً جائز ہے۔ اس واسطے کہ اس صورت میں شرک لازم نہیں آتا۔ جیسا کہ بزرگوں سے بحالت حیات استمداد کرنا، اس طور سے جائز ہے کہ ان سے عرض کیا

جاوے کہ درگاہ الٰہی میں میری حاجت روائی کے لئے آپ دعاو التجا کریں۔ اگر اموات سے استمداد کسی دوسرے طریقے سے ہوتو اس طریقے کے موافق حکم ہوگا۔ حدیث شریف میں حاجت روائی کے بارے میں اس طرح آیا ہے:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِنَّ رَجُلاً ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ الْوُضُوْءَ وَيَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَآءِ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الرَّحْمَةِ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ لِيَقْضِيَ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ (رواه الترمذی و كذا فِی الْمِشْكوة)

یعنی روایت ہے حضرت عثمان بن حنیف سے کہ ایک نابینا شخص خدمت پیغمبر ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ سے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو شفا بخشے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ اگر تمہاری خواہش ہوتو دعا کروں۔ اگر تم چاہو تو صبر کرو اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: آپ دعا کریں۔ تو آنحضرت ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وضو کرو اور احتیاط سے وضو کرو اور یہ دعا کرو (اَللّٰهُمَّ ...... آخر حدیث تک) اے پروردگار! سوال کرتا ہوں تجھ سے اور متوجہ ہوتا ہوں تیری جانب بذریعہ حضرت محمد ﷺ کے کہ آنحضرت ﷺ مبعوث رحمت کیلئے ہوئے ہیں۔ میں متوجہ ہوا آپ کے ذریعہ سے اپنے پروردگار کی طرف تاکہ پروردگار میری یہ حاجت پوری فرمائے۔ اے پروردگار! آنحضرت ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ (روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور ایسا ہی مشکوۃ شریف میں ہے۔)

☆ زیارت قبور کے لئے کوئی دن مقرر کرنا بدعت ہے اور فی نفسہ اصل زیارت جائز ہے۔ کیونکہ تعین وقت کی عادت سلف میں نہ تھی۔ یہ بدعت اس طرح کی ہے جو فی نفسہ جائز ہے صرف خصوصیت وقت کے بدعت ہے۔ عرس کا دن اگر اس غرض سے مقرر کیا جاوے کہ جس بزرگ کا عرس ہو وہ یاد رہیں اور اس وقت ان کے حق میں دعا کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن دعا کرنے کیلئے خاص اسی دن کا التزام کر لینا یہ بھی اسی طرح کی بدعت ہے جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔

☆ قبر پر پانی چھڑکنا بعد دفن کے ثابت ہے لیکن بعد دفن کے کچھ دن گزر جانے پر پانی چھڑکنا شرعاً ثابت نہیں۔ لیکن اگر قبر خام ہو اور اس کے استحکام کیلئے پانی چھڑکا جائے تو اس میں کچھ قباحت بھی نہیں۔ ایسا ہی اگر پانی چھڑکنے سے یہ مقصود ہو کہ چرند و پرند کی نجاست قبر سے دور کی جائے اور قبر پاک کی جائے تو اس میں بھی کچھ قباحت نہیں اور اگر یہ سب مقصود نہ ہو تو پانی چھڑکنا بدعت ہے۔ پھول اور خوشبو کی چیز قبر پر رکھنا اس سے ماخوذ ہے کہ میت کے کفن میں کافور وغیرہ خوشبو کی چیزیں لگانا شرعاً ثابت ہے۔ اور بعد دفن کے تو میت قبر کے اندر رہتی ہے۔ البتہ یہ چیزیں قبر پر رکھنے سے اس میت کی مشابہت جدید میت کے ساتھ ہوتی ہے، تو احتمال ہے کہ خوشبو کی چیز قبر پر رکھنے سے میت کو سرور ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ اس حالت میں روح کو خوشبو سے لذت حاصل ہوتی ہے اور روح تو باقی رہتی ہے۔ اگرچہ وہ حاسہ جس کے ذریعہ سے خوشبو روح کو زندگی میں پہنچتی ہے بعد موت کے حالت حیات کے مانند باقی نہیں رہتا لیکن یہ امر اس قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً ثابت ہے کہ میت کو بعد موت کے لذت اور خوشی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے: فَیَاتِیْهِ مِنْ رَوْحِهَا وَ طِیْبِهَا '' یعنی پہنچتی ہے میت کو سرد ہوا بہشت کی اور خوشبو بہشت کی'' اور شہداء کے حق میں قرآن میں وارد ہے: یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ '' یعنی شہداء کو روزی دی جاتی ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں'' تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قبر پر خوشبو کی چیز رکھنے سے میت کو سرور حاصل ہوتا۔

☆ اموات کے لیے جو نذر کی جاتی ہے اس میں تفصیل ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری کی کتاب الصوم میں مذکور ہے اور اس کی عربی عبارت کا ترجمہ یہاں لکھا جاتا ہے: اکثر عوام جو نذر مانتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ بعض بزرگوں کی قبر کے پاس وہ جاتے ہیں اور قبر کا پردہ اٹھا کر مثلاً یہ کہتے ہیں کہ اے سید فلاں! اگر میری حاجت روائی ہو جائے تو آپ کے لئے اس قدر روپیہ اپنی طرف سے نذر مانتا ہوں، ایسی نذر بالاجماع باطل ہے۔ البتہ اگر کہا جائے کہ اے خدا! میں نے تیرے لئے نذر مانی ہے کہ اگر تو فلاں مریض کو شفا بخشے یا ایسی ہی کوئی دوسری مراد پوری ہونے کے لئے کہے تو کھانا ان فقراء کو دوں گا جو سید نفیس کے دروازے پر ہیں، یا بجائے سید نفیس کے کسی دوسرے شخص کا نام لے۔ یا یہ کہے اے خدا! اگر تو میری فلاں مراد پوری کر دے تو مسجد کیلئے چٹائی خرید کر دوں گا، یا اس مسجد کی روشنی کیلئے روغن زیتون خرید کر دوں گا، یا جو شخص مسجد کی خدمت کرتا ہے اس کو روپیہ دوں گا، یا اور کوئی ایسا امر کہے جس میں فقراء کا فائدہ ہو تو ان صورتوں میں نذر جائز ہے۔ جو نذر خدا کیلئے مانی جاتی ہے اور شیخ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے یہی مطلب ہوتا ہے کہ نذر شیخ کے بارے میں صرف کی جائے گی، تو وہ نذر مستحقانِ نذر کیلئے جائز ہے یعنی فقراء میں صرف ہونا چاہیے۔ صاحب علم کو وہ نذر دینا اس وجہ سے

جائز نہیں ہوسکتا کہ اس کو دولت علم حاصل ہے البتہ اگر وہ غنی نہ ہو تو جائز ہے۔ اور جو لوگ شیخ کے حضور میں رہا کرتے ہوں اگر وہ فقیر ہوں تو ان کو دینا چاہیے اور اگر غنی ہوں تو ان کو بھی نہ دینا چاہیے۔

☆ کسی بزرگ کو ان کی زندگی میں اور وفات کے بعد جو ولی کہتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ولی کے افعال و اقوال ان سے صادر ہوا کرتے تھے، ولی کی صفتیں ان میں ظاہر تھیں۔ البتہ اہلسنت کے عقیدے کے خلاف یہ ہے کہ قطعی اور یقینی طور پر کہا جائے کہ فلاں شخص بہشتی ہے، اس واسطے کہ علام الغیوب (اللہ تعالیٰ) کے سوا کسی کو دوسرے کے باطن اور خاتمہ کا حال معلوم نہیں۔ اور امساک الشھادتین سے یہی مراد ہے کہ قطعی اور یقینی طور پر یہ نہ کہنا چاہیے کہ کا فلاں شخص بہشتی ہے اور نہ یہ کہنا چاہیے کہ فلاں شخص دوزخی ہے۔ البتہ اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص بہشتی کا کام کرتا ہے ہم کو امید ہے کہ اس کی نجات ہو جائے گی، اور فلاں شخص دوزخی کا کام کرتا ہے ہم کو خوف ہے کہ اس پر عذاب ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ایسا ہی فرمایا۔ جب کہ ام العلاء نے ان کے حق میں قطعی بہشتی ہونے کی شہادت دی۔ جاننا چاہیے کہ عشرہ مبشرہ یعنی دس صحابہ کرام کو خود آنحضرت ﷺ نے بہشتی قرار دیا تو ان صاحبوں کو قطعی طور پر بہشتی کہنا چاہیے۔

☆ اس مسئلہ کی تین صورتیں ہیں:

اول یہ کہ کوئی ایک دن مقرر کریں اور اس دن صرف ایک ایک شخص یا دو دو شخص کر کے جائیں اور قبر کی زیارت کر آویں مگر زیادہ آدمی ایک ہی دفعہ بہیئت اجتماعیہ نہ جائیں، تو یہ روایات سے ثابت ہے۔ تفسیر در منثور میں منقول ہے کہ ہر شروع سال میں آنحضرت ﷺ مقابر میں تشریف لے جاتے تھے اور دعا اہل قبور کی مغفرت کے واسطے کرتے تھے، اس قدر ثابت ہے اور مستحب ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ بہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر جمع ہوں ختم قرآن شریف کریں، شیرینی یا کھانا فاتحہ کریں اور اس کو حاضرین میں تقسیم کریں۔ ایسا معمول زمانہ پیغمبر ﷺ وخلفائے راشدین میں نہ تھا لیکن اگر کرے میں مضائقہ بھی نہیں، اس واسطے کہ اس میں کوئی برائی نہیں بلکہ اس میں احیاء و اموات کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ لوگ کوئی ایک دن مقرر کر لیتے ہیں اور اس دن لباس ہائے فاخرہ و نفیس پہن کر عید کے مانند بخوشی وخرمی قبروں کے پاس جمع ہوتے ہیں اور رقص ومزامیر و دیگر بدعات کرتے ہیں مثلاً قبروں کو سجدہ کرتے ہیں اور قبروں کا طواف کرتے ہیں تو یہ طریقہ حرام اور ممنوع ہے بلکہ بعض لوگ کفر تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہی مراد ہے ان دونوں حدیثوں سے:

"وَلا تَجعَلُوا قَبرِی عِیدًا "یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: میری قبر کوعید نہ بنالینا۔اور"

اَللّٰھُمَّ لا تَجعَل قَبرِیْ وَثَنًا یُعبَدُ "یعنی آنحضرت ﷺ نے کہا کہ: اے میرے پروردگار! نہ بنادینا میری قبر کو بُت کہ اس کی پرستش کی جائے (یہ دونوں حدیث مشکوٰۃ شریف میں ہیں۔)

☆ ذبح کرنا جانور کو بنام غیر خدا حرام ہے۔ وہ غیر خدا خواہ پیغمبر ہو یا ولی ہو، خواہ شہید ہو، خواہ غیر انسان ہو۔ اور اگر بقصد تقرب ان لوگوں کے نام پر جانور ذبح کیا جائے تو وہ جانور حرام و مردود ہو جاتا ہے اور ذبح کرنے والا مرتد ہو جاتا ہے۔ اس فعل سے پرہیز لازم ہے۔ تفسیر کبیر، تفسیر نیشاپوری اور دوسری تفسیروں میں مذکور ہے:

قَالَ الْعُلَمَاءُ لَوْ اَنَّ مُسْلِمًا ذَبَحَ ذَبِیْحَۃً وَّ قَصَدَ بِذَبْحِہِ التَّقَرُّبَ اِلٰی غَیْرِ اللّٰہِ صَارَ مُرْتَدًا و ذَبِیْحَتُہٗ ذَبِیْحَۃُ مُرْتَدٍ اِنْتَھٰی

علماء نے کہا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کوئی جانور ذبح کرے اور اس کے ذبح سے تقرب غیر اللہ کا مقصود ہو تو وہ مسلمان مرتد ہو جائے گا۔ اور اس کا ذبیحہ، ذبیحہ مرتد کے مانند ہو جائے گا۔

یہ مضمون کتب تفاسیر کی عبارت مذکورہ کا ہے۔ اور اگر کوئی شخص مالیدہ اور شیر برنج کسی بزرگ کے فاتحہ کے لیے پکا کر کھلا دے اور اس سے اس بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں یہ جائز ہے۔ اور جو کھانا اللہ تعالیٰ کی نذر ہو اس کا کھانا مالدار کے لیے حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نذر کا کھانا یہ ہے کہ مثلاً کوئی کہے کہ اگر فلاں بیمار اچھا ہو جائے یا میرا فلاں شخص جو مسافرت میں ہے آجائے، یا میرا فلاں کام ہو جائے تو خدا کی نذر کا اس قدر کھانا میرے ذمہ ہو جائے گا، تو یہ اللہ تعالیٰ کی نذر ہوئی۔ اور اگر کوئی چیز کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ کی جائے تو اس کا کھانا مالدار کے لیے جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

(یاد رہے یہ عبارت فتاویٰ عزیزی کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور غوثِ پاک کی گیارہویں شریف اور اعراس اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مواقع پر تیار شدہ کھانا "طعامِ میت" نہیں ہوتا وہ "تبرک" ہوتا ہے۔ اور اس کا کھانا امیر غریب سب کے لیے جائز ہے۔ "دعوتِ میت" (تیجہ، ساتواں، دسواں اور چالیسواں کی شکل میں) کا کھانا غریب کھا سکتا ہے لیکن امیر (غنی) کے لیے منع ہے۔ اس مسئلہ کے حوالے سے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ منفرد انداز میں لکھتے ہیں: "نیاز اولیاء کرام "طعامِ موت" نہیں وہ "تبرک" ہے، فقیر غنی سب لیں"۔ فتاویٰ رضویہ قدیم جلد 4 ص 225۔ اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے راقم کی تالیف "دعوتِ میت کی شرعی حیثیت" کا مطالعہ کریں۔ قصوری عفی عنہ)

☆ طواف کرنا صالحین اور اولیاء کی قبر کا بلا شبہ بدعت ہے، اس واسطے کہ سابق زمانہ میں نہ تھا۔ اس امر میں

اختلاف ہے کہ یہ بدعت حرام ہے یا مباح البتہ فقہ کی بعض کتابوں میں مباح لکھا ہے۔اور اصح یہ ہے کہ مباح نہیں اس واسطے کہ بت پرستوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے کہ وہ بتوں کے گرد اگرد یہ عمل کرتے تھے۔ مباح نہ ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ شرع میں طواف کا حکم صرف کعبہ شریف کے بارے میں وارد ہے اور یہ سمجھنا خوب نہیں کہ بزرگوں کی قبر کعبہ شریف کے مانند ہے۔ یہ بھی نہایت قبیح ہے کہ جو شخص یہ عمل کرے اس کو کافر کہا جائے اور دائرہ اسلام سے اس کو خارج سمجھا جائے۔ یہ بھی نہایت قبیح ہے کہ جو شخص ایسے شخص کو کافر ہے اس کو کافر کہا جائے۔

☆ بزرگوں کی روح سے استمداد حاصل کرنے کی دو قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے کہ جس طریقے سے زندہ بزرگان دین سے بھی استمداد کرتے ہیں اور وہ طریقہ یہ ہے کہ یہ سمجھے کہ ان بزرگوں کی دعا جلد قبول ہوتی ہے یا جلد قبول ہوتی ہے اور اس خیال سے ان کو اپنے مطالب کے حصول کے لیے واسطہ قرار دیوے۔ اور صرف یہ سمجھے کہ یہ بزرگانِ دین صرف واسطہ اور بمنزلِ آلہ کے ہیں اور اس کے سوا اور کوئی دوسرا خیال نہ کرے کہ معاذ اللہ یہ بزرگان دین قادر مطلق ہیں بلکہ ان کو صرف بمنزلہ عینک کے سمجھے اور یہ بلا شبہ جائز ہے۔

دوسری قسم یہ ہے مستقل طور پر اپنی مراد بزرگان دین سے چاہے اور یہ سمجھے کہ مراد حاصل کرا دینے میں یا خود مراد پوری کرنے میں ان کو بالاستقلال اختیار ہے اور یہ جانے کہ یہ بزرگان حق تعالیٰ کے قرب کا ایسا مرتبہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر اپنی مرضی کے تابع کر سکتے ہیں۔ اور یہی طریقہ ہے کہ عوام جس طریقہ سے استمداد کرتے ہیں یعنی عوام اسی طریقہ سے بزرگان دین وغیرہ سے مدد چاہتے ہیں اور یہ طریقہ خاص شرک ہے۔ اس واسطے کہ زمانہ جاہلیت کے مشرکین اس سے زیادہ کوئی دوسرا امر اپنے بتوں کے حق میں اعتقاد نہ رکھتے تھے۔ اور حسب ذیل عبارت جسے سمجھا جاتا ہے کہ یہ حدیث ہے:

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا بِاَصْحَابِ الْقُبُوْرِ ۔ ''یعنی جب تم کسی امر میں متحیر (پریشان) ہو جاؤ تو چاہیے کہ اصحاب قبور سے مدد چاہو۔''

تو فی الواقع یہ حدیث نہیں بلکہ کسی بزرگ کا قول ہے۔ اس قول کے چند معانی ہیں ایک معنی یہ ہے کہ جب بعض اشیاء کی حلت و حرمت کے بارے میں دلائل متعارض ہوں اور اس وجہ سے ان اشیاء کے بارے میں حکم دینے میں تم کو حیرت ہو تو چاہیے کہ اس کے بارے میں اپنا اجتہاد ترک کر دو، جو بزرگان دین فوت ہو گئے ہیں ان کی تقلید کرو، یہ قول عبداللہ بن مسعود اور سفیان ثوری سے منقول ہے۔ اور منجملہ ان معانی کے ایک معنی یہ بھی ہے کہ جب دنیاوی

امور میں تم متحیر ہو جاؤ اور اس کی وجہ سے تمہارا دل ضیق (تنگی) میں پڑ جائے تو چاہیے کہ اصحاب قبور کے حال کی طرف نظر کرو کہ کس طرح ان لوگوں نے دنیا چھوڑ دی اور آخرت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور سمجھو کہ تمہارا بھی وہی حال ہونے والا ہے جو ان لوگوں کا حال ہوا ہے۔ اور یہ خیال کرنے سے دنیا کی مصیبتیں تم کو آسان معلوم ہوں گی اور دنیا کی تنگی سہل معلوم ہوگی۔ حاصل کلام اس قول سے ثبوت استمداد کا نہیں ہوتا ہے۔ فقط

☆ جب عوام مؤمنین کی قبر کی زیارت کے لئے جائیں تو پہلے قبلہ کی طرف پشت کر کے اور میت کے سینہ کے سامنے منہ کر کے سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۃ: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تین مرتبہ پڑھے۔ اور جب مقبرہ میں جاوے تو یہ کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ .	سلام ہو تم لوگوں پر اے اہل دیار! مؤمنین اور مسلمین اللہ تعالیٰ بخشش فرمادے ہماری اور تمہاری اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔

اور اگر منجملہ اولیاء اور صلحاء کے کسی بزرگ کی قبر کی زیارت کے لیے جائے تو چاہیے کہ اس بزرگ کے سینہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور اکیس مرتبہ چار ضرب سے یہ پڑھے: "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ" اور سورہ "اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ" تین مرتبہ پڑھے اور دل سے خطرات کو دُور کرے۔ اور دل کو اس بزرگ کے سینہ کے سامنے رکھے تو اس بزرگ کی روحانی برکات، زیارت کرنے والے کے دل میں پہنچیں گی۔ (دورانِ حاضری و زیارت مزار کو بوسہ دینے، ہاتھ لگانے، طواف کرنے اور سجدہ کرنے سے احتراز کیا جائے۔ (قصوری عفی عنہ)

☆ اہل قبور سے بعض بزرگ کمال میں مشہور ہیں اور ان کا کمال متواتر طور پر ثابت ہوا ہے۔ تو ان بزرگوں سے استمداد کا طریقہ یہ ہے کہ اس بزرگ کی قبر کے سرہانے کی جانب قبر پر انگلی رکھے۔ اور شروع سورۃ بقرہ سے: مُفْلِحُوْنَ تک پڑھے پھر قبر کے پائتانہ کی طرف جائے اور: "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" آخر سورہ تک پڑھے اور زبان سے کہے: اے میرے حضرت! فلاں کام کیلئے درگاہِ الٰہی میں دعا اور التجاء کرتا ہوں آپ بھی دُعا کریں اور سفارش کے ذریعہ سے میری مدد کریں۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنی حاجت کیلئے اللہ تعالیٰ سے دُعا اور التجا کرے۔ اور وہ صاحبانِ قبر کہ ان کا کمال معلوم نہیں اور ان کا کمال مشہور نہ ہوا اور متواتر طور پر ثابت نہ ہوا تو ان کا کمال معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اوپر ترکیب زیارت قبور کے بیان میں جو........اولیاء اور صالحین کی زیارت قبور کا جو طریقہ لکھا ہے وہی عمل میں لے آئے۔ فاتحہ، درود اور ذکر سبوح کے ساتھ جب اپنا دل صاحب قبر کے سینہ کے سامنے کرے تو اگر اپنے دل میں راحت اور تسکین اور نور معلوم ہو تو جاننا چاہیے کہ یہ قبر

کسی بزرگ صاحب کمال کی ہے لیکن استمد اد اولیاء مشہورین سے کرنا چاہیے۔

☆ استخارہ کی ترکیب مشہور ہے۔ ''قول جمیل'' (نام کتاب) میں مذکور ہے۔ آسان طریقہ یہ ہے کہ شب چہار شنبہ پنج شنبہ اور جمعہ میں برابر استخارہ اس ترکیب سے کرے کہ جب دنیاوی امور اور عشاء کی نماز سے فارغ ہو جائے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تین سو مرتبہ پڑھے، پھر الم نشرح بسم اللہ کے ساتھ سترہ مرتبہ پڑھے اور اپنے سینہ اور منہ پر دم کرے اور درگاہِ الٰہی میں دعا کرتے کہ اے عالم الغیب! فلاں امر میں جو کچھ ہونے والا ہے وہ خواب میں یا بیداری میں ہاتف کے ذریعے سے مجھ کو تو معلوم کرا دے۔ اس کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ علٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَکَ۔ اگر چاہے تو دعائے استخارہ جو حدیث میں آئی ہے مع استخارہ اپنے مطلب کے تین مرتبہ پڑھے اور اپنے دل کی حالت پر لحاظ کرے۔ تو اگر مصمم عزم اس کام کا ہو جائے تو وہ کام شروع کرے اور اگر عزم میں فتور ہو تو موقوف رکھے۔ استخارہ کی دعا مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے۔

☆ نزع کے وقت وہ ملائکہ حاضر ہوتے ہیں جو تابعین حضرت عزرائیل کے ہیں اور روح کو بدن کے اجزاء سے کھینچتے ہیں۔ جب روح کے لینے کا وقت ہوتا ہے تو حضرت عزرائیل علیہ السلام خود اپنے ہاتھ میں روح کو لیتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے زمین کا طبقہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کے سامنے اس طرح رکھا ہے کہ جس طرح کھانے کا طبق کھانے والے کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کا ہاتھ جو کہ روح قبض کرنے کے لئے ہے اس میں اس قدر انگلیاں حق تعالیٰ نے بنائی ہیں کہ ہر انگلی اپنے کام میں مشغول رہتی ہے۔ ایک انگلی دوسری انگلی کے کام میں مزاحم نہیں ہوتی ہے۔ جب حضرت عزرائیل علیہ السلام وہ روح اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں تو فوراً منجملہ ان خدام فرشتوں کی ایک جماعت روح لے لیتی ہے۔ اگر وہ شخص نجات کے قابل ہوتا ہے تو جو ملائکہ اس روح کو لیتے ہیں وہ نہایت خوبصورت ہوتے ہیں۔ ان سے خوشبو آتی ہے اور نہایت نرمی وخوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔ اور ریشمی کپڑا بہشت کی خوشبو سے معطر کر کے لیے رہتے ہیں، ان ہی کپڑوں میں اس روح کو لیتے ہیں، وہ نہایت خوبصورت ہوتے ہیں۔

اگر وہ شخص دوزخی اور شقی ہوتا ہے تو ان ملائکہ کے خلاف دوسری طرح کے ملائکہ ثات میں کہ اس سے بدبو آتی ہے اس روح کو لیتے ہیں اور آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ کافر کی روح کیلئے آسمان کا دروازہ ملائکہ نہیں کھولتے ہیں اور لعنت بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لے جاؤ اس کو اس کی ماں کی طرف جو کہ ہاویہ (جہنم) ہے۔ ملائکہ اس کو سجین پر گرا دیتے ہیں اور وہاں اس کا عمل نامہ پہنچاتے ہیں۔ سجین ایک پتھر کا نام ہے کہ دوزخ

کے اوپر رکھا ہوا ہے، وہاں کفار کے اعمال کے لکھنے والے ملائکہ جمع ہوتے ہیں اور جو ملائکہ اس کام کے داروغہ ہیں ان کے حوالہ وہ عمل نامہ کر دیتے ہیں اور وہاں روح کی حاضری دلوا کر پھر اس مردے کے بدن کے پاس اس روح کو پہنچاتے ہیں۔ صالحین اور مؤمنین کی روح کے لئے آسمان کا دروازہ ملائکہ کھول دیتے ہیں اور ملائکہ خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بہتر روح ہے کہ زمین کی طرف سے آئی ہے، خدا کی رحمت تجھ پر ہو اور اس بدن پر ہو جس میں تو دنیا میں تھی اور اس کو تو نے آباد کیا تھا۔ اس روح کو ملائکہ علیین تک لے جاتے ہیں اور علیین وہ مقام ہے کہ وہاں ملائکہ مقربین حاضر ہوتے ہیں۔ انسان میں جو کاملین ہوتے ہیں وہ وہاں پہنچائے جاتے ہیں تو ملائکہ اس روح کی حاضری وہاں دلواتے ہیں اور اس کا عمل نامہ حوالہ کرتے ہیں۔ پھر اس کو اس کے بدن کے پاس لے آتے ہیں اور ہنوز اس میت کو غسل دینے میں اور اس کی تجہیز و تکفین کے سامان میں لوگ مصروف رہتے ہیں کہ ملائکہ وہ روح ہاتھوں میں لیے ہوئے وہاں حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور جب جنازہ لے جاتے ہیں اور قبر میں رکھتے ہیں۔ اگر وہ کافر ہے تو جب اس کو آگ میں رکھتے ہیں تو ملائکہ اس کی روح اس کے بدن کے پاس چھوڑ دیتے ہیں اور خود چلے جاتے ہیں۔ جب لوگ اس کے دفن سے فارغ ہوتے ہیں یا اگر وہ کافر ہوتا ہے تو جب لوگ اس کے جلانے سے فارغ ہوتے ہیں تو دو فرشتے کہ ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں۔ اگر وہ ایماندار ہوتا ہے تو بلا تشویش اطمینان کے ساتھ بیٹھتا ہے اور بعضوں کو گمان ہوتا ہے کہ آفتاب کے غروب کا وقت ہے تو کہتا ہے کہ مجھ کو جلد چھوڑ دو کہ عصر کی نماز سے فارغ ہو جاؤں آفتاب غروب کے قریب ہے اور وقت چلا جاتا ہے۔

بہر حال ہر میت سے پوچھتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تو اپنے دین میں کس کا تابع ہے؟ اور آپ کے حق یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کے حق میں کیا اعتقاد رکھتا ہے؟ تو بندہ مومن کہتا ہے کہ: میرا معبود خدا ہے میرا دین اسلام ہے اور میرے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ نے حق تعالیٰ کی کتاب ہمارے پاس پہنچائی اور میں نے آنحضرت ﷺ کی حقیقت دریافت کی اور میں آپ پر ایمان لایا اور میں نے آپ کی متابعت کی۔ تو وہ فرشتے اس میت کو اس کے اپنے اعمال سے آگاہ کرتے ہیں کہ جن کو وہ ایمان کے بعد عمل میں لایا اور اس عمل کے ذریعہ سے وہ بخشا گیا۔ اور یہ فرشتے کہتے ہیں کہ اب تو آرام سے سو جس طرح اطمینان سے بلا تشویش عروس (دولھن) سوتی ہے۔ پھر اس کی قبر جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے کشادہ کرتے ہیں اور روشن کر دیتے ہیں۔ پہلے دوزخ کی طرف دریچہ کھولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھ حق تعالیٰ نے بڑی بلا تیرے سر سے دفع کی اور پھر وہ دریچہ بند کر دیتے ہیں۔ اور اس کے بعد بہشت کی طرف دریچہ

کھول دیتے ہیں۔ یہ شخص اس کی تازگی اور خوشبو سے بہرہ مند اور خوش ہوتا ہے۔ پھر کچھ دیر کے بعد ایک شخص آتا ہے اور وہ شخص نہایت شکیل و جمیل اور خوبصورت ہوتا ہے اور نہایت مہربانی کے ساتھ پیش آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں قرآن ہوں تم ہمیشہ میرے ساتھ رہے، یا وہ شخص کہتا ہے کہ میں فلاں علم ہوں کہ میرے ساتھ تم کو دنیا میں نسبت تھی، یا کہتا ہے کہ میں تمہارا نیک عمل ہوں کہ دنیا میں تم نے میرا لحاظ رکھا۔ یہ سب رزق، فرش اور لباس تمہارے آرام کیلئے ہیں۔ تو وہ شخص خراماں خراماں بطور سیر کے اس طرف پھرتا ہے اور اپنے عزیز و اقارب اور اپنے اُن دوستوں کے ساتھ جو اس جہاں سے پہلے فوت ہو چکے ہوتے ہیں سے ملاقات کرتا ہے اور وہ لوگ بطور ضیافت کے اور کبھی بطور تفریح کے اپنے مقام میں اس کو لے جاتے ہیں۔ اور کبھی بطور تہنیت کے خود اس کے پاس آتے ہیں اور روز بروز اس کے دل کا اطمینان زیادہ ہوتا جاتا ہے۔

جن لوگوں کی نجات ہو جاتی ہے ان کے لئے چار طرح کا مکان وہاں رہتا ہے۔ ایک مکان خلوت کا رہتا ہے اور گویا وہ مکان ایسا ہوتا ہے جیسے رات کے وقت رہنے کیلئے مکان ہوتا ہے۔ دوسرا مکان دربار کا ہوتا ہے جو لوگ اس کے ساتھ عقیدت رکھتے تھے وہ اس کے ساتھ اس دربار میں دربار کرتے ہیں اور تیسرا مکان سیر و تماشا کیلئے ہوتا ہے اور اس میں اس سے متعلق ایسی چیزیں رہتی ہیں جیسے دنیا میں چاہ زمزم اور مساجد متبرکہ وغیرہ اور بھی ایسے دوسرے مقامات ہیں جو کہ برزخ میں ظاہر کیے جاتے ہیں۔ اور چھوتھا مکان دوستوں اور ہمسایوں سے ملاقات کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ جیسے دیوان خانہ ہوتا ہے۔ اور وہاں یہ مکانات بندہ کی اخیر عمر تیاری کیے جاتے ہیں اور جب تیار ہو جاتے ہیں تو اس بندے کو یہاں سے لے جاتے ہیں۔

یہ گمان نہ کیا جائے کہ یہ سب مکانات تنگ قبر کے اندر کس طرح ہوتے ہیں۔ ایسا نہیں بلکہ یہ تنگ قبر صرف بمنزلہ دروازہ کے ہوتی ہے کہ اس دروازے سے ہو کر ان مکانات میں جاتے ہیں۔ ان مکانات سے بعض مکان آسمان اور زمین کے درمیان ہیں اور بعض مکانات دوسرے اور تیسرے آسمان پر ہیں۔ شہداء کے لیے بطور مکانات کے پُر نور قندیلیں ہیں کہ عرش کے نیچے آویزاں کی ہوئی ہے اور لوگ وہاں صرف سرور حاصل کرنے کی غرض سے ذکر، تلاوت، نماز اور متبرک مقامات کی زیارت میں مشغول ہوتے ہیں۔

قوم کے جو بزرگ لوگ بچوں کی نسبت (منگنی) کے بعد فوت ہوئے وہ قیامت کے دن ان لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان باہم تزویج کا عقد منعقد کریں گے۔ وہاں یعنی برزخ میں جماع کی لذت کے سوا ہر طرح کی لذت حاصل ہوتی ہے۔ اور عبادتوں میں، روزہ کے سوا اور جو عبادت کرنے کی خواہش ہو کر سکتا ہے۔ اور اوقات متبرکہ میں مثلاً شبِ قدر اور شبِ جمعہ میں اپنے عزیزوں کے پاس آتے ہیں کہ وہ عزیز ان اموات کی یاد

کرتے ہیں۔ان کے اہل وعیال جوزندہ رہتے ہیں ان کے احوال اسے ان اموات کواطلاع ہوا کرتی ہے۔کبھی اس ذریعہ سے اطلاع ہوتی ہے کہ وہ اموات خودان کے پاس آتے ہیں۔اور کبھی ملائکہ ان کے احوال پہنچاتے ہیں کہ فرشتے اموات سے ملاقات کرتے ہیں۔اور زندہ لوگوں کا پیغام اور احوال پہنچاتے ہیں۔اور اموات کے پاس جوشخص جاتا ہے اور دعا کرتا ہے اور کلام کرتا ہے تو ان اموات کو یہ سب معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ ان کے حواس باقی رہتے ہیں کہ یہ سب ان کو معلوم ہوتا ہے کہ بزرگانِ دین پر غیب کے امور منکشف ہوتے ہیں اور جو کچھ شدنی ۔ ناشدنی ہے بواسطہ ارواح طیبہ کے ملاءِ اعلیٰ اور متکفلان کارخانہ قضاء وقدر سے بزرگانِ دین کو معلوم ہوتا ہے اور کبھی میت خود خواب میں زندہ لوگوں سے ملاقات کرتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو فرشتہ روح پر موکل ہے وہ ان کی صورت کے ساتھ متشکل ہو کر نیک و بداحوال سے اطلاع دیتا ہے۔

لیکن کفار، منکرین اور منافقین کا حال یہ ہے کہ یہ تمام سوالات سے متحیّر ہو جاتے ہیں۔کہتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں جانتے ہی کہ یہ کون تھے،اور نہ ہم یہ جانتے ہیں کہ ہمارا دین فلاں دین ہے اور ہمارا معبود فلاں بت ہے۔یا فلاں روح ہے تو ان پر عذاب کرتے ہیں۔بعضوں پر یہ عذاب ہوتا ہے کہ قبر دونوں طرف سے ملا دی جاتی ہے کہ ان کی ہڈیاں سرمے کی مانند ہو جاتی ہیں۔اور کبھی آگ کا عذاب کرتے ہیں اور کبھی سانپ اور بچھو مسلط کرتے ہیں اور کبھی آہنی اور آتشین گرز سے مارتے ہیں کہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور پھر گرز اٹھا لینے کے ساتھ ہی اس کا بدن تیار ہو جاتا ہے اور اسی طرح انواع واقسام کا عذاب اس پر کرتے ہیں۔

جو لوگ دنیا میں صبح کی نماز نہیں پڑھتے ان کو داغتے ہیں اور جوشخص خودکشی کرتا ہے وہ جس طریقہ سے اپنی جان کو مارتا ہے اسی طور سے موت کے بعد وہ خود اپنے اوپر عذاب کیا کرتا ہے۔

جوشخص اپنی حلال عورت چھوڑ کر زنا کی رغبت کرتا اس پر عذاب ہوتا کہ اس کے سامنے کھانے کے دو طبق رکھے جاتے ہیں ایک طبق میں عمدہ پاکیزہ کھانا ہوتا ہے اور دوسرے طبق میں نجس متعفن کھانے کی چیز ہوتی ہے۔اس کو وہ ناپاک چیز کھلاتے ہیں۔اور وہ جوشخص نہیں کھاتا تو اس کو خبیث خون کی نہر میں ڈال دیتے ہیں اور وہ جب نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے منہ پر پتھر مارتے ہیں اور اس کو نکلنے نہیں دیتے ہیں۔

بعضوں پر یہ عذاب کرتے ہیں کہ اس فقر اور گرسنگی (پیاس) اور برہنگی میں مبتلا کرتے ہیں اور ذلت اور رسوائی کے ساتھ در بدر پھراتے ہیں۔جوشخص دنیا میں زکوٰۃ نہیں دیتا۔تو اس کا مال دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس سے اس کی پیشانی اور پیٹھ اور اس کے دونوں پہلو داغتے ہیں یہ سب عذاب ہمیشہ سب گنہگاروں پر نہیں ہوتا۔بلکہ بعض گنہگاروں پر عذاب ہمیشہ ہوتا ہے اور وہ برابر اس تکلیف میں مبتلا رہیں گے۔

اور بعض گنہگاروں پر ہر روز کسی وقت عذاب ہوتا ہے۔اور کسی وقت ان کو عذاب سے رہا کرتے ہیں اور بعض گنہگاروں پر صرف شب جمعہ تک عذاب ہوتا ہے۔یعنی جب وہ مرتے ہیں تو اس دن سے شب جمعہ کے آنے تک ان کو عذاب ہوتا ہے ار جب شب جمعہ آتی ہے تو وہ عذاب سے رہا کر دیئے جاتے ہیں۔اور پھر ان پر کبھی برزخ میں عذاب نہیں ہوتا ہے۔

اور بعض گنہگاروں پر رمضان کے مہینے تک عذاب ہوتا ہے۔یعنی جب وہ مرتے ہیں اس وقت سے رمضان شریف کا مہینہ آنے تک ان پر عذاب ہوتا ہے۔پھر جب رمضان شریف کا مہینہ آتا ہے۔تو وہ عذاب سے رہا کر دیئے جاتے ہیں۔اور پھر ان پر کبھی برزخ میں عذاب نہیں ہوتا۔اور اور بعض گنہگارون پر اس وقت تک عذاب ہوتا ہے کہ ان کے حق میں شفاعت ہو۔پھر شفاعت کے بعد عذاب سے وہ لوگ رہا کر دیے جاتے ہیں۔

شرائط وفرائض مریدین

چند شرائط وفرائض مریدین سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں جس کا ہمہ وقت مریدین کو مدنظر رکھنا ضروری ہے تاکہ حصول فیوض وبرکات میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے:

☆ مبتدی کے لیے سب سے قبل ضروری ہے کہ جامع شریعت وطریقت مرشد تلاش کرے اور اس کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کرے۔

☆ طالب جوان مرد اور ہمت والا ہونا چاہیے جو اپنے دل سے گھر بار اور مال واسباب کا تعلق منقطع کرے۔

☆ تزکیہ نفس یعنی نفس کو پاک بنانے کی کوئی حد نہیں۔ جہاں تک ہو سکے کیے جائے۔اخلاق ذمیمہ مثلاً حرص، حسد، غضب، شہوت اور کذب وغیرہ رذائل سے باز رہے اور تمام محرمات ومکروہات شرعی کو چھوڑ دے۔دنیا کی لذتوں اور تمام محسوسات ومعقولات سے جدا ہو جائے۔

☆ اپنی ریاضت ومجاہدہ کو شمار میں نہ لائے اور یہ سمجھے کہ میں نے کچھ نہیں کیا۔

☆ خلوت وتنہائی اختیار کرے اگر صحرا میں غار مل جائے تو بہت مفید ہے۔

☆ اکل حلال کا انتظام کرے اور جہاں تک ممکن ہو احتیاط سے کام لے۔غذا اتنی کھائے کہ جس سے جسمانی کاروبار چلتے رہیں۔طے (وصال) کا روزہ بہت بہتر ہے اور بعض لوگ صوم دوام کو بھی اسی کے قریب سمجھتے ہیں۔پانی کم پینے میں بھی بہت کوشش کرے۔

☆ پیر کا حکم بجالانے میں بڑی مستعدی سے کام لے اور خفیف باتوں پر توجہ نہ دے۔

☆ تھوڑا سوئے اور غافل نہ سوئے، خواب و بیداری کے درمیان سونا چاہیے۔

☆ جب دو کام سامنے آئیں تو ان میں جو بہتر ہو اس کو اختیار کرے۔ مگر طالب کے نزدیک وہی کام بہتر ہوتا ہے جو سخت دشوار ہو۔

☆ نفس کی خواہش پر ہرگز عمل نہ کرے۔ اگر نفس کی خاطر کسی حظ نفسانی کا مرتکب ہو جائے تو پھر نفس پر اس کا سخت جرمانہ ڈالے۔ (یعنی کسی سخت مجاہدہ میں مبتلا کرے)

☆ اپنے آباؤ اجداد اور علم و عقل پر فخر نہ کرے، اپنے تئیں سب سے بدتر اور ذلیل و خوار سمجھے کیونکہ جو شخص ایسا سمجھتا ہے خدا اس کے بہت نزدیک ہوتا ہے۔

☆ دین و ملت کی ترجیح اور مباحث علمی میں اتنا مشغول نہ ہو کہ وہی اس کا مقصود معلوم ہوں۔ (کیونکہ اصل مقصد رضائے الٰہی اور رضائے مصطفیٰ ﷺ ہے)

☆ وضو اور طہارت میں اتنا وہم نہ کرے کہ نماز ادا کا وقت فوت ہو جائے۔ میں بارہا کہہ چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ طالب کو سب سے زیادہ دو باتوں کا اہتمام کرنا چاہیے ایک تزکیہ نفس دوسرے توجہ تام یعنی نفس کا پاک کرنا اور خدا کی طرف پورے طور سے متوجہ ہونا۔ انہی دو باتوں کے لیے انبیاء مبعوث ہوئے اور انہی کی انہوں نے تعلیم دی۔

☆ اپنے لیے کوئی خاص لباس ہیئت اختیار نہ کرے۔

☆ وقت فراغت میں مراقبہ وغیرہ کی کوشش کرے، حضوری سے دل کو خالی نہ رکھے۔

تزکیہ نفس یہی ہے کہ نفسانی خواہشات ترک کرے اور توجہ تام یہ ہے کہ تمام خطرات کو دل سے دفع کرے۔ غیر مذاہب کے ریاضت کش بھی انہیں دو چیزوں کی پابندی کرتے ہیں اور سب کا ان پر اتفاق ہے لہٰذا تم بھی ان کو غنیمت سمجھو۔ صحابہ کرام باوجود اس کثرت جہاد اور محنت و مشقت کے ان دو باتوں کی سخت کوشش کرتے تھے کہ انہی کے سبب سے ان کے مراتب و مدارج بلند تھے۔

❁❁❁❁❁

1- یہ مضمون ''دستورِ تصوف'' کشف المحجوب از داتا صاحب، مکتوباتِ امام ربانی از حضرت مجدد الف ثانی، مرج البحرین از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، القول الجلی از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، فتاوٰی عزیزی از حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، مقدمہ ابن خلدون از علامہ ابن خلدون، آداب المریدین از حضرت سید محمد گیسودراز اور کتاب التصوف از سفیر اسلام حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمہم اللہ تعالیٰ کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ (قصوری عفی عنہ)

شجرہ طریقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبی ست

بخش دے یارب مجھے اپنی سخا کا واسطہ
رحم فرما شافعِ روزِ جزا کا واسطہ

صدق دے یارب مجھے صدیقِ اکبر کے لیے
فقر دے سلمان محبوبِ پیغمبر کے لیے

حضرت قاسم کا صدقہ میری بگڑی کو بنا
حضرت جعفر کا صدقہ دے میرے دل کو ضیاء

رکھ مجھے باعافیت بہر جناب با یزید
بوالحسن کا واسطہ دے مجھ کو نصرت کی نوید

بو علی کا واسطہ کردے میری مشکل کو حل
دے مجھے علم طریقت اور توفیق عمل

بہر یوسف قید غم سے دہر میں آزاد کر
عبدالخالق کے لیے عقبیٰ میں مجھ کو شاد کر

حضرت عارف کے صدقے میں مجھے عرفان دے
حضرت محمود کا صدقہ مجھے ایمان دے

واسطہ خواجہ علی کا فقر درویشانہ دے
واسطہ بابا سماسی کا دل دیوانہ دے

اے خدا بہر جناب شیر حق میر کلال
حرص دنیا کو میرے بت خانہ دل سے نکال

دے مجھے صبر و رضا صدقہ بہاؤالدین کا
کر مجھے صحت عطا صدقہ علاؤالدین کا

دے میرے دل کو سکون یعقوب چرخی کے طفیل
حضرت احرار کے صدقے میں دھو دے دل کا میل

حضرت زاہد کے صدقے میں مجھے زاہد بنا
حضرت درویش کے صدقے میں دے فقر و غنا

خواجہ امکنگی کا صدقہ داغ عصیاں کا مٹا
حضرت باقی کا صدقہ دے بقا بعد الفناء

شیخ احمد کے لیے غیروں کی منت سے بچا
صرف اپنا ہی محتاج رکھ اے کبریا

کھول دے دل کی کلی بہر سعید نامدار
تا کہ میرے گلشنِ امید میں آئے بہار

حضرت معصوم کا صدقہ دکھا کوئے رسول
بس رہی ہے جس میں اب تک بوئے گیسوئے رسول

واسطہ عبدالاحد کا اے مالکِ ارض و سما
کر مجھے ایمان اور توحید کی دولت عطاء

اے خدا! بہرِ جناب خواجہ خفی پارسا
وقت آخر نزع کی تکلیف سے مجھ کو بچا

واسطہ خواجہ ذکی کا اپنی الفت کر عطاء
بخش دے شیخ محمد کے لیے میری خطاء

واسطہ خواجہ زماں کا دے مجھے ذوق فنا
بہرِ احمد قبر میں ہو نورِ احمد کی ضیاء

اے خدا! بہرِ جناب خواجہ حاجی شاہ حسین
دے میرے بے چین دل کو دین اور دنیا میں چین

حشر میں ہو جب تیرے دربار میں میرا قیام
ہاتھ میں ہو میرے دامانِ نبی بہرِ امام

بہرِ حضرت میر صادق صاحبِ صدق و صفا
سرخرو رکھ دو جہاں میں مجھ کو اے میرے خدا

واسطہ یا رب تجھے خواجہ امیرالدین کا
دے مجھے علم و حیا، رزق و شفا، صبر و غنا

واسطہ دیتا ہوں یارب تجھے اس نام کا
جو ہمیشہ تیری محبوبی کے گن گاتا رہا

عشق میں جس کا دل حیرت زدہ دیوانہ ہے
شرقپور جس کے باعث نور کا کاشانہ ہے

اے خدا! کیا نام ہے پیارا تیرے محبوب کا
حضرت شیر محمد، صاحبِ جود و سخا

قطبِ دوراں، شیخ عالم، ہادیٔ راہِ صفا
نائبِ شمس الضحیٰ، بدرالدجیٰ، صدرالعلیٰ

اے خدا! صدقہ میاں صاحب کے نام کا
حشر میں ہم عاصیوں کو ظلِ رحمت میں چھپا

واسطہ یارب تجھے حضرت میاں غلام اللہ کا
تابع احکام کر مجھ کو کلام اللہ کا

حضرت ثانی کا صدقہ اے میرے رب قدیر
کر میرے سینے کو انوارِ نبی سے مستنیر

اے خدا بہرِ جنابِ حضرت ثانی لاثانی قبلہ گاہ
ہم سیاہ کاروں کو اپنی رحمتوں میں دے پناہ

یارب تجھے جامعہ فاروقیہ کے بانی کا واسطہ
شیخ الحدیث، عالم قرآنی کا واسطہ

یارب تجھے مرید ثانی لاثانی کا واسطہ
شمائل و خصائل میں مجسم شیرربانی کا واسطہ

الٰہی عطا کر ہمیں راہنمائی مفتی محمد عبدالغفور☆ کی
پھیلائی جنہوں نے ضیاء ہر سو تیرے ہی نور کی

ثانی اثنین کے صدقے میں اے رب جلیل
اس جہاں کی زندگی ہو تابع سنتِ خلیل

اے خدا! صدقے میں ان ناموں کے دل کو شاد کر
کفر کو برباد کر اسلام کو آباد کر

❁❁❁❁❁

☆ مراد سیدی مرشدی حضرت مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ بانی و شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ رضویہ، گوجر پورہ، باغبانپورہ، لاہور کی ذات والا ہے۔

سلام

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی

سلام اے سرِّ وحدت اے سراجِ بزمِ ایمانی
زہے یہ عزت افزائی زہے تشریف ارزانی

سلام اے ظلِّ رحمانی سلام اے نورِ یزدانی
ترا نقشِ قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی

سلام اے صاحبِ خُلقِ عظیم انساں کو سکھلادے
یہی اعمالِ پاکیزہ یہی اشغالِ روحانی

ترے آنے سے رونق آگئی گلزارِ ہستی میں
شریکِ حالِ قسمت ہو گیا پھر فضلِ ربانی

تری صورت تری سیرت ترا نقشہ ترا جلوہ
تبسم گفتگو بندہ نوازی خندہ پیشانی

حفیظِ بے نوا بھی ہے گدائے کوچۂ الفت
عقیدت کی جبیں تیری مروت سے ہے نورانی

سلام اے آتشیں زنجیرِ باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

مناجات بدرگاہِ ربّ العالمین

خداوندا تو مجھ کو دولتِ ایماں عطا فرما
جو تیری یاد میں بے چین ہو وہ جاں عطا فرما

غبارِ بارِ عصیاں کو میرے یکسر جو دھو ڈالے
مرے مالک مجھے وہ دیدۂ گریاں عطا فرما

مرا تن میرا دل تیری عبادت سے نہ غافل ہو
لگن اپنی عطا کر، سینۂ بریاں عطا فرما

کچل ڈالا جواں مردوں نے شرِ نفس و شیطاں کو
مجھے بھی اُن کے صدقے جُراتِ مرداں عطا فرما

رگوں میں میرے حُبِّ مُصطفیٰ ہو موجزن یا رب
سکونِ دل عطا فرما، قرارِ جاں عطا فرما

طریقِ احمدِ مُرسل پہ مجھ کو استقامت دے
مرے سینے میں یا رب حکمتِ قرآں عطا فرما

اسیرِ نفسِ سرکش ہوں، مرا ہر کام ناکارہ
دلِ بیمارِ کامِلؔ کے لئے درماں عطا فرما

مصنف کی چند دیگر علمی، ادبی، فکری اور تحقیقی تصانیف

1 ترجمہ موطا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ:

ناشر فقہ حنفی حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور تصنیف ''موطا امام محمد'' کا رواں، سلیس اور با محاورہ ترجمہ مع مفید ترین حواشی۔ پروگیسو بکس اردو بازار لاہور نے شائع کی۔

2 عمدۃ المسالک فی تلخیص موطا امام مالک:

علم حدیث کی اولین کتاب ''موطا امام مالک'' کے مضامین کا خلاصہ۔ مشہور اشاعتی ادارہ شیخ محمد بشیر اینڈ سنز، اردو بازار لاہور نے شائع کی۔

3 فضائل علم وعلماء:

فضائل علم وعلماء کے حوالہ سے مستند، مدلل اور مفصل کتاب ہے۔ جس کے مطالعہ سے خود عالم دین بننے اور اولاد کو عالم دین بنانے کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔ صفحات 216

4 تذکرہ اولیائے پاک وہند (2 جلد):

پاک وہند سے متعلق 130 صوفیاء کرام اور اولیائے عظام کے احوال وآثار، مکشوفات وکرامات، تصانیف وخدمات اور ارشادات وتعلیمات کا مستند مجموعہ۔ صفحات 1450۔

5 چشمۂ فیض شیر ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ:

مشہور ولی کامل، شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ کے احوال وآثار، خصوصیات وخدمات، کشف وکرامات، تبلیغی مساعی وتبرکات اور ارشادات وتعلیمات کا پہلا جامع ومستند تذکرہ۔ صفحات 472۔ ادارہ علم وادب والٹن روڈ لاہور نے شائع کی۔

6 تذکرہ امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ:

مجدد عصر، قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے احوال وآثار، تبلیغی مساعی وخدمات، دینی وسیاسی کارناموں، ارشادات وتعلیمات اور تقریرات کا ایمان افروز مجموعہ۔ صفحات 448۔

7 تذکرہ حضرت شیر ربانی شرقپوری اور ان کے خلفاء رحمہم اللہ تعالیٰ:

ولی کامل حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے مشہور خلفاء کرام کے حالات وخدمات اور تعلیمات کا پہلا جامع، مفصل اور مستند تذکرہ۔ صفحات 544۔

برکت دی تمنا اے رہوے آکے مدینے وچ
ہاں ہوویں طیبہ دے کتیاں دے پیراں چہ بٹھا دیناں

لازوال پنجابی نعتوں کا مجموعہ
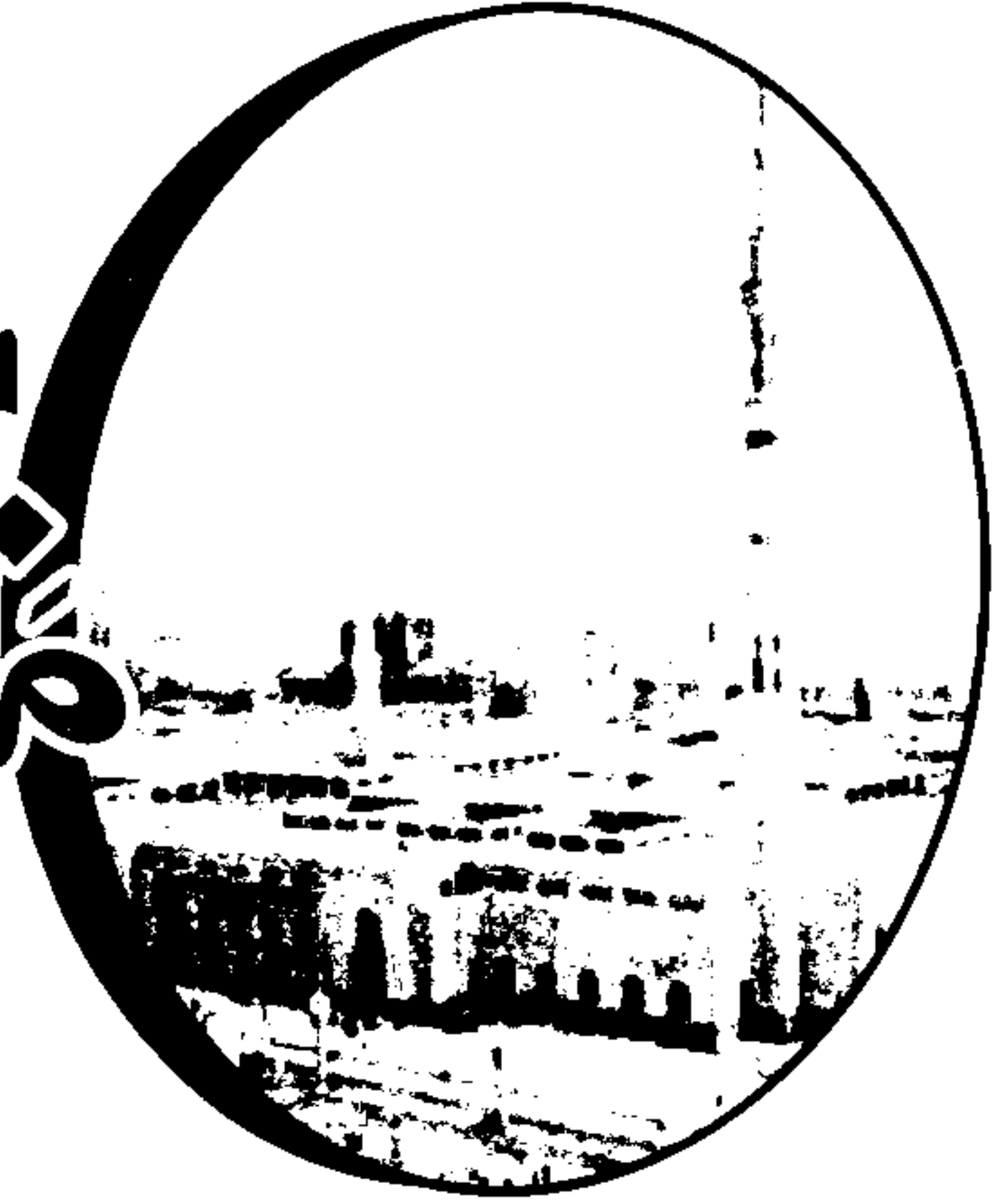
بہاراں گنبد دیاں

مرتب

سمیع اللہ برکت

کرماں والا بک شاپ
دکان نمبر ۵
دربار مارکیٹ
لاهور
Voice: 042-7249515
0300-4306876 0307-4132690

یا رسول اللہ ﷺ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ یا اللہ جل جلالہ

اور علم سکھایا ہم نے اس کو اپنے پاس سے علم

(سورہ کہف : آیت ۶۵)

علم لدنی
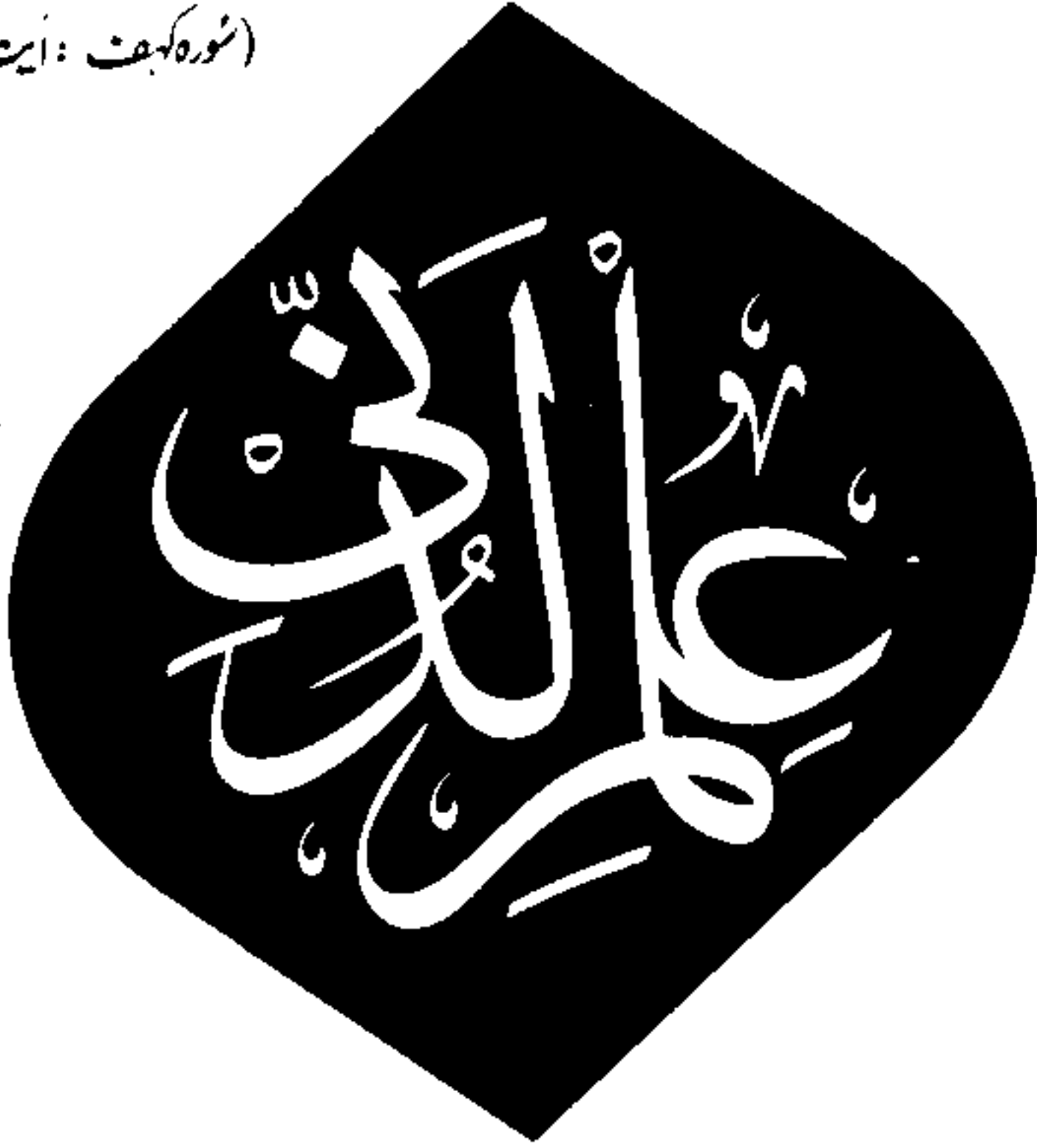
مؤلف

حضرت علامہ پیر سید محمد ریاض الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

کرماں والا بک شاپ

دکان نمبر ۵ دربار مارکیٹ لاہور

Voice: 042-7249515

0300-4306876 0307-4132690

تذکرہ

حضرت شیرِ ربّانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور انکے خلفاء رحمہم اللہ تعالیٰ

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری

حضرت صاحبزادہ محمد مظہر قیوم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری

حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری

حضرت حاجی عبد الرحمن قصوری

حضرت پیر سید محمد ابراہیم شاہ بخاری

حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی

حضرت سید ابوالرضا حامد علی شاہ

حضرت میاں رحمت علی

تحریر و تحقیق:

محمد یٰسین قصوری نقشبندی

کرماں والا بک شاپ

دکان نمبر ۵
دربار مارکیٹ
لاہور

Voice: 042-7249515
0300-4306876 0307-4132690

علمی و تحقیقی دینی و اصلاحی موضوعات پر حکمت و بصیرت اور شعور و آگہی
سے بھرپور ایک سو جید علمائے کرام کے خطابات سے حاصل شدہ ہزاروں

تقریری نکات

مصنف

الحافظ القاری
مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

کرماں والا بک شاپ
دکان نمبر ۵
دربار مارکیٹ
لاہور
Voice: 042-7249515
0300-4306876 0307-4132690